فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رح

جلد چہارم

دیباچہ طبع اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ عربی کی مشہور و مستند تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ذوی السلطان الاکبر تالیف علامہ امام عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کے ترجمہ کی **چوتھی جلد** قدر دانان فن تاریخ کی خدمات میں پیش کیے جانے کا اعزاز حاصل کر رہی جس میں حضرت فاروق اعظمؓ اور عثمان ذی النورینؓ کے عہد خلافت کی عالمگیر فتوحات اور حضرت علیؓ ابن ابیطالب کے دور خلافت کے صحیح صحیح واقعات زمانہ خلافت و تفویض امارت امام ہمام حسنؓ ابن علیؓ تک کے حالات بالتفصیل مندرج ہیں۔ مہما امکن میں نے اس جلد میں بھی تاریخی واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جہاں پر مورخ کتاب موصوف نے ایجاز و اختصار سے کام لیا ہے وہاں پر میں نے اور کتب تواریخ سے اخذ کر کے واقعہ کو بالتفصیل بیان کر دیا ہے تاکہ شائقین فن تاریخ کے ہاتھوں سے دلچسپی نہ جانے پائے اور اس کتاب کے دیکھنے کے بعد ان کو پھر کسی اور اسلامی تاریخ کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہ جائے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو قبولیت عامہ کا خلعت عنایت فرمائے گا اور حوصلہ افزائی کی غرض سے قوم اسکی توقع سے زیادہ قدر کریگی اور اپنے کتب خانوں میں اعزاز و احترام کی الماریوں میں جگہ دے گی۔ وہو الموفق والمعین۔

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ
الہ آباد

سنہ ۱۹۰۱ء
۳۱۔ دسمبر

ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

کتاب ثانی - جلد چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار خلافت سیدنا عمر رضؓ

فتح دمشق

تیئسویں جمادی الثانی ۱۳ھ یوم سہ شنبہ کو بعد وفات ابوبکر صدیق رضؓ خلیفۂ رسول اللہ (صلعم) عمر ابن الخطاب تخت خلافت پر متمکن ہوئے سب سے پہلا کام جو بعد خلافت کے انھوں نے کیا وہ یہ تھا کہ خالد بن الولید کو لشکر اسلام (جو کہ شام میں رومیوں سے جنگ کر رہا تھا) کی سرداری سے معزول کر کے بجائے ان کے ابوعبیدہ بن الجراح کو امیر لشکر مقرر کیا - عمر فاروق کا یہ فرمان مسلمانوں کو یرموک میں اُسوقت پہونچا جسوقت کہ وہ اپنے فریق مخالف سے مصروف جدال و قتال تھے ابوعبید بن الجراح نے مصلحتاً اس خبر کو تا اختتام جنگ چھپا رکھا جسوقت یرموک فتح ہوگیا، رومیوں کو شکست ہوئی اُس وقت یہ خبر ظاہر کی گئی اور اُس وقت سے عساکر اسلامیہ کے سردار ابوعبیدہ مانے گئے۔

ابوعبیدۃ بن الجراح یرموک میں بشیر بن کعب حمیری کو اپنا نائب مقرر کر کے فحل (سرزمین اردن) کی طرف بڑھے اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ ہزیمت خوردہ رومی لشکر فحل میں مجتمع ہو رہا ہے اور یرموک کی لڑائی سے پیشتر رومیوں کا جو لشکر دمشق میں ٹھہرا ہوا ہے وہ ان کی کمک کو

آنے والا ہے ہرقل بادشاہ روم خود بھی حمص میں مقیم ہے۔ ابو عبیدہ بن الجراح نے باستصواب رائے عمر فاروق، اسلامی سواروں کے ایک دستہ کو فحل کے محاصرہ کرنے کو بھیجدیا، بقیہ فوج کے چند حصے کئے، ان میں سے ایک حصہ کو حمص و دمشق کے درمیان میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا، دوسرے حصہ کو مابین دمشق و فلسطین کے مورچہ بندی کا حکم دیکر خود مع خالد بن الولید کے دمشق کیطرف بڑھے، دمشق پر پہنچتے ہی پہلے سے خالد بن الولید نے پورب کی طرف سے خود ابو عبیدہ بن الجراح نے، اُتر کی طرف سے یزید بن ابی سفیان نے اور دکھن کی جانب سے عمرو بن العاص نے محاصرہ[۱] کرلیا۔ دمشق میں ان دنوں رومیوں کا نامی سپہ سالار نسطاس

[۱] فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ سولھویں محرم سنہ ۱۴ھ کو اسلامی لشکر مہم مرج صفر سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف بڑھا اور دمشق پر پہونچنے سے پہلے غوطہ اور اس کے گرجا کو بزور تیغ چھین لیا اہل دمشق نے یہ سنکر شہر پناہ کے دروازوں کو بند کرلیا خالد بن الولید اور ابو عبیدہ اسلامی لشکر لئے ہوئے دمشق پر آ اُترے خالد بن الولید نے باب شرقی کی طرف، عمرو بن العاص نے باب توما کی طرف، شرجیل نے باب فرادیس کی طرف اور ابو عبیدہ نے باب الجابیہ کی طرف محاصرہ ڈالا اور یزید بن ابی سفیان باب صغیر سے باب کیسان تک گھیرے ہوئے تھے جس کلیسہ پر خالد بن الولید آکر اُترے تھے وہ "خالد" کے نام سے موسوم ہوا۔ جو اسقف (مذہبی پیشوا) اس کلیسہ کا حاکم تھا اس نے ایک روز شہر پناہ کی فصیل پر چڑھکر خالد کو بلایا اور تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد کہنے لگا کہ اگر تم مجھ سے مصالحت کرلو اور ایک معاہدہ لکھدو کہ تم ہمارے گرجا اور جان و مال سے متعرض نہ ہوگے تو میں تم کو یہ شہر حوالہ کردونگا اور ایسی تدبیر بتلاؤنگا جس سے تم بآسانی فتح کرلوگے، خالد نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور عہد نامہ لکھکر دیدیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ھذا ما اعطی خالد بن الولید اھل دمشق اذا دخلھا اعطاھم امانا علی انفسھم و اموالھم وکنائسھم وسور مدینتھم لا یسکن ولا یھدم شئ من دورھم لھم بذالک عھد اللہ و ذمۃ رسولہ صلعم والخلفاء والمومنین لا یعرض لھم الا بالخیر اذا اعطوا الجزیۃ

(باقی صفحہ ۳ میں)

بن نسطورس اور اُن کا مذہبی پیشوا ماہان بطریق بطور ایک ذمہ دار حاکم کے موجود تھا۔ اسلامی لشکر کمال ہوشیاری سے ستر راتوں تک اور بعضے کہتے ہیں کہ چھ مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا کبھی منجنیقوں سے اس پر پتھر برساتا تھا اور کبھی کامیابی حاصل کرنے کے جوش میں تیر باری کرتا ہوا حملہ کر دیتا تھا اثناء محاصرہ میں ہرقل نے اہل دمشق کی امداد کو حمص سے ایک کثیر التعداد فوج روانہ کی جس کو ذوالکلاع نے (جو دمشق و حمص کے درمیان میں غالباً اسی خطرہ کی روک تھام کو پڑے ہوئے تھے) دمشق میں داخل نہ ہونے دیا اہل دمشق ہرقل کی امداد سے ناامید ہو گئے اور اسلامی سپہ سالار اور اُس کا جری لشکر دمشق کے محافظین کو اس کی حفاظت سے مجبور دیکھ کر بزور تیغ عجلت کے ساتھ کامیابی حاصل کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایک روز شام کے وقت خالد بن الولید

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲) ترجمہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ حقوق ہیں جو خالد بن الولید نے بوقت فتح دمشق اہل دمشق کو عطا کئے ہیں۔ اہل دمشق کو اُن کی جان و مال کی امان دیجائے گی۔ ان کے کلیسا اور ان کا شہر پناہ محفوظ رکھا جائے گا اُن کے مکانات نہ مسمار کئے جائیں گے اور نہ اس میں کوئی شخص لشکر اسلام کا سکونت اختیار کریگا۔ اللہ تعالےٰ اور اسکا رسول صلعم اس معاہدہ کا ذمہ دار ہے۔ جانشینان رسول اللہ صلعم اور کل مسلمان "اہل دمشق سے بہ حسن سلوک پیش آئینگے بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کئے جائیں) اسقف یہ عہد نامہ لیکر اپنے کلیسا میں چلا گیا، خالدؓ بھی اپنے لشکر میں چلے آئے ایک روز شب کی وقت اسقف کا ایک فرستادہ دوست نے خالدؓ سے آکر یہ بیان کیا کہ "آج اہل دمشق کی عید ہے سب کے سب شراب نوشی میں مصروف اور اپنے کاموں سے غافل ہیں، باب شرقی سنگباری سے کمزور ہو گیا ہے میں سیڑھیاں منگوائے دیتا ہوں تم مسلمانوں کو لیکر قلعہ پر چڑھ جاؤ اور قبضہ کر لو" تھوڑی دیر کے بعد اہل کلیسا میں سے کسی شخص نے دو سیڑھیاں لاکر دیوار سے لگا کر کھڑی کر دیں خالد مع چند مسلمانوں کے شہر پناہ کے فصیل پر چڑھ گئے اور نگہبانوں کو مار کر قلعہ کے دروازہ کو قریب طلوع آفتاب کھول دیا، ابوعبیدہ باب الجابیہ پر جنگ کر رہے تھے چند مسلمان ان کی طرف سے بھی بذریعہ کمند دیوار شہر پناہ پر چڑھ گئے اور قبضہ کر لیا رومی لشکر لڑائی سے جی چرا کر بھاگا ابوعبیدہ مع اپنے لشکر کے باب الجابیہ سے دمشق میں داخل ہو گئے، خالد بن الولید سے مقسلاط میں ملاقات ہوئی بعضوں نے لکھا ہے کہ جس (باقی صفحہ ۴ میں)

دمشق کے محافظوں کو غافل پا کر کمند کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور دو رسیاں لٹکا دیں، قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی انھیں رسیوں کے ذریعہ شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اتنے میں شہر پناہ کے محافظ چونک اٹھے۔ تینوں سردار محافظوں سے لڑتے بھڑتے نیچے اُترے شہر میں ایک ہلڑ سا مچگیا چاروں طرف سے لڑائی شروع ہوگئی ہر چند وہ خالد اور اُن کے ہمراہیوں پر ٹوٹا پڑتا تھا اور یہ تینوں بزرگ اِن لوگوں کو مدافعت کرتے اور اپنے کو اِن کے دار سے بچاتے ہوئے دروازہ کی طرف بڑھے رفتہ رفتہ دروازے کے قریب پہونچ گئے خالد نے بڑھ کر ایک وار سے دو دربانوں کو مار ڈالا قعقاع نے دائیں ہاتھ سے اپنے مقابل کو مار کر بائیں ہاتھ سے دروازہ کھول دیا، دروازہ کھلتے ہی خالد اور ان کے ہمراہیوں نے ایک پُرجوش آواز سے تکبیر کہی جس کی صدا سے کل میدان گونج اٹھا اور ان کے ماتحت لشکریوں نے کامیابی کے جوش مسرت میں تلواریں کھینچکر حملہ کردیا سرداران اہل دمشق نے اِس فوری تغیر سے گھبرا کر اپنی طرف کے فریق محاصر سے صلح کی درخواست کی ان لوگوں نے صلح کرلی چنانچہ بمصالحت اپنی اپنی سمت سے شہر میں داخل ہوئے۔ صرف خالد بن الولیـد کہ یہ بزور تیغ اپنی جانب سے داخل ہوئے تھے لیکن چونکہ دوسرے امراء اسلام بمصالحت داخل ہوئے تھے اِس وجہ سے خالد بھی شریک مصالحت سمجھے گئے۔

واقعہ فحل وبیسان

سیف نے لکھا ہے کہ جب عمر فاروق کو اس فتح کی خبر بھیجی گئی تو انھوں نے لشکر عراق کو عراق کی جانب واپس کرنے کو لکھ بھیجا چنانچہ ابو عبیدۃ بن الجراح نے لشکر عراق پر ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کرکے عراق کی طرف روانہ کیا اور

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳) وقت اسقف نے اس امر کا یقین کرلیا کہ ابو عبیدۃ دمشق پر بزور تیغ قبضہ کرلینگے۔ اسوقت اس نے خالد سے صلح کرکے باب شرقی کھول دیا اور خالد کا عہد نامہ لئے ہوئے باہر نکل آیا بعض سرداران لشکر نے کہا کہ خالد امیر نہیں ہیں ان کا لکھا ہوا صلحنامہ ناجائز ہے ہم اس کے پابند نہ ہوں گے" ابو عبیدۃ نے جواب دیا "نہیں! جب عام مسلمان اس کے مجاز ہیں تو خالد بدرجہ اولیٰ مجاز ہیں۔ (باقی صفحہ ۵ میں)

دمشق میں یزید بن ابی سفیانؓ کو امیر مقرر کر کے فحل کی طرف بڑھے۔ یزید بن ابی سفیانؓ نے دحیہ کلبی کو تدمر کی طرف اور ابوالازہر قشیری کو حوران وثنیہ کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے بصلح وامان ان مقامات پر قبضہ کر لیا۔ یہی اس کے حاکم مقرر کئے گئے۔

مہم فحل میں ابوعبیدہؓ نے خالد کو مقدمۃ الجیش پر، قلب لشکر پر شرحبیل بن حسنہ کو، میمنہ پر عمرو بن العاص کو، سواروں پر ضرار بن الازور کو اور پیادوں پر عیاض بن غنم کو مقرر کیا خود میسرہ میں رہے، رومیوں نے رات کے وقت جس وقت اس کی نصف اوّل گذر چکی تھی اسلامی لشکر پر حملہ کیا۔ شرحبیلؓ بن حسنہ مقابل ہوئے۔ لڑائی کا شور وغل سن کر دیگر سرداران لشکر اسلام بھی اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے میدان میں آ گئے (کئی روز تک متواتر رات سے دن تک اور دن سے رات تک لڑائی ہوتی رہی رومیوں کا نامی سردار سقلا بن مخراق اور کئی نامی نامی سپہ سالار معہ اسی ہزار رومیوں کے مارے گئے۔ بیشمار مال غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آیا)

بعد اس کے اسلامی لشکر بیسان گیا اور اس کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ جب بیسان کی حفاظت کرنے والے اپنی اپنی جانیں بیسان پر فدا کر کے کامیابی کی اُمید میں ناکامی کے ساتھ خاک وخون پر سو گئے اور اہل بیسان نے مجبور ہو کر صلح کر لی تو اہل طبریہ سے بھی (جن کا ابوالاعور سلمی محاصرہ کئے ہوئے تھے) صلح ہو گئی پس اردن کی کامل فتح صلح سے ہوئی اور مسلمانوں نے اپنا لشکر اس کے شہروں اور قصبات میں انتظام کی غرض سے ٹھہرا دیا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴) میں اسکو جائز رکھتا ہوں یہ کہہ کر ابوعبیدہ دمشق میں داخل ہوئے اور اس اعتبار سے گویا کل دمشق بصلح فتح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

لے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یزید بن ابی سفیان نے اپنے زمانہ حکومت دمشق میں اس کے ساحلی مقامات صیدا، عرقہ، جبیل اور بیروت کو فتح کیا تھا اور وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلاوطن کر دیا تھا ان کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر معاویہ افسر تھے انھوں نے عرقہ اکیلے فتح کیا ہے۔

اور اس فتحیابی سے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو حاصل ہوئی عمر فاروق کو مطلع کیا۔

واقدی کا یہ خیال ہے کہ جنگ یرموک ۱۵؁ ہجری میں ہوئی تھی، ہرقل انطاکیہ سے بھاگ کر رہوک میں پہونچا تھا اور وہاں سے قسطنطنیہ گیا تھا، یرموک آخری لڑائی ہے اور ہم نے بروایت سیف لکھا ہے کہ واقعہ یرموک ۱۳؁ ہجری میں ہوا ہے اور وفات ابوبکر صدیق کی خبر لشکر اسلام میں اس روز پہونچی ہے جس دن رومی لشکر کو شکست ہوئی تھی لشکر اسلام بعد واقعہ یرموک دمشق کیطرف بڑھا تھا اور اسکو فتح کیا تھا بعد اسکے واقعہ فحل پھر اور لڑائیاں ہرقل کے بھاگنے سے پہلے ہوئیں ہیں واللہ اعلم۔

عراق واپسی حج کے بعد خالد بن الولید کو صدیق اکبرؓ کا نامہ نامی اس مضمون کا ملا کہ "تم امیر لشکر ہو، نصف آدمیوں کو لیکر شام کیطرف چلے جاؤ اور بقیہ نصف کو عراق میں مثنیٰ بن حارثہ کے پاس چھوڑ جاؤ" چنانچہ خالد بن الولید اس حکم کے مطابق شام کیطرف روانہ ہوئے اور مثنیٰ بن حارثہ، حیرہ میں قیام کر کے لشکر مرتب کرنے لگے بعد اسکے اہل فارس نے اپنی سقیم حالت کو درست کیا شہریزان ابن اردشیر بن شہریار بن سابور کو ۱۳؁ ہجری میں عنان حکومت سپرد کی اس نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے ساتھ حیرہ کی طرف ہرمز کو مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس کے ہمراہ دس ہزار فوج تھی، مثنیٰ بن حارثہ نے حیرہ سے نکلکر بابل میں مورچہ قایم کیا یہیں فریقین سے لڑائی ہوئی

ل شہریزان نے قبل روانگی ہرمز، مثنیٰ کو اس مضمون کا خط لکھا "میں نے تمہارے طرف وحشیان فارس کا ایک لشکر عظیم بھیجا ہے جو درحقیقت مرغیوں اور سور کے چرواہے ہیں اور میں تمہارے مقابلہ پر سوائے ان لوگوں کے اور کسی کو نہیں روانہ کر سکتا" مثنیٰ رضہ نے جواب میں لکھا "تو اپنے اس دعوی میں اگر سچا اور حد سے متجاوز ہے تو یہ تیرے لئے نقصان رساں ہے اور ہمارے لئے بہتر ہے اور اگر جھوٹا ہے تو جھوٹوں کی برائی اس کے زیادہ کیا ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آدمیوں کے نزدیک رسوا ہوں گے، ہم کو تیری دھمکی سے ذرا بھی خوف نہیں ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہارے مکر و فریب کو مرغیوں اور سور کے چرواہوں تک محدود کر دیا"، شہریزان اور اسکے ارکین دولت اس مضمون کو دیکھکر دنگ ہو گئے جھلاکر ہرمز کو دس ہزار لشکر اور ایک سو ہاتھیوں کیساتھ مسلمانوں کے مقابلہ پر روانہ کیا

لڑائی کا عنوان نہایت سخت وخطرناک تھا اہل فارس کے لشکر میں ایک تعداد کثیر ہاتھیوں کا سب سے آگے رکھا جاتا تھا گویا یہ وہی یا دمدمہ تھا جس کے آڑ سے مسلمانوں پر حملہ کرتے تھے مثنیٰ بن حارثہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر لوگوں کو للکارا اور خود تلوار کھینچ کر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھیوں کے رخ سے ذرا مڑ کر لشکر فارس کی طرف بڑھے اور نہایت تیزی سے اس طرح لشکر فارس پر جا پڑے کہ ان کو اپنے سنبھلنے اور بچانے تک کی مہلت نہ دی اہل فارس اس اچانک حملہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے اسلامی لشکر ان کو قتل وقید کرتا ہوا ان کے تعاقب میں اطراف مداین تک چلا گیا۔

اس لڑائی سے کل ملک عراق باستثنا دجلہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اس کے بعد شہر براز مرگیا اہل فارس میں بادشاہ بنانے کے بابت پھر اختلاف پڑ گیا بعد چندے انھوں نے ارزمیدخت بنت کسریٰ کی بادشاہی پر اتفاق کیا۔ لیکن رسم تخت نشینی کے بعد ہی تخت سے اُتار دی گئی سابور بن شہر براز تخت نشین ہوا فرخزاد بن بندوان کو قلمدان وزارت حوالہ کیا، ارزمیدخت سے شادی کر لی۔ ارزمیدخت کو یہ فعل ناگوار گزرا، فوراً سیاوخش کو لکھ بھیجا جو اہل فارس کے نامی سپہ سالاروں سے تھا سیاوخش ایک فوج لئے ہوئے عین شب عروسی میں آپہونچا اور فرخ زاد کو مع اُس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا بعد ازاں سابور کا محاصرہ کرکے اس کو بھی گرفتار کرکے مار ڈالا اور ارزمیدخت کو دوبارہ تخت حکومت پر بٹھایا۔

آل کسریٰ اِن طوائف الملوکی میں مصروف اور ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے کہ صدیق اکبرؓ کا زمانہ خلافت منقضی ہوگیا اور جب مثنیٰ کو صدیق اکبرؓ کا کوئی حال نہ معلوم ہوا تو انھوں نے مسلمانوں پر بشیر بن الخصاصیہ کو بطور نائب کے مقرر کرکے مدینہ کا قصد کیا اس غرض سے کہ خلافت مآب کو اہل فارس کے حال سے آگاہ کرکے ملک فارس پر حملہ کرنے کی اُن سے اجازت اور امداد حاصل کریں مدینہ میں مثنیٰ کے پہونچنے سے پہلے صدیق اکبرؓ نے عنان خلافت عمرؓ کو سپرد کر دی تھی لیکن جب ان کو اُس کی اطلاع دی گئی تو انھوں نے

عمر فاروقؓ کو یہ وصیت[1] کی کہ تم کل نہ سب سے پہلے یہ کام کرنا کہ مجاہدوں کو مثنیٰ کے ہمراہ عراق کی طرف روانہ کرنا اور خالدؓ کے لشکر کو شام سے عراق کی طرف واپس جانے کا حکم دینا صدیق اکبر یہ کہہ کر اُسی رات کو انتقال کر گئے اور عمر فاروق نے حسب وصیت اُن کے احکام نافذ کر دئے۔ عمر فاروق اکثر کہا کرتے تھے "اللہ ابوبکر پر رحم کرے انھوں نے خالدؓ کی امارت کی پردہ پوشی کی کیونکہ وہ مجھ کو خالدؓ کے ہمراہیوں کو عراق واپس بھیجنے کا بوقت وفات حکم دے گئے اور اُن کا کچھ ذکر نہ کیا"۔

عمر فاروق بیعت خلافت لینے کے بعد لوگوں کو جہاد عراق پر مثنیٰ بن حارثہ کے ساتھ جانے کی تحریک کرنے لگے اور مہاجرین و انصار کو جمع کر کے برابر کہتے رہے "کہاں ہیں مہاجرین جنھوں نے اپنے نبیؐ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور جن سے اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے چلیں اُس سرزمین

---

[1] ابن اثیر نے تاریخ کامل میں اس وصیت کو ان لفظوں سے کہا ہے انی لارجوان اموت یومی ھذا فاذا مت فلا تمسین حتی تندب الناس مع المثنیٰ ولا تشغلنکم مصیبۃ عن امر دینکم ووصیۃ ربکم فقد رایتنی متوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما صنعت وما اصیب الخلق بمثلہ واذا فتح اللہ علی اھل الشام فاردد اھل العراق الی العراق فانھم اھلہ وولاۃ امرہ واھل الجراءۃ علیھم (ترجمہ) مجھے اُمید ہے کہ میں آج ہی مرجاؤں گا پس جب میں مرجاؤں تو تم کل کا دن گذرنے نہ پانا تا آنکہ مثنیٰؓ کے ساتھ لوگوں کو لڑائی پر نہ بھیج دو دیکھو کوئی مصیبت تم کو تمہارے دینی کام اور تمہارے رب کے حکم سے غافل نہ کر دے بیشک تم نے بوقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے کہ اُس وقت میں نے کیا کیا ہے اور کسی شخص کو دنیا میں ایسی مصیبت نہیں پہنچی اور جب اہل شام پر فتح نصیب ہو تو اہل عراق کو عراق کیطرف بھیج دینا کیونکہ اہل عراق اسکی سرداری کے اہل اور وہاں کے کاموں کے متولی ہیں اور اُن پر اُنکو جرأت حاصل ہے اس وصیت سے با دنےٰ غور بشرطیکہ انصاف سے ہو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت دنیا کی غرض سے نہ تھی ورنہ وہ مرتے وقت اپنی بیوی بچوں کے حق میں وصیت کر جاتے یا اپنے لڑکے کو اپنا ولیعہد خلافت بنا دیتے۔

کی طرف جس کے وارث بنانے کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں وعدہ کیا ہے اور یہ ارشاد کیا ہے کہ "بے شک اُس کو کل دینوں پر غالب کرے گا پس اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ظاہر کرنے والا ہے اور اس کی مدد کرنے والوں کو عزت و فتح دینے والا ہے اور مختلف ممالک کا اُن کو وارث و مالک بنانے والا ہے۔ کہاں ہیں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے! کہاں ہیں انصار! جنھوں نے اپنے نبیؐ کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور اس کی اور اس کے دین کی مدد کی اور آپکے ساتھ رہے اور اُس کے ساتھ کفار سے لڑتے رہے، اُس ملک کی طرف چلیں جس کی فتح کی رسول اللہ صلعم نے بشارت دی ہے اور وہ کام کریں جس سے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ان الفاظ سے خوشنودی ظاہر کرتا ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص (بیشک اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگوں کو جو اُس کی راہ میں صف کی صف لڑتے ہیں ایسا کہ گویا وہ گچ کی ہوئی دیوار ہیں) اور پھر اُس کے ساتھ واخریٰ تحبونھا نصر من اللہ فتح قریب بھی فرمایا ہے۔ چلو! چلو!! اللہ کے نیک بندو چلو!!!" تین روز تک مہاجرین و انصار کے مجمع میں فاروق اعظم اسی طرح سے جہاد عراق کی تحریک کرتے رہے لیکن کسی نے کچھ جواب نہ دیا چوتھے روز ابو عبید بن مسعود ثقفی نے جہاد عراق کا بیڑہ اٹھایا بعد ان کے سعد بن عبید انصاری پھر سلیط[1] ابن قیس نے پھر اور بہت سے مجاہدین

---

[1] سلیط بن قیس اُن لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے کسی نے ابو عبید کی سرداری پر اعتراض کیا تھا کہ اس لشکر پر ان لوگوں میں سے کسی کو سردار بناؤ جو سابقین اولین میں سے ہو خواہ وہ مہاجرین سے ہو یا انصار سے، فاروق اعظم نے کہا واللہ میں ایسا نہ کروں گا اللہ تعالیٰ نے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے اُن کے درجات بلند فرمائے ہیں اور یہ اُن کے لئے کافی ہے، اگر میں ایسا کروں گا تو اوروں کو شاق گذرے گا میں بیشک اُس کو سردار مقرر کروں گا جس نے سب سے پہلے جہاد عراق کی تحریک پر لبیک کہا ہے" بظاہر اس روایت میں اور جو روایت علامہ ابن خلدون نے کی ہے اس میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن جس وقت یہ روایت روایت سابقہ کا تتمہ بنادی جائے گی تو اختلاف باقی نہ رہ جائے گا کما لا یخفیٰ!

جہاد عراق پر آمادہ ہو گئے، فاروق اعظم نے اس صلہ میں کہ ابوعبید بن مسعود نے جہاد عراق پر آمادگی سب سے پہلے ظاہر کی تھی مجاہدین عراق کا امیر مقرر کیا اور روانگی کے وقت یہ ہدایت کی "دیکھو رسول اللہ صلعم کے اصحاب کے مشوروں کو غور سے سننا اور ہر کام میں اُن کے شکر گذار رہنا خود رائی نہ کرنا کیونکہ یہ لڑائی ہے اور لڑائی کی صلاحیت اُسی شخص میں ہوتی ہے جو سوچ سمجھ کے کام کرتا ہو، مزاج میں عجلت نہ ہو وقت و موقع پہچانتا ہو، مجھ کو سلیط کی سرداری سے کسی چیز نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ اس کے مزاج میں عجلت و تیزی ہے اور لڑائی میں عجلت کرنا باعث نقصان ہے واللہ اگر اس کے مزاج میں عجلت نہ ہوتی تو میں اُسی کو امیر لشکر مقرر کرتا" یہ پہلا لشکر تھا جس کو فاروق اعظم نے بہ سرداری ابوعبید بن مسعود بغرض جہاد روانہ کیا پھر بعد ان کے یعلی بن امیہ کو یمن کی طرف بھیجا اور اُن کو حسب وصیت رسول اللہ صلعم، اہل نجران کو جلا وطن کر دینے کا حکم دیا اور اُن سے یہ کہہ دیا کہ اہل نجران سے کہہ دینا کہ "ہم تم کو اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کے حکم سے جلا وطن کرتے ہیں اور وہ حکم یہ ہے کہ سرزمین عرب میں دو دین نہیں رکھے جائیں گے اور ہم تم کو تمہارے رہنے کے لئے تمہارے ملک کی طرح دوسرا ملک بہ نظر ایفاء ذمہ دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔"

جنگ نمارق الغرض ابوعبید ثقفی عراق کی طرف روانہ ہوئے، مثنی بن حارثہ، سعد بن عبید اور سلیط بن قیس ہمراہ تھے۔ فارس میں واقعہ قتل فرخ زاد کے بعد آرزمیدخت نے دوبارہ عنان حکومت و سلطنت اپنے ہاتھ میں لی تھی حکمرانی کر رہی تھی بوران نے رستم والی خراسان کو آرزمیدخت پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا اور اس کے برخلاف اُس کو اُبھار دیا، رستم ایک فوج کثیر لئے ہوئے مداین آپہونچا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا، سیاوخش کو قتل کر کے آرزمیدخت کی آنکھیں نکلوالیں اور بجائے اسکے بوران کو تخت حکومت پر بٹھایا، مرزبانان فارس اُس کی حکومت سے بہت خوش ہوئے اور

نہایت خوشی سے اس کی اطاعت کو اپنے فخر و عزت کا ذریعہ سمجھا ابو عبید کے پہونچنے سے پہلے
پوران کو ایک گونہ مستقل اور قابل اطمینان حکومت فارس میں حاصل ہو گئی ان واقعات کے بعد
مثنیٰ اور بعد ایک ماہ کے ابو عبید اپنا اپنا جری لشکر لئے ہوئے حیرہ میں پہونچ گئے رستم
نے سواد کے دہقانوں کو مسلمانوں سے لڑنے کو لکھا اور ہر طرف ایک ایک کارآزمودہ سپہ سالار
روانہ کیا چنانچہ فرات کی طرف جابان کو، کسکر کی جانب نرسی کو اور کثیر التعداد فوج کو مثنیٰ کے
مقابلہ پر بھیجا اور سبھوں کو ایک دن اور ایک معین وقت پر نشیبی فرات میں جمع ہونے کا حکم
دیا مثنیٰ نے حیرہ سے نکلکر خفان میں قیام کیا، ابو عبید، مثنیٰ کو فوج سواران پر مقرر کرکے جابان
سے بھڑ گئے جو ایک فوج کثیر لئے ہوئے نمارق میں ٹھہرا ہوا تھا اہل فارس کچھ عرصہ تک تو
قدم جمائے لڑتے رہے لیکن جب مسلمانوں کے نامی سردار ابو عبید نے اللہ اکبر کہہ کر
قدم آگے بڑھایا اور مسلمانوں کا جری لشکر بھی اللہ اکبر کہتا ہوا لشکر فارس کی طرف بڑھا اُس
وقت اہل فارس کا لشکر حواس باختہ ہو کر بھاگ نکلا ان کی فوج غیر مرتب ہو گئی ایک دوسرے
پر گرتے پڑتے میدان جنگ سے بھاگے ایک سخت خونریز جنگ کے بعد جابان کو مطر بن فضہ تیمی نے
اور مردانشاہ کو (جو لشکر فارس کے میمنہ کا افسر تھا) اکتل بن شماخ عکلی نے گرفتار کر لیا اکتل نے تو
مردانشاہ کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا اور جابان نے مطر کو دھوکا دیا[1] امن حاصل کرکے نکل کھڑا
ہوا مسلمانوں میں سے اس کو پھر کسی شخص نے گرفتار کر لیا اور ابو عبید کے پاس لایا۔ ابو عبید
نے اس کے قتل کا حکم دیدیا لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مطر نے اس کو امن دیا ہے تو یہ کہکر
چھوڑ دیا کہ کل مسلمان مثل ایک جسم کے ہیں پس جب ان میں سے کسی نے ایک بات کو
اختیار کر لیا تو سب نے گویا اس کو اختیار کر لیا۔ جابان رہا ہونے کے بعد اپنی گروہ میں جاملا

[1] جابان نے گرفتار ہونے کے بعد کہا کہ تم مجھ کو گرفتار کرکے کیا کرو گے تم مجھے چھوڑ دو، میں تم کو دو غلام نہایت
حسین و قیمتی دوں گا مطر نے نادانستگی میں اُس کو چھوڑ دیا مگر اس کمبخت نے ایفا نہ کیا۔

اور ابو عبید نے ان کے تعاقب میں لشکر روانہ کیا تا آنکہ اس ہزیمت خوردہ لشکر فارس نے کسکر میں جا کر دم لیا جہاں پر نرسی ٹھہرا ہوا تھا۔

جنگ کسکر

نرسی۔ کسرائے فارس کا خالہ زاد بھائی تھا اس کے ساتھ تیس ہزار فوج تھی میمنہ و میسرہ پر نفدویہ اور شیرویہ پسران بسطام کسرائے فارس کے ماموں زاد بھائی تھے جس وقت بوران اور رستم کو جابان کی ہزیمت کی خبر پہونچی اور یہ معلوم ہوا کہ منہزم گروہ کسکر میں نرسی کے پاس آگیا ہے اُس وقت اُنھوں نے ایک اور فوج عظیم نرسی کی مدد کو بسرگروہی جالینوس روانہ کیا لیکن اسلامی لشکر اور اس کے سردار نے جو نمارق سے ان کا تعاقب کئے آرہا تھا اس لشکر کے پہونچنے سے پہلے لیلی کسکر مقام سقاطیہ میں لڑائی شروع کردی تھی ابو عبید قلب میں تھے، سعد و سلیط میمنہ و میسرہ اور مقدمۃ الجیش میں مثنی تھے نرسی نے مسلمانوں کے میسرہ پر اور نفدویہ و شیرویہ نے قلب و میمنہ پر حملہ کیا مثنی نے لڑائی کو طول کھینچتے ہوئے دیکھکر چار کوس کا چکر کاٹکر نرسی پر پیچھے سے حملہ کردیا نرسی نے اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جوں ہی پیچھے مڑ کر دیکھا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو مثنی کے مقابلہ کے لئے علیحدہ کردیا سعد فوراً اللہ اکبر کہہ کر نہایت تیزی سے معہ اپنے ہمراہیوں کے نرسی کے سر پر جا پہونچے دست بدست لڑائی ہونے لگی تلواریں نیام سے نکل پڑیں ابو عبید نے بھی باواز بلند تکبیر کہی ان کے تکبیر کی آواز سنکر کل اسلامی لشکر ایک پرجوش آواز سے اللہ اکبر کہہ اٹھا جس سے میدان جنگ گونج اٹھا، فریق مخالف کے پاؤں اکھڑ گئے اس وجہ سے کہ ان کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ جب مسلمانوں کی فتح ہوتی ہے اسوقت یہ لوگ اللہ اکبر کہتے ہیں، نرسی کے بھاگنے کے بعد اسلامی لشکر کے ایک حصہ نے بسرگروہی مثنی و عاصم تعاقب کیا، دوسرے حصہ نے ان کے لشکریوں کو قتل و قید، ان کے خیموں اور بازاروں کو لوٹنا شروع کردیا تھوڑی دیر کے بعد کسکر اور سقاطیہ اہل فارس سے خالی ہوگیا اسلامی سرداروں نے ان قصبات اور شہروں کو جن کے رہنے والوں نے اسلام لانے یا جزیہ دینے سے انکار کیا ویران و خراب کرڈالا اور ان کے لڑکوں اور عورتوں کو گرفتار کرلیا

اور اہل سواد پر جزیہ قایم کر دیا، ابو عبیدہ نے مال غنیمت[۱] سے خمس معہ نامہ بشارت فتح فاروق اعظم کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا اور جالینوس سے لڑنے کو بڑھے[۲]۔

جنگ جالینوس

یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جالینوس کو رستم و بوران نے نرسی کی مدد کو روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہونچنے سے پہلے ابو عبیدہ نے لڑائی چھیڑ دی تھی جس کا نتیجہ اہل فارس کے خلاف ہوا اور اسلامی لشکر کامیابی کے ساتھ ان کے شہروں، خیموں اور مال و اسباب پر قابض ہو گیا اس کے بعد جالینوس پہونچا اور مقام باقیشا (سرزمین باردسما) میں قیام کیا ابو عبیدہ نے سقاطیہ سے نکلکر باقیشا میں جالینوس کا مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں اس کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ جالینوس کی ہزیمت کے بعد ابو عبیدہ نے تقریباً کل اطراف سواد پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں پر جزیہ قایم کر کے حیرہ واپس آئے حالانکہ فاروق اعظم نے روانگی کے وقت سمجھایا تھا کہ اے ابو عبیدہ! تم کر و فریب

---

[۱] اور مورخوں نے لکھا ہے کہ اہل فارس اس قدر حواس باختہ ہو کر بھاگے تھے کہ دسترخوان پر نفیس نفیس کھانے چنے کے چنے رہ گئے اور چولھوں پر ہانڈیاں چڑھی رہ گئیں مسلمانوں نے سب کو لوٹ لیا منجملہ اور میوہ جات کے نرسی بھی تھا جو ایک اعلیٰ درجہ کا کھجور ہوتا ہے مسلمانوں نے خوب سیر ہو کر کھایا، ابو عبیدہ نے خمس کے ساتھ نرسی کو بھی روانہ کیا اور یہ لکھا کہ "ہم کو اللہ جلشانہ نے عمدہ اور نفیس کھانے کھلوائے جن کو اکاسرہ اپنی حفاظت میں رکھے تھے ہم کو یہ پسند آیا کہ ہم اس کو تمہارے پاس بھی بھیجدیں تاکہ تم بھی اللہ تعالیٰ کے انعام و افضال کا شکریہ ادا کرو"۔

[۲] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد ابو عبیدہ نے مثنیٰ کو باردسما کی طرف اور عاصم کو نہر جور کیطرف اور سلیط کو زوابی اور اہل اندرود وغیرہ کی طرف روانہ کیا، ان لوگوں نے جو وہاں مجتمع تھے ان کو بھگا دیا وہاں کے رہنے والوں نے مجبور ہو کر جزیہ دے کر صلح کر لی اور فرخ و فراوندار ابو عبیدہ کے پاس آئے نذرانہ میں قیمتی قیمتی مال و اسباب اور نفیس نفیس میوے پیش کئے غرضکہ اس طرح سے کل اطراف سواد فتح ہو گیا اس کے بعد جنگ جالینوس ہوئی۔

خیانت اور بد باطنی کے سرزمین پر جاتے ہو تم ایسی قوم پر بھیجے جاتے ہو جو شر کرنے پر جری ہو گئی ہے اور نیکی کو بھلا دیا ہے پس تم ان کو نیکی کی تعلیم کرنا اور دیکھتے رہنا کہ وہ کس انداز پر چلتی ہے اور اپنی زبان کو اپنے قابو میں رکھنا اور اپنے راز کو چھپانا کیونکہ اہل راز جب تک اس کو چھپائے رکھے گا ایسے امور سے محفوظ رہیگا جن کو وہ برا جانتا ہے اور جب اس نے افشا کر دیا تو نقصان میں پڑ جائے گا۔"

جنگ قس ناطف جالینوس شکست کھا کر معہ اپنے ہزیمت خوردہ لشکر کے مداین میں رستم کے پاس پہونچا، رستم غصہ سے کانپ اٹھا حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا "اہل عجم سے کون شخص عرب سے لڑ سکتا ہے لوگوں نے جواب دیا "بہمن جادویہ ذوالحاجب" رستم نے بہمن جادویہ کو تیس ہزار فوج اور تین سو ہاتھی کے ساتھ حیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس کی کمک پر جالینوس کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ "اگر اس مرتبہ جالینوس میدان جنگ سے بھاگے تو ضرور اس کی گردن مار دینا" اس لشکر میں درفش کاویانی (کسرائے کا علم) بھی تھا جس کا طول بارہ گز اور عرض آٹھ گز اور نمر[۱] کی کھال کا بنا ہوا تھا۔ بہمن جادویہ مداین سے حیرہ کی طرف آتے ہوئے جتنے قصبات اور شہر پڑے وہاں سے بھی آدمیوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے قس ناطف میں آٹھہرا۔ ابو عبید یہ سن کر کسکر سے مروحہ میں آگئے لیکن فریقین دریائے فرات درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے چندے لڑائی سے رکے رہے تاآنکہ فریقین کی رائے سے فرات پر ایک پل تیار کیا گیا یہ پل ابن صلوبا نے بنایا تھا

[۱] نمر بفتح نون وکسرہ میم یا اسکان میم) ایک درندہ ہے جو صورتاً شیر کے مشابہ ہوتا ہے مگر اس سے قد میں چھوٹا اور خباثت وجرأت میں بڑا ہوتا ہے اس کی جلد پر سفید وسیاہ نقطے ہوتے ہیں۔ ملوک فارس کا قاعدہ تھا کہ جب کسی کے قتل کا ارادہ کرتے تھے تو اس کو اس کی کھال پہنا دیتے تھے گویا یہ اُن کے غضب کے اظہار کا طریقہ تھا۔

پل بننے کے بعد بہمن جادویہ نے ابو عبید سے کہلا بھیجا "تم عبور کر کے ہمارے طرف آؤ گے یا ہم کو عبور کرنے کی اجازت دو گے" ابو عبید کی رائے تھی کہ لشکر اسلام دریا عبور کر کے فریق مخالف سے ہم نبرد ہو، سرداران لشکر جس میں سلیط بھی تھے اس رائے کے خلاف تھے۔ ابو عبید نے ان لوگوں کی کچھ نہ سنی اور دریائے فرات عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر جا پڑے تھوڑے عرصہ میں سرزمین قس ناطف سوار، پیادوں اور لڑنے والوں سے بھر گئی تل رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی فریقین نے ترتیب صفوف کے بعد لڑائی کا بازار گرم کیا اہل فارس نے اپنے لشکر کے آگے ہاتھیوں کو رکھا فارس کے تیر اندازوں نے تیر باری شروع کر دی اسلامی سواروں نے حملہ کرنے کا قصد کیا لیکن ان کے گھوڑے کالی کالی پہاڑیوں کو نقل و حرکت کرتے ہوئے دیکھ کر بدک کر بھاگے کیونکہ اس سے پیشتر انھوں نے کبھی ہاتھی کی صورت و شکل نہ دیکھی تھی علاوہ اس کے ایرانی لشکر کے ساتھ دف، بانسری اور جھانجھ وغیرہ بھی تھی جس کو وہ بوقت جنگ بجاتے جاتے تھے ابو عبید نے یہ رنگ دیکھ کر پیادہ پا ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود پیادہ پا ہو کر تکبیر کہتے ہوئے آگے بڑھے اہل فارس کے تیر اندازوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن ان کے جوش اسلام و شوق شہادت نے نہایت تیزی کے ساتھ ان کے صفوف تک پہونچا دیا لشکر فارس سے دست بدست لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر تک لڑائی کا یہ رنگ قائم رہا بعد چند ساعت کے جب بہمن نے اپنے گروہ کو منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو بڑھانے کا حکم دیا ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں غیر مرتب ہو گئیں، پریشان ہو ہو کر ادھر ادھر ہو کر ہٹنے لگے ابو عبید نے چلا کر کہا "اے اللہ کے بندو تم لوگ ہاتھیوں پر کیوں حملہ نہیں کرتے؟ چلو بڑھ کر ان کے خرطوم (سونڈ) کو ایک وار سے کاٹ ڈالو کیا تمہاری تلواروں میں زنگ لگ گیا ہے؟ کیا تم دشمنان اسلام کو ان نلپاک جانوروں کی وجہ سے چھوڑ دو گے؟ نہیں! نہیں!! کیا وہ لوگ آدمی نہیں ہیں جنھوں نے اس کو اپنے قابو میں رکھا ہے؟ کیا وہ تمہارے طرح آدمی نہیں ہیں جن کے حکم سے

یہ چلتا اور حرکت کرتا ہے بڑھو اور بڑھ کر اس کی سونڈ کو تلوار کی ایک وار سے کاٹ ڈالو' ابو عبید یہ کہکر آگے بڑھے، لپک کر ایک ہاتھی پر تلوار چلائی، پہلے ہی وار میں اس کا سونڈ کاٹ ڈالا ہاتھی سوار نے نیزہ کا وار کیا ابو عبید نے خالی دے کر دوسرے وار میں ہاتھی کے اگلے دونوں پاؤں اڑا دیئے ہاتھی زمین پر گر پڑا اور اس کا سوار ابو عبید کی تلوار کے سایہ میں موت کی نیند میں سو گیا ابو عبید کی یہ تیزی اور دلاوری دیکھکر اور اسلامی دلاوروں نے بھی تیزی و مردانگی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سونڈ اور پاؤں کاٹ کاٹ کر ان کے سواروں کو خاک و خون کے بچھونے پر سلا دیا، اتفاق سے ابو عبید ایک ہاتھی کے سامنے پڑ گئے اُس نے ان کے پکڑنے کا قصد کیا اور انھوں نے اپنے کو بچا کر اس کے سونڈ پر وار کیا سونڈ تو کٹ کر زمین پر آ رہا لیکن یہ بھی جانبر نہ ہوئے ہاتھی نے ان پر اپنا ایک پاؤں رکھ دیا جس سے یہ دب کر شہید ہو گئے ان کی شہادت کے بعد پے در پے سات آدمیوں نے لوائے اسلام سنبھالا اور لڑ کر شہید ہوئے آٹھویں شخص مثنی تھے جنھوں نے لوائے اسلام کو لے کر دوبارہ ایک پرجوش لڑائی کا قصد کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں غیر مرتب ہو گئیں تھیں اور لوگوں نے یکے بعد دیگرے سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا تھا ایک پرجوش دلاور نے اسلامی لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر پل کو توڑ ڈالا اور کہا "اے لوگو! مرو جس حالت میں تمہارا سردار اور تمہارے بھائی مر چکے ہیں نخمند ہو، ذلت سے بھاگ کر جان بچانا گوارا نہ کرو" بہمن جادویہ نے سختی کے ساتھ حملہ کرنا شروع کر دیا بعض لوگ جو میدان جنگ میں نہ ٹھہر سکے وہ فرات میں ڈوب گئے اور جو لوگ مستقل مزاجی سے میدان جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑے اور لڑتے رہے وہ کمال شوق سے شربت شہادت پی کر آرام کے ساتھ سو گئے مثنی مع چند آدمیوں عروہ بن زید الخیل اور ابو محجن ثقفی وغیرہم کے میدان جنگ سے نہ ہٹے۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ فرات کو عبور کر کے چلے گئے تھے ان سے مثنی نے آواز بلند سے کہا "میں تمہارا محافظ ہوں تم لوگ پل کو درست کر دو" پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا جو جان بچانے کے

خیال سے اپنے کو فرات میں ڈال رہے تھے" تم لوگوں کو کیا ہوگیا ہے میں تو تمہارے آگے کھڑا ہوا لڑ رہا ہوں تم لوگ کیوں اپنی جانیں ہلاکت میں ڈالتے ہو کچھ خوف نہ کرو اور ڈوب کر اپنی جان نہ دو"۔ جب ان لوگوں نے اس پر بھی توجہ نہ کی تو مثنیٰ لڑائی میں مصروف ہوگئے عروہ اور ابو محجن نہایت مردانگی سے لڑتے رہے بالآخر مثنیٰ زخمی ہوئے۔ ابوزبید طائی نصرانی مارا گیا یہ حیرہ میں کسی ضرورت سے مثنیٰ کے پاس آیا تھا اور ملکی جوش انتقام سے مثنیٰ کے ساتھ ہو کر اہل فارس سے لڑ رہا تھا اس عرصہ میں پل دوبارہ درست کر دیا گیا اور مثنیٰ معہ بقیہ آدمیوں کے لڑتے ہوئے فرات عبور کر آئے آخر میں پل کے پاس سلیط بن قیس شہید ہوئے۔

اس واقعہ میں مسلمانوں کا بلحاظ اس امر کے کہ انکا اس سے پیشتر ایسا نقصان نہیں ہوا تھا بہت زیادہ نقصان ہوا چار ہزار آدمی شہید[1] ہوئے اور ڈوب گئے دو ہزار بھاگ گئے اور تین ہزار باقی رہ گئے اور لشکر فارس کے چھ ہزار آدمی کام آئے۔

اس لڑائی کے ختم ہونے اور مثنیٰ کے عبور کرنے کے بعد بہمن نے تعاقب کی غرض سے عبور کا قصد کیا اور دوبارہ جنگ چھیڑ کر مسلمانوں کے ضعف سے فائدہ اوٹھانا چاہا لیکن یہ سنکر مداین کو لوٹ گیا کہ اہل فارس دو گروہ ہوگئے ہیں اور ان میں سے ایک نے فیرزان کے ساتھ ہو کر رستم کے برخلاف خروج کیا ہے یہ واقعہ شعبان ١٣ھ کا ہے۔ بہمن کی مراجعت کے بعد جابان و مردان شاہ بھی اسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے

[1] منجملہ ان مقتولوں کے عقبہ و عبداللہ پسران قبطی بن قیس تھے جو شریک اُحد ہوئے تھے اور انہیں کے ساتھ ان کے بھائی عباد بھی شہید ہوئے جو شریک اُحد نہیں ہوئے تھے، قیس بن السکن بن قیس ابوزید انصاری بدری اسی معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے اعقاب باقی نہیں رہے، یزید بن قیس بن الخطیم انصاری بھی شہید ہوئے یہ شریک اُحد ہوئے تھے علاوہ ان کے ابوامیہ فرازی صحابی اور حکم بن مسعود برادر ابو عبید اور ان کے لڑکے جبر بن الحکم بن مسعود بھی شہید ہوئے۔

مثنیٰ نے یہ خبر پاکر بجائے اپنے عاصم بن عمرو کو مقرر کیا اور چند سواروں کو لیکر جابان اور مردان شاہ کے سر پر پہونچ گئے اُن دونوں نے یہ سمجھکر کہ یہ ہمارے لشکر کے ہیں ان کے پاس آگئے انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اہل لیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر گرمجوشی کے ساتھ اپنے سرداران کے چھڑانے کو نکلے لیکن مثنیٰ کو مستعد پاکر ٹھنڈے ہوگئے اور مثنیٰ سے صلح کر لی لیکن انہوں نے صلح سے پہلے ان کے قیدیوں کو مار ڈالا تھا۔

جنگ بویب فاروق اعظم ابو عبید ثقفی کی شہادت اور مسلمانوں کی ہزیمت سے مطلع ہو کر مسلمانوں کو مثنیٰ بن حارثہ کے امداد پر ابھارنے لگے سب سے پہلے بجیلہ نے عراق کی طرف جانے پر مستعدی ظاہر کی۔ فاروق اعظم نے مجاہدین بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مختلف قبائل کو متحد و مجتمع کیا تھا اور رسول اللہ صلعم نے اُنکے سرداری کا وعدہ فرمایا تھا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ رسول اللہ صلعم کو اسکی نوبت نہ آئی اور نہ آپ کے بعد صدیق اکبر کو کیونکہ انکا کل زمانہ خلافت مرتدوں کی سرکوبی میں صرف ہوا تا آنکہ فاروق اعظم سریر خلافت پر رونق افروز ہوئے اور انہوں نے اس وعدہ کو پورا کیا[1] اور مثنیٰ کی مدد کو عراق کی طرف روانہ کیا اور ربعی بن عصمۃ بن عبداللہ الضبی کو معہ ان کے گروہ والوں کے مثنیٰ کی کمک پر بھیجا اہل ردت کو بھی مثنیٰ کی مدد کرنے کی ہدایت کی رفتہ رفتہ مثنیٰ کے پاس ایک بہت بڑی فوج مجتمع

---

[1] ابن اثیرؒ نے لکھاہے کہ جریر نے عمر فاروق سے رسول اللہ صلعم کے اس وعدہ کے ایفار کا تقاضا کیا جسکا ذکر مورخ کتاب ہذا نے کیا ہے اور عمر فاروق نے بجواب اسکے اپنے عمال کو لکھا تھا کہ جتنے لوگ بلت بن بجیلہ کی طرف منسوب ہوتے تھے اُن سب کو جریر کے پاس مجتمع کردو" پس جب یہ لوگ مجتمع ہوگئے اور عمر فاروق نے اُنکو عراق جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے سوائے شام کے اور کسی طرف جانے سے انکار کیا تب عمر فاروق بنفس نفیس عراق جانے پر مستعد ہوئے آخر الامر یہ بات پایا کہ جریر اور انکی قوم کو مال غنیمت کے خمس کا چوتھائی حصہ دیا جائے چنانچہ جریر اس امر پر راضی ہوگئے اور عمر فاروق سے رخصت ہو کر عراق روانہ ہوئے۔

ہوگئی جسمیں قبیلہ نمر کے عیسائی بھی شامل تھے انس بن ہلال اسکے امیر تھے رستم و فیرزان نے یہ خبر سنکر مہران ہمدانی کو حیرہ کی طرف روانہ کیا۔ مثنیٰ ان دنوں قادسیہ و خفان کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے مہران کی آمد سنکر جریر و عصمت اور کل ان لوگوں کو جو ان کے امداد کو آئے تھے بویب میں مجتمع ہونے کو لکھا اور خود وہاں سے کوچ کر کے فرات کے کنارے کنارے قریب کوفہ بویب میں آ اترے ان کے بعد ہی بقیہ عساکر اسلام بھی آگیا۔ مہران ہمدانی انکی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر فرات کے دوسرے کنارہ پر ان کے مقابلہ پر آ ٹھہرا مہران نے مثنیٰ سے کہلا بھیجا "تم خود دریائے فرات عبور کر کے ہمارے طرف آؤ یا ہمکو عبور کرنے کی اجازت دو" مثنیٰ نے کہا تم خود عبور کر کے ہمارے طرف آؤ چنانچہ مہران معہ اپنی فوج کے دریائے فرات عبور کر کے مثنیٰ کے مقابلہ پر آیا اسکے میمنہ و میسرہ پر مردان شاہ ابن ازاذبہ اور مرزبان حیرہ تھا اس نے اپنے پورے لشکر کے تین حصہ کئے تھے ہر حصہ کے ساتھ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ تھا سب سے آگے پیادوں کی فوج تھی ان کے بعد ہاتھیوں کا جھنڈ تھا جنپر بڑے بڑے ہوشیار تیر انداز سوار تھے اور دائیں بائیں سواروں کا رسالہ تھا۔ مثنیٰ نے بھی فریق مخالف کی مستعدی دیکھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا میمنہ پر بشیر بن الخاصیہ کو، میسرہ پر بشیر بن ابی رہم کو مقدمہ پر اپنے بھائی معنی کو، پیادوں پر اپنے دوسرے بھائی مسعود کو اور ساقہ پر مذعور کو مقرر کیا بعد ترتیب صفوف رایت اسلام کے نیچے کھڑے ہو کر لشکر اور سرداران لشکر سے مخاطب ہو کر کہا "مجھکو امید ہے کہ اس کے بعد پھر ایسا دن نہ آئے گا، مجھکو اسکی خوشی عید کے دن سے زیادہ ہے میرے دل میں اسلامی جوش اسقدر بھرا ہوا ہے کہ اگر میں اکیلا ہوتا تو بھی دشمنان اسلام کے سامنے سے نہ ہٹتا، افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ عرب ہو کر عجمیوں سے ڈرتے ہو، تمہارے انتظار میں رضوان نے جنت کے دروازہ کھول دیئے ہیں بڑھو اور بڑھکر اپنی مرادیں حاصل کرو

دیکھو آج کا دن ہاتھ سے نہ جانے پائے۔ اللہ اور اُسکے رسول کی خوشنودی حاصل کرو بیشک اللہ تعالیٰ اُنہیں کو دوست رکھتا ہے جو اسکے راستہ میں صف کے صف استقلال سے لڑتے ہیں' مثنیٰ اسقدر تقریر کرنے کے بعد چند ساعت خاموش کھڑے ہوئے عساکر اسلام کے جوش مردانگی کو نظر فراست سے دیکھتے رہے بعدازاں پھر لوگوں کو مخاطب کرکے کہا "تین تین بار تکبیر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر کہونگا اس اثنا میں تم لوگ نہایت تیزی سے دشمن پر حملہ کرنے کو تیار ہو جانا جب میں چوتھی بار تکبیر کہوں تو فوراً تم لوگ بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا" مثنیٰ کی زبان سے پہلے بار لفظ "اللہ اکبر" پورے طور سے نہ نکلنے پایا تھا کہ لشکر فارس نے گھبرا کر اس بے ترتیبی سے حملہ کر دیا کہ فریقین کے سوار و پیادہ ایک دوسرے سے مل گئے لڑائی سختی کے ساتھ جاری ہوگئی' مثنیٰ نے لشکر فارس کے قلب پر حملہ کیا جس میں مہران تھا مہران مقاومت نہ کر سکا ناکامی کے ساتھ پیچھے ہٹا' اُسکی مدد کو میمنہ بڑھا لشکر اسلام کے میسرہ نے حملہ کرکے قلب کی مدد سے اُن کو باز رکھا اور اُنکو اپنے ساتھ لڑائی میں مصروف کر لیا' عساکر اسلامیہ کا میمنہ اہل فارس کے میسرہ پر حملہ کر رہا تھا ہر حملہ میں دلیران اسلام کے اللہ اکبر کی آواز سے میدان جنگ گونج اُٹھتا تھا اور اہل فارس گھبرا گھبرا کر حملہ کرتے تھے۔ تا آنکہ اُنکی قوت و توانائی نے اُن کے امداد سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ حواس باختہ ہو کر مایوسانہ کوشش کرنے لگے مثنیٰ نے عساکر اسلام کو للکارا "تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کیا تم لوگ آج پھر مسلمانوں کو فضیحت کر دوگے؟ جی توڑ کر لڑو دیکھو تمہارے دشمنوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اے معاشر بکر! اپنے علموں کو بلند کرو اور اپنی تیز تلواروں کے سایہ میں دشمنوں کو لے لو (ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اے بنی عجل! اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو زیر کرنے میں عجلت کرو، کیا تمکو شرم نہیں آتی کہ تمہارے بھائی خاک و

خون پر سو رہے ہیں" عساکر اسلام کا دل اس آواز سے بھر آیا، سبھوں نے مجموعی قوت سے اللہ اکبر کہہ کر نہایت زور کا حملہ کر دیا جس سے لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا ان کے سرداروں نے انکے واپس لانیکی کوشش کیں لیکن بے سود تھیں مثنیٰ نے لشکر فارس کو رو بہ ہزیمت دیکھ کر آگے بڑھکر پل کا راستہ روک لیا مسلمانوں کے سواروں نے انکو دوڑا دوڑا کر قتل کرنا شروع کیا۔ لڑائی ختم ہونیکے بعد شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ سو آدمی عساکر اسلامیہ کے شہید ہوئے ہیں اور تقریباً ایک لاکھ آدمی اہل فارس کے مارے گئے باقی جو کسی طرح جان بچا کر بھاگ نکلے تھے ان کی گرفتاری کو مثنیٰ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا جو ان کے تعاقب میں ساباط تک گیا اور اُسنے اسکو لوٹ لیا اسکے قرب و جوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا دو شبانہ روز تک یہ لڑائی جاری رہی

[1] منجملہ ان سو آدمیوں کے جو اس معرکہ میں شہید ہوئے مسعود برادر مثنیٰ اور خالد بن ہلال وغیرہم تھے مثنیٰ نے اختتام جنگ کے بعد شہداء کو جمع کرا کے اُن پر نماز پڑھی اور اُن کو دفن کرایا، مسلمانوں نے عجمیوں کی بہت سے بھیڑ بکری اور خوردنی اشیاء لوٹ لی تھیں اس میں سے کچھ ان لوگوں کے اہل عیال کے بھی کھانے کو روانہ کیا جو مدینہ سے لڑنے کو آئے تھے اور حسب وعدہ ربع خمس جریر کو دیا۔ اہل فارس کا نامی سردار مہران سپہ سالار افواج فارس بنی تغلب میں سے ایک نصرانی کم عمر لڑکے کے ہاتھ سے مارا گیا لڑکا بعد قتل مہران اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اور اُس کے اسباب پر اپنا قبضہ کر لیا لیکن مثنیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ مہران کا اسباب اُس کے سردار کو دلایا اور گھوڑا و سلاح حرب لڑکے کو دیا فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ مہران کو جریر بن عبداللہ اور منذر بن حسان بن ضرار نے مارا تھا مہران کے قتل کے بعد دونوں میں جھگڑا ہوا جریر کہتے تھے میں نے مہران کو مارا ہے اسکا کل اسباب مجھے ملنا چاہئے اور منذر کا دعویٰ تھا کہ میں نے اسکو مارا ہے میں اسکے مال و اسباب کا مالک ہوں جب جھگڑا زیادہ بڑھا تو یہ فیصلہ ہوا کہ منذر کو اُسکا گھوڑا و اسباب دیا گیا اور جریر کو اس کے سلاح حرب ملے۔

اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کے کل مقامات مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے اور اہل فارس نے بمجبوری ماوراء دجلہ ان کے قبضہ میں رہنے دیا۔

جنگ ثانی انبار و لیس

اس واقعہ کے بعد مثنیٰ حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو چھوڑ کر سواد کی طرف بڑھے۔ لیس (انبار کے ایک گانوں) میں پڑاؤ ڈالا اسی اعتبار سے اس جنگ کو غزوہ انبار ثانی اور غزوہ لیس ثانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس مقام پر مثنیٰ کو جاسوسوں[1] نے خنافس و سوق بغداد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ بتلایا کہ خنافس زیادہ قریب ہے وہاں مدائن و سواد کے تجار آتے جاتے رہتے ہیں، ربیعہ و قضاعہ[2] انکی حفاظت کرتے ہیں مثنیٰ یہ سنکر اس دن تو خاموش ہو رہے لیکن موقع پا کر عین بازار کے دن خنافس پر دفعۃً حملہ کر دیا اور وہاں کے کل مال و اسباب کو لوٹ کر انبار واپس آئے اور یہاں سے سامان سفر و جنگ درست کر کے ایک راہبر کو ساتھ لیا اور بغداد کی طرف رات ہی کو روانہ ہوئے، صبح ہوتے اُسکی بازار میں پہونچ کر قتل و غارت کا سودا خرید و فروخت کرنے لگے سونا چاندی اور قیمتی قیمتی اسباب جس قدر لے سکے لیکر پھر انبار کی جانب لوٹ آئے اور مضارب عجلی کو زکان (یا کباث) کی طرف روانہ کیا جہاں پر ایک جماعت

---

[1] ان جاسوسوں میں سے ایک انباری تھا جس نے بازار خنافس کی رہبری کی تھی اور دوسرا حیری تھا اس نے بغداد کی رہبری کی تھی۔ مثنیٰ نے ان لوگوں سے دریافت کیا "یہ دونوں مقامات کتنے فاصلے پر ہیں" جاسوسوں نے جواب دیا "ایک دن کی مسافت پر یہ دونوں واقع ہیں"۔ پھر مثنیٰ نے کہا "ان دونوں میں سے کون جلد اور آسانی سے ہاتھ آجائیگا" انہوں نے کہا "خنافس"

[2] خنافس ربیعہ و قضاعہ کے ٹھیکہ میں تھا ان کے سواروں کے دو دستے یہاں محافظت کی غرض سے رہتے تھے ربیعہ کے دستہ سواران پر سلیل بن قیس تھا اور قضاعہ کے سواروں پر ابو انس بن دیرہ حاکم تھا عساکر اسلام نے ان پر بھی حملہ کیا اور انکے مال محفوظ کو ان سے چھین لیا تھا۔

تغلب کی رہتی تھی لیکن مضارب کے پہونچنے سے پہلے تغلب رکان چھوڑ کر بھاگے جارہے تھے اتنے میں مضارب اُن کے پچھلے حصہ پر جا پڑے اور اُن میں سے اکثر کو مارڈالا جب یہ لوگ انبار کیجانب لوٹے تو فرات بن حبان تغلبی اور عتیبہ بن نہاس قبائل تغلب پر شبخون مارنے کو صفین کی طرف بڑھے پھر خود مثنیٰ ان دونوں کے بعد روانہ ہوئے لیکن صفین میں اُنکے پہونچنے سے پہلے تغلب بھاگ گئے تھے اسوجہ سے مثنیٰ فرات عبور کرکے جزیرہ کی طرف چلے گئے۔ جزیرہ میں پہونچکر مثنیٰ اور انکے ہمراہیان کو رسد کے نہ پہونچنے اور زادراہ کے تمام ہوجانے سے سخت تکلیف ہوئی گرسنگی کی یہ نوبت پہونچی کہ ان لوگوں نے سواری کے جانوروں کو ذبح کرکے کھانا شروع کردیا' اتفاقاً سے اہل خفان کا ایک قافلہ آگیا جس پر ان لوگوں نے حملہ کرکے لوٹ لیا اسکے محافظوں[1] میں سے ایک نے قبیلہ تغلب کا مقام قیام بتادیا پس مثنیٰ مع اپنے ہمراہیوں کے اسی دن ان پر جا پڑے جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا عورتوں اور بچوں کو قید کرکے مال و اسباب جو کچھ تھا اُسکو اپنے قبضہ میں لے لیا تغلب کا یہ قبیلہ وادی رویحلہ میں تھا بنو ہیعہ نے جو لشکر اسلام میں تھے اپنے حصہ کے عوض میں اپنے قیدیوں کو خرید کرکے آزاد کردیا اسکے بعد مثنیٰ یہ معلوم کرکے کہ جن کے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا ہے اوسکے رہنے والے دجلہ کی طرف جارہے ہیں" تعاقب میں روانہ ہوئے میمنہ پر نعمان بن عوف شیبانی کو میسرہ پر مطر شیبانی کو اور مقدمۃ الجیش پر حذیفہ بن محصن غلفانی کو مقرر کیا تکریت میں مڈبھیڑ ہوئی۔ لشکر اسلام نے انکو اور اہل تکریت کو لوٹ لیا۔ مظفر و منصور انبار واپس آیا۔ عتبہ اور فرات جو صفین کی طرف گئے تھے انہوں نے نمر و تغلب پر صفین میں شبخون مارا ان کے آدمیوں کی ایک تعداد کثیر نے پانی میں ڈوب کر جان دیدی جو باقی رہے اُن کو عتبہ و فرات نے قتل کرڈالا یا گرفتار کرلیا۔ ان واقعات سے مسلمانوں کا رعب اہل فارس کے دل پر چھا گیا اور انکی حکومت کا دریا فرات و دجلہ کے مابین موجیں مارنے لگا اور اُنکے ہتھیاروں کے عکس فرات و دجلہ کے لہروں میں دکھائی دینے لگے۔

[1] محافظین قافلہ میں سے تین آدمی گرفتار کئے گئے تھے مثنیٰ نے انسے بنی تغلب کا حال دریافت کیا انمیں سے ایک نے کہا ہم تمکو بنی تغلب کا پتہ اس شرط سے بتلاتے کہ تم ہمکو مع ہمارے اہل و مال کے امن دو۔ مثنیٰ نے ان کو منظور کرلیا اور اس نے انکو تغلب کا پتہ بتلادیا

جنگ قادسیہ جسوقت عساکر اسلام سواد میں اہل فارس کو پیہم شکست دے رہا تھا اور رستم و فیرزان میں باہم اختلاف پڑا ہوا تھا اُسوقت سرداران فارس مجتمع ہو کر ان دونوں کے پاس گئے اور یہ کہا "تم دونوں اراکین کے اختلاف سے ہم لوگ ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں تمہاری بدولت ہم لوگ ذلت و خواری میں مبتلا ہو گئے تم دونوں آدمی اگر باہم متفق ہو جاتے ہو تو بہتر ہے ورنہ ہم پہلے تم سے لڑینگے بعد ازاں اپنے دشمنوں سے لڑکر اپنی جان دینگے۔ عرب کی وحشی قومیں کہاں تک بڑھ آئی ہیں بغداد کو لوٹا تکریت پر حملہ کیا اب ان دونوں کے بعد باقی کیا رہ گیا؟ صرف مداین اور وہ بھی ایک نہ ایک دن انکے حملے کے نذر ہو جائیگا" رستم و فیرزان اس تقریر کو سنکر قایل ہو گئے دونوں مع سرداران فارس، توران کے پاس گئے اور اس سے خاندان کسریٰ سے کسی مرد کو بادشاہ بنانیکی درخواست کی چنانچہ خاندان کسریٰ کی کل عورتیں جمع کی گئیں اور اُن سے دھمکی دیکر دریافت کیا جانے لگا" ان میں سے کسی نے بیان کیا" خاندان کسریٰ میں ایک نوعمر لڑکے یزدجرد کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا یہ لڑکا شہریار بن کسریٰ کی اولاد سے ہے" اسکی ماں نے اپنے بھائی کے پاس اسکو چھپا دیا ہے یہ اس زمانہ سے اسکی حفاظت میں ہے جسوقت کہ شیرویہ نے اپنے باپ کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کیا تھا رستم و فیرزان نے یہ سنکر اسکی ماں سے دریافت کیا اور یزدجرد کو اسکے ماموں کے پاس لائے (اسوقت اسکی عمر اکیس برس کی تھی) اور اسکو تخت شاہی فارس پر بٹھایا یزدجرد نے تخت نشیں ہونیکے بعد اپنے ملک کے کل مرزبانوں کو طلب کر کے ملک و رعایا کی حفاظت کی سخت تاکید کی نامی نامی کارآزمودہ سپہ سالاروں کو حدود حیرہ ابلہ اور انبار کی حفاظت کی غرض سے کثیر التعداد فوجوں کے ساتھ روانہ کیا۔

مثنیٰ بن حارثہ نے دارالخلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی ہنوز دارالخلافۂ اسلام سے کوئی جواب نہیں آیا تھا کہ اہل سواد نے بدعہدی کی مثنیٰ بن حارثہ نے انکی سرکوبی کے قصد سے خروج کر کے ذی قار میں قیام کیا اور کل عساکر اسلام طف میں ٹھہرا رہا۔

فاروق اعظم کے پاس جسوقت مثنیٰ کی اطلاعی عرضداشت مشعر حالات اہل فارس پہونچی اسوقت سے انہوں نے مثنیٰ کی امداد کا انتظام شروع کر دیا مثنیٰ کو لکھا "جسقدر

تمہارے پاس عراق و عرب کے مسلمان ہیں ان کو لیکر تم لشکر فارس پر حملہ آور ہو اور شہسواران جنگ آور ربیعہ و مضر کو طوعاً و کرہاً اپنے ہمراہ لو" مثنیٰ اس فرمان کو پانے کے ساتھ کل قبائل عرب کو جو اُن کے قرب و جوار میں تھے مجتمع کر کے حلہ میں آٹھہرے پھر یہاں سے کوچ کر کے بانتظار کمک عصی (جبل بصرہ) پر جا کر مقیم ہوئے عمر فاروق نے مثنیٰ کے پاس حکم بھیجنے کے بعد اپنے کل عمال[1] کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا اور اُن سے سواروں پیادوں، سواریوں سلاح حرب، سپہ سالاروں اور جنگ آوروں کو بغرض جہاد فارس طلب کیا پس جو مابین مدینہ و عراق نصف راستہ پر تھے وہ مدینہ میں آ گئے اور جو عراق کے قریب تھے وہ مثنیٰ سے جا ملے یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۱۳ھ ہجری کا ہے، اسی سنہ کے ماہ ذی الحجہ میں فاروق اعظم حج کو گئے۔

بعد واپسی حج جس وقت غازیان اسلام اطراف و جوانب سے مدینہ میں آ کر مجتمع ہو گئے اُس وقت فاروق اعظمؓ مدینہ میں علی ابن ابی طالب کو امیر مقرر کر کے چشمہ صرار پر آٹھہرے مقدمۃ الجیش پر طلحہ، میمنہ و میسرہ پر عبدالرحمٰنؓ و زبیر تھے نہ تو اُن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ فاروق اعظمؓ نے کس قصد و عزیمت سے خروج کیا ہے اور نہ ان میں سے کسی کو پوچھنے کی ہمت و جراُت پڑتی تھی ایک سکوت کا عالم سب پر چھایا ہوا تھا، عثمان ابن عفانؓ نے دریافت کیا۔ کہاں کا قصد ہے؟ فاروق اعظمؓ نے کچھ جواب نہ دیا مسلمانوں کو جمع کر کے عراق کی جانے کی بابت مشورہ طلب کیا سبھوں نے بالاتفاق جانے کی رائے دی، اس مشورے

---

[1] اس سنہ میں عمر فاروقؓ کے عمال اس تفصیل سے تھے مکہ میں عتاب بن اسید، طائف میں عثمان بن ابی العاص یمن میں یعلی بن منبہ، عمان و یمامہ میں حذیفہ بن محصن، بحرین میں علاء بن الحضرمی شام میں ابوعبیدہ بن الجراح کوفہ اور جو بلاد اس طرف کے مفتوح ہوئے تھے مثنیٰ بن حارثہ اور کل ممالک اسلامیہ کے قاضی القضاۃ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔

سے کے بعد اصحاب رسول اللہ (صلعم) اور ارباب حل وعقد عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن (رضی اللہ عنہم) مشورہ کی غرض سے طلب کئے گئے ان بزرگوں نے کہا "مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ میں قیام کرو اور لشکر اسلام پر کسی کو اصحاب رسول (صلعم) سے مقرر کر کے عراق کی جانب روانہ کرو اگر اس کو کامیابی حاصل ہوگئی تو نور علی نور ورنہ اور کسی دوسرے صحابی رضؓ کو لشکر لیکر روانہ کرنا تاآنکہ اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے اور دشمنان دین کو ہلاک کرے اس میں دشمنوں پر زیادہ اثر پڑیگا"، فاروق اعظم نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھکر قبول کیا اور سعد بن ابی وقاص کو اس کام کے لئے باتفاق آراء ارباب حل وعقد منتخب کیا،

سعد بن ابی وقاص ان دنوں صدقات ہوازن پر متعین تھے فاروق اعظم نے طلبی کا خط روانہ کیا اور جنگ عراق کا سپہ سالار اعظم بنا کر روانگی کا حکم دیا، روانگی کے وقت چند کلمات بطور نصیحت کے ارشاد کئے "اے سعد بن ابی وقاص تم کو اللہ تعالیٰ سے یہ خیال بے پرواہ نہ کردے کہ تم رسول اللہ (صلعم) کے ماموں اور ان کے صحابی ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں محو کرتا ہے بلکہ برائی کو نیکی سے محو کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی میں سوائے طاعت وریاضت کے نسب کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں ہے اس کے نزدیک کل مخلوقات برابر ہیں اور مذہب ودین کے اعتبار سے مختلف ہیں اللہ تعالیٰ سبھوں کا پالنے والا ہے اور یہ سب اُس کے بندے ہیں، ہاں اعمال صالح سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دیجاتی ہے اور طاعت کی ذریعہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے پس اُسی امر کو پیش نظر رکھنا جو تم نے رسول اللہ (صلعم) سے سرزد ہوتے دیکھے ہیں اور انہیں امور کو لازم سمجھنا جن کو رسول اللہ (صلعم) نے اختیار فرمایا تھا، تم کو صبر وتحمل اختیار کرنا چاہیئے"

اس تقریر کے ختم کرنے کے بعد سعد بن ابی وقاص کو چار ہزار غازیان وعساکر اسلام کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ بارق پر، عمرو بن معدیکرب و ابوسبرہ بن ابی رہم مذحج پر، یزید بن الحرث صدائی عذرہ پر، حبیب، مسلمہ اور شربن عبداللہ

ہلالی قیس عیلان پر، اور حصین بن نمیر و معاویہ بن خدیج سکون و کندہ پر افسر بنائے گئے پھر سعد کی روانگی کے بعد دو ہزار یمانی، دو ہزار نجدی جنگ آوروں کو اور روانہ کیا جس وقت سعد بن ابی وقاص بزرود میں پہونچے اُس وقت مثنیٰ بن حارثہ کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوئی اور یہ سنا گیا کہ مثنیٰ نے بوقت انتقال بشیر بن الخصاصیہ کو امیر مقرر کیا ہے ان کے ہمراہ آٹھ ہزار کی جمعیت تھی پھر جب یہاں سے آگے بڑھے تو تین ہزار کی جمعیت سے بنی اسد حزن و بسیطہ کے ما بین سعد سے آملے جو فاروق اعظم کے لکھنے کے مطابق بانتظار سعد اس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے پھر جب سعد اس مقام سے روانہ ہو کر سیراف پہونچے تو یہاں اشعث بن قیس اپنے قبیلہ کے دو ہزار غازیوں کو لیکر حاضر ہوئے یہاں مثنیٰ کے بھائی معنی بن حارثہ شیبانی اُن سے آکر ملے اور مثنیٰ کی ضروری ہدایتیں جو انھوں نے وقت انتقال کی تھیں سعد سے بتلائیں یہ سیراف ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ فاروق اعظم نے لشکر کے جائزہ لینے اور لشکر کو مرتب کرنے کا حکم بھیجا سعد نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو غازیان اسلام کی تعداد تیس ہزار تک پہونچ گئی تھی انھوں نے ہر دس دس آدمیوں پر ایک ایک کار آزمودہ شخص کو مقرر کیا سرداری کا جھنڈا ان کو عطا کیا جو سابق الاسلام صحابی تھے ہراول، ساقہ، میمنہ، میسرہ، پیادوں سواروں پر جدا جدا سردار نقشہ ذیل کے مطابق مقرر کئے۔

مختصر کیفیت	نام افسر	حصہ
ایام جاہلیت میں یہ بحرین کے بادشاہ اور اپنی قوم کیطرف سے وفد ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے تھے اور اسلام لائے تھے	زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ	مقدمہ یعنی ہراول
صحابی تھے۔	عبداللہ بن المعتصم	میمنہ (لشکر کا دایاں حصہ)

حصہ	نام افسر	مختصر کیفیت
میسرہ (لشکر کا بایاں حصہ)	شرحبیل بن السمط کندی	ایک نوجوان دلیر آدمی تھے اہل ردت کی لڑائی میں انھوں نے بہت بڑا حصہ نیکنامی کا لیا تھا۔
ساقہ (لشکر کا پچھلا حصہ)	عاصم بن عمرو التیمی	یہ قعقاع بن عمرو کے بھائی ہیں اور صحابی ہیں
طلایع (ہراول)	سواد بن مالک تیمی	اس جنگ میں یہ پہلے ایک سریہ کے سردار بنائے گئے تھے پھر طلایع پر مامور ہوئے
مجرد (بیقاعدہ فوج)	سلمان بن ربیعہ باہلی	یہ فتوح شام میں بھی شریک ہوئے ہیں سنہ ۳ھ کے پہلے انتقال کیا۔
پیدل	حمال بن مالک الاسدی	
شتر سوار	عبداللہ بن ذی السہمین	
قاضی و خزانچی	عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی	مال غنیمت کا جمع کرنا اور تقسیم کرنا بھی انکے سپرد تھا
رائد یعنی رسد وغیرہ کے بندوبست کرنیوالے	سلمانؓ فارسی	مشہور صحابی ہیں جو فارس کے رہنے والے تھے
مترجم	ہلال ہجری	
کاتب (سکریٹری)	زیاد بن ابی سفیان	

سعد نے لشکر کی ترتیب سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مثنی کے لئے دعا مغفرت کی، اِن کے بھائی معنی کو ان کے سرداری پر بحال رکھا اور ان کی بیوی سلمٰی سے اپنا عقد کرلیا۔ ہنوز سیراف سے آگے نہ بڑھنے پائے تھے کہ فاروق اعظم کا ایک دوسرا فرمان آپہونچا جس میں انھوں نے قادسیہ کیطرف بڑھنے کو لکھا تھا اور یہ لکھا تھا کہ "قادسیہ میں تم اپنے مورچے ایسے مقام پر بناؤ کہ آگے تمہارے زمین فارس ہو اور پیچھے تمہارے عرب کے پہاڑ ہوں، اگر اللہ تعالیٰ تم کو فتح نصیب کرے تو جس قدر چاہو بڑھتے چلے جاؤ اور اگر اس کے برعکس ہو تو پہاڑ پر آرہو اور پھر ان سے رنگ ڈھنگ دیکھ کر حملہ کرو"، سعد نے بموجب اس ہدایت کے سیراف سے کوچ کیا اور آہستہ آہستہ قادسیہ کے اطراف وجوانب پر نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھے زہرہ بن عبداللہ جو ہراول کے سردار تھے ایک سریہ[1] بسرداری بکر بن عبداللہ لیثی، حیرہ کی طرف روانہ کیا جس وقت بکر بن عبداللہ لیثی سلحین سے آگے بڑھے۔ کچھ شور وغل اور راگ باجے کی آواز سنائی دی سن کر ٹھہر گئے تاآنکہ وہ لوگ قریب آگئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آزاد مرد بن آزادبہ مرزبان حیرہ کی بہن صاحب جنیں کے یہاں عروسی میں جارہی ہے بکر بن عبداللہ نے موقع پاکر شیرزاد بن آزادبہ پر حملہ کردیا اور ایک ایسا وار کیا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی، اُن کے ہمراہی سواروں نے اور لوگوں پر وار کرنا شروع کردیا راگ باجے والے تو اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور شیرزاد نے اُسی میدان میں تڑپ کر جان دیدی، بکر بن عبداللہ اور ان کے ہمراہیوں نے دولھن کو معہ تیس مستورات شرفاء حیرہ اور ایک سو لونڈیوں کے گرفتار کرلیا۔ مال واسباب کی کوئی انتہا نہ تھی، نہ اُس کی قیمت سادہ دل عرب

---

[1] اس سریہ میں تیس مشہور اور جنگ آزمودہ آدمی تھے، دوسرے مورخوں نے لکھا ہے کہ یہ سریہ عذیب سے روانہ کیا گیا تھا اور سعد نے سیراف سے کوچ کرکے عذیب میں ڈیرے ڈالے تھے اور یہاں اہل فارس کا سبزہ زین رہتا تھا، وہ مال جدال وقتال اُن کے ہاتھ مفت آگیا۔

جان سکتے تھے، صبح کے وقت بکر بن عبداللہ معہ دولھن، عورتیں اور مال واسباب عذیب پہنچے سعد نے مال غنیمت مسلمانوں پر تقسیم کردیا اور یہاں سے کوچ کرکے قادسیہ پہونچے اور اپنے مورچے جبال قنطرہ میں بابین عتیق وخندق قائم کئے قدیس اس مقام سے نشیب میں ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

سعد بن ابی وقاص قادسیہ میں تقریباً دو مہینہ تک بانتظار لشکر فارس ٹھہرے رہے لیکن کوئی فوج مقابلہ پر نہ آئی۔ اثناء قیام میں جب رسد وغلہ کی ضرورت ہوتی تھی تو مسلمان سپاہی کسکر اور انبار کے درمیانی مواضعات پر دھاوا کرکے اپنی ضرورت کی چیزیں لوٹ لاتے تھے گویا قدرتی طور سے یہ مقامات لشکر اسلام کے رسد، غلہ اور بھیڑ بکریوں کے فراہمی کے لئے کمسریٹ کیمپ مقرر کئے گئے تھے رفتہ رفتہ اس کی شکایت یزدجرد تک پہونچائی گئی اور اس سے یہ بتلایا گیا کہ مابین حیرہ وفرات عساکر اسلام نے لوٹ لیا ہے ۔ اُس کے آباد مقامات کو ویران کردیا ہے ۔ ان مقامات کو انھوں نے اپنے قتل وغارت کا جولانگاہ بنا رکھا ہے اگر شہنشاہ اس کی انسداد کی طرف توجہ کرتا ہے تو خیر ورنہ ہم لوگ عرب کی اطاعت قبول کرلینگے" یزدجرد نے رستم اور ارکین دولت کو طلب کرکے مشورہ کیا رستم نے کہا" مناسب یہ ہے کہ پے در پے اہل عرب کی سرکوبی کو متعدد سرداروں کی سرکردگی میں لشکر روانہ کیا جائے عجلت کرکے دفعتہً ایک لشکر عظیم بھیجدینا خلاف مصلحت ہے ایک لشکر کی ہزیمت کے بعد دوسرے لشکر کا مقابلہ کرنا زیادہ آسان ہے اس سے کہ دفعتہً شکست اُٹھائی جائے"۔ یزدجرد نے جواب دیا۔ نہیں ! معرکہ جنگ میں تیرا جانا بہت ضروری امر ہے تو جہان دیدہ کارآزمودہ ہے عرب کے ساتھ لڑنے بھڑنے کا تجھے مواقع بہت ملے ہیں تھوڑی تھوڑی فوج بھیجکر لڑانا اور ان کی ہزیمت کے بعد اور فوجوں کو بھیجنا دولت وحکومت کی اہانت ہے جب تک قادسیہ کا میدان سواروں اور پیادوں سے نہ بھردیا جائے اور اُن پر دفعتہً دندان شکن حملہ نہ کیا جائے اُس وقت تک عرب کے طمع جنگلی قومیں اپنے افعال وحرکات سے باز نہ آئیں گی"

رستم بادل ناخواستہ روانگی پر آمادہ ہوا اور بعد فراہمی افواج ساباط میں اپنے لشکر کو مرتب کرنے لگا سعد بن ابی وقاص نے اِن واقعات کی اطلاع دربار خلافت میں کی فاروق اعظم نے لکھ بھیجا: "اہل فارس کی طیاری جنگ سے تم پریشان نہ ہوا وران کی کثرت سے خائف نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے امداد کے خواستگار رہو اور اُسی پر بھروسہ کرو اور قبل از جنگ چند آدمیوں کو جو ذی عقل و فراست اور بحث ومباحثہ کا شعور رکھتے ہوں شاہ فارس کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجو اللہ تعالیٰ اس کا بھی وبال انھیں پر ڈالے گا" چنانچہ سعد نے چند آدمیوں کو یزدجرد کے پاس روانہ کیا از انجملہ نعمان بن مقرن، قیس بن زرارہ، اشعث بن قیس، فرات بن حبان، عاصم بن عمر، عمرو بن معدیکرب، مغیرہ بن شعبہ، مثنی بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے یہ لوگ عربی گھوڑوں پر سوار، کوڑے اور نیزے ہاتھوں میں لئے تلوار گلے میں حمایل کئے کندھوں پر چادریں ڈالے اپنی لشکر گاہ سے نکلکر رستم کو چھوڑتے ہوئے سیدھے یزدجرد کے دربار شاہی کو روانہ ہوئے اثنا راہ میں جس طرف سے گذرتے تھے ایک بھیڑ لگ جاتی تھی رعب و داب کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص انگلی سے بھی اشارہ نہ کرسکتا تھا گھوڑے اگرچہ بے زین تھے لیکن رانوں سے نکلے جاتے تھے یزدجرد نے ان لوگوں کے آنے کی خبرسن کر اپنے دربار کو آراستہ کیا۔ امراء وزرار ارکین دولت اور نیز رستم کو جمع کرکے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا" تم لوگ کس وجہ سے ہمارے شہروں پر آپڑے ہو اور کس چیز نے تم کو لڑائی پر اُبھارا ہے؟ کیا اس کی یہی وجہ ہے کہ ہم تمہاری سرکوبی سے اِن دنوں غافل ہوگئے ہیں۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا" اگر تم لوگ جواب دے سکتے ہو تو بسم اللہ جواب دو ورنہ مجھے اجازت دو کہ میں ان کو جواب دوں" ہمراہیوں نے کہا بہتر ہے تم ہی جواب دو" نعمان نے ترجمان سے مخاطب ہو کر کہا" بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا اور ہماری ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر کو بھیجا جس کی یہ یہ صفتیں ہیں اس نے ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا پس

بعض لوگوں نے اُس کو قبول کیا اور بعض نے اس سے اعراض کیا، اُس نے ہم کو مخالفین اسلام پر جہاد کرنے کا حکم دیا مخالفین دو طرح سے یا جزیہ دیکر یا اسلام قبول کر کے ہمارے ساتھ ہو گئے رفتہ رفتہ ہماری جمعیت بڑھ گئی اور ہم اس کی بھلائی اور فضیلت جان گئے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سے لائے تھے بعد ازاں اُس نے ہم کو ان لوگوں پر جہاد کرنے اور دین حق و انصاف کی طرف بلانے کا حکم دیا جن کے ملک ہمارے ملک عرب سے ملے ہوئے ہیں پس اگر تم ہمارے دین کو قبول کرنے سے انکار کرو گے تو تمہاری ذلت کا یہ سامان ہو گا کہ تم کو جزیہ دینا پڑے گا اور اگر اس سے بھی انکار کرو گے تو ہم تم سے بجنگ جدال پیش آئیں گے" یزدجرد کو اس تقریر سے برافروختگی پیدا ہوئی لیکن ضبط کر کے پھر ترجمان کے ذریعہ سے کہا "میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی گروہ تم سے زیادہ جنگلی، بے تربیت وحشی، تعداد اکم، قبائح اور بداطواری کے اعتبار سے نہیں ہے تمکو یاد ہو گا کہ جب تم لوگ شرارت و سرکشی پر آمادہ ہوتے تھے تو تم پر ہم تمہارے اطراف و جوانب کے قصبات و دیہات کے زمینداروں کو مامور کر دیتے تھے وہ تمہاری سرکوبی کر دیتے تھے تم لوگ فارس کی طمع نہ کرو اگر تم کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو ہم تم کو کھانے کو دینگے، پہننے کو کپڑے دینگے، اور تم پر ایسے شخص کو حکمران بنا دینگے جو تمہارے ساتھ بہ نرمی و احسان پیش آئے گا" نعمان اس تقریر کا جواب نہ دینے پائے تھے کہ قیس بن زرارہ بول اُٹھے "یہ رؤسا و شرفاء عرب ہیں، شرفاء عرب ایسی لغو باتوں کا جواب دینے سے شرم کرتے ہیں میں اس کا جواب دیتا ہوں، یہ لوگ اس کی تصدیق کرتے جائیں گے "تو نے جو عرب اور اہل عرب کی حالت بیان کی ہے اُس سے بھی وہ بدرجہا ابتر حالت میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن پر اپنا فضل و احسان کیا کہ اُن کی ہدایت کے لئے نبیؐ کو بھیجا جس نے اُن کو راہ راست کی ہدایت کی اور مخالفین دین مبین کو زیر کیا اور کل روئے زمین پر فتح دینے کا وعدہ کیا ہے پس تو ذلت و خواری قبول کر کے جزیہ دینا منظور کر ورنہ یہ تلوار ہے جو ہمارے اور تیرے

درمیان میں قطعی فیصلہ کرنے والی ہے اور یا اپنے کو اسلام قبول کرکے بچالے" یزدجرد کا غصہ اس تقریر سے بھڑک اُٹھا آنکھیں سُرخ ہوگئیں چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا تھوڑی دیر تک غضب ناک، سکوت کی حالت میں بیٹھا رہا پھر اپنے ہونٹوں کو چبا کر بولا" ایزد کی قسم ہے اگر تجھ سے پیشتر کسی نے سفیروں کو قتل کیا ہوتا تو میں اسی وقت تم لوگوں کو مار ڈالتا" پھر یزدجرد نے اپنے خادم سے ایک ٹوکری مٹی منگوا کر کہا۔ اس کو ان کے سردار کے سر پر رکھکر مداین کے باہر نکال دو" پھر ان کی طرف متوجہ ہوکر بولا" اس کو تم اپنے سردار کے پاس لے جاؤ اور اُس سے یہ کہدو کہ ہمارے ملک سے یہ لا ہے میں بہت جلد رستم کو تمہاری سرکوبی کو بھیجتا ہوں جو تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کردے گا بعد اس کے وہ تمہارے ملک کو سابور سے زیادہ پامال کرے گا" عاصم یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر اُٹھا کر بولے" میں اس گروہ کا سردار ہوں" پھر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا" چلو خوش رہو کسریٰ فارس نے اپنی زمین ہم کو دیدی" عاصم اور اُن کے ہمراہی دربار سے نکلکر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور مٹی کی ٹوکری لئے ہوئے سعد کے پاس پہونچے کل ماجرا بیان کرکے کہا" مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے انکے ملک کی مٹی ہم کو مرحمت فرمائی ہے"

یزدجرد کے امراء حاضرین دربار کو سفیران عرب کی گفتگو اور ان کا مٹی کا اُٹھا کر خوشی و مسرت سے روانہ ہونا نہایت شاق گزرا اور اُس سے وہ لوگ فکر و رنج کے دریا میں ڈوب گئے رستم اُن کی باتوں اور بلند خیالی سے حیران ہوگیا یزدجرد نے تھوڑی دیر کے بعد

لہ امام ابوالعباس احمد بن یحییٰ ابن جابر بلاذری نے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ جب یزدجرد نے مٹی کی ٹوکری منگوائی تو عمر بن معدیکرب نے اُٹھ کر اپنی چادر بچھادی اور مٹی لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

مہر سکوت توڑ کر کہا "میں نے عرب میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو احمق نہیں دیکھا ہے یہ اچھا خیال قائم کر لیا ہے کہ اُن کو کل روئے زمین پر قبضہ مل جائے گا اور اسی بناء پر اُن کے سردار نے مٹی کی ٹوکری اپنے کندھے پر رکھ لی" رستم نے جواب دیا، اے خداوند یہ لوگ بڑے عالی خیال و ذی عقل ہیں ان لوگوں نے اس مٹی سے اپنا حسن تفاؤل اور آپ کی بدفالی لی ہے" یزدجرد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور رستم کو ان لوگوں کے بعد ہی حیرہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا۔

سفیروں کی روانگی کے بعد اشیاء خوردنی کی کمی محسوس ہوئی۔ سواد بن مالک تمیمی فراض پر شب کے وقت چھاپہ مار کر تین سو جانور گرفتار کر لائے جس میں خچر بھی تھے۔ گدھے بھی تھے، بکریاں بھی تھیں، گائے اور بیل تھے۔ صبح کے وقت سواد بن مالک ان مویشیوں کو لئے اسلامی لشکر گاہ میں آئے سعدؓ نے اُن کو لشکریوں میں تقسیم کر دیا پھر اس کے بعد متعدد سرایا[1] اور متعدد آدمیوں کو مویشیوں کو پکڑ لانے کے لئے روانہ کیا اس وجہ سے کہ لشکر میں گوشت کی کمی تھی اور غلہ کی جنس ان کے پاس بہت تھی۔

رستم، طوعاً و کرہاً مدائن سے آلات حرب جمع کر کے ساٹھ ہزار فوج لیکر ساباط کی طرف روانہ ہوا اس فوج کے مقدمہ پر جالینوس تھا جس کے ہمراہ چالیس ہزار لشکر تھا ساقہ میں بیس ہزار فوج تھی میمنہ پر ہرمزان، میسرہ پر مہران بن بہرام رازی تیس تیس ہزار کی جمعیت سے تھے اور اُنکے ہمراہ تین سو ہاتھی تھے ایک سو قلب میں پچھتر پچھتر میمنہ اور میسرہ میں،

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ فراض پر شبخون مارنے کے بعد سعدؓ نے دوسرا سریہ روانہ کیا جس نے بنی تغلب و نمیر کے اونٹ مع اُن کے آدمیوں کے گرفتار کر لیا تھا سعد نے اُن کو بھی دوسرے دن ذبح کر کے تقسیم کر دیا پھر عمرو بن الحرث نے نہرین پر شبخون مارا اور بہت سی مویشیاں پکڑ لائے ان ایام کو ایام اباقر کہتے ہیں اور پہلے واقعہ کو جس میں سواد نے فراض پر چھاپہ مارا تھا یوم الحیتان سے موسوم کرتے ہیں

بیس مقدمہ میں اور تیس ساقہ میں تھے ساباط سے روانہ ہو کر رستم نے کوثا میں پڑاؤ کیا
اتفاق سے ایک عرب کو رستم کے پاس پکڑ لائے رستم نے اُس سے استعجاباً دریافت کیا"
تم یہاں کس ضرورت سے آئے ہو اور کیا ڈھونڈھتے ہو۔؟
عربی۔ ہم اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تمہارے ملک اور تمہارے لڑکوں میں ڈھونڈھتے
ہیں اگر تم ایمان نہ لائے۔
رستم۔ اگر تم اس جستجو میں قتل ہو گئے۔
عربی۔ جو شخص اس تلاش میں مارا جائے گا جنت میں جائے گا اور جو بچ جائے گا
اُس سے اللہ تعالیٰ اپنا پورا وعدہ کرے گا۔
رستم۔ پھر تم کو اس سے کیا حاصل ہو گا؟
عربی۔ ہم نہ سہی ہمارے اور بھائی سہی۔ اللہ کا دین تو پھیلے گا ہم کو اس کا یقین ہے
کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔
رستم۔ تم اس کمی تعداد کے ساتھ ہمارا کیا کر سکتے ہو؟
عربی۔ ہم کیا کریں گے جو کچھ کرے گا اللہ تعالیٰ کرے گا تمہاری بداعمالیاں تم کو نیست
و نابود کریں گی اور تم کو ہمارے سپرد کر دیں گی"
رستم۔ تو ہمارے غضب سے نہیں ڈرتا ہے ہمارے پاس اس وقت (حاضرین کی طرف
اشارہ کر کے) اس قدر جنگ آور موجود ہیں۔
عربی۔ تو ان پر کیا ناز کرتا ہے یہ سب قضا و قدر ہیں جو تجھے گھیر کے لائے ہیں
اور یہ تجھے جانبر نہ ہونے دیں گے۔
رستم اس تقریر سے برافروختہ ہو گیا جلاد کو بلا کر اس غریب عرب کے گردن مارنے کا
حکم دیا بعد ازاں کوثا سے حیرہ کو روانہ ہوا اثنار راہ میں اُس کے لشکریوں نے رعایا کو لوٹنا
اُن کی عورتوں کو بے عزت کرنا اور شراب پی کر بدمستی کرنا شروع کیا جب اس کی اطلاع

رستم کو ہوئی تو اُس نے لشکریوں کو سخت تنبیہہ کی، بعضوں کو سزائے موت دی اور اپنے ہمنشینوں سے مخاطب ہو کر کہا "قسم ہے ایزد داور دادار کی! اُس عربی نے جو کہا تھا سچ کہا تھا اور بے شک جو کچھ دیال ہم پر آئے گا ہماری بداعمالیوں سے آئے گا۔

رستم نے حیرہ میں پہونچکر اہل حیرہ کو مجتمع کیا، سمجھایا، بوجھایا، مسلمانوں کے برخلاف اُبھارا ابن بقیلہ نے کہا "کیا خوب! تم خود مسلمانوں کی مدافعت نہیں کر سکتے اور ہم کو مدافعت نہ کرنے پر ملامت کرتے ہو" رستم یہ جواب سخت سنکر خاموش ہو رہا۔

سعد نے سواد کی طرف ایک سریہ روانہ کیا۔ رستم نے اس سے مطلع ہو کر اُنکی مدافعت کے لئے سواروں کا ایک دستہ روانہ کیا۔ جاسوسوں نے سعد تک یہ خبر پہونچائی سعد نے عاصم بن عمرو کو ہمراہی چند سواروں کے اہل سریہ کی کمک پر بھیجدیا۔ اتفاق سے عاصم عین تعرض کے وقت اللہ اکبر کہہ کر پہونچ گئے سواران فارس عاصم کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اہل سریہ اور عاصم مال غنیمت لئے ہوئے اپنے لشکر گاہ میں چلے آئے اس کے بعد سعد نے عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ اسدی کو اہل فارس کے رنگ ڈھنگ حالات دیکھنے کو بھیجا، تقریباً تین میل اپنے لشکر سے باہر نکل گئے ہوں گے کہ اہل فارس کا ہراول دکھائی دیا عمرو بن معدیکرب تو اس مقام سے واپس آئے اور طلیحہ بہ تبدیل لباس لشکر فارس میں داخل ہوئے جب رات کا زیادہ حصہ گزر گیا اور سبھوں پر غفلت کی نیند طاری ہوئی تب طلیحہ آہستہ آہستہ گھوڑوں کی طرف گئے نگہبانوں کو غافل پاکر خیمہ کی رسیاں کاٹ دیں اور ایک گھوڑے پر سوار ہو کر دوسرے کو ہانکتے ہوئے لشکر فارس سے نکلے، خیموں کے گرنے اور گھوڑوں کے دوڑ سے شوروغل اُٹھا لوگ جاگ اُٹھے، چند سواروں نے اُن کا تعاقب کیا، جب قریب پہونچے تو طلیحہ نے پلٹ کر ایک پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ وہ اُسی مقام پر ٹھنڈا ہو گیا، جب دوسرا آگے بڑھا، تو طلیحہ نے اُس کو بھی ایک ہی وار سے ختم کر دیا، تیسرے نے آگے بڑھ کر روکنا چاہا اور طلیحہ پر نیزہ چلایا

طلیحہ نے وار کو خالی دیدیا وہ نیزہ کے جھونک میں جونہی زمین کی طرف جھکا طلیحہ نے فوراً تلوار کا وار اس صفائی سے کیا کہ سر سے تن جدا ہو کر علیحدہ جا پڑا۔ چوتھا سوار قریب ہو بچکر طلیحہ کے کمر میں ہاتھ ڈالکر کھینچنا چاہتا تھا کہ طلیحہ نے اُس کا ہاتھ اس زور سے پکڑ لیا کہ وہ لٹکا ہوا طلیحہ کے ساتھ چلا گیا سواران فارس یہ واقعات دیکھکر خایب وخاسر واپس چلے آئے طلیحہ گھوڑوں کو لئے اور اپنے حریف کو قید کئے ہوئے اسلامی لشکر میں داخل ہوکر، سیدھے سعد کے پاس گئے، کل واقعات جو اُن پر گزرے تھے بیان کئے پھر ترجمان بلایا گیا اور اُس کے ذریعہ سے اس قیدی سے باتیں ہوتی رہیں، تھوڑی دیر کے بعد مسلمان ہوگیا اور معرکۂ جنگ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے، اہل فارس کے حالات اور لڑائی کے طریقے بتائے، اس سے سعد کو بہت بڑی مدد ملی طلیحہ کی مردانگی سے یہ اس درجہ متاثر اور مفتون ہوا کہ اس نے طلیحہ کا ساتھ پھر نہیں چھوڑا۔

اس واقعہ کے بعد رستم نے حیرہ سے کوچ کر کے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا جہاں پر اہل فارس اور مسلمانوں سے ایک نمونہ قیامت لڑائی ہونیوالی ہے اس کو مداین سے روانہ ہوئے چھ مہینہ گزر گئے تھے اس کے دل پر مسلمانوں کا خوف بیحد مستولی ہوگیا تھا، لڑائی کے پہلو پر کسی صورت نہیں آتا تھا لیکن یزدجرد کے حکم سے مجبور تھا وہ بار بار اس کو تاکیداً مسلمانوں سے بھڑ جانے کو لکھتا تھا مورخوں نے اس کے خائف ہونے کی یہ وجہ لکھی ہے "اس نے مداین سے روانہ ہونے کے بعد ایک شب خواب[۵۱] میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اُترا ہے اور اس کے

---

۵۱ اس خواب کی اصلیت جہانتک ہو ہم اس کی نسبت کچھ نہیں لکھ سکتے ممکن ہے کہ رستم نے ایسا خواب دیکھا ہو لیکن کلام اس میں ہے کہ رستم نے یہ خواب کس سے بیان کیا اور پھر یہ روایت کس کے ذریعہ سے مورخوں تک پہونچی؛ اسکے علاوہ ابن اثیر نے جو ایک اور واقعہ بیان کیا ہے جسکو باور کرنا مقتضائے عقل ہے اور وہ یہ ہے "رستم نے ساباط سے کوچ کرنے کے بعد اپنے بھائی بندوں کو مسلمانوں کے چڑھ آنے اور یزدجرد کا مقابلہ پر بیٹھنے (بقیہ صفحہ ۴۸ پر)

ساتھ رسول اللہ صلعم اور فاروق اعظمؓ ہیں فرشتہ نے اہل فارس کے سلاح حرب چھین لئے اور اس پر مہر کر کے رسول اللہ صلعم کو دیدیا رسول اللہ صلعم نے اُس کو بجنسہ فاروق اعظمؓ کو حوالہ کر دیا اہل فارس نے یہ دیکھکر غمگین ہو کر سر نیچا کر لیا۔"

رستم نے قادسیہ میں پہونچکر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ عتیق میں اپنا خیمہ نصب کرایا دوسرے دن صبح ہوتے عتیق سے سوار ہو کر نہر کی طرف گیا پل پر جا کر ایک بلند مقام سے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھتا رہا، تھوڑی دیر کے بعد زہرہ کو کہلا بھیجا تم ذرا دیر کو میرے مقابل پر آ کر کھڑے ہو جاؤ۔ کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں چنانچہ زہرہ تنہا اپنے خیمہ سے نکلکر رستم کے روبرو ایک مقام پر آ کر کھڑے ہو گئے۔

رستم۔ تم ہمارے پڑوسی ہو ہم تمہارے ساتھ سلوک کرتے اور تمہاری محافظت کرتے تھے۔

زہرہ۔ اس تقریر سے تمہارا مطلب کیا ہے؟۔

رستم۔ تم کو یاد ہو گا کہ ہمارے یہاں سے تم لوگوں کے وظائف مقرر تھے تم جب ہمارے یہاں آتے تھے تو تم کو ہم انعام اور جائزہ دیتے تھے اب بھی اگر تم کو اس کی ضرورت ہو تو ہم تم کو خاطر خواہ انعام دیں گے۔

زہرہ۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں ہے ہم تو اپنی آخرت بنانے آئے ہیں اور درحقیقت

(بقیہ صفحہ ۳۷) کے مفصل واقعات لکھی تھی بندوان نے نجوم کے ذریعہ سے دریافت کر کے لکھا کہ پانی کو مچھلی نے گندا کر دیا ہے اور شتر مرغ نے خوبصورتی کا جامہ پہن لیا ہے زہرہ کا نحس جا تا رہا ہے اور میزان اعتدال پر ہے میرے نزدیک قوم عرب تم پر اور تم سے جو ملے ہوئے ممالک ہیں ان پر غالب آجائے گی لڑنا مصلحت کے خلاف ہے جہانتک ممکن ہو طرح دینا بہتر ہے" یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر یہ رائے قائم ہو سکتی ہے کہ رستم کا خیال بندوان کی اس تحریر سے بدلگیا اور وہ اسکی اس ہدایت کیوجہ سے جنگ کرنے سے جی چراتا رہا ہو۔

تم جیسا کہتے ہو ہم ویسے ہی تھے لیکن اللہ جلشانہ نے ہم میں اپنا نبی بھیجا اس نے ہم کو دین حق کی طرف بلایا، ہم نے اس کو قبول کیا، اس نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص اس دین کو نہ قبول کریگا اس پر اللہ تعالیٰ ہمکو مسلط کریگا اور ہمارے ذریعہ سے وہ اس تمرد بیدینی کا بدلہ لے گا اور غلبہ و فتح اللہ تعالیٰ ہم کو دے گا

رستم۔ تم لوگ اب بھی تعداداً کم ہو ہماری اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ پر کیا کر سکو گے؟

زہرہ۔ یہ غلط خیال ہے ہم اپنے دین حق کی برکت سے تم پر یقیناً غالب ہو جائیں گے اور جب تک ہم میں ایک شخص بھی باقی رہے گا تمہارے مقابلہ سے منہ نہ موڑے گا۔

رستم۔ وہ کون دین ہے جس کو تم حق کہتے ہو؟

زہرہ۔ شہادتیں (یعنی اشہد ان لاالہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ) کو زبان سے کہنا دل سے اُس پر اعتقاد کرنا یہی دین ہے۔

رستم۔ یہ تو عقاید ہیں اور عملاً کیا کرنا ہوتا ہے؟

زہرہ۔ شرک اور بت پرستی کا عالم سے دور کرنا، لوگوں کو عبادت خلق سے نکالکر عبادت اللہ کی طرف بلانا۔ مخلوق ہونے میں ہم تم سب برابر ہیں اور ایک دوسرے کے بھائی ہیں لیکن جب ہمارا اور تمہارا دین متحد ہو اور نہ بجائے بھائی ہونے کے تمہارے جانی دشمن ہیں

رستم۔ اگر ہم تمہاری دعوت قبول کرلیں اور تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم بغیر جنگ وجدال لوٹ جاؤ گے؟

زہرہ۔ (خوشی کے لہجہ میں) واللہ ہم بلا تعرض واپس جائیں گے!

رستم یہ سن کر اپنے خیمہ میں آیا اور سردار ان لشکر کو طلب کرکے زہرہ سے جو گفتگو ہوئی تھی اس کا تذکرہ کیا سرداران لشکر رستم کی تقریر سنکر اور اس کا رجحان اسلامیوں کی طرف دیکھ کر برافروختہ ہو گئے رستم روایتین بجبیں ہو کر اُٹھ کر چلے گئے مجلس درہم برہم ہو گئی، بعد اس کے رستم نے سعد کے پاس کہلا بھیجا "تم ہمارے یہاں کسی سفیر کو بھیجو جس سے ہم مصالحت کی

گفتگو کریں" چنانچہ سعد نے رستم کے پاس ربعی بن عامر کو روانہ کیا، اہل فارس نے اُن کو قنطرہ میں ٹھہرا کر رستم کو ربعی کے آنے سے مطلع کیا رستم نے بڑے تکلف سے ایک سونے کا تخت اپنے لئے بچھوایا اُس کے چاروں طرف دور دور تک دیبا وحریر کا فرش کرایا اور اُس پر رومی قالینوں کو بچھوا کر تکیوں کو رکھوایا جن کے جھالر موتیوں کی۔ اور زربفت کے غلاف تھے وجیہہ اور صورت دار امراء کو اپنے گرد و پیش حسب مراتب بٹھا کر ربعی کو داخل ہونے کی اجازت دی ربعی اپنے گھوڑے پر سوار تلوار پرانے پھٹے ہوئے نیام میں کئے گلے سے لٹکائے ایک ہاتھ میں نیزہ لئے فرش کو گھوڑے سے روندتے ہوئے قالین کے فرش تک پہنچے گھوڑے سے اُتر کر ایک قالین میں نیزہ سے سوراخ کر کے لگام کو اس میں پہنا دیا اور نوک نیزہ کو فرش کی طرف کر کے ٹیکتے ہوئے چلے اہل فارس ان کی اس حرکات کو حقارت سے خاموشی کی حالت میں دیکھتے رہے جب رستم کے قریب پہونچے لوگوں نے ربعی سے آلات حرب رکھدینے کو کہا ربعی نے ترشرو ہو کر کہا" اگر میں بلا طلب تمہارے پاس آتا تو میں ایسا ہی کرتا تم نے مجھے بلوایا ہے اگر مسلح آنے دو تو میں آؤں ورنہ واپس چلا جاؤں" رستم نے ربعی کو مسلح آنے کی اجازت دی اور یہ حضرت اپنا نوک دار نیزہ ٹیکتے اور فرش کو خراب کرتے پھاڑتے رستم کے تخت تک پہونچے اور رستم کے برابر تخت پر بیٹھنے کا قصد کیا، لوگوں نے روکا ربعی نے کہا" میں تمہارے بلانے سے آیا ہوں جہاں میں بیٹھتا ہوں بیٹھنے دو تو بیٹھوں ورنہ چلا جاؤں مجھ کو تمہارے پاس آنے کی کوئی غرض نہ تھی ہمارے مذہب میں اس کی سخت ممانعت ہے کہ ایک شخص معبود ہو کر بیٹھے اور باقی آدمی بندے ہو کر بائیں میں کھڑے یا بیٹھے رہیں" رستم نے لوگوں کو منع کر دیا کہ کوئی شخص ان کے فعل وحرکت سے معترض نہ ہو لیکن خود ربعی کچھ سوچ کر تخت سے اُتر آئے اور ایک قالین کو نیزہ سے پھاڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور رستم سے مخاطب ہو کر کہا" ہم تمہارے اس پُر تکلف مصنوعی فرش پر نہیں بیٹھتے (زمین کی طرف اشارہ کر کے) اللہ تعالیٰ کا بچھایا ہوا یہ فرش ہمارے لئے کافی ہے" رستم نے ترجمان کے ذریعہ سے دریافت کیا" تم کس

وجہ سے یہاں آئے ہو"

ربعی۔ اللہ جل شانہ نے ہم کو اس غرض سے بھیجا ہے کہ ہم اس کے بندوں کو تنگی دنیا سے وسعت آخرت کی طرف نکالیں اور باطل دینوں کے ظلم سے بچا کر عدل اسلام کیجانب لائیں ہم اس کے دین کو خلق کے سامنے پیش کرنے کو لائے ہیں پس جو شخص اسکو قبول کریگا ہم اس سے اور اس کے ملک سے متعرض نہ ہوں گے اور جو شخص اس سے انکار کریگا اس سے لڑتے رہیں گے تا آنکہ ہم جنت میں پہونچ جائیں یا فتحمند ہوں۔

رستم " کیا تم ہم کو مہلت دے سکتے ہو؟ اور اس کام کو چند دنوں ملتوی کرسکتے ہو؟ تاکہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں "

ربعی " ہاں ایک دن یا دو دن "

رستم نے کہا " نہیں! تم اسقدر ہم کو مہلت دو کہ ہم اپنے رؤسا ملک اور ارکین دولت سے اس معاملہ میں خط وکتابت کرسکیں "

ربعی ۔ یہ نہیں ہو سکتا " ہمارے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیا کریں تم اس عرصہ میں غور کر کے یا اسلام قبول کرلو تاکہ ہم تمکو اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں یا جزیہ دینا اختیار کرو پس ہم اسکو قبول کرلیں گے اور تمسے متعرض نہ ہونگے اور جب کبھی تمکو ہماری ضرورت ہو گی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے جان ومال کی حفاظت کرینگے اور اگر ان دونوں امور سے ایک کو بھی قبول نکرو گے تو چوتھے روز ہم تم سے لڑینگے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم تمکو زیر کرینگے اور یہی ہمارا اور ہمارے کل ہمراہیوں کا قول وا قرار ہے "

رستم۔ کیا تم مسلمانوں کے سردار ہو؟

ربعی " نہیں، لیکن کل مسلمان مثل جسم واحد کے ہیں ہم میں سے ہر متنفس ہر امر میں مختار مجاز ہے ہم میں اعلیٰ ادنیٰ کا کوئی امتیاز نہیں ہے ادنیٰ اعلیٰ کیطرف سے اجازت دے سکتا ہے " رستم اور اس کے افسران فوج ربعی کی اس تقریر سے دنگ ہو گئے اور ایک سکتہ کیحالت

میں تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے بعد ازاں رستم نے ربعی کی تلوار دیکھکر کہا: "نیام اس کا بہت بوسیدہ ہے غالباً تلوار بھی ایسی ہی ہوگی"، ربعی تلوار نیام سے کھینچکر بولے "نیام اس کا بوسیدہ ضرور ہے لیکن میں نے اس پر سان ابھی رکھائی ہے" پھر رستم نے ربعی کا نیزہ اٹھالیا اور اس کا پھل دیکھکر براہ طنز بولا "اس کا پھل بہت چھوٹا ہے لڑائی میں کیا کام دیتا ہوگا" ربعی نے بے پرواہی سے جواب دیا، پھل اس کا چھوٹا ضرور ہے لیکن سیدھا دشمن کے سینہ میں تیر جاتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آگ کی ایک چھوٹی چنگاری ایک شہر کے جلا دینے کو کافی ہوتی ہے" تھوڑی دیر تک اسی قسم کی نوک جھونک کی باتیں ربعی اور رستم میں ہوتی رہیں پھر ربعی اُسی بے تکلفی سے اٹھکر نیزہ کو ٹیکتے ہوئے اپنے گھوڑے کے پاس آتے اور اُس پر سوار ہو کر اپنے لشکرگاہ میں پہونچ گئے۔ رستم نے ربعی کے واپس ہونے کے بعد ایک مجلس خاص میں ارکین سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے کہا "تم لوگوں نے دیکھا کس بیباکی سے وہ عربی نژاد شخص باتیں کر رہا تھا" اُن میں سے ایک نے کہا "وہ تو نہایت درجہ کا بے تہذیب، وحشی، غیر تربیت یافتہ تھا، کپڑے کو ملاحظ فرمائیے کہ اونٹ کا جھول پہنے ہوئے تھا، تمام قالینوں کو خراب کر ڈالا" دوسرے نے جواب دیا" ارے صاحب اُس نے ایک قالین کو درمیان سے پھاڑ کر گھوڑے کی راس اُس میں باندھ دی تھی" تیسرا بول اٹھا "یہ کیا لڑیں گے تلوار کا نیام تک تو درست نہیں ہے نیزہ میں صرف دو انگل کا پھل ہے اس سرے سے اُس سرے تک صرف ایک بانس کی بدشکل لکڑی ہے۔ رستم کو اُن لوگوں کی یہ رائیں پسند نہ آئیں جھلا کر بولا "تم لوگ صورت و شکل کیطرف دیکھتے ہو، لعنت ہو تمھاری عقل پر! اُس کی رائے اور گفتگو کو دیکھو، اُس کے خیالات پر غور کرو کس قدر پیچیدگی اور بیباکی سے باتیں کرتا تھا"

دوسرے دن رستم نے پھر ربعی کو بلوا بھیجا سعد نے بجائے اُن کے حذیفہ بن محصن کو روانہ کیا چنانچہ حذیفہ بن محصن بھی اُسی طور و طریقہ سے رستم کے پاس گئے جس طرح ربعی گئے تھے لیکن یہ اپنے گھوڑے سے نہ اُترے فرش روندتے ہوئے رستم کے قریب پہونچے

اور اُسی انداز سے گفتگو و کلام کیا جیسا کہ ربعیؓ نے کیا تھا، رستم نے دریافت کیا "کیا سبب ہے کہ آج تم بھیجے گئے کل والے صاحب نہیں آئے" حذیفہؓ نے جواب دیا "ہمارا امیر اگرم و نرم آدمیوں کو بھیجکر عدل کرتا ہے کل اُن کی باری تھی آج ہماری ہے" پھر رستم نے پوچھا "ہم کو مہلت کتنے دنوں کی دے سکتے ہو؟" حذیفہ نے کہا "آج سے تین دن تک کی" رستم یہ سنکر خاموش ہو رہا اور حذیفہ نے اپنے گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور اسلامی لشکر گاہ میں جا پہونچے، رستم کو حذیفہ کی تیزی اور حاضر جوابی نے تعجب میں ڈالدیا، تھوڑی دیر تک اس غور و فکر میں رہا کہ "عرب سے لڑنے کی بابت کیا کرنا چاہیئے یزدجرد کا حکم جنگ کرنے کا ہے اور یہ لوگ بھی بغیر لڑے یا جزیہ لئے واپس نہ جائینگے" جب اس کے دماغ و دل نے کچھ فیصلہ نہ کیا تو اپنے ارکین لشکر سے مخاطب ہو کر کہا "یہ لڑائی نہایت خطرناک ہے ان میں سے ہر شخص جان دینے پر تیار ہے بہتر ہو گا کہ ان کا دین قبول کر لیا جائے یا جزیہ دینا منظور کیا جاے، حاضرین بولے "توبہ توبہ! اِن احمقوں کا دین اس قابل ہے کہ ہم لوگ قبول کریں؟ اب ان کی یہ شان ہے کہ ہم ان کو خراج دیں؟ جن کو ہم ارذل الخلائق سمجھتے تھے آپ مطلق متردد نہ ہوں پہلے ہی جنگ میں ان کا خاتمہ ہو جائے گا قاعدہ ہے کہ جب چیونٹی کے موت کے دن آتے ہیں تو اسکے پر جم جاتے ہیں" رستم ان کی یہ تقریر جہالت آمیز سنکر خاموش ہو گیا اگلے دن پھر سعد کے لشکر سے ایک آدمی کو صلح کی گفتگو کرنے کو بلوایا۔ اس مرتبہ مغیرہ بن شعبہ گئے اور کمال دلیری سے رستم کے تخت پر چڑھکر اُس کے برابر بیٹھ گئے لوگوں نے اُن کو تخت سے اُتار دیا مغیرہ نے کہا "واللہ ہم نے تم سے زیادہ سفیہ قوم دنیا میں نہیں دیکھی ہم لوگ عرب ہیں۔ ایک دوسرے کی عبادت نہیں کرتے ہیں تم لوگ عجیب احمق ہو کہ ایک کو تم نے معبود بنا کر تخت پر بٹھا دیا ہے۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم لوگوں میں بعض معبود اور بعض بندے ہیں، تم نے مجھے بلوایا، میں تمھارے بلانے پر آیا، تم نے میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ مجھے تم نے تخت سے اُتار دیا، اس سے میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ ضرور مغلوب ہو گے واللہ کوئی بادشاہ اس نخوت پر بادشاہی نہیں کر سکتا اور نہ

ایسی قوم کبھی برسرسبز ہو سکتی ہے جو اپنے بادشاہ کو خدا بنائے" مغیرہ کی اس تقریر کو سنکر چھوٹی حیثیت اور کم رتبہ والے آدمیوں نے دل ہی دل میں تصدیق کی اور امراء و رؤسا نے حقارت کی نگاہوں سے دیکھکر کہا "اللہ اس کو موت دے ہماری تحقیر کرتا ہے"۔ بعد ازاں رستم نے ایک طولانی تقریر میں فارس اور اہل فارس کی عظمت، یزدجرد کی سطوت و حکومت اور اہل عرب کی تنگی معیشت، ناداری اور نیم وحشی ہونا بیان کر کے کہا "تم لوگ نہایت تنگی میں تھے، تم لوگ ہمارے یہاں قحط کے دنوں میں آتے تھے، ہم تم کو کھجوریں، جو دیتے تھے تمہارے امیروں کو کپڑے، خچر، زر و مال مرحمت فرماتے تھے تم میں سے جو جس قدر اٹھا کر لیجا سکتا تھا ہم اس کو اسی قدر کھجوریں اور غلہ دیتے تھے اس وجہ سے ہماری غیرت و حمیت تمہارے قتل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ خیر جو کچھ اس وقت تک تم نے کیا ہے اس سے درگذر کیا بہتر ہے لوٹ جاؤ ہم تم کو اور تمہارے امیر کو غلہ، کپڑے، روپیہ اور مویشیاں خاطر خواہ دیں گے"۔ مغیرہ یہ سنکر اٹھ کھڑے ہوئے اور پہلے انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تعریف کی پھر رستم و حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا "تم نے جو کچھ عرب کی تنگی معیشت، فاقہ مستی، تہیدستی کا حال بیان کیا وہ سب صحیح اور درست ہے ہم کو یہ سب معلوم ہے اور ہم اس سے انکار نہیں کرتے ہیں دنیا کا دستور یہی ہے کہ آج تنگی ہے تو کل فراخی ہو گی آج اگر عشرت ہے تو کل عسرت ہو گی، اگر تم لوگ اس کا شکریہ ادا کرتے جو تم کو دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوتا اور تمہارا یہ شکریہ ادا کرنا اس سے کم ہوتا جو تم کو دیا گیا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں ادا کیا ہے تو کفران نعمت اور ناشکری کا وبال تم پر نازل ہو گا۔ بیشک اللہ جلشانہ نے ہم میں اپنے ایک نبیؐ کو بھیجا، جس نے ہم کو راہ راست کی ہدایت کی اور کفار و مشرکین اور بت پرستوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا ہے تم کو اختیار ہے چاہے اسلام قبول کر لو ہم تم کو اپنا بھائی بنا لینگے اور تمہارے ملک کو چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے یا جزیہ دینا اختیار کرو اور اگر دونوں تمہیں منظور نہ ہوں تو لڑو"۔ پھر کچھ سوچ کر کہا "بات یہ ہے کہ ہمارے لڑکوں نے تمہارے

یہاں کے کھانوں کا مزہ چکھ لیا ہے اب ان کو بغیر تمہارا ملک لئے صبر نہیں آئیگا" رستم سے یہ تقریر سن کر ضبط نہ ہوسکا بیتاب ہو کر بولا "اگر تم اسی جستجو و خیال میں مارے جاؤ؟" مغیرہ نے ہنس کر جواب دیا "جو شخص ہم میں سے مارا جائے گا جنت میں داخل ہوگا اور جو لوگ ہم میں سے باقی رہ جائیں گے وہ تم پر فتحیاب ہوں گے" رستم اس جواب سے طیش میں آگیا اور قسم کھا کر کہنے لگا "اب میں ہرگز صلح نہ کرونگا جب تک تم سب کو نہ قتل کرلونگا" مغیرہ اٹھکر اپنے لشکر میں چلے آئے اور رستم نے اہل فارس کو مجتمع کر کے مصالحت کی بابت مشورہ کیا اور انجام جنگ سے ڈرایا لیکن اہل فارس نے باتفاق رائے لڑائی کو پسند کیا اور اسی رائے پر مصر ہوئے

اس کے دوسرے دن اتمام حجت کے لئے سعد نے ایک شخص کو بغرض دعوت اسلام رستم کے پاس بھیجا رستم نے حسب عادت پہلے اپنے احسانات عرب پر جتائے پھر ان کو مال و زر کے دینے کا اقرار و وعدہ کیا انجام کار اس قاصد کے واپس ہونے کے بعد طرفین سے اعلان جنگ ہوگیا رستم نے سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ تم عبور کر کے ہم پر آؤ گے یا کہ ہم خود عبور کر کے تم پر حملہ آور ہوں؟ سعد نے جواب دیا "تم خود عبور کر کے آؤ" شام کے وقت یہ جواب رستم کو ملا اس نے پل کی طرف رخ کیا لیکن چونکہ سعد نے اس خطرہ کو تاڑ کر پہلے ہی سے چند آدمیوں کو پل کی محافظت پر متعین کر دیا تھا انھوں نے سعد کو اس سے آگاہ کیا سعدؓ نے رستم کے پاس پیام بھیجا "تم پل کی طرف رخ نہ کرو جس پر ہم نے قبضہ کر لیا ہے اس کو واپس ہم نہ کریں گے" رستم یہ سنکر عتیق میں ٹھہر گیا صبح ہوتے ہوتے۔ بانس، مٹی نے وغیرہ کافی مقدار سے جمع کر کے پل باندھنا شروع کر دیا دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ پل بندہ کر تیار ہوگیا رستم مع لشکر فارس عبور کر کے تخت زرین پر بیٹھا اور لشکر کی ترتیب میں مصروف ہوا جنگی ہاتھیوں میں سے نصف کو مع سفید ہاتھی، قلب میں اور نصف میں سے ایک نصف کو میمنہ میں دوسرے نصف کو میسرہ میں رکھا، جالینوس رستم، میمنہ کے وسط میں اور فیرزان میسرہ اور اس کے درمیان میں تھا یزدجرد نے مداین سے قادسیہ تک تھوڑے تھوڑے

فاصلہ پر آدمیوں کو خبر رسانی کی غرض سے بطور ڈاک بٹھا دیا تھا جو واقعہ قادسیہ میں رستم پر گزرتا یا جو کچھ وہ کرتا تھا اس کی اطلاع فوراً نہایت آسانی سے یزدجرد کو ہو جاتی تھی گویا اس زمانے میں خبر رسانی کا یہ آسان طریقہ نکالا گیا تھا۔

رستم کو ترتیب لشکر میں مصروف دیکھ کر عساکر اسلامیہ نے بھی تیاری شروع کر دی سعد بن ابی وقاص ان دنوں پھوڑوں میں مبتلا تھے، عرق النساء کی شکایت بھی موجود تھی اس وجہ سے گھوڑے پر چڑھنا تو درکنار بیٹھ بھی نہ سکتے تھے بدرجہ مجبوری قصر پر چڑھ گئے جو قادسیہ میں ان کے پہنچنے سے پہلے بنا ہوا تھا اور ایک بوریا پر سینہ کے بل بیٹھ گئے بعض لوگوں[۱] نے سعدؓ کی اس خانہ نشینی پر اعتراض شروع کیا سعد یہ سنکر باہر آئے، پھوڑوں اور زخموں کو دکھلایا لوگوں کی زبان طعن بند ہوئی، سعد نے خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور جن لوگوں نے باوجود عذر صحیح ہونے کے اپنی زبان طعن بند نہ کی ان کو اپنے قصر میں قید کر دیا از انجملہ ابو محجن ثقفی تھا، بعضے کہتے ہیں کہ اس کو شراب نوشی کے جرم میں قید کیا تھا بعد اسکے نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبہ دیا لوگوں کو جہاد پر اُبھارا۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور وعدوں کو یاد دلایا اور سبھوں کو اس سے مطلع کیا کہ خالد بن عرفطہ کو اپنا قایم مقام کیا ہے پھر چند اصحاب رائے اور جنگ آزمودہ اشخاص کو صفوف لشکر میں پھر کر جہاد و جنگ پر ابھارنے کو

---

[۱] کسی نے انھیں طعنہ زنوں میں سے یہ دو شعر کہے تھے۔ نقاتل حتی انزل اللہ نصرہ + وسعد بباب القادسیۃ معصم، فابنا وقد امت لنساء کثیرۃ + ونسوۃ سعد لیس فیھن ایم + (ترجمہ) ہم اعداء دین سے لڑتے رہیں گے تاآنکہ اللہ تعالیٰ اپنے مدد بھیجے + اور سعد دروازۂ قادسیہ پر چھپا ہوا ہے۔ پس ہم ایسی حالت میں واپس ہوئے کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہوگئیں۔ اور سعد کی عورتوں میں کوئی بیوہ نہیں ہوئی۔ انھیں اشعار کو سنکر سعد قصر سے باہر آئے تھے اور لوگوں کو جمع کر کے اپنے دنبلوں اور زخموں کو دکھلاتا تھا۔

کو بھیجا منجملہ اُن کے مغیرہ، حذیفہ، عاصم، طلیحہ، قیس، غالب، عمرو اور شعراء سے شماخ، حطیہ عبدی، عبدۃ بن الطیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے یہ لوگ صفوف لشکر میں گشت کر کے عساکر اسلامی کو جہاد پر اُبھارنے لگے اور قاریوں نے بحکم سعد سورۃ انفال پڑھنا شروع کیا تمام لشکر میں ایک عالمگیر جوش پھیل گیا، سبھوں کی آنکھیں طیش سے سرخ ہو گئیں دل میں سکون اور اس کے ساتھ انعام وجنگ کا جوش پیدا ہو گیا سعد نے امراء لشکر سے مخاطب ہو کر کہا اے غازیان اسلام اپنے اپنے مورچے اور مقامات پر پہاڑ ہو کر ٹھہرنا اور جب متحرک ہو تو دریا کے جوش سیلاب کی طرح جنبش کرنا بعد نماز ظہر میں پہلی تکبیر کہونگا تم لوگ بھی تکبیر کہنا اور صفوف لشکر درست کر کے مستعد ہو جانا اور جب دوسری تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہنا اور مسلح ہو کر نوک دار نیزوں کو دشمنوں کے سینے میں چبھونے کو سامنے کر لینا اور شمشیر بکف ہو جانا پھر جب تیسری تکبیر کی آواز تمہارے کانوں تک پہونچے تو اپنے اپنے لشکر کو موقع موقع سے لیجا کر لڑائی پر تل جانا چوتھی تکبیر کو سنتے ہی دفعتہً تکبیر کہتے ہوئے صفوف اعداء دین میں گھس جانا اور لاحول ولاقوۃ کہہ کر دست بدست لڑنے لگنا" پس جب سعد نے تیسری کہی تو لشکر اسلام سے لڑنے والے نکلے[1]

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ تیسری تکبیر کو سنتے ہی لشکر اسلام سے سب کے پہلے غالب بن عبداللہ اسدی رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ لشکر فارس سے ہرمز آیا یہ زریں تاج پہنے ہوئے تھا فارس کے مشہور ملوک سے تھا اسکو غالب نے آتے ہی گرفتار کر لیا اور سعد کے پاس پہنچا کر واپس گئے پھر عاصم بھی رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آکر لڑنے والے کو طلب کیا اہل فارس سے ایک سوار نکل کر آیا عاصم نے اُس پر نیزہ کا وار کیا اُسنے اُنکے نیزہ کو سپر پر روک لیا عاصم نے دوسرے ہاتھ سے تلوار کھینچ کر حملہ کیا حریف مقابل جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگا عاصم نے تعاقب کیا اور صف لشکر فارس سے گرفتار کر لائے یہ لشکر فارس کے باورچیخانے کا مہتمم تھا اسکے پاس کچھ کھانے کی چیزیں تھیں جنکو مورچہ والوں نے جو سامنے تھے کھایا عاصم کی یہ دلیری دیکھکر فارس سے ایک شخص چاندی کا گرز لئے، جڑاؤ تاج پہنے گھوڑے کو کوداتے اُچھلاتے ہوئے نکلا لشکر اسلام سے عمرو بن معدیکرب مقابلہ پر آئے اسنے انپر گرز چلایا انھوں نے اسکے وار کو خالی دیکر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور اپنے آگے گھوڑے پر بٹھا کر لائے اسکے بعد رستم نے ہاتھیوں کے بڑھنے کا حکم دیا اور اسی وقت سے جنگ مغلوبہ شروع ہو گئی۔

اور اُن کے مقابلہ پر لشکر فارس سے کار آزمودہ سوار آئے پہلے نیزہ بازی ہوتی رہی پھر تلوار کے ہاتھ چلنے لگے شعراء عرب رجز کے اشعار پڑھتے جاتے تھے اور لڑنے والے وار پر وار کئے جاتے تھے پہلا جو شخص اس لڑائی میں گرفتار کیا گیا ہے وہ شاہزادگان فارس سے ہرمز نامی ایک شاہزادہ تھا اس کو غالب بن عبداللہ اسدی میدان جنگ سے قید کر کے سعد کے پاس لائے اور پھر لوٹ کر لڑنے چلے گئے تھے اس اثنا میں ایک دوسرا شہسوار لشکر فارس سے نکل کر میدان میں آیا، عمرو بن معدیکرب نے صف لشکر سے نکلکر گھوڑے سے اُٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا۔ خود۔ زرہ۔ آلات حرب جو کچھ تھا لے لیا، رستم نے لڑائی کا عنوان بدلا ہوا دیکھکر جنگ مغلوبہ شروع کر دی دفعۃً ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف بڑھایا بجیلہ نے نہایت مردانگی سے ان کا مقابلہ کیا سعد نے بنی اسد کو بجیلہ کی کمک کا حکم دیا، طلیحہ بن خویلد اور حمال بن مالک نے ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے حملہ کے سیلاب کو روک دیا، پھر طلیحہ کی طرف ایک نامی سپہ سالار فارس کا حملہ کرتا ہوا بڑھا طلیحہ نے پہونچنے کے ساتھ ایک وار سے صاف کر دیا اشعث بن قیس نے بنو اسد کو لڑتے ہوئے دیکھکر کندہ سے مخاطب ہو کر کہا "اے گروہ کندہ کیا ناموری اور مردانگی کا سہرہ بنی اسد کے سر پر باندھا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے کیا مردانگی دکھا رہے ہیں! دیکھو اس وقت عرب کی ہر قوم اپنی مورچہ سے حرکت کر چکی ہے لیکن افسوس ہے کہ تم نے اس وقت تک اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی" اشعث یہ کہہ کر آگے بڑھے ان کے بڑھنے کے ساتھ کندہ نے بھی حرکت کی اور فارس کے انبوہ کثیر کو جو بجیلہ و بنی اسد کو گھیرے ہوئے لڑ رہا تھا پیچھے ہٹا دیا، رستم نے اشارہ سے کل لشکر کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا جس میں ذوالحاجب و جالینوس بھی تھا اس کے بعد سعد نے چوتھی تکبیر کہی جس آواز کے سننے سے کل افواج قاہرہ اسلامیہ نے بھی تکبیر کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے بنی اسد قدم جمائے ہوئے لڑ رہے تھے اور جنگ و جدال کی چکی چل رہی تھی فریقین کی فوجیں ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئی تھیں، جنگی ہاتھیوں نے مسلمانوں کے

میمنہ ومیسرہ پر حملہ کیا۔ اسلامی سواروں کے گھوڑے ان کالے کالے پہاڑوں کو دیکھ کر بدک کر بھاگے، عاصم بن عمرو نے سعد کے حکم سے تیر اندازوں کو ہاتھیوں اور اس کے سواروں پر تیر باری کا حکم دیا، خود عاصم نے نیزہ لیکر ہاتھیوں پر حملہ کیا ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے ہاتھیوں کے سونڈوں پر حملہ کیا، تیر اندازوں نے ایسے تیر برسائے کہ ان کے سواروں کو جواب دینے کی مہلت نہ دی اکثر ان میں سے منھ کے بل اوندھے ہو کر گر پڑے جو باقی رہے اُن کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا شام تک یہ لڑائی اسی انداز سے جاری رہی بالآخر رات نے اپنے سیاہ دامن سے دن کی روشنی کو چھپالیا، فریقین نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کو نیام میں کرکے میدان جنگ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کی طرف مراجعت کی اس لڑائی کا نام یوم الرماۃ ہے اور دوشنبہ کے دن محرم سنہ۱۴ھ ہجری میں یہ لڑائی ہوئی تھی۔

صبح ہوتے بعد نماز فجر سعد نے شہداء[1] کو دفن کرایا، زخمیوں کو عورتوں کو سپرد کر دیا وہ ان کی تیمارداری میں مصروف ہوئیں اور سعد نے ترتیب لشکر کی طرف توجہ کی اس اثنا میں دور سے ایک گرد نمایاں ہوئی اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان گونجنے لگا تھوڑی دیر کے بعد جب گرد چھٹی تو لشکر عراق کا نشان دکھائی دیا جو شام میں لڑ رہا تھا اور بعد فتح دمشق جس کی واپسی کا فاروق اعظم نے حکم دیا تھا اس لشکر پر ابو عبیدہ نے ہاشم بن عتبہ کو امیر مقرر کرکے روانہ کیا تھا مقدمۃ الجیش پر قعقاع بن عمرو تھے ان کے ہمراہ ایک ہزار فوج تھی انھوں نے بیس بیس آدمیوں کی ایک ایک ٹکڑی قائم کی تھی اور سبھوں پر جداگانہ افسر مقرر کرکے ایک کو دوسرے سے اس قدر فاصلہ پر رکھا تھا کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ دوسرے دن کی لڑائی چھڑنے سے پہلے قعقاع کی فوجیں آتی شروع ہوگئیں قعقاع نے حاضر ہو کر

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد پانچ سو تھی اُن کو سعد نے قادسیہ کے مشرق عذیب اور عین الشمس کے مابین ایک وادی میں دفن کرایا تھا۔

سعد کو سلام کیا، شام سے لشکر عراق کے واپس آنے کی خوشخبری سنائی اور اجازت لیکر میدان جنگ میں لڑنے کو نکل گئے لشکر فارس سے ذوالحاجب مقابلہ پر آیا قعقاع نے پہچان لیا اور شہداء جسر کو یاد کر کے کمال مردانگی سے حملہ کیا تھوڑی دیر تک لڑتے رہے آخر میں قعقاع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچ لی اور اس تیزی سے وار کرنا شروع کیا کہ ذوالحاجب کو جواب دینے کی مہلت نہ ملتی تھی آخر کار قعقاع نے اس کو قتل کر ڈالا اس کے قتل سے جسقدر لشکر اسلام میں خوشی سے اللہ اکبر کے نعرہ بلند ہوئے اس سے بدرجہا زیادہ لشکر فارس میں صف ماتم بپا ہو گیا پھر قعقاع نے جوش مسرت سے ایک چکر لگا کر لڑنے والے کو طلب کیا لشکر فارس سے فیرزان اور بندوان نکلکر آیا۔ قعقاع نے فیرزان کی طرف قدم بڑھایا بندوان نے اُن پر پیچھے سے حملہ کرنے کا قصد کیا اتفاقاً حرث بن ظبیان ابن الحرث بنی تیم اللات کی نظر پڑ گئی صف لشکر سے نکلکر بندوان کے سر پر پہونچ گئے قعقاع نے فیرزان کو اور بندوان کو حرث نے اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا۔ قعقاع نے اس لڑائی میں بڑی چالاکی یہ کی تھی کہ دس دس اونٹوں کو ایک ایک قطار میں کر کے اُن پر جھولیں ڈال دیں تھیں اور اُن پر بڑے بڑے تیر اندازوں کو بٹھا کر لشکر فارس کے سواروں پر حملہ کرنے کو کہا تھا اور ان کے گرد و پیش سواروں کو رکھا تھا چنانچہ قعقاع کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی سواران فارس کے گھوڑے اِن مصنوعی ہاتھیوں دیکھکر بیقابو ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے سواران فارس نے انکو پھیرنے کی ہر چند کوشش کی لیکن بیسود تھی اہل فارس کو ان مصنوعی ہاتھیوں سے اس سے زیادہ نقصان پہونچا جسقدر مسلمانوں کو اصلی ہاتھیوں سے برداشت کرنا پڑا تھا۔ قعقاع نے اس معرکہ میں تیس حملہ پیہم کئے اور ہر حملہ میں ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا سب کے پیچھے جوان کے ہاتھ سے مارا گیا بزرجمہر ہمدانی تھا، سیستان کا شہزادہ براز اعور بن قطبہ کے ہاتھ سے مارا گیا دوپہر تک لڑائی کا یہی رنگ رہا لشکر فارس کا کوئی شہسوار باقی نہ رہا کہ جو میدان جنگ میں آیا ہو اور قعقاع نے اُس کو قتل نہ کیا ہو بعد دوپہر کے جب اہل فارس قعقاع کے مقابلہ پر جانے میں پس و پیش

کرنے لگے تو رستم نے مجموعی قوت سے پھر حملہ کرنے کا حکم دیا ایک طرف سے اہل فارس نے یورش کر کے لشکر اسلام کو محاصرہ میں کر لینے کا قصد کیا دوسری طرف سے افواج قاہرہ اسلامیہ نے اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کے جوہر دکھانا شروع کر دیا نصف شب تک لڑائی نہایت زور و شور سے جاری رہی فارس کے نامی نامی سردار مارے گئے مسلمانوں کی طرف سے تقریباً ایک ہزار آدمی شہید و مجروح ہوئے اور دس ہزار مشرکین فارس مارے گئے سعد نے شہداء کو جمع کرا کے دفن کرایا زخمیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر علیحدہ خیموں میں لائے جو اس کام کے لئے نصب کیا گیا تھا اور عورتوں اور لڑکوں کے سپرد کر دیا۔ حریف کے مقتولوں کی لاشیں میدان جنگ میں یوں ہی پڑی رہیں نہ اُن پر کوئی نوحہ خوانی کرتا تھا اور نہ ان کی تجہیز و تکفین کی کسی کو پرواہ تھی لڑائی کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ مردار خوار پرند بھی اُن ناپاک لاشوں پر نہیں آتے تھے لشکر فارس کی یہ کیفیت تھی کہ سبھوں کے منہ پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں لڑائی ختم ہونے پر اپنے اپنے خیموں میں بیہوش پڑے تھے نہ ان میں وہ جوش باقی رہ گیا تھا جو اس سے پیشتر تھا اور نہ اُن کو اپنے مقتول سپاہیوں کے انتقام کا کچھ خیال تھا برعکس اُن کے اسلامی لشکر کے جوش کا وہی حال تھا ہر فرد بشر کے چہرہ پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے عورتیں اور لڑکے خوشی سے اپنے زخمیوں کی تیمارداری کر رہے تھے اور جو صحیح و تندرست تھے وہ شوق جنگ میں بیتاب ہوئے جاتے تھے اس دوسرے دن کی لڑائی کو یوم اغواث[1] کہتے ہیں

[1] جس وقت یہ لڑائی زور شور سے جاری تھی اُس وقت ابو محجن ثقفی مشہور بہادر اور شاعر جو شراب پینے کے جرم میں قید تھا۔ قید خانہ کی کھڑکی سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب ضبط نہ ہو سکا بیتاب ہو کر سلمیٰ (سعد کی بیوی) سے کہا تم مجھ کو خدا کیلئے چھوڑ دو اگر میں زندہ بچ گیا تو پھر واپس آ کر اپنے ہاتھ سے بیڑیاں پہن لونگا اور اگر مارا گیا تو مجھے دفن کرا دینا سلمیٰ نے کچھ خیال کیا ابو محجن افسوس کے لہجہ اشعار پڑھنے لگا جس کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں

کفی حزناً ان تردی الخیل بالقنا + واترک مشدوداً علی وثاقیا

تیسرے معرکہ کا نام یوم عماس ہے قعقاع نے عساکر اسلامی سے رات ہی کو کہہ رکھا تھا کہ چند رسالہ مورچہ سے باہر شام کیطرف اسی وقت چلے جائیں اور صبح ہوتے سو سو سوار گھوڑے اڑلستے ہوئے میدان جنگ میں آئیں اس طرح پے در پے سواروں کی فوج آنی چاہیئے چنانچہ صبح ہوتے ہوتے پہلا رسالہ میدان جنگ میں آیا مسلمانوں نے جوش مسرت سے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا، اور غل پڑ گیا کہ "شام سے امدادی فوج آگئی" ان کے پہونچنے کے ساتھ ہی حملہ ہوا۔ حسن اتفاق سے دوسرا رسالہ نہ آنے پایا تھا کہ ہاشم بن عتبہ سات سو سواروں کو لئے ہوئے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۱) اس سے بڑھکر کیا غم ہوگا کہ سوار نیزہ بازیاں کر رہے ہیں اور میں زنجیروں میں جکڑا ہوا پڑا ہوں

اذ قمت عنانی الحدید واغلقت ÷ مصاریع من دونی تصم المنادیا

جب میں کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو زنجیر اٹھنے نہیں دیتی۔ اور اس طرح دروازے بند کر دئے جاتے ہیں کہ جس کو پکارو وہ سنتا ہی نہیں + سلمٰی کے دل پر ان اشعار کا ایسا اثر پڑا کہ اس نے خود آکر بیڑیاں کاٹ دیں اور خاص سعد کے سواری کا گھوڑا "بلقاء" نامی دیا ابو محجن سوار ہو کر میدان جنگ میں نکلا اور نیزہ بازی کرتے ہوئے اللہ اکبر کہکر میمنہ پر حملہ کیا پھر اس طرف سے تکبیر کہکر میسرہ پر لوٹ پڑا اور اس زور شور سے حملہ کیا کہ جسطرف جاتا تھا صف کی صف الٹ دیتا تھا تمام لشکر اسکے مردانہ حملہ سے متحیر تھا کہ یہ کون جری ہے۔ خود سعد بھی حیران تھے اور دل ہی دل میں کہتے تھے کہ "حملہ کا اندازہ تو ابو محجن کا ہے لیکن وہ تو قید ہے اگر وہ قید نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ ابو محجن ہے اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ یہ تو میرا گھوڑا ابلقاء ہے جب رات ہوئی تو ابو محجن نے میدان جنگ سے واپس آکر خود بیڑیاں پہن لیں سلمٰی نے ان سے قید کرنے کی وجہ دریافت کی ابو محجن نے جواب دیا کہ مجھکو اور کسی وجہ سے امیر نے قید نہیں کیا میں جاہلیت میں دائم الخمر تھا اور وہی کمبخت عادت اب بھی نہیں چھوٹی اگر پینے کو نہیں ملتی تو زبان ہی سے اشعار میں کہکر ذائقہ لیتا ہوں" جب صبح ہوئی اور اس کا تذکرہ سعد کے روبرو ہونے لگا تو سلمٰی نے یہ تمام حالات بیان کئے سعد نے اسی وقت انکو رہا کر دیا اور کہا "واللہ! مسلمانوں پر جو شخص ایسی جان نثاری کرے میں اس کو قید نہیں کر سکتا" ابو محجن نے کہا واللہ میں بھی آج سے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا، چنانچہ ابو محجن نے پھر شراب نہیں پی

آپہونچے جن کو ابو عبیدہ نے شام سے امداد کی غرض سے بھیجا تھا، انھوں نے اپنے ہمراہی سوار دل کو ستر ستر آدمیوں کے حصہ پر تقسیم کر کے یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں آنے کا حکم دیا تھا، صبح سے شام تک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سواران اسلام کے رسالے یکے بعد دیگرے آتے رہے اور ہر ایک کے آنے پر اللہ اکبر کے شور سے سارا میدان گونج اٹھتا تھا اور اہل فارس کی روح فنا ہوئی جاتی تھی، پھر عساکر اسلامی نے اُن کے قلب پر اس زور سے حملہ کیا کہ صفوں کو پھاڑتے ہوئے عتیق تک نکل گئے اور وہاں سے لوٹ کر ان کے میمنہ پر حملہ کیا رستم نے لڑائی کا رنگ بدلا ہوا دیکھکر ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا اور اُن کے گرد و پیش سواروں کا رسالہ متعین کیا اگرچہ اس حملہ میں سواران اسلام کے گھوڑے بدک کر بے قابو نہ ہوئے لیکن ان متحرک سیاہ پہاڑیوں نے عساکر اسلام کو غیر مرتب کر دیا جس طرف یہ نکل جاتے تھے دَل کا دل پھٹ جاتا تھا سعد نے قعقاع و عاصم کے پاس کہلا بھیجا کہ فیل سفید کو جو تمھارے مقابل ہے مارو اور حمال و شرجیل کو فیل اجرب کے قتل پر مقرر کیا قعقاع و عاصم نے تو فیل سفید کو لپک کر ایک ہی ایک وار سے مار ڈالا باقی رہا فیل اجرب جس کے مارنے پر حمال و شرجیل متعین ہوئے تھے وہ زخمی ہو کر بھاگا اُس کے بھاگتے اور ہاتھی بھی اس کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوئے دم کے دم میں وہ سیاہ بادل بالکل چھٹ گئے لشکر فارس کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اسلامی سپاہی بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے اور اُن کو حوصلہ آزمائی کا موقع ملگیا عمرو[1] بن معدیکرب، قیس بن مکشوح

[1] عمرو بن معدیکرب باوجودیکہ برچھیوں کے زخمیوں سے چور چور تھے تاہم تلوار ہاتھ میں تھی اور برابر وار کرتے جاتے تھے، اسی اثنا میں ایک ایرانی سوار ان کے برابر سے نکلا اور اُس نے ان پر وار کیا، انھوں نے بڑھکر اُسکے گھوڑے کی دم پکڑلی، ایرانی نے ہر چند مہمیز کیا لیکن گھوڑے نے جگہ سے حرکت نہ کی، آخر سوار اُتر کر بھاگا اور یہ گھوڑے کی پیٹھ پر جا بیٹھے اور تھوڑی دیر کے لئے دم لینے کو باہر آئے، پھر جوش مردانگی سے حریف کے صفوں میں گھس گئے ایرانیوں نے ان کے حملہ سے مجبور ہو کر ہاتھی کو آگے بڑھایا اور اس کے دائیں بائیں پیدل فوجیں رکھیں عمرو بن معدیکرب نے گھوڑا چھوڑ دیا پیادہ ہو کر قدم بڑھایا اور اپنے رفیقوں سے کہا (بقیہ صفحہ ۵۴ میں)

نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے حریف کے صفوں میں بے خوف مارتے ہوئے گھس جاتے تھے اور نعرۂ اللہ اکبر مارتے ہوئے اُسی طرح کاٹ چھانٹ کرتے واپس آتے، سارا بدن گرد میں اَٹا ہو رہا تھا، یہ تمام دن خوف وخطر کے اعتبار سے فریقین کے لئے برابر رہا اسلامی لشکر نے میدان جنگ میں اشارہ سے نماز ادا کی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی آفتاب گوشۂ مغرب میں چھپ گیا تھا تھوڑی دیر کے لئے فریقین ایک دوسرے سے برابری کی حالت میں علیحدہ ہو کر ترتیب صفوف میں مصروف ہوئے۔

فریقین صفوف کو مرتب کر کے پھر میدان جنگ میں پہونچے اور مغرب کے بعد سے تمام رات لڑتے رہے، اس لڑائی کا نام لیلۃ الہریرہ ہے، سعد نے لڑائی ہونے سے پہلے طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب کو مخاضہ (نشیبی سکر) کی محافظت پر متعین کیا تھا کہ اس سمت سے ایرانی لشکر حملہ نہ کر سکے لیکن طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب اپنے سپہ سالار کے حکم پر عامل ہوئے مخاضہ میں پہونچکر مشورہ کیا، طلیحہ، فارس کے لشکر پر پیچھے سے تکبیر کہہ کر آپڑے، کشت وخون کا بازار گرم کر دیا اور عمرو بن معدیکرب نشیبی سکر پر یلغار کر کے طلیحہ سے آملے اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کر دی سب کے پہلے جس نے بلا اجازت سعد کے لڑائی چھیڑی وہ قعقاع اور اُن کی قوم تھی ان کے بعد بنی اسد پھر نخع پھر بجیلہ پھر کندہ نے حملے کئے، سعد ہر قبیلہ کے حملے کے وقت اللھم اغفرلھم وانصرھم (اے اللہ ان کی مغفرت کر اور ان کی مدد کر) کہتے جاتے تھے سعد نے حکم دیا تھا کہ تیسری تکبیر پر حملہ کیا جائے لیکن لشکر فارس کی طرف سے پہلی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۳) "میں مقابل کے ہاتھی پر حملہ آور ہوتا ہوں تم میرے پیچھے رہنا ورنہ عمرو بن معدی کرب مارا گیا تو پھر عمرو بن معدیکرب نہ پیدا ہوگا" یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی اور ہاتھی پر حملہ کیا فارس کی پیدل فوجیں جو اُسکے دائیں بائیں تھیں وہ اُن پر ٹوٹ پڑیں اور اس قدر غبار اُٹھا کہ یہ نظر سے غایب ہو گئے ان کے رفقاء نے اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سختی سے حملہ کیا دشمنوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔

ہی تکبیر پر تیر باری شروع ہو گئی اس وجہ سے قعقاع اپنی قوم کو لے کر ٹوٹ پڑے پھر ان کی دیکھا دیکھی اور قبایل بھی لڑنے لگے تمام رات قیامت خیز ہنگامہ برپا رہا، سوائے شور وغل کے کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی نہ تو میدان جنگ سے سعد و رستم تک کوئی خبر جاتی تھی اور نہ اُن کے پاس سے کوئی حکم لڑنے والوں تک آسکتا تھا رات بھر سعد نہ سوئے دعا کرتے رہے نصف شب گزر چکی تھی کہ قعقاع کی آواز سنائی دی وہ اپنے ہمراہیوں سے کہہ رہے تھے " دیکھو سب کے سب سمٹ کر قلب پر حملہ کرو اور رستم کو لو' حریف پر میدان جنگ تنگ ہوا چاہتا ہے " سب لوگ لڑتے لڑتے اگرچہ تھک گئے تھے ہاتھ پاؤں کام نہ دیتے تھے لیکن قعقاع کی اس آواز نے ان میں ایک تازہ روح پھونک دی۔ قعقاع کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے قبایل کے سرداروں نے اپنی اپنی قوموں کو للکارا " بہادرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں یہ تم سے آگے بڑھنے نہ پاویں " میدان جنگ میں از سر نو لڑائی کی آگ مشتعل ہو گئی سواروں نے گھوڑے چھوڑ دیئے پیادوں نے تلواریں گھسیٹ لیں اور بے جگری کے ساتھ لڑنے لگے، قعقاع اور اُن کے رکاب کی فوج صفوف اعدا پھاڑتی ہوئی رستم کے تخت تک پہونچ گئی، رستم اس وقت تک عتیق میں تخت پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا تخت سے اُتر کر لڑنے لگا، جب زخموں سے چور ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا، ہلال نے تعاقب کیا قریب پہونچ کر اس زور سے برچھا مارا کہ رستم کی کمر ٹوٹ گئی رستم گھبرا کر ایک گڑھے میں گر پڑا، ہلال بھی کود پڑے، ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لائے اور تلوار کھینچ کر اُس کا کام تمام کر دیا، پھر تخت پر چڑھ کر پکار اُٹھے قتلت رستم ورب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم ہے میں نے رستم کو مار ڈالا) اس آواز کو سنتے ہی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا لشکر فارس کے ہوش و حواس جاتے رہے، میمنہ، میسرہ، قلب بھاگ نکلا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جب رستم کا ہلال نے تعاقب کیا تو اتفاق سے سامنے ایک نہر آگئی، رستم اُس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے، ساتھ ہی ہلال بھی کود پڑے، ٹانگیں پکڑ کے باہر گھسیٹ لائے، تلوار سے کام تمام کر کے لاش کو خچر

کے پائوں میں باندھ دیا اور اُس کے تخت پر چڑھکر جوش مسرت سے بول اُٹھے "میں نے رستم کا کام تمام کردیا"۔ رستم کے قتل ہوتے ہی لشکر فارس میدان جنگ سے بھاگ نکلا جالینوس نے ان کے روکنے اور لڑائی جاری رکھنے کی کوشش کی لیکن بے سود تھی۔ باقی رہا فارس کا وہ رسالہ جو سرتا پا لوہے میں غرق تھا۔ وہ میدان جنگ میں لڑتا رہا قبیلہ حمیضہ نے ان پر حملہ کیا لیکن تلواریں زرہوں پر اُچٹ اُچٹ کر رہ گئیں مجبور ہوکر پیچھے ہٹنے کا رخ کیا سردار نے للکارا، نبرد آزماؤں نے جواب دیا تلواریں نہیں کام دیتیں" سردار نے غصہ میں آکر ایک سوار پر اس زور سے برچھے کا وار کیا کہ اُس کی کمر ٹوٹ گئی اوندھا ہوکر منہ کے بل گر پڑا یہ دیکھکر اوروں کو بھی جرات ہوئی اور کمال مردانگی سے لڑکر سبھوں کو خاک وخون پر موت کی نیند سلا دیا بہ مشکل تمام تیس ہزار سے تیس سواروں نے اپنی جان بچائی۔

ضرار بن الخطاب نے ایرانیوں کا نشان درفش کادیان لوٹ لیا جس کے عوض میں انھوں نے تیس ہزار دینار لئے اور وہ درحقیقت دو لاکھ دس ہزار کی مالیت کا تھا جنگ ہائے سابق کے علاوہ اس معرکہ میں لشکر فارس کے دس ہزار سپاہی کام آئے اور اسلامی لشکر کے چھ ہزار نے جام شہادت نوش کیا۔ قبل اس معرکہ کے ڈھائی ہزار مسلمان جنگ سابق میں شہید ہوچکے تھے شہداء جنگ کے دفن کرنے کے بعد مال غنیمت اور آلات حرب اس قدر جمع کئے گئے کہ اس سے پیشتر اور نہ پھر اس کے بعد جمع ہوئے سعد نے رستم کا اسباب ہلال بن علقمہ کو دیا اور قعقاع اور شرجیل کو تعاقب کے لئے روانہ کیا ان کے پہلے زہرہ بن حیوۃ ایک دستہ فوج لے کر لشکر فارس کے منہزم گروہ کے پیچھے نکل چکے تھے جالینوس مقام حرازہ میں منہزموں کو مجتمع کر رہا تھا اس اثناء میں زہرہ نے پہونچکر حملہ کردیا، سبھوں کو مع جالینوس کے قتل کرڈالا اور جالینوس کا اسباب لے لیا سعد نے زہرہ کو کثیر قیمتی اسباب ہونے کی وجہ جالینوس کا اسباب دینے میں توقف کیا، دربار خلافت سے

استفسار کیا فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا "ابھی لڑائی کا خاتمہ نہیں ہوا زہرہ نے بہت اچھا کام کیا ہے اُس کی دل شکنی نہ کی جائے علاوہ جالینوس کے اسباب دینے کے اس کو اور اسکے ہمراہیوں کو پانچ پانچسو دینار اور دو"۔

ہزیمت کے بعد سلیمان بن ربیعہ باہلی اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ فارس کے ایک دستہ فوج سے جا بھڑے جنھوں نے خاتمہ جنگ پر پسپا ہو کر نہ بھاگنے اور میدان جنگ میں مر جانے کی قسم کھائی تھی چنانچہ عبدالرحمٰن نے وہیں اُن سبھوں کو ڈھیر کر دیا ایرانیوں کے لشکر کے فرار ہونے پر اُن کے تیس سردار معہ دستہ فوج جان نثاران میدان جنگ میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے رہے جن کے مقابلہ میں اسلامی لشکر سے تیس سوار نکلے اور دم بھر میں ان سب کو بھی قتل کر کے میدان کو مخالفوں سے صاف کر دیا سرداران ایران کے بھاگنے والوں میں ہرمزان، اہوذاذ بن بعیس، قارن وغیرہم تھے استقلال کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہر کر لڑنے والوں میں شہریار بن کبار، فروان اہوازی، خسروشنوم ہمدانی ابن الہربذ وغیرہم تھے ان لوگوں نے نہایت ثابت قدمی سے بھاگڑ مچنے پر بھی مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور میدان جنگ میں مردانہ جان دی۔

سعد نے فاروق اعظمؓ کو فتح کی خوشخبری لکھی اور شہداء عساکر اسلامیہ کو نام بنام لکھا عمر فاروق کا یہ حال تھا کہ جس دن سے جنگ قادسیہ شروع ہوئی تھی صبح ہوتے مدینہ سے باہر نکل جاتے تھے اور دوپہر ڈھلے تک قاصد کا انتظار کرتے تھے معمول کے موافق ایک دن مدینہ کے باہر کھڑے ہوئے قاصد کے انتظار میں راستہ دیکھ رہے تھے دور سے ایک شتر سوار نظر آیا دوڑ کر اُس سے پوچھا، کہاں سے آرہے ہو" سوار نے کہا "قادسیہ سے" سعد نے مژدہ فتح لے کر مجھے بھیجا ہے"۔ فاروق اعظم[ل] نے فرط شوق سے بیتاب ہو کر مفصل حال دریافت

ل ابن اثیر نے لکھا ہے کہ شتر سوار کا رکاب پکڑے ہوئے عمر فاروق دوڑتے جاتے تھے اور بار بار حال پوچھتے جاتے تھے جب مدینہ میں پہونچے تو شتر سوار نے دیکھا کہ جو لوگ ملتے ہیں وہ اُن کو (باقی صفحہ ۵۸ میں)

کرنے لگے قاصد نے کہنا شروع کیا "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کیا اسقدر مشرکین معرکہ جنگ میں مارے گئے اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا۔"

خاتمہ جنگ کے بعد لشکر اسلام بانتظار صدور احکام دربار خلافت قادسیہ میں ٹھہرا رہا تا آنکہ دربار خلافت سے وہیں قیام کرنے کا فرمان صادر ہوا۔ جنگ قادسیہ سنہ ۱۴ھ میں، بعضے کہتے ہیں کہ سنہ ۱۵ھ میں اور بعضوں کا خیال ہے کہ سنہ ۱۶ھ میں ہوئی ہے[1]۔ واللہ اعلم۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۷) امیر المومنین کہہ کر پکارتے ہیں خوف سے کانپ اٹھا اور کہا "حضرت نے مجھے اپنا نام کیوں نہ بتایا مجھ سے بہت بڑی گستاخی ہوئی فاروق اعظم نے کہا "بھائی! کوئی ہرج نہیں ہے تم سلسلہ کلام منقطع نہ کرو" چنانچہ اسی طرح اسکے رکاب کے ساتھ ساتھ مکان تک آئے ایک مجمع عام میں فتح کی خوشخبری سنائی اور ایک نہایت پر اثر تقریر کی جس کا آخر فقرہ یہ تھا "بھائیو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو اپنا غلام بناؤں میں خود اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بار میرے سر پہ ہے اگر میں اسطرح پر تمھارا کام کروں کہ تم لوگ آرام سے اپنے مکانوں میں سوؤ تو میری خوش نصیبی ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضر رہو تو میری بدبختی ہے میں تم کو تعلیم دیتا ہوں۔ قول سے نہیں بلکہ عمل سے۔

[1] اس معرکہ میں منجملہ اور عورتوں کے خنساء عرب کی مشہور شاعرہ بھی شریک تھی اور اس کے چاروں لڑکے لڑنے کو آئے تھے لڑائی شروع ہونے پر اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ لم تنب بکم البلاد ولم تقحکم السنۃ ثم جئتم بامکم عجوزۃ کبیرۃ فوضعتموھا بین ایدی اہل فارس واللّٰہ انکم بنو رجل واحد کما انکم بنو امرۃ واحدۃ ما خنت اباکم ولا فضحت خالکم انطلقوا فاشہدوا اول القتال وآخرہ۔ ترجمہ۔ عزیز بیٹو! تم اپنے ملک پر بھاری نہ تھے اور تم پر قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لاکے فارس کے آگے ڈال دیا اللہ کی قسم تم ایک باپ کی اولاد ہو جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو میں نے تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو فضیحت کیا ہے جاؤ اخیر تک لڑو۔

یہ سنتے ہی اس کے بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور دشمن پر بجلی کیطرح ٹوٹ پڑے جب نظر سے اوجھل ہوئے تو خنساء نے آسمان کیطرف ہاتھ اٹھا کر کہا اے اللہ میرے بیٹوں کو بچانا" کتاب الاغانی میں لکھا ہے کہ خنساء کو اصناف شعر میں مرثیہ گوئی میں بہت بڑا کمال تھا بازار عکاظ میں اسکے خیمہ کے دروازہ پر ایک علم نصب کیا جاتا تھا جس پر لکھا ہوتا تھا ارثی العرب یعنی تمام عرب سے اچھی مرثیہ گو

فتح بہرہ شیر، مداین جلو[redacted]، حلوان

اہل فارس نے قادسیہ سے بھاگ کر بابل میں قیام کیا بابل ایک محفوظ اور مستحکم مقام تھا، یہاں پر اُن کے نامور سرداروں میں سے تحیرخاں، مہران اہوازی، اہرمزان وغیرہم موجود تھے ان لوگوں نے دوبارہ سامان جنگ مہیا کرکے فیرزان کو لشکر کا سردار مقرر کیا۔

سعد کامیابی کے بعد دو مہینہ تک قادسیہ میں انتظام کی غرض سے ٹھہرے رہے پھر حسب حکم فاروق اعظم اہل وعیال کو ایک کثیر التعداد لشکر کی حفاظت میں مقام عتیق میں چھوڑ کر مداین کیطرف روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش میں زہرہ بن حیوۃ، شرجیل بن السمط اور عبداللہ بن المعتم کو متعین کرکے آگے روانہ کیا۔ مقام رستن (برس) میں بصبری سے مڈبھیڑ ہوگئی بصبری معرکہ جنگ میں زخم اُٹھا کر بابل کی طرف بھاگا، برس کے رئیس (بسطام) نے حاضر ہوکر زہرہ سے صلح کرلی، موقع موقع سے جابجا پل تیار کرلئے جس سے اسلامی لشکر بآسانی بابل تک پہونچ گیا۔ فیرزان نے بابل سے نکلکر مقابلہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں مع اُن لوگوں کے جو بابل میں تھے بھاگ نکلا، سعد نے بابل پر قبضہ کرلیا۔ فارس کی فوجیں بابل سے بھاگنے کے بعد چند گروہ پر منقسم ہوگئیں کچھ تو ہرمزان کے ساتھ اہواز میں جا پہونچیں، ایک حصہ فوج کا فیرزان کے ہمراہ نہاوند کی طرف چلا گیا جہاں پر کسرےٰ کا خزانہ تھا اور ایک گروہ تحیرخان ومہران لے کر مداین کی طرف چلے گئے اثناء راہ میں جتنے پل تھے سبھوں کو توڑ ڈالا اور مداین کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کرلی۔ پھر سعد نے بابل سے کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش پر زہرہ کو مامور کرکے آگے بڑھنے کا حکم دیا زہرہ، بکیر بن عبداللہ لیثی اور کثیر بن شہاب سبعی راستہ صاف کرتے ہوئے کوثی[۱] پہونچے جہاں تک شہریار

---

[۱] کوثی ایک مشہور تاریخی مقام ہے نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یہیں قید کیا تھا۔ قید خانہ کی جگہ اُس وقت تک محفوظ تھی سعد رض اس کے دیکھنے کو گئے اور درود پڑھکر یہ آیت پڑھی تلک الایام نداولہا بین الناس۔

ایرانیوں کا ایک مشہور رئیس زادہ موجود تھا شہریار[51] نے کوثی سے نکلکر زہرہ کا مقابلہ کیا اثنار جنگ میں شہریار مارا گیا اُس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اس عرصہ میں سعد سپہ سالار لشکر اسلام بھی آگئے اور اُنھوں نے شہریار کے قاتل کو اس کا اسباب دیدیا بعد اس کے زہرہ ساباط کی طرف بڑھے، اہل ساباط نے زہرہ سے جزیہ دیکر صلح کرلی اور زہرہ نے رسالہ کسریٰ کو ہزیمت دی پھر کل اسلامی فوجیں مداین کے قریب بہرہ شیر[52] میں مجتمع ہوئیں۔ جب مسلمانوں

---

[51] جس وقت زہرہ کوثی کے قریب پہونچے اور شہریار کو زہرہ کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اُس نے کوثی سے نکلکر میدان جنگ میں آکر پکارا "جو بہادر تمام لشکر میں منتخب ہو میرے مقابلہ پر آئے"۔ زہرہ نے جواب دیا "میں خود تیرے مقابلے پر آنے کو تھا لیکن تیرا یہ دعویٰ ہے تو تیرے مقابلے اور مارنے کو کوئی ادنیٰ شخص جائیگا"۔ یہ کہکر ابو نباتہ نایل بن جشم اعرج کو اشارہ کیا وہ گھوڑا کوداکر میدان میں پہونچے۔ شہریار نے ان کو کمزور خیال کرکے نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا گردن میں ہاتھ ڈال کے زور سے کھینچا اور زمین پر گرا کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اتفاق سے نایل کے منھ میں شہریار کا انگوٹھا آگیا نایل نے اس زور سے کاٹا کہ شہریار تلملا گیا نایل پلٹ کر اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور اُسی کے کمر سے خنجر نکالکر پیٹ میں بھونک دیا شہریار کے مارے جانے پر ایرانی فوجیں جو اس کے رکاب میں تھیں بھاگ نکلیں۔ نایل نے شہریار کی زرہ اور پوشاک اُتاری اسلحہ لے لئے، سعد نے ان کو دیکھکر نایل کو حکم دیا کہ وہی لباس اور اسلحہ سے سج کر آئیں چنانچہ نایل شہریار کی زرق برق پوشاک اور اسلحہ سے آراستہ ہوکر مجمع عام آئے عرب کی سادہ لوح فوجیں اسکو دیکھ دیکھکر سوائے اللہ اکبر کے اور کچھ نہ کہتی تھیں۔

[52] بہرہ شیر پایہ تخت مداین کے قریب ایک مقام تھا جہاں پر ایک شاہی رسالہ رہتا تھا یہ ہر روز صبح کو قسم کھاتا تھا کہ "سلطنت فارس پر ہمارے جیتے جی زوال نہ آنے پائے گا"۔ یہاں ایک شیر پلا ہوا تھا جو کسریٰ سے بیحد مانوس تھا اور عجب نہیں کہ اسی مناسبت سے اس مقام کو بہرہ شیر کہتے ہوں جب اسلامی فوجیں اس کے قریب پہونچیں تو وہ تڑپ کر نکلا ہاشم ابن عتبہ نے جو ہراول کے افسر تھے اس صفائی سے تلوار کا وار کیا کہ وہ وہیں ڈھیر ہوکر رہ گیا سعد نے اس دلاوری پر اُن کی پیشانی چوم لی اور ہاشم نے جوش مسرت سے سعد (باقی صفحہ ۶۱ میں)

نے ایوان شاہی کو دیکھا تو جوش مسرت سے تکبیر کے نعرہ بلند کئے، خوش ہو ہو کر ایک دوسرے سے کہنے لگا ھذا ابیض کسریٰ ھذا ما وعد اللہ (یہ کسریٰ کا محل ابیض ہے یہ وہ ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے) ذی الحجہ ۱۵ھ کو لشکر اسلام نے اس مقام پر پڑاؤ کیا تھا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد اُس کو فتح کیا اثنار محاصرہ میں اسلامی سواروں نے اطراف و جوانب سے ہزاروں آدمیوں کو گرفتار کر لیا فاروق اعظم نے لکھا تھا کہ جو شخص جزیہ دینا قبول کرے، یا ہتھیار ڈال دے، یا لڑتے ہوئے بیٹھ جائے، تو اس کو امان دیدینا اور جو شخص بھاگے اور اس کو گرفتار کر لاؤ تو اُس کی بابت تم کو اختیار ہے "غربی دجلہ کے کل

(بقیہ نوٹ صفحہ ۷۰) کے ہاتھ کا بوسہ لیا پھر سعد تین مہینے تک اور بروایت دیگر دو مہینے تک بہرہ شیر کا محاصرہ کئے رہے اہل فارس کبھی کبھی قلعہ سے نکل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے تھے اور اسلامی لشکر ان پر منجنیقوں سے پتھر برساتا تھا مسلمانوں نے اس کے فصیلوں کے منہدم کرنے کو بیس منجنیقیں نصب کیں تھیں گرد و نواح کے تقریباً کل رئیسوں نے حاضر ہو کر جزیہ دینا قبول کر لیا تھا لیکن شہر پر کسی طرح قبضہ نہ ملتا تھا ایک روز ایرانیوں نے طول حصار سے گھبرا کر مرنے پر قسمیں کھا کر کمر باندھی اور قلعہ سے تیر برساتے ہوئے نکلے مسلمانوں نے بھی برابر کا جواب دینا شروع کیا زہرہ جو ایک مشہور سوار اور نامی افسر تھے اور اکثر معرکوں میں سب سے آگے رہتے تھے ان کی زرہ بوسیدہ تھی کہیں کہیں سے اس کی کڑیاں ٹوٹ گئیں تھیں لوگوں نے کہا "زرہ کو تبدیل کر کے دوسری پہن لیجئے زہرہ بولے "میری یہ قسمت کہاں ہے؟ کہ دشمن کا تیر سب کو چھوڑ کر مجھے آلگے" اتفاق ایسا ہوا کہ سب سے پہلے مسلمانوں میں انہیں کو آکر لگا لوگوں نے دوڑ کر نکالنے کا قصد کیا تو انہوں نے کہا جب تک یہ میرے بدن میں ہے اُسی وقت تک میں بھی زندہ ہوں مجھے اسی حالت میں رہنے دو شاید وہ ایک دشمن دین کو مار کر مروں" چنانچہ اُسی حالت میں حملہ کرتے ہوئے بڑھے اور شہریار اصطخر کے رئیس کو ایک وار سے مار ڈالا اور خود زمین پر گر کر انتقال کر گئے اس کے بعد ایرانیوں نے تھوڑی دیر تک لڑ کر بھاگنا شروع کیا اور شہر والوں نے صلح کا پھریرہ اُڑا دیا۔

دہقان اور اہل سواد مسلمانوں کے امان میں آ گئے اور اُن کی حکومت کو تسلیم کر لیا، باقی رہ گیا بہرہ شیر اس کا محاصرہ کئے رہے، موقع موقع سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کرتے تھے مختلف مقامات کو ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔ ایک روز انھیں میں سے ایک مرزبان جسکا دیو کا سا تن و توش تھا نکلکر میدان میں آیا اور شیر کی طرح سے ڈکار کر کہنے لگا "تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو میرے مقابلہ پر آئے" زہرہ یہ سنتے ہی صف لشکر سے نکلکر میدان میں آئے، پہلے دونوں آدمیوں میں نیزہ بازی ہوتی رہی پھر ایرانی مرزبان نے نیزہ پھینک کر تلوار کھینچ لی، زہرہ نے بھی اُس پر تلوار چلائی تھوڑی دیر تک تلوار چلتی رہی جب اس سے وہ مرزبان عہدہ برآ نہوا تو کندھے سے کمان اُتار کر تیر برسانے لگا اور زہرہ نے بڑھ بڑھ کر وار کرنے شروع کر دئے اتفاق یہ ہوا کہ لڑتے لڑتے زہرہ شہید ہو گئے اور وہ مرزبان بھی اُسی مقام پر اُنھیں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بعضے کہتے ہیں کہ زہرہ کو شیب خارجی نے زمانہ حجاج بن یوسف میں شہید کیا ہے واللہ اعلم۔

الغرض جب اہل بہرہ شیر پر محاصرہ کی شدت و طوالت سے غلہ اور سامان جنگ کی کمی محسوس ہوئی اور اُن میں لڑائی و مقابلہ کی قوت باقی نہ رہی تو انھوں نے شہر چھوڑ دیا اسلامی لشکر جب حملہ کرتا ہوا شہر کے قریب پہونچا تو اُن میں سے ایک شخص سوار ہو کر شہر پناہ کے دروازہ پر گیا دور سے ایک شخص دکھائی دیا جو اشارہ سے کہہ رہا تھا کہ "شہر میں اب کوئی شخص باقی نہیں ہے سب کے سب اُس شہر کی طرف چلے گئے ہیں جہاں پر ایوان شاہی ہے" سعد مع فوج اسلام بہرہ شیر میں داخل ہوئے، بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دجلہ حایل تھا سعد نے بہرہ شیر سے آگے بڑھنے کا قصد کیا لیکن دجلہ کو حایل دیکھکر رک گئے، ایرانیوں نے پہلے سے جہاں جہاں پل بندھے تھے توڑ کر بیکار کر ڈالا تھا دجلہ کے کنارے پر دور تک نظر دوڑانے سے بھی ایک کشتی کا پتہ نہ چلتا تھا۔ چندے سعد عبور کے فکر میں کنارہ دجلہ پر پڑاو

ڈالے پڑے رہے اس عرصہ میں ایک جاسوس نے آکر کہا تم دجلہ کے کنارہ ہی پر پڑے ہو گے؟ تم پر تیسرا دن نہ آنے پائے گا کہ یزدجرد مداین کی کل مال و اسباب اور خزانہ لیکر کسی طرف چلا جائے گا" سعد یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور بعد حمد و نعت کے لوگوں سے مخاطب ہو کر دجلہ کو عبور کرنے کی ترغیب[1] دی اور پکار کر کہا "کون ایسا بہادر ہے جو عبور کے وقت لشکر کی حفاظت کرے" عاصم بن عمرو نے جواب دیا "میں ہوں! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے پیدا کیا ہے" یہ کہہ کر چھ سو تیر اندازوں کو لے کر بلند مقام پر دجلہ کے کنارہ جا بیٹھے اور سعد نے نستعین باللہ ونتوکل علیہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ اُن کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی مردانگی سے گھوڑے دریا میں ڈال دئے۔ دریا اگرچہ بہت بڑا ذخار اور مواج تھا لیکن اُن کی ہمت و استقلال کا یہ حال تھا کہ موجیں گھوڑوں سے آکر ٹکراتی تھیں اور سواران اسلام رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ذرہ بھر بھی طبیعتوں میں اضطراب نہ پیدا ہوا یمین و یسار کی ترتیب میں مطلقاً فرق نہ آیا۔ ایرانی یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھکر متحیر تھے جب عساکر اسلامی نصف دریا سے زیادہ عبور کر آیا تو اُن کے سپہ سالار خرزاد نے تیر اندازوں

---

[1] سعدؓ نے جو اس وقت تقریر کی تھی اُس کا خلاصہ یہ ہے " اے بہادرو! تمہارے دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر اب دریا کے دامن میں پناہ لی ہے تم جبتک اُس کو نہ عبور کرو گے اُس وقت تک تم اُس پر کامیابی نہ حاصل کر دگے اگر یہ مہم بھی سر کر لو تو پھر مطلع صاف ہے کشتیوں کا انتظار کرو گے تو ایک زمانہ گزر جائیگا کیا تمہارے جوش نے تم میں اس قدر استقلال نہیں پیدا کیا کہ تم اللہ کا نام لے کر اس دریا کو عبور کر جاؤ ہماری یہ رائے ہے کہ تم اس سے پہلے کہ دنیا تم کو اپنے گرداب میں لے اپنے دشمنوں کی نیت تو ڑ میں نے اللہ کے بھروسہ پر اس دریا کو عبور کر جانے کا قصد کیا ہے" لوگوں نے یہ تقریر سن کر ایک زبان ہو کر کہا "چلو اللہ کے نام پر اللہ تعالیٰ تمہارے ارادوں میں تمکو کامیاب کریگا۔

کو تیر برسانے کا حکم دیا جس کا جواب اس طرف سے عاصم نے دینا شروع کیا تھوڑی دیر کے بعد جب ایرانی تیرانداز، مسلمانوں کے جوش سیلاب کو نہ روک سکے اور پیہم تیر اجل کے نشانہ ہونے لگے تو کنارہ دجلہ سے بھاگ کھڑے ہوئے اس اثناء میں سعد معہ اپنے ہمراہیوں کے کنارہ دجلہ پر پہونچ گئے اور اُن ایرانی تیراندازوں پر حملہ کر دیا جن کو اسلامی تیراندازوں کے تیر نے اپنا نشانہ بنایا تھا ایرانی کمال بے سروسامانی سے مداین چھوڑ کر حلوان کی طرف بھاگے یزدجرد نے اپنی حرم اور خاندان شاہی کو اس سے پہلے جسقدر مال و اسباب اُٹھا سکتا تھا اُٹھا کر روانہ کر دیا تھا جب اُس نے یہ خبر سنی تو خود بھی مداین چھوڑ کر نکل گیا، بایں ہمہ مداین میں کپڑے، اسباب قیمتی ظروف اور سامان آرائش اس قدر تھا کہ جس کی قیمت کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا خزانہ شاہی میں تین ہزار گائے[1] کی کھالیں دینار سرخ سے بھری ہوئی تھیں جس کو رستم قادسیہ جاتے وقت چھوڑ گیا تھا اور اسی قدر مصارف فوج کے لئے اپنے ہمراہ لے گیا تھا۔

اسلامی فوجیں جوق جوق شہر میں داخل ہوئیں اہل شہر نے قصر ابیض میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لئے اور بعد اس کے جزیہ دے کر اپنے کو بچالیا سعد قصر ابیض میں داخل ہوئے، چاروں طرف سناٹا تھا دل پر ایک عبرت سی چھاگئی بے اختیار یہ آیتیں زبان سے نکلیں کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذالک واورثناہا قوماً اٰخرین پھر وہیں ایک سلام سے آٹھ رکعتیں صلوٰۃ الفتح پڑھی، بجائے تخت کے ممبر نصب کرایا نماز جمعہ اسی ایوان میں ادا کی (یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں پڑھا گیا) ایوان شاہی میں جس قدر تصویریں تھیں اُنکو بحالہ قائم رکھا ایک کو بھی اُن میں سے نہیں ہٹایا چونکہ قیام کا قصد ہوگیا تھا

---

[1] ابن خلدون میں قنطار لکھا ہے۔ قنطار ایک پوست گاؤ پُر از زر کو کہتے ہیں۔ معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے اور ایک اوقیہ پونے چار تولہ کا ہوتا ہے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ایک سو بیس (١٢٠) رطل کا ایک قنطار ہوتا ہے اور ایک رطل ۳۷½ تولہ کا ہوتا ہے۔

اس وجہ سے قصر نہیں کیا زہرہ بن حیوۃ کو ایرانیوں کے تعاقب میں نہرواں کی طرف روانہ کیا گیا مال غنیمت کے جمع کرنے پر عمرو بن عمرو بن مقرن اور تقسیم پر سلیمان بن ربیعہ باہلی مامور کئے گئے چنانچہ قصر ابیض اور ایوان شاہی میں جو کچھ تھا اُس کو اور جس کو اہل مداین اس بھاگڑ میں[۱] لوٹے ہوئے لئے جاتے تھے اُن سب کو یکجا مجتمع کیا۔ کسریٰ کا شاہی ملبوس، اُس کا تاج زرنگار اور اُس کی زرہ جس کو وہ فخر و مباہات کے وقت پہنتا تھا گھوڑوں سے چھینا گیا ایوان شاہی کے خزانہ اور اس کے عجائب خانہ میں خاقان چین، قیصر روم، داہر پادشاہ ہند، بہرام گور سیاوخش، نعمان بن منذر کے خود اور اُن کی زرہیں اور تلواریں تھیں کسریٰ، ہرمز، قباد، فیروز کی تلواریں اور خنجر تھے ان سب نادرات اور یادگار شاہان فارس کو قعقاع نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر جمع کیا تھا سعد نے اُن کو اجازت دی کہ تلواروں میں سے جس تلوار کو چاہیں لیلیں قعقاع نے قیصر روم ہرقل کی تلوار اُٹھالی اور سعد نے اپنے طرف سے بہرام گور

[۱] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ جس وقت اسلامی لشکر مداین میں داخل ہوا ایک بڑھا مچگیا قصر ابیض اور اُسکے عجایب خانہ سے جس کے ہاتھ جو چیز لگی اُس کو وہ لئے بھاگا جاتا تھا اتفاق سے عصمتہ بن خالد ضبی ایک غیر معمولی راستہ سے ہو کر گزرے دیکھا کہ دو شخص دو گدھوں پر کچھ اسباب بار کئے ہوئے تیزی سے قدم اُٹھائے چلے جارہے ہیں، عصمتہ نے لپک کر ایک پر تلوار چلائی وہ تو اُسی مقام پر ٹھنڈا ہو گیا دوسرا یہ واقعہ دیکھکر گدھوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا عصمتہ بن خالد اُن گدھوں کو عمرو بن عمرو بن مقرن کے پاس لائے جو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور تھے اسباب اُتارا گیا تو اُس میں قیمتی قیمتی اور عجوبہ چیزیں نکلیں سونیکا ایک گھوڑا تھا جس پر چاندی کا زین کسا ہوا تھا۔ یاقوت و زمرد اُس کے سینے اور پیشانی پر جڑے تھے سوار چاندی کا تھا لیکن جواہرات سے لدا ہوا تھا اور چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی بیش قیمت یاقوت و ہیرے اُس کے مہار میں تھے اس کا سوار بھی سونے کا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا۔

کی زرہ اُن کو مرحمت فرمائی۔

مال غنیمت سے حسب دستور خمس نکالکر دربار خلافت بھیجا گیا، کسریٰ اور نعمان کی تلواریں نوشیرواں کا تاج، پہننے کے زرنگار کپڑے، فروش اور قدیم یادگاریں لوگوں کے دیکھنے کو بجنسبہ روانہ کردیں بعد ازاں مال غنیمت ساٹھ ہزار لشکریوں پر تقسیم کیا گیا ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار ملے یہ کل فوجیں سواروں کی تھیں پیادہ اُن میں کوئی نہ تھا ایوان شاہی کو لوگوں میں تقسیم کر کے اہل وعیال کو عتیق سے بلوا کر اسی میں ٹھہرایا اور یہیں اُن کو مقیم رکھا جب تک جلولا، حلوان تکریت اور موصل فتح نہ ہولیا۔

سعد نے علاوہ خمس کے جو چیزیں دربار خلافت میں بھیجی تھیں اُس میں ہزارہا نادرات و عجائبات روزگار اسباب تھے کسریٰ کا فرش جو نوبہار کے نام سے موسوم اور نوے گز لمبا، ۶۰ گز چوڑا تھا سلم بھیجدیا گیا پھول پتیاں، درخت، نہریں، تصویریں، غنچے، سونے چاندی کے تار اور جواہرات سے بنائے گئے تھے شاہان فارس ایام گرمی میں جبکہ بہار کا زمانہ منقضی ہو جاتا تھا اس پر بیٹھکر شراب نوشی کرتے تھے جب یہ چیزیں مدینہ میں پہونچیں اور چنی گئیں تو دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اسباب کو فاروق اعظم نے لوگوں میں تقسیم کردیا، فرش نوبہار کی نسبت اُن کا منشا تھا کہ تقسیم نہ کیا جائے اور چند لوگوں نے بھی عند الاستفسار یہی رائے ظاہر کی لیکن علی مرتضیٰ کی رائے اُس کے تقسیم کی ہوئی چنانچہ اُس کو بھی کاٹ کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کردیا علی مرتضیٰ کے حصہ میں اس کا جو ٹکڑا آیا تھا اُس کو اُنھوں نے تیس ہزار کو فروخت کیا حالانکہ وہ نفیس ٹکڑوں میں سے نہ تھا۔

بعد اس کے فاروق اعظم نے سعد ابن ابی وقاص کو نماز و جنگ پر اُن کے کل مفتوحات کا متولی مقرر کیا، حذیفہ بن الیمان ساحل فرات کے خراج پر اور عثمان بن حنیف کنارہ دجلہ کے شہروں کے خراج وصول کرنے پر مامور کئے گئے۔

ایرانی مداین سے بھاگ کر جلولا میں پناہ گزیں ہوئے اور جنگ کی تیاریاں کرنے

لگے اور آذر بائیجان، باب اور جبال سے فوجیں طلب کر کے ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے مہران رازی کو اپنا سرگروہ بنایا شہر کے چاروں طرف خندقیں کھدوائیں راستوں گذرگاہوں پر لوہے کے گوکھرو بچھوا دئیے، یزدجرد ان دنوں حلوان میں تھا سعد کو یہ خبر پہونچی تو انھوں نے فاروق اعظمؓ کو اس سے آگاہ کیا فاروق اعظمؓ نے لکھ بھیجا "تیس ہزار کی جمعیت سے ہاشم بن عتبہ کو ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کرو مقدمۃ الجیش پر قعقاع بن عمرو افسر کئے جائیں اور کامیابی کے بعد قعقاع کو سواد اور جبال کے درمیانی شہروں کی حکومت دو" ہاشم اپنے لشکر جرار کو مداین سے لیکر روانہ ہوئے چوتھے دن جلولاء پہونچکر محاصرہ کیا، اسی روز تک گھیرے رہے، اثناء محاصرہ میں وقتاً فوقتاً ایرانی نکل نکلکر مقابلہ کرتے رہے آخری لڑائی سب لڑائیوں سے زیادہ خطرناک لیلۃ الہریرہ سے کہیں بڑھی تھی اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس زور شور کی آندھی چلی کہ اندھیرا ہوگیا فارس کا لشکر مجبور ہو کر پیچھے ہٹا لیکن گرد و غبار کی وجہ سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہزاروں سوار خندق میں گر گر مر گئے اہل فارس نے خندق کے مختلف مقامات کو پاٹ پاٹ کر راستہ بنالیا اور اپنے بچاؤ کے لئے خود اپنی قلعہ کو غیر مستحکم و خراب کر ڈالا، مسلمانوں کو یہ خبر ہوئی تو انھوں نے پھر کمریں باندھ لیں دونوں حریف میدان جنگ میں دل توڑ توڑ کر لڑتے رہے، ایرانی لشکر مسلمانوں کو روک رہا تھا لیکن قعقاع جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے کمال مردانگی سے گھسے جاتے تھے چنانچہ قعقاع اُسی پٹے ہوئے راستہ سے گذر کر دروازہ قلعہ تک پہونچ گئے لوگوں میں یہ غل پڑ گیا کہ قعقاع نے خندق لے لیا اسلامی لشکر نے یہ سنتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ مار کر دفعتہً حملہ کر دیا ایرانی لشکر پسپا ہو کر بھاگا، حالت اضطراب میں حواس بجا نہ رہے اُسی طرف بھاگا جس طرف اہل فارس نے مسلمانوں کے حملہ کی تیاری سن کر لوہے کے گوکھرو بچھوا دئیے تھے، گھوڑے زخمی ہو گئے چلنے کے قابل نہ رہے، پیادہ پا ہوئے اسلامی لشکر نے ان کو تلواروں پر رکھ لیا ایرانیوں میں سے جو لوگ اس معرکہ میں جانبر ہوئے اُن کی تعداد نہایت

کم تھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ ایرانی اس واقعہ میں کام آیا۔)

قعقاع اُن کے تعاقب میں خانقین تک بڑھ گئے یزدجرد یہ خبر سنکر حلوان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا اور حلوان میں حفاظت کی غرض سے خسرو شنوم کو چند رسالہ کے ساتھ چھوڑتا گیا، قعقاع جب حلوان کے قریب پہونچے تو خسرو شنوم نے حلوان سے نکلکر مقابلہ کی تیاری کی خسرو شنوم کے مقدمۃ الجیش پر زینبی دہقان حلوان مامور تھا یہ پہلے قعقاع کے مقابلہ پر آیا قعقاع نے اُس کو قتل کر کے مقدمہ پہ حملہ کر دیا خسرو شنوم یہ واقعہ دیکھکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا قعقاع نے حلوان پر قبضہ کر لیا۔

سعد نے ان کامیابیوں کے بعد مژدہ فتح کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ مدینہ منورہ روانہ کیا، آگے بڑھنے کی اجازت طلب کی فاروق اعظم نے لکھ بھیجا،، چونکہ سواد اور جبل کا درمیانی حصہ ایک قدرتی قلعہ سے گھرا ہوا ہے اہل فارس ہم تک نہیں آسکتے ہیں چند روز مسلمانوں کو آرام دینے کے لئے توقف کرو،، اس واقعہ میں تین کرور غنیمت ہاتھ آئی جس کو سلیمان بن ربیعہ نے تقسیم کیا ہر سوار کو نو نو ہزار اور نو نو گھوڑے ملے زیاد جسوقت مژدہ فتح اور خمس لیکر مدینہ منورہ میں داخل ہوا شام ہو گئی تھی فاروق اعظم نے قسم کھائی کہ جبتک میں اس کو تقسیم نہ کرلوں گا اسوقت تک یہ مال غنیمت کسی چھت کے نیچے نہ رکھا جائے گا،، اس وجہ سے صحن مسجد میں رکھدیا گیا عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن ارقم رات بھر حفاظت کرتے رہے جب صبح ہوئی لوگوں کی آنکھیں جواہرات کے انبار دیکھکر خیرہ ہو گئیں فاروق اعظم مال غنیمت اور جواہرات کو دیکھکر رو پڑے عبدالرحمٰن نے کہا،، امیرالمومنین یہ تو مقام شکر تھا آپ کیوں رو پڑے،،؟ فاروق اعظم نے جواب دیا،، جس قوم کو اللہ تعالیٰ دولت دنیا دیتا ہے اُس میں رشک وحسد آجاتا ہے اور جب حسد کا مادہ پیدا ہوتا ہے تو قوم میں نفاق اور ناانصافی کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔

فاروق اعظم نے سرزمین سواد میں مابین حلوان وقادسیہ کے تقسیم کی ممانعت کردی تھی

جریر نے کنارہ فرات پر کچھ زمین خریدلی تھی فاروق اعظم نے واپس کرنے کا حکم صادر کیا۔

ہاشم جلولا سے مداین واپس آئے معلوم ہوا کہ ادین بن ہرمزان نے ایک لشکر از سر نو مرتب کرلیا ہے اور بقصد مقابلہ سہل کی طرف آرہا ہے سعد نے ایک لشکر ضرار بن الخطاب کے ماتحتی میں روانہ کیا مقام سبدان میں صف آرائی ہوئی ضرار نے ادین کو گرفتار کرکے مارڈالا اور ایرانیوں کے تعاقب میں نہروان تک چلے گئے، سبدان کے مفتوحہ مقامات اہل سبدان کو واپس کردیا اور وہیں مقیم رہے بعضوں کا خیال ہے کہ سبدان کا واقعہ بعد واقعہ نہاوند کے ہوا ہے واللہ اعلم۔

فاروق اعظم نے جس وقت مثنی بن حارثہ کو حیرہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی زمانہ میں قطبہ بن قتادۃ السدوی کو بصرہ کی جانب بھیجا تھا، قطبہ نے فاروق اعظم سے امداد طلب کی دارالخلافت سے شریح بن عامر بن سعد بن بکر کو بصرہ جانے کا حکم ملا۔ چنانچہ شریح بن عامر قطبہ بن عامر کو بصرہ میں چھوڑ کر اہواز کی طرف بڑھ گئے اثناء راہ میں ایرانیوں سے مقابلہ ہوا کمال دلاوری سے لڑ کر میدان جنگ میں مردانہ وار جان دی، فاروق اعظم نے اس اطراف پر عتبہ بن غزوان کو حاکم مقرر کرکے روانہ کیا ملک عرب اور بلاد عجم کے درمیان سرحدی مقام پر قیام کرنے کا حکم دیا، علاء بن الحضرمی کو لکھا کہ عرفجہ بن ہرثمہ کو عتبہ بن غزوان کی مدد پر بھیجدو۔ پس جس وقت عتبہ، اجبال جسر میں پہونچے والی فرات یہ خبر پاکر چار ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا اگرچہ عتبہ کے رکاب میں صرف پانچسو سپاہی تھے لیکن عتبہ اور اُن کے ہمراہیوں نے چھکے چھڑا دئے ایک ایک کو چن چن کر قتل کیا آخر میں والی فرات کو قید کرلیا اور ۱۴ھ میں مقام خریبہ پر آاترے جہاں اب بصرہ آباد ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ واقعہ جلولاء کے بعد بصرہ آباد کیا گیا ہے اور سعد نے عتبہ کو فاروق اعظم کے حکم سے بصرہ کی طرف روانہ کیا تھا اور یہ ایک مہینہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔

بعد اس کے اہل ابلہ نے مسلمانوں کی مخالفت پر کمر باندھی اہل ابلہ کہ ہمراہ کشتیوں پر جن کا

اسباب تھا عتبہ نے پانچسو سواروں سے مقابلہ کیا اور لڑائی ختم ہونے پر اپنے لشکر گاہ میں واپس آ گئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایلہ کو ایسا مرعوب کر دیا کہ وہ کمال بے سروسامانی سے جس قدر معمولی معمولی اسباب اُٹھا سکے اُٹھا کر شہر خالی کر کے دریا عبور کر گئے اگلے دن اسلامی لشکر شہر میں داخل ہوا جس قدر مال و اسباب پایا باہم تقسیم کر لیا بعد اس کے بصرہ کی بنیاد پڑی سب سے پہلے مسجد بنائی گئی مسجد کی چھت نئے اور کھجور کے پتوں سے بنی۔

فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ عتبہ نے خریبہ میں وارد ہو کر فاروق اعظم کو اپنے قیام سے مطلع کیا اور یہ درخواست کی کہ مابین عرب و عراق کوئی ایسا پڑاؤ مناسب مقام پر بنایا جائے جہاں پر فوجیں ایام سرما میں رہیں اور بعد واپسی غزوات وہیں آ کر ٹھہرا کریں" فاروق اعظم نے عتبہ کی درخواست پر ایسی چھاؤنی قائم کرنے کی اجازت دی اور یہ لکھا کہ وہ زمین جس کو تم چھاؤنی بنانا چاہتے ہو عرب کے مذاق کے موافق ہو یعنی وہاں پر پانی اور چراگاہ بکثرت ہو، عتبہ نے یہ فرمان پڑھ کر مقام بصرہ کو اس کام کے لئے تجویز کیا اور منظوری کے لئے مقام بصرہ کی کیفیت دربار خلافت کو لکھ بھیجی اور بعد منظوری بنیاد کی داغ بیل ڈالی مختلف قبائل کے لئے گھانس پھونس و بانس کے مکانات علیحدہ علیحدہ احاطہ کھینچکر بنوائے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کی بنا ڈالی اور اس کو بھی گھانس پھونس و بانس سے تیار کیا مسجد کے قریب دارالامارۃ اور قید خانہ بنوایا جب لڑائی پر جاتے تھے تو اس کو اُجاڑ ڈالتے تھے پھر لڑائی سے واپس ہو کر گھانس پھونس اکٹھا کر کے چھپر و چھاؤنی کر کے دارالامارۃ اور قید خانہ بنا لیتے تھے یہی حال ۱۷ھ تک رہا تا آنکہ اسی سنہ میں آگ لگی اور بہت سے مکانات جل گئے سعد بن وقاص گورنر کوفہ کی درخواست پر فاروق اعظم نے پختہ عمارات بننے کا حکم دیا لیکن اس کے ساتھ یہ تاکید کی کہ کوئی شخص ایک مکان میں تین کمروں سے زیادہ نہ بنائے" چونکہ بصرہ سے دجلہ دس میل کے فاصلہ پر تھا اس وجہ سے فاروق اعظم کے حکم سے دجلہ سے ایک نہر کاٹ کر بصرہ لائی گئی بصرہ کی وجہ تسمیہ میں اہل لغت یہ لکھتے ہیں کہ عربی میں بصرہ نرم پتھریلی زمین کو کہتے ہیں اور یہاں کی زمین اسی قسم کی تھی لیکن معجم البلدان میں اس کی وجہ تسمیہ میں ایک مجوسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اسکے نزدیک یہ لفظ بس راہ تھا جس کے معنی "بہت سے راستوں" کے ہیں چونکہ یہاں سے بہت سی راہیں ہر طرف کو تھیں اس وجہ سے اس کو مجوسی اس نام سے موسوم کرتے تھے۔

ایرانی ایلہ سے شکست کھا کر دست میاں میں پہونچے جہاں پر مرزبان نے ان لوگوں کی امداد کے لئے ایک گروہ کثیر جمع کر رکھا تھا عتبہ کو یہ خبر ملی فوراً پہونچ کر پیچھے ہٹا دیا مرزبان گرفتار کر لیا گیا قتادہ نے اس کا تاج چھین کر فاروق اعظم کے پاس بھیجدیا فاروق اعظم نے تاج مرصع دیکھ کر وہاں کی حالت دریافت کی لوگوں نے بیان کیا کہ دنیا وہاں بھٹی پڑتی ہے سیم وزر ابلا پڑتا ہے" لوگوں کو اس سے بصرہ کی طرف رغبت ہوئی، اکثر آدمی مدینہ سے بصرہ میں آرہے ہے۔ پھر عتبہ نے مجاشع بن مسعود کو لشکر پر اپنی طرف سے امیر مقرر کر کے فرات کی طرف بھیجا اور امامت پر مغیرہ بن شعبہ کو تا واپسی مجاشع مقرر کر کے خود فاروق اعظم کے پاس چلے آئے۔

بعد روانگی عتبہ سرداران فارس سے الف بیکان نے مسلمانوں سے جنگ کرنے کی ٹھانی مغیرہ بن شعبہ نے مقام مرغاب میں اس کا آگا روکا اثنار جنگ میں جبکہ لڑائی نہایت زور وشور سے جاری تھی اور فریقین جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے عساکر اسلامی کی عورتوں نے ڈوپٹوں سے پھریرے بنائے اور اپنے لشکریوں میں آملیں ایرانیوں نے نشانوں کو دیکھکر ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دئے اور یہ سمجھکر کہ عساکر اسلامی کی مدد آپہونچی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے کامیابی کے بعد مغیرہ نے نامہ بشارت فتح فاروق اعظم بخدمت میں روانہ کیا فاروق اعظم نے عتبہ کو پھر ان کے مفتوحات کی طرف واپس کیا اتفاق یہ کہ اثنار راہ میں انتقال کر گئے بعضے کہتے ہیں ۱۵ھ میں عتبہ کو بصرہ کی امارت دی گئی تھی، بعضے کہتے ہیں ۱۶ھ میں عتبہ امیر بصرہ مقرر کئے گئے تھے، اور انھوں نے چندے امارت کی۔ بعد ان کے فاروق اعظم نے مغیرہ بن شعبہ کو مقرر کیا دو برس تک یہ امارت کرتے رہے پھر جب لوگوں نے ان پر الزامات لگائے تو معزول کئے گئے بجائے ان کے ابوموسیٰ مامور ہوئے بعضے کہتے ہیں کہ عتبہ کے بعد ابوسبرہ اور ان کے بعد مغیرہ مقرر کئے گئے تھے واللہ اعلم۔

فتح حمص وحماۃ وغیرہا

فحل میں رومیوں کو شکست دینے کے بعد ابوعبیدہ اور خالد رضی اللہ عنہما

نے بقصد حمص[1] روانہ ہو کر ذو الکلاع میں پڑاؤ ڈالا ہرقل شہنشاہ روم نے توذر بطریق کو اُن کے مقابلہ پر بھیجا جس نے مرج روم میں پہونچکر قیام کیا توذر بطریق نے خالد بن الولید کے مقابلہ پر اور شمس بطریق نے ابو عبیدہ کے مقابلہ پر مورچہ قایم کیا تمام رات فریقین خوف ورجا سے نہ سوئے کسی کو اشتیاق جنگ بے چین کئے تھا اور کوئی خوف جان سے کانپ رہا تھا صبح ہوتے توذر نے دمشق کا رخ کیا، خالد بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے یزید بن ابی سفیان کو یہ خبر پہونچی انھوں نے دمشق سے نکلکر توذر کا آگا روکا لڑائی شروع ہوگئی اس اثنا میں خالد نے پہونچکر رومیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا دونوں طرف کی لڑائی نے رومیوں پر میدان جنگ کو تنگ کر دیا اُس کثیر التعداد رومی فوج سے جو توذر کے ہمراہ تھی معدودے چند جانبر ہوئی مال واسباب جو کچھ اُن کے ہمراہ تھا اُس کو مسلمانوں نے لوٹ لیا یزید تو دمشق کو واپس گئے اور خالد مرج روم کی طرف لوٹے۔

ابو عبیدہ نے روانگی خالد کے بعد شمس بطریق سے لڑائی چھیڑ دی تھی ہنوز کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ خالد اپنے رکاب کی فوج لئے آپہونچے، اسلامی لشکر جوش مسرت سے اللہ اکبر پکار اُٹھا جس سے سارا میدان جنگ گونج گیا رومیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اثناء دار و گیر میں شمس بطریق ابو عبیدہ کے ہاتھ مارا گیا رومیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر حمص میں پناہ لی ہرقل اس ہزیمت کا حال سنکر بطریق حمص کو شہر سپرد کر کے الرہا چلا گیا۔ ابو عبیدہ نے

---

[1] حمص ایک بڑا ضلع اور قدیم شہر منجملہ اُن چھوں بڑے ضلعوں کے ہے جو ممالک شام میں مشہور ہیں اس کو انگریزی میں ایسا کہتے ہیں یہاں پر ہیکل شمس تھا جس کی زیارت کو دور دراز ملکوں سے لوگ آتے تھے قدیم زمانہ میں اس کی شہرت اسی وجہ سے ہوئی تھی۔ مواقع جنگ سمجھنے کے لئے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شام کا ملک چھ ضلعوں پر منقسم ہے جن میں سے دمشق۔ حمص۔ اردن فلسطین زیادہ مشہور ہیں۔

حمص پر پہونچکر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اہل حمص نے امان طلب کی، ابوعبیدہ نے مصالحت کرلی۔

زمانہ محاصرہ میں ہرقل نے اہل حمص کی امداد کی غرض سے اہل جزیرہ کو روانہ کیا تھا لیکن چونکہ سعد بن ابی وقاص نے عراق کے عساکر اسلامی سے ایک گروہ کو ہیت و قرقیسیا بھجدیا تھا اس وجہ سے اہل جزیرہ حمص کے چھڑانے کو نہ پہونچ سکے مجبور ہوکر اپنے بلاد کو واپس آئے اور اہل حمص نے امداد سے ناامید ہوکر انھیں شرائط پر صلح کرلی جس پر اہل دمشق نے صلح کی تھی۔

فتح حمص کے بعد ابوعبیدہ نے سمط بن الاسود کو بنو معاویہ قبیلہ کندہ پر، اشعث بن میناس کو سکون، مقداد کو بلی پر، اور سان بھوں پر عبادۃ بن الصامت کو سردار مقرر کرکے حماۃ پر فوج کشی کی، اہل حماۃ نے جزیہ اور خراج دے کر صلح کرلی بعدازاں اسلامی فوجیں شیرز کی طرف بڑھیں اور شیرز کو بصلح فتح کرکے معرہ کا قصد کیا۔ معرہ کو معرۃ النعمان بھی کہتے ہیں اور نعمان بن بشیر انصاری کی طرف اس کو منسوب کرتے ہیں اہل معرہ نے شہر سے نکل کر اہل حماۃ کی طرح صلح کرلی۔ ولاوران اسلام لاذقیہ[۵۲] پہونچے اور اس کو

---

[۵۱] ۔ یہ ایک قدیم شہر ہے جو حمص وقنسرین کے درمیان واقع ہے۔

[۵۲] لاذقیہ بھی ایک قدیم شہر ہے اس کی مضبوطی اور استواری اس درجہ تھی کہ باوجود شدت حصار کے عساکر اسلامی فتحیاب نہوتے تھے ابوعبیدۃ نے اسکی فتح کی ایک نئی تدبیر نکالی کہ میدان میں بہت سے غار کھدوائے جسکی رومیوں کو اطلاع تک نہ ہوئی۔ ایک روز فوج کو کوچ کا حکم دیدیا اور بظاہر حمص کیطرف روانہ ہوئے لیکن جوں ہی رات نے اپنی سیاہ دامن کو دنیا کو ڈھانپ لیا ابوعبیدہ مع اپنی فوج کے لوٹ آئی اور انھیں غاروں میں چھپ رہے صبح ہوتے ہی اہل قلعہ نے مسلمانوں کے چلے جانیکو تائید غیبی خیال کرکے دروازہ کھولدیا اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوگئے عساکر اسلامی نے غاروں سے نکلکر دفعۃً حملہ کرکے ایک دن میں فتح کرلیا تو عیسائی شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے لیکن بعد فتح و تسلط امان طلب کرکے شہر میں چلے آئے اور جزیہ دیکر آباد ہوگئے عبادہ بن الصامت نے ایک جامع مسجد بنوائی اور کلیسے ان کے ان کو دیدیئے گئے۔

بزور تیغ حاصل کر کے سلمیہ[۱] کو بھی اسی طرح پر فتح کیا بعد ازاں ابو عبیدہ نے خالد بن الولید کو قنسرین کی طرف روانہ کیا میناس نے (جس کا رتبہ ہرقل کے بعد سب سے زیادہ تھا) مقابلہ کیا خالد نے اس کو پسپا کر کے قنسرین کا محاصرہ کر لیا بعد چندے مفتوح ہو گیا۔ خالد بن الولید نے ویران کر دیا اور باستقلال تمام اس طرف سے خالد نے، دوسری طرف سے عیاض بن غنم نے، کوفہ سے، عمر بن مالک نے اور قرقیسیا کی جانب سے عبداللہ بن المعتم نے موصل کا قصد کیا ہرقل یہ خبر پا کر قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا جب فاروق اعظم کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو بیساختہ بول اٹھے "امر خالد نفسہ یرحم اللہ ابا بکر ھو کان اعلم منی بالرجال" (میں خالد کو اس کے نفس کا سردار مقرر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحم کرے وہ مجھ سے زیادہ لوگوں کو جانتے تھے)

خالد اور مثنی بن حارثہ کو فاروق اعظم نے کسی اور وجہ سے معزول نہیں کیا تھا خیال یہ پیدا ہوا کہ کثرت فتوحات سے کہیں خالد اور مثنی کو غرور نہ آ جائے چنانچہ ابو عبید کے بعد مثنی بن حارثہ کے ثابت قدم رہنے سے فاروق اعظم نے مثنی کو پھر افسر لشکر بنایا اور ایسا ہی بعد واقعہ قنسرین خالد کو دوبارہ عہدہ امارت پر مامور کیا۔

فتح حلب و انطاکیہ مہم قنسرین سے فارغ ہو کر ابو عبیدہ نے حلب کی طرف کوچ کیا اثناء راہ میں یا قریب حلب پہونچ کر یہ خبر آئی کہ "اہل قنسرین نے عہد شکنی کی اور بلوہ مچا دیا"

[۱] سلمیہ کی وجہ تسمیہ ابن اثیر نے یہ لکھا ہے کہ سلمیہ، شہر موتفکہ کے قریب تھا جو کسی زمانہ میں عذاب الٰہی سے الٹ دیا گیا تھا جس میں سے صرف سو آدمی بچے تھے پھر ان سو آدمیوں نے اپنے لئے سو مکان بنوائے اسکا نام سلم مائۃ رکھا یعنی "سو آدمی بچے" کثرت استعمال سے سلم مائۃ سلمیہ ہو گیا لیکن یہ تاویل اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ اہل سلمیہ عربی اور ان کی زبان بھی عربی رہی ہو اور اگر وہ عجمی تھے جیسا کہ موجودہ نسل کی زبان شہادت دے رہی ہے تو اس کی تاویل کی گنجائش نہیں۔

سمط کندی چند دستہ فوج کے سردار مقرر ہو کر اہل قنسرین کی سرکوبی کو روانہ ہوئے پہونچکر شہر کا محاصرہ کیا دوبارہ بزور تیغ پھر فتح کیا اور بہت سا مال واسباب لوٹ لیا اس عرصہ میں ابوعبیدہ حلب کے قریب مقام خناصر (یا حاضر) میں جا اترے یہاں پر عرب کے بہت سے قبیلے آباد تھے جنھوں نے جزیہ دیکر صلح کر لی اور چند دنوں کے بعد سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

اہل حلب۔ ابوعبیدہ کی آمد کی خبر سنکر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے عیاض بن غنم نے جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے شہر کا محاصرہ کر لیا بعد چندے امان دے کر اور مقبوضہ شہروں کی طرح ان شرائط پر صلح کر لی کہ عیسائی رعایا جزیہ دیا کریں اور مسلمان ان کے جان ومال اور گرجاؤں سے متعرض نہ ہوں گے ابوعبیدہ نے اس صلح وامان کو جائز رکھا اور معاہدہ لکھدیا بعضے کہتے ہیں کہ گرجاؤں اور شاہی عمارت کی تقسیم پر صلح ہوئی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ عیسائی، حلب چھوڑ کر انطاکیہ چلے گئے تھے تا آنکہ انطاکیہ مفتوح ہوا اس وقت عیسائی مصالحت کر کے حلب واپس آئے واللہ اعلم۔

ابوعبیدہ حلب کو فتح کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھے انطاکیہ میں قیصر کے شاہی محلات تھے اکثر بغرض تبدیل آب وہوا قیصر یہاں قیام کرتا تھا یہاں پر مختلف مقامات سے عیسائی بھاگ بھاگ کر آئے تھے اور اسکو اپنا مامن وملجا سمجھکر مقیم تھے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنکر انطاکیہ کے باہر صف آرا ہوئے ابوعبیدہ نے پہلے ہی حملہ میں ان کے حوصلے ٹھنڈے کر دئے عیسائی فوجیں ہزیمت اٹھا کر شہر میں پہونچیں اور ابوعبیدہ نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا چند روز کے بعد عیسائیوں نے مجبور ہو کر جلاوطنی یا جزیہ دینے پر صلح کر لی جو عیسائی جزیہ نہ دے سکا وہ انطاکیہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا گیا بعد اس کے عیسائیوں نے پھر بدعہدی کی عیاض بن غنم اور حبیب بن مسلمہ نے پھر لڑ کر ان کو زیر کیا اور ان کے درخواست پر حسب شرائط صلح اول پھر مصالحت کر لی گئی چونکہ عیسائیوں نا بار بار نقض عہد کرنا اور ان کی سرکوبی کا از سر نو انتظام کرنا ایک قابل ذکر واقعہ تھا اسوجہ سے ابوعبیدہ نے دربار خلافت کو اس سے مطلع کیا فاروق اعظم کے لکھنے پر

شہر کی محافظت کے لئے فوجیں مامور کرکے ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کردیں جو اوقات معینہ پر ان کو دی جاتی تھیں۔

بعد اس کے رومیوں کا ایک گروہ حلب کے قریب معرہ مصرین میں مسلمانوں کے خلاف مجتمع ہوا ابو عبیدہ نے یہ سنکر لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور سر میدان لڑکر ان کے مجمع کو منتشر کیا، عوام الناس کا کوئی شمار نہیں ہے بہت سے عیسائیوں کے مذہبی پیشوا میدان جنگ میں مارے گئے اہل معرہ مصرین نے اہل حلب کی طرح صلح کی درخواست کی ابو عبیدہ نے صلح کرلی اور معاہدہ لکھکر دیدیا۔

اِن واقعات سے عساکر اسلامی کی بہادری، دلاوری، استقلال اور عزم کا لوگوں کے دلوں پر سکہ بیٹھ گیا جس طرف کوئی افسر تھوڑی سی بھی فوج لیکر نکلجاتا تھا عیسائی امرا خود آکر صلح کرلیتے تھے، ابو عبیدہ نے چاروں طرف اسلامی فوجیں پھیلادیں رفتہ رفتہ عساکر اسلامی نے قنسرین اور انطاکیہ کے کل شہروں پر قبضہ کرلیا، پھر حلب کو دوبارہ فتح کرکے قورس کا قصد کیا، مقدمۃ الجیش پر عیاض بن غنم تھے بلا کسی جدال وقتال کے اہل انطاکیہ کے شرائط صلح پر اہل قورس نے صلح کرلی۔ تل عزاز اور اُس کے قریب قریب جتنے شہر تھے بہت آسانی سے اس طرح مفتوح ہوگئے کہ کہیں پر خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ منبج کو سلمان بن ربیعہ باہلی نے مصالحت سے فتح کیا، عیاض نے اہل دلوک، عینتاب سے اہل منبج کے شرائط پر مصالحت کرلی مگر یہ ایک شرط اضافہ کردی "وقت ضرورت فوجی خدمت بھی دینا ہوگا"۔

ابو عبیدہ حسب ہدایت فاروق اعظم جن جن شہروں کو فتح کرتے تھے اُن پر اپنی طرف سے ایک عامل مقرر کرکے اس کی حفاظت کو ایک لشکر چھوڑتے جاتے اور اس کے سرحدی مقامات پر حفاظت کی غرض سے فوجی گارد متعین کرتے تھے رفتہ رفتہ شام میں جس قدر شہر فرات تک تھے اُن پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا بعد ازاں ابو عبیدہ نے فلسطین کیطرف مراجعت کی اور ایک لشکر بسرداری میسرہ بن مسروق عبسی بغزائے روانہ کیا یہاں عرب

کے بہت سے قبایل غسان، تنوخ اور آیاد پہلے سے آباد تھے لیکن مسلمانوں کی آمد سنکر رومیوں کے ساتھ ہرقل کے پاس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے میسرہ بن مسروق نے پہونچ کر ان پر حملہ کیا ہزاروں جانیں اس معرکہ میں ضایع ہوئیں اثنا جنگ میں ابوعبیدہ نے مالک بن اشتر نخعی کو انطاکیہ سے میسرہ کی کمک پر بھیجدیا، حریف گھبرا کر میدان جنگ سے پسپا ہوکر بھاگا عساکر اسلامی شہر پر قبضہ حاصل کر کے ابوعبیدہ کے پاس واپس آئے خالد ایک چھوٹا سا لشکر لے کر مرعش کی طرف بڑھے اور لڑ کر اس شرط پر اس کو مفتوح کیا کہ عیسائی شہر چھوڑ کر نکلجائیں۔ حبیب بن مسلمہ نے حصن حرث کو اسی شرط پر اسیطرح فتح کیا

فتح قیساریہ انہیں واقعات کے اثناء میں یزید بن ابی سفیان نے اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیان کو بحکم فاروق اعظم قیساریہ کی طرف فوج لے کر روانہ کیا اسوقت علقمہ بن مجزز، غزہ میں قیفد بطریق روم سے لڑ رہے تھے معاویہ نے قیساریہ کو اپنے محاصرہ میں لے کر لڑائی گردی چند روز تو اہل قیساریہ نے مقابلہ کیا آخر کار جبکہ ان کے استی ہزار آدمی معرکہ جنگ میں کام آچکے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے اور معاویہ نے قیساریہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

جنگ اجنادین اہم مرج روم سے ابوعبیدہ و خالد فارغ ہوکر جسوقت حمص میں آئے عمرو شرحبیل نے بیسان کے مقامات پر حملہ کر کے فتح کرلیا۔ اہل اردن نے ڈر کر مصالحت کرلی رومیوں کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی انھوں نے غزہ و بیسان کے اطراف سے ایک کثیر التعداد فوج جمع کر کے اجنادین میں قیام کیا بطارقہ روم سے ارطبون نامی مشہور بطریق سر لشکر تھا عمرو شرحبیل نے یہ خبر پاکر اردن میں ابوالاعور السلمی کو چھوڑا اور نہایت استقلال و ثابت قدمی سے رومیوں کی طرف بڑھے ارطبون بطریق نے اپنی فوج سے

دو حصے علیحدہ کر کے ایک حصہ کو رملہ میں اور ایک کو بیت المقدس میں ٹھہرایا تھا اور باقی فوج لئے ہوئے خود اجنادین میں پڑاؤ ڈالے تھا عمرو نے علقمہ بن حکیم فراسی اور مسرور بن العکی کو بیت المقدس پر حملہ کرنے کو روانہ کیا، ابو ایوب المالکی کو اہل رملہ سے جنگ کرنے کو بھیجا اور خود ارطبون کے مقابلہ کو اجنادین کی طرف بڑھے، اجنادین میں بہت سخت لڑائی ہوئی دونوں حریف جنگ یرموک کی طرح جی توڑ توڑ کر لڑے آخر میں ارطبون پسپا ہو کر بیت المقدس کی طرف بھاگا عساکر اسلامی نے جو بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے راستہ دیدیا چنانچہ ارطبون بیت المقدس چلا گیا اور عمرو اجنادین میں جا اترے۔

اس سے پیشتر ہم اس واقعہ کو اُن لوگوں کی روایت کی مطابق جنگ یرموک کے پہلے لکھ آئے ہیں جنھوں نے واقعہ اجنادین کو قبل یرموک بیان کیا ہے اور یہاں پر اُن لوگوں کی روایت کے لحاظ سے اس واقعہ کو ہم نے تحریر کیا ہے جو جنگ اجنادین کو بعد واقعہ یرموک کے بیان کرتے ہیں۔

فتح بیت المقدس بیت المقدس میں ارطبون کے پہونچنے کے بعد عمرو نے غزہ کو فتح کیا بعضے کہتے ہیں کہ غزہ خلافت صدیق اکبر میں مفتوح ہوا۔ بہر کیف اس کے بعد عمرو نے سبطہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا (یہاں پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کی قبر ہے) پھر نابلس، لد، عمواس، بیت جبرین، یافا، رفح، اور کل بلاد اردن نہایت آسانی سے یکے بعد دیگرے مفتوح ہو گئے صرف بیت المقدس باقی رہ گیا جس کے گرد و نواح کے کل شہروں پر عمرو بن العاص قبضہ حاصل کر کے خود اُس کے محاصرہ کو بڑھے۔ عیسائی قلعہ بند ہو کر لڑنے لگے۔ اس وقت ابو عبیدہ شام کے آخری ضلع قنسرین کو فتح کر چکے تھے اور بیت المقدس کا رخ کیا تھا عیسائیوں نے ہمت ہار کر مصالحت کی گفتگو پیش کی (شرائط صلح میں مزید اطمینان کے لئے ایک یہ شرط اضافہ کیا کہ عمر بن الخطاب خود آ کر معاہدہ لکھیں) مسلمانوں نے فاروق اعظم کو خط لکھا۔ عمر فاروق مدینہ میں علی ابن ابیطالب کو اپنا قائم مقام بنا کر بیت المقدس کی طرف

روانہ ہوئے اور عساکر اسلامی کو اپنی روانگی سے مطلع کیا کوچ و قیام کرتے ہوئے بیت المقدس پہنچے

(مترجم) مورخوں نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے خط لکھا تھا کہ "بیت المقدس کی فتح آپ کی تشریف آوری پر موقوف ہے جلد تشریف لائیے" عمر فاروق نے یہ خط پاکر معززین صحابہ کو مشورہ کی غرض سے جمع کیا، عثمان نے کہا "عیسائی بہت ہار چکے ہیں آپ اُن کی درخواست منظور نہ کیجئے گا تو اُن کو اور بھی ذلت ہوگی اور وہ اب بلا جدال و قتال و بغیر کسی شرط کے ہتھیار ڈال دینگے" علی ابن ابی طالب نے اس رائے سے اختلاف کیا عمر فاروق نے اسکو پسند کیا علی ابن ابی طالب یا بروایت یعقوبی عثمان بن عفان کو اپنا نائب مقرر کر کے رجب ۱۶ھ کو مدینہ سے بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔

عمر فاروق کا یہ سفر معمولی سفر نہ تھا بلکہ اِس سے دشمنوں کے قلوب پر اسلامی ہیبت و جلال کا بٹھانا مقصود تھا لیکن باین ہمہ روانہ ہوئے تو کس سرو سامان سے، کہ نہ تو ان کے ہمراہ نقارہ تھا نہ نوبت تھی نہ خدم و حشم و لاؤ لشکر تھا ڈیرہ خیمہ کا کیا ذکر ہے معمولی چھولداری بھی نہ تھی سواری میں ایک گھوڑا تھا اور چند مہاجرین و انصار ہمرکاب تھے پھر بھی جہاں یہ خبر پہونچی تھی کہ عمر فاروق نے مدینہ سے بیت المقدس کا قصد کیا ہے زمین کانپ اُٹھتی تھی بعضوں نے لکھا ہے کہ عمر فاروق کے ساتھ مہاجرین و انصار میں سے کوئی شخص نہیں گیا تھا آپ تھے اور آپ کے ہمراہ آپ کا ایک غلام تھا گھوڑا نہ تھا بلکہ اونٹ پر سوار تھے کچھ ستو آپ کے پاس تھا اور ایک لکڑی کا پیالہ۔ طبری نے لکھا ہے کہ معاہدہ صلح نہیں لکھا گیا اور بلاذری واقدی کا بیان ہے کہ صلحنامہ بیت المقدس میں تحریر کیا گیا بہر کیف جو معاہدہ بموجودگی عمر فاروق بیت المقدس کا لکھا گیا وہ بتمامہ درج ذیل ہے۔

هذا ما اعطى عبد الله عمر امير المومنين اهل ايليا من الامان اعطاهم امانا لانفسهم واموالهم و كنائسهم وصلبانهم وسقيمها وبريها وساير ملتها انه لا يسكن كنائسهم ولا ينتقض منها	یہ وہ رعائتیں ہیں جو اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر نے ایلیا والوں کو دیں۔ انکی جان، مال، گرجے صلیب، بیمار، تندرست اور انکے کل مذہب والوں کو امان دیجاتی ہے کسی کو انکے گرجاؤں

ولا من خيرها ولا من صلبهم ولا
من شيئ من اموالهم ولا يكرهون على
دينهم ولا يضار احد منهم ولا يسكن
بايليا معهم احد من اليهود وعلى اهل
ايليا ان يعطوا الجزية كما يعطي اهل المدائن
وعليهم ان اخرجوا منها الروم واللصوت
فمن خرج منهم فهو امن على نفسه و
ماله حتى يبلغوا مامنهم ومن اقام
منهم فهو امن وعليه مثل اهل ايليا
من الجزية ومن احب من اهل ايليا
ان يسير بنفسه وماله مع الروم ويخلي
بيعهم وصلبهم فانهم امنون على انفسهم
وعلى بيعهم وصلبهم حتى يبلغوا مامنهم
وعلى ما في هذا الكتاب عهد الله و
ذمة رسوله وذمة الخلفاء وذمة
المومنين اذا اعطوا الذي عليهم من
الجزية شهد على ذلك خالد
بن الوليد وعمرو بن العاصي و
عبد الرحمن بن عوف ومعاوية بن
ابي سفيان وكتب حضر سنه ۱۵ ھ

میں سکونت اختیار کرنیکا اختیار نہ ہوگا اور نہ وہ گرائی
جائینگے نہ انکو اور نہ انکے احاطے کو کچھ نقصان پہونچایا جائیگا
نہ انکی صلیبوں اور نہ انکے موقوفات میں کچھ کمی کیجائے
گی۔ مذہب کے بابت اُن پر کچھ جبر نہ کیا جائیگا اور نہ
انمیں سے کسیکو ضرر پہونچایا جائیگا اور ایلیا میں اُنکے ساتھ
یہودی نہ رہنے پائیں گے۔ اور اہل ایلیا پر یہ فرض ہے کہ
اور شہر والوں کیطرح جزیہ دیں، یونانیوں اور لٹیروں کو
نکالدیں پس یونانیوں میں کوئی شہر سے نکلیگا اُس کے
جان و مال کو امن ہے جب تک محفوظ مقام پر پہونچ
نہ جائے اور جو شخص اُن میں سے ایلیا میں رہنا چاہئے
تو اس کو بھی امن ہے اور اُس کو اہل ایلیا کی طرح
جزیہ دینا ہوگا۔ اور اہل ایلیا سے جو شخص اپنی جان
اور مال لیکر اُن کے ساتھ جانا چاہے تو اُنکو اور اُنکے
گرجاؤں اور صلیبوں کو امن ہے تاآنکہ وہ اپنے محفوظ
مقام پر پہنچ جائیں اور جو کچھ اس عہد نامہ میں ہے اُسپر
اللہ تعالیٰ کا، اللہ تعالیٰ کے رسول کا، انکے جانشینوں کا
مسلمانوں کا ذمہ ہے بشرطیکہ اہل ایلیا جزیہ مقررہ دیتے
جائیں اس وثیقہ پر خالد بن الولید، عمرو بن العاصی
عبدالرحمن بن عوف اور معاویہ بن ابی سفیان نے
اپنا اپنا دستخط بطور گواہ کے کیا مرقومہ سنہ ۱۵ھ

اس معاہدہ سے یہ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) یہ کہ مسلمانوں نے اپنا مذہب بزور تلوار نہیں پھیلایا

(۲) یہ کہ اُن کے عہد حکومت میں اور مذہب والوں کو بہت بڑی مذہبی آزادی حاصل تھی (۳) یہ کہ جبر یہ غیر قوموں سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا اُن کو قیام کرنے اور جزیہ دینے میں اختیار حاصل تھا اور دونوں صورتوں میں اُن کو امن دیا گیا تھا۔

عمر فاروق کی سواری میں جو گھوڑا تھا اُس کے سم روزانہ سفر سے گھس گئے تھے اس وجہ سے رک رک کر قدم رکھتا تھا اور لباس اور سوسامان بھی آپ کا ایک معمولی حیثیت کا تھا جسکو دیکھکر خود مسلمانوں کو شرم آتی تھی عمر فاروق اس امر کا احساس کر کے گھوڑے سے اُتر پڑے لوگوں نے ترکی نسل کا ایک عمدہ گھوڑا حاضر کیا اور ایک نہایت عمدہ و نفیس پوشاک پیش کی عمر فاروق نے لباس کو دیکھکر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے جو عزت ہم کو دی ہے وہ اسلام کی عزت ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اس کو واپس لیجاؤ مجھکو اسکے پہننے کی ضرورت نہیں ہے" باقی رہا گھوڑا اُس پر لوگوں کے کہنے سننے سے سوار ہوئے تو وہ شوخی کرنے لگا عمر فاروق نے اُس کے منہ پر ایک طمانچہ مار کر فرمایا "کمبخت یہ غرور کی چال تو نے کہاں سے سیکھی ہے" یہ کہہ کر اُتر پڑے اور پیادہ پا بیت المقدس میں داخل ہوئے سب سے پہلے مسجد اقصیٰ میں گئے محراب داؤد کے پاس پہونچکر سجدہ داؤد کی آیت پڑھ کر سجدہ ادا کیا پھر عیسائیوں کے گرجا میں آئے اور اُس کو دیکھتے رہے۔ انتہی

یزید بن ابی سفیان پھر ابو عبیدۃ بعد ازاں سواروں کا رسالہ لئے ہوئے خالد بن الولید استقبال کو آئے یہ سب دیبا و حریر کی قبائیں اور چلتے پہنے ہوئے تھے فاروق اعظم بہ تکلف کا لباس دیکھکر برہم ہو گئے۔ گھوڑے سے کود ے، کنکریاں اُٹھا اُٹھا کر اُن لوگوں کو مارنے لگے اور بکمال طیش سے کہا "تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تم لوگ میرے استقبال کو اس زیب و زینت سے آئے ہو دو ہی برس میں اپنی حالت تبدیل کر دی، عجمیوں کی عادت اختیار کر لی" اُن لوگوں نے عرض کی "ان قباؤں کے نیچے سلاح حرب ہیں" یعنی ہم نے فن سپہگری نہیں چھوڑا ہے فاروق اعظم نے کہا "تب کچھ مضائقہ نہیں ہے" پھر آپ جابیہ میں داخل ہوئے ارکین بیت المقدس ملنے کو آئے ارطبون۔ مصر کی طرف بھاگ گیا اہل بیت المقدس نے جزیہ دیکر

مصالحت کر کے دروازے کھولدئے اور اہل رملہ نے بھی ایسا ہی کیا۔

بعد فتح بیت المقدس صوبہ فلسطین کے دو حصے کر دئے گئے ایک پر علقمہ بن حکیم عامل مقرر کئے گئے اور ان کو رملہ میں قیام کرنے کا حکم دیا گیا دوسرے پر علقمہ بن محرز مامور ہوئے اور بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ جابیہ میں فاروق اعظم نے چندے قیام کیا یہیں پر بڑے بڑے افسروں اور رؤسائے شہر نے آکر ملاقات کی فاروق اعظم سوار ہو کر بیت المقدس گئے صخرہ کو صاف کرا کے مسجد بنانے کا حکم دیا یہ واقعات سنہ ۱۵ھ کے ہیں بعضے کہتے ہیں سنہ ۱۶ھ کے ہیں۔

رومیوں سے جو شخص اس صلح کا مخالف تھا وہ ارطبون کے ہمراہ مصر چلا گیا، ارطبون نے زمانہ فتح مصر میں وفات پائی بعضے کہتے ہیں کہ ارطبون مصر نہیں گیا بلکہ روم چلا گیا تھا اور وہیں کسی صومعہ میں پیوند خاک ہوا۔

فوجی نظام اور ترتیب دیوان اسی سنہ ۱۵ ہجری میں فاروق اعظم نے فوجی نظام درست کیا اور تمام عرب کے جدا جدا وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور جب وہ دفتر یا رجسٹر مکمل و مرتب ہو گیا تو اس کا دیوان نام رکھا۔ صفوان بن امیہ، حرث بن ہشام اور سہیل بن عمرو کی تنخواہیں جب اوروں سے کم مقرر کی گئیں تو ان لوگوں نے کہا "واللہ ہم اپنے سے کسی کو افضل نہیں دیکھتے ہماری تنخواہیں اور لوگوں سے کیوں کم مقرر کی گئیں"، فاروق اعظم نے جواب دیا "میں نے سابق الاسلام ہونے کے لحاظ سے تنخواہیں مقرر کی ہیں نہ کہ افضلیت و اولیت کے خیال سے" صفوان نے کہا "ہاں یہ بات البتہ قابل پذیرائی ہے" اور مقررہ وظیفہ قبول کر کے یہ سب کے سب ملک شام چلے گئے اور برابر جہاد کرتے رہے تا آنکہ وہیں کسی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

(مترجم) دیوان کی ترتیب محرم سنہ ۲۰ھ میں ہوئی۔ دیوان مرتب کرنے سے فاروق اعظم کا مقصود تمام ملک کو فوج بنانا تھا اور اس مسئلہ کو کہ ہر مسلمان، فوج اسلام کا ایک سپاہی ہے عملاً جاری کیا چاہتے تھے لیکن ابتداء اسلام میں ایسی تعمیم کسی قدر ناممکن الوقوع تھی اس وجہ سے پہلے پہلے قریش اور انصار سے شروع کیا۔ مدینہ منورہ میں اسوقت مخرمہ بن نوفل، جبیر بن مطعم

عقیل بن ابی طالب۔ بہت بڑے نساب اور حساب و کتاب میں ماہر تھے عمر فاروق نے ان کو ملک کے یہ خدمت سپرد کی کہ تمام قریش اور انصار کا ایک رجسٹر طیار کریں جس میں ہر شخص کا نام و نسب مفصلاً درج ہو اُن لوگوں نے نقشہ بنا کر پیش کیا تو اس میں یہ نقص تھا کہ اُس میں خلافت و حکومت کے لحاظ سے ترتیب قایم کی گئی تھی یعنی پہلے بنو ہاشم پھر ابو بکر صدیق کا خاندان پھر عمر فاروق کا قبیلہ لکھا تھا۔ عمر فاروق نے اسکو ناپسند فرمایا ارشاد کیا یہ یوں نہیں! پہلے رسول اللہ (صلعم) کے چچا سے شروع کرو کیونکہ وہ رسول اللہ صلعم سے زیادہ قریب ہیں بعد اُن کے درجہ بدرجہ قُرب و بُعد قرابت کے لحاظ سے ہر قبیلہ کو لکھتے چلے آؤ اور جب میرے قبیلے کی نوبت آئے تو مجھکو بھی لکھو" اس موقع پر یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ جب عمر فاروق نے اسامہ بن زید کی تنخواہ اپنے بیٹے عبد اللہ سے زیادہ مقرر کی تو انھوں نے کہا واللہ اسامہ مجھ سے کسی موقع پر بڑھنے نہیں پائے" عمر فاروق نے جواب دیا ہاں لیکن اسامہ کو رسول اللہ (صلعم) سے قرب زیادہ ہے اور آپ اسامہ کو تجھ سے زیادہ دوست رکھتے تھے۔ عمر فاروق کی یہ تجویز نہایت قابل قدر لحاظ ہے کیونکہ اگر ترتیب سابق رہجاتی تو خلافت خود غرضی کا ذریعہ بنجاتی۔ الغرض حسب ہدایت رجسٹر طیار ہوا اور نقشہ ذیل کے موافق تنخواہیں مقرر ہوئیں جن بزرگوں کے نام درج رجسٹر ہوئے اُن کی بیوی اور بچوں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں اور اُن کے غلاموں کی وہی تنخواہیں مقرر ہوئیں جو اُن کے آقاؤں کی تھیں۔ عام مہاجرین و انصار کی بیویوں کی تنخواہ دوسو درہم تک اور اہل بدر کی اولاد ذکور کی تنخواہ دو ہزار درہم مقرر ہوئی۔

تقسیم مدارج	تعداد تنخواہ
عباس بن عبد المطلب	۵۰۰۰ درہم سالانہ
علی ابن ابی طالب	۵۰۰۰ " "
ازواج مطہرات	۱۰۰۰۰ " "
عائشہ صدیقہ	۱۲۰۰۰ " "

اصحاب اہل بدر (یعنی جو لوگ بدر میں شریک تھے)	۵۰۰۰ " "
اصحاب بدر کے لڑکوں کو	۲۰۰۰ " "
شرکاء بدر کے بعد سے صلح حدیبیہ تک کے اصحاب	۴۰۰۰ " "
انصار	۴۰۰۰ " "
اسامہ بن زید	۴۰۰۰ " "
مہاجرین قبل فتح مکہ اور شرکاء فتح و غزوات تا واقعہ قادسیہ	۳۰۰۰ " "
جو لوگ فتح مکہ میں ایمان لائے یا جنگ قادسیہ و یرموک میں شریک ہوئے	۱۰۰۰ " "
شرکاء جنگ یمامہ	۲۰۰۰ " "
یمن اور قیس والوں کو جو شام میں تھے	۴۰۰۰ سے دو ہزار تک
قادسیہ و یرموک کے بعد کے مجاہدین	علی قدر مراتب ۱۰۰ درہم سالانہ
مثنیٰ کی فوج ردیف	۵۰۰ " "
بست اور ان کے بعد کی فوج	۳۰۰ درہم سالانہ
ربیع کی فوج ردیف	۲۵۰ "
اہل بدر کی بیویوں کو	۵۰۰ " "
ازواج اہل بدر کے بعد شرکاء صلح حدیبیہ تک کی بیویوں کو	۴۰۰ " "
بعد صلح حدیبیہ کی بیویوں کے اس عہد تک کی بیویوں کو	۳۰۰ " "

حسن حسین، ابوذر اور سلمان فارسی (رضی اللہ عنہم) کو باستثناء اپنے اہل کے اہل بدر میں شریک کر کے پانچ پانچ ہزار درہم تنخواہیں دی تھیں۔ انتہیٰ

دیوان مرتب ہونے کے وقت علی ابن ابی طالب اور عبدالرحمٰن ابن عوف نے کہا تم اپنی ذات سے شروع کرو، فاروق اعظم نے کہا "نہیں رسول اللہ صلعم کے چچا سے شروع کرو اور درجہ بدرجہ جو جس قدر آپ سے باعتبار قرابت دور ہوتا جائے اس کو بہ ترتیب لکھتے جاؤ تا آنکہ جب میری

نوبت آئے تو مجھ کو بھی لکھ دو"۔ یہ واضح رہے کہ خلفاء راشدین میں سے آپ کا نسب رسول اللہ صلعم سے سب سے آخر میں جا کر ملتا ہے۔

الغرض اس ہدایت کے موافق جب رجسٹر تیار ہو گیا تو فاروق اعظم نے کسی کی پانچ ہزار اور کسی کی چار ہزار کسی کی تین ہزار کسی کی ڈھائی ہزار کسی کی دو ہزار۔ ہزار۔ پانچسو۔ تین سو۔ ڈھائی سو دوسو۔ علی قدر مراتب تنخواہیں مقرر کیں ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی تنخواہیں دس دس ہزار مقرر کی گئیں اور عائشہ صدیقہ کو علاوہ مقرر تنخواہ کے دو ہزار زاید دئے گئے اور عورتوں میں بھی مراتب کے لحاظ سے وظائف مقرر ہوئے اہل بدر کے لئے پانچ ہزار درہم پھر چار ہزار پھر تین ہزار پھر دو سو اور لڑکوں کو سو سو اور مساکین کو دو دو جریب ماہوار تنخواہیں تجویز ہو کر دی گئیں اور بیت المال میں کچھ بھی باقی نہ رکھا گیا بعضوں نے بیت المال میں کسی قدر باقی رکھنے کی درخواست کی عمر فاروق نے جواب دیا "میرے بعد یہی بنائے فساد ہو گا" پھر صحابہ سے فاروق اعظم نے بیت المال سے اپنا نفقہ مقرر کرنے کی بابت دریافت کیا صحابہ نے بعد رد و قدح بیت المال سے روپیہ لینے کی اجازت دی بعد چندے جب فاروق اعظم کی ضروریات بڑھ گئیں اور وہ روپیہ اُن کے مصارف کو کافی نہ ہونے لگا تو صحابہ نے ام المومنین حفصہ (عمر فاروق کی بیٹی) کے ذریعہ سے زیادتی تنخواہ کی تحریک کی فاروق اعظم بہت برہم ہوئے "ام المومنین حفصہ سے رسول اللہ (صلعم) کی معاشرت، لباس، بچھونے کو پوچھا گیا تھا اور آپکی بسر اوقات کیونکر ہوتی تھی ام المومنین حفصہ نے بتلایا "اُس مقررہ روپیہ سے کم میں رسول اللہ (صلعم) کی گذر ہو جاتی تھی"۔ فاروق اعظم نے کہا "واللہ میں فضول خرچی کو پسند نہ کروں گا اور نہ دنیاوی امیدوں کو آخرت پر ترجیح دوں گا میری اور میرے پہلے دونوں دوستوں کی بعینہ یہ مثال ہے کہ تین شخصوں نے سفر کیا پہلا تو اپنا زاد سفر لے کر گزر گیا اور منزل تک پہونچ گیا پھر اُس کے بعد دوسرے نے اُس کی پیروی کی اور وہ بھی اُس سے جا ملا اب دونوں صاحبوں کے بعد تیسرے کی باری آئی پس اگر اُس نے انھیں دونوں کا راستہ

اختیار کیا اور اسی قسم کا زادِ راہ لیا جیسا کہ اُن دونوں حاجیوں نے لیا تھا تو یہ بھی منزلِ مقصود پر اُن سے جا ملے گا اور اگر کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا تو اُن سے ہرگز نہیں مل سکتا اور نہ منزلِ مقصود تک پہونچ سکتا ہے۔

فتح تکریت اسی سنہ کے جمادی الاولیٰ کے آخر یا اوائل جمادی الثانی میں تکریت مفتوح ہوا مرزبان تکریت نے فتح مدائن سے متنبہ ہو کر مسلمانوں کے مقابلہ میں اور سرزمین جزیرہ کو لشکر اسلام کے یلغار سے بچانے کی غرض سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں، رومیوں کو بھی اپنے ورد کا شریک بنا لیا تھا، عرب کے چند قبایل ایاد، تغلب نمر اور شہارجہ بھی شریک جنگ ہو گئے تھے سعد بن ابی وقاص کو اس کی خبر لگی، دربار خلافت میں اطلاعی عرضداشت بھیجی حکم صادر ہوا "عبداللہ بن المعتم کو سرلشکر، ربعی بن الافکل کو مقدمۃ الجیش پر، عرفجہ بن ہرثمہ کو سواروں پر، حارث بن حسان کو میمنہ پر، فرات بن حیان کو میسرہ پر اور ہانی بن قیس کو ساقہ پر مامور کر کے پانچہزار کی جمعیت سے تکریت کی طرف لشکر اسلام روانہ کرو، چنانچہ عبداللہ بن المعتم تکریت کا چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ چوبیس حملے کئے، اثناء محاصرہ میں عبداللہ بن المعتم نے قبایل عرب کو ملا لیا جس سے روزانہ مرزبان تکریت کے حالات معلوم ہوتے رہے، اخیر میں رومیوں نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر کشتیوں پر مال و اسباب بار کر کے براہ دجلہ بھاگ جانے کا قصد کیا تکریت میں جو قبایل عرب تھے انھوں نے عبداللہ بن المعتم کو اس واقعہ سے آگاہ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم ہم کو امان دو تو ہم عین معرکہ کے وقت اُن سے علیحدہ ہو کر تم سے آملیں گے" عبداللہ بن المعتم نے پیام دیا کہ "اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو مسلمان ہو جاؤ" اُن سب نے اس پیام کے پہونچتے اسلام قبول کر لیا اور باہم یہ طے ہو گیا کہ جب عساکر اسلام کی تکبیر سننا تو تم بھی تکبیر کہہ کر دریا کا ناکہ روک لینا، عبداللہ بن المعتم نے یہ بندوبست کر کے وقت اور تاریخ مقررہ پر دھاوا کیا

عربوں نے عساکر اسلامی کی تکبیر سنکر اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور دریا کا ناکہ روک لیا، رومی اور عجمی دریا کی طرف سے تکبیر کی آواز سنکر یہ سمجھے کہ عساکر اسلامی نے دریا کا جانب بھی محاصرہ میں لے لیا اس خیال سے اُسی سمت بھاگے جس طرف مسلمانوں کی فوجیں تھیں مسلمانوں نے جی توڑ کر حملہ کیا اہل تکریت پیچھے ہٹے تو عربوں نے مارنا شروع کیا سب کے سب پامال ہو گئے۔ قبائل ربیعہ سے بنو تغلب، نمر اور ایاد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور لوٹ مار سے محفوظ رہے مال غنیمت تقسیم کیا گیا سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار درہم اور پیادوں کو ایک ایک ہزار ملے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن المعتم نے عہد خلافت فاروقی میں ربعی بن الافکل کو بسر کردگی قبائل تغلب، ایاد اور نمر، موصل اور نینوی کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ ربعی نے اُن مقامات کو بصلح وامان فتح کیا یہ دونوں قلعے دجلہ کے کنارے (ایک شرقی جانب دوسرا غربی سمت پر) نہایت مستحکم بنے ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے ۲۰ھ میں نینوا پر (جو دجلہ کے شرقی جانب ہے) بزور تیغ قبضہ حاصل کیا تھا اور اہل موصل نے (جو دجلہ کے غرب میں ہے) جزیہ دے کر صلح کر لی تھی اسی زمانہ میں جبل اکراد اور کل بلاد موصل مفتوح ہوئے بعض مورخ کہتے ہیں کہ عتبہ بن فرقد نے بعد فتح جزیرہ عیاض بن غنم کو موصل کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے واللہ اعلم۔

فتح جزیرہ وارمینیہ قبل واقعات متذکرہ بالا جزیرہ والوں نے ہرقل کو لکھا تھا کہ آپ شام کی طرف توجہ فرمایئے اور حمص پر دوبارہ فوج کشی کیجئے ہم مدد دینے کو تیار ہیں چنانچہ اظہار مستعدی کی غرض سے جزیرہ والوں نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ہیت روانہ کی جس کی سرحد عراق سے ملتی تھی سعد نے یہ خبر پاکر عمر بن مالک

ابن جبیر بن مطعم کو سرلشکر مقرر کر کے بڑھنے کا حکم دیا ان کے مقدمۃ الجیش پر حرث بن زید مامور تھے عمر بن مالک نے ہیت پر پہونچ کر محاصرہ ڈالا لیکن اہل ہیت نے شہر کی فصیلوں کو پہلے سے مضبوط کر لیا تھا اُس کے اردگرد خندقین کھودیں تھیں جس سے مسلمانوں کے حملہ کا اثر اُن تک نہ پہونچتا تھا عمر بن مالک نے مجبور ہو کر نصف لشکر کو حرث بن زید عامری کے پاس ہیت کے محاصرہ پر چھوڑا اور نصف لے کر قرقیسا پہونچے اور اُس کے فتح کرنے میں مصروف ہوئے اہل قرقیسا نے مجبور ہو کر جزیہ دے کر مصالحت کر لی بعدازاں عمر بن مالک نے حرث بن زید کو لکھا اگر اہل ہیت اسلام یا جزیہ دینا قبول کریں تو محاصرہ اُٹھالو ورنہ تم بھی اُن کے خندق کے مقابلہ پر خندق تیار کر کے لڑائی جاری رکھو تاآنکہ اسلام لائیں یا جزیہ دیں حرث بن زید نے رومیوں سے بعینہ یہی پیام کہلا بھیجا، رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا حرث اُن سے مصالحت کر کے عمر بن مالک سے آملے۔

اہل جزیرہ کی تحریک پر ہرقل نے فوج کثیر کے ساتھ حمص کا قصد کیا ابوعبیدہ کو یہ خبر لگی انھوں نے بھی اپنی فوجیں جمع کر کے حمص کے باہر صف آرائی کی، اس اثنا میں خالد بن الولید قنسرین سے آپہونچے دونوں نے متفق ہو کر فاروق اعظم کو کل حالات لکھ بھیجے، فاروق اعظم نے فوراً چاروں طرف قاصد دوڑائے سعد کو لکھا کہ آج ہی قعقاع بن عمر کو (جو کوفہ میں ہیں) چار ہزار سوار لے کر حمص بھیجدو ہرقل نے پھر جنگ پر کمر باندھی ہے کیونکہ ابوعبیدہ نے حمص کے باہر صفیں جما رکھی ہیں سہیل بن عدی کو حکم بھیجا کہ "رقہ کی طرف بڑھ کر جزیرہ والوں کو حمص کی طرف بڑھنے سے روکو، عبداللہ بن عتبان کو نصیبین ہوتے ہوئے حران والرہا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، ولید بن عقبہ کو عرب کے قبایل ربیعہ وتنوخ کی روک تھام پر جو جزیرہ میں آباد تھے مامور کیا اور بصورت جنگ ہونے کے ان سب سرداروں پر عیاض بن غنم کو سردار مقرر فرمایا پھر فاروق اعظم نے اس

انتظام پر بھی قناعت نہ کی خود مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر بقصد حمص ابوعبیدہ کی کمک کو جابیہ میں آٹھہرے۔ جب جزیرہ والوں نے یہ سنا کہ خود ان کے شہروں میں اسلامی لشکر اُتر آیا ہے تو ہرقل سے علیحدہ ہو کر جزیرہ چلے گئے ابوعبیدہ نے رومیوں پر حملہ کر کے ان کو پسپا کیا معرکہ کے تیسرے دن عراق سے قعقاع پہنچے۔ ابوعبیدہ نے فاروق اعظم کو مژدہ فتح کے ساتھ قعقاع کے آنے کی بھی اطلاع کر دی فاروق اعظم نے حکم بھیجا کہ "مال غنیمت میں اُن کو بھی شامل کرو"

---

[1] اس حملہ کی مفصل کیفیت اور کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ جب حمص کے محاصرہ میں تنہا رومی اور قبائل عرب جو اُن کے امداد کو آئے تھے باقی رہ گئے تو ایک دن اُن لوگوں نے خالد کو پوشیدہ طور سے کہلا بھیجا "اگر تم کہو تو ہم اسی وقت یا عین معرکہ میں عیسائیوں سے علیحدہ ہو جائیں" خالد نے کہلا بھیجا کہ مجھ کو تمہارے ٹھہرنے اور چلے جانے کا مطلق خیال نہیں ہے میرے نزدیک تمہارا عدم اور وجود دونوں برابر ہے افسوس اس کا ہے کہ میں خود مختار نہیں ہوں بلکہ دوسرے شخص (ابوعبیدہ) کے ہاتھ میں ہوں اور وہ حملہ کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔ ابوعبیدہ نے خالد سے حملہ کرنے کی بابت پوچھا خالد نے کہا "میری رائے جو ہے تم کو معلوم ہے اب عیسائیوں سے کس بات کا اندیشہ ہے وہ کثرت فوج کے بل پر لڑتے ہیں اور اب تو کثرت بھی نہیں ہے" ابوعبیدہ یہ سنکر خاموش ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد تمام لشکر کو جمع کر کے ایک پُر زور اور موثر تقریر کی جس سے کل لشکریوں نے جوش میں آکر ہتھیار سنبھال لئے ابوعبیدہ نے قلب فوج اور خالد و عباس نے میمنہ میسرہ کو لے کر حملہ کیا۔ قبائل عرب (جیسا کہ خالد سے اقرار ہو چکا تھا) ابتری کے ساتھ پیچھے کو ہٹے ان کے ہٹنے سے رومیوں کا بازو ٹوٹ گیا۔ بدحواسی سے تھوڑی دیر لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے یہ آخری جنگ تھی جس کے محرک خود عیسائی ہوئے تھے پھر اس کے بعد ان کو پیش قدمی کی ہمت نہیں ہوئی۔

عیاض بن غنم نے جزیرہ میں چھوڑ کر سہیل بن عدی کو رقہ کی طرف روانہ کیا اہل رقہ نے محاصرہ ہونے کے ساتھ جزیہ دے کر صلح کر لی پھر عیاض نے حران کا رخ کیا جزیرہ میں جسقدر قبائل عرب تھے سبھوں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا البتہ ایاد بن نزار رومیوں کے ساتھ روم چلے گئے، حران والوں نے بھی جزیہ دینا قبول کر لیا بعد اس کے سہیل اور عبداللہ کو الرہا کی طرف بھیجا محاصرہ کی بھی نوبت نہ آئی تھی کہ اہل الرہا نے صلح کی درخواست کی جزیہ دینا منظور کیا غرض نہایت کم مدت میں رفتہ رفتہ تمام جزیرہ اس سرے سے اُس سرے تک خفیف[۱] خفیف لڑائیاں لڑ کر مفتوح ہو گیا۔ ابوعبیدہ نے فاروق اعظم کو جس وقت جابیہ سے واپس ہو رہے تھے فتح جزیرہ کے حالات لکھے اور یہ درخواست کی کہ "اگر خالد کو آپ اپنے ہمراہ مدینہ لیجائیں تو بجائے اُن کے میرے پاس عیاض بن غنم کو چھوڑتے جایئے" فاروق اعظم نے درخواست منظور کر لی اور حبیب بن مسلمہ کو عراق عجم اور اُس کی لڑائی پر اور ولید بن عقبہ کو وہاں کے عرب پر مامور کیا۔

فاروق اعظم کو جب یہ معلوم ہوا کہ قبیلہ ایاد بادشاہ روم کے ملک میں جا کر آباد ہو گیا ہے تو آپ نے ہرقل کو خط لکھ بھیجا "مجھ کو یہ خبر لگی ہے کہ قبائل عرب کا ایک قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک میں جا کر آباد ہوا ہے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تم ان کو اپنے ملک سے نکال نہ دو گے تو ہم کل عیسائیوں کو جو ہمارے ملک میں آباد ہیں نکال کر تمہارے پاس بھیجدیں گے" ہرقل نے قبیلہ ایاد کو اپنے ملک سے نکال دیا چنانچہ قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی شام اور جزیرہ میں آکر آباد ہو گئے، ولید بن عقبہ نے اسلام لانے پر مجبور کیا اور فاروق اعظم کو اس امر کی اطلاع دی فاروق اعظم نے لکھا کہ "اُن لوگوں کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ جزیہ دینا منظور

---

[۱] جزیرہ کے جن جن مقامات پر لڑائیاں ہوئیں تھیں اُن کے یہ نام ہیں۔ رقہ۔ حران۔ نصیبین۔ میافارقین سمیساط۔ سروج۔ قرقیسا۔ زوزان اور عین الوردہ

کریں تو قبول کر لو، یہ امر کہ اسلام کے سوا ان کی کوئی درخواست منظور نہ کی جائیگی جزیرۃ العرب (یا بین مکہ، مدینہ اور یمن) کے لئے مخصوص ہے ہاں اس شرط[1] کا ان کو ضرور پابند کرو کہ وہ اپنے لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں اور کسی کو مسلمان ہونے سے نہ روکیں" بعد چند دنوں کے بنوایادی ایک وفد دارالخلافت کو روانہ کیا اور اس کے ذریعہ سے درخواست کی کہ "جزیہ کے نام سے اُن سے کوئی رقم نہ وصول کی جائے" فاروق اعظم نے درخواست منظور کر لی اور اس رقم کو صدقہ کے نام سے موسوم کر کے دوچند وصول کرنے کا حکم بھیجدیا چونکہ بنوایاد کو ولید بن عقبہ سے بوجوہ چند برہمی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے ان کو معزول کر کے فرات بن حیان اور ہند بن عمر الجلی کو مقرر کیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ۱۹ھ میں سعد نے عیاض بن غنم کو امیر لشکر مقرر کر کے جزیرہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی لشکر میں سعد کے لڑکے عمر بھی تھے چنانچہ اسی سنہ میں جزیرہ مفتوح ہوا بعد اس کے عمر نے عیاض کے ساتھ الرہا کو فتح کیا اہل حران نے جزیہ دیکر صلح کر لی

---

[1] علامہ طبری نے جہاں بنو تغلب (ایاد) کا واقعہ ذکر کیا ہے وہاں پر شرائط صلح میں یہ الفاظ لکھے ہیں علی ان لا ینصروا ولیداً ممن اسلم اباءھم " یعنی اُن کو اس پر پابند کرو کہ وہ اُن لڑکوں کو اصطباغ نہ دیں جنکے باپ مسلمان ہو چکے ہیں اور دوسرے مقام پر یہ الفاظ ہیں" ان لا ینصروا اولادھم اذا اسلم اباھم" یعنی جن لوگوں کے باپ مسلمان ہو گئے ہیں اُن کی اولاد کو عیسائی نہ بناویں متاخرین مثلاً تاریخ ابن الاثیر وغیرہ نے روایت کرتے ہوئے ان خصوصیتوں کو شاید خفیف سمجھکر نظر انداز کر دیا ہے جس سے یہ نتیجہ اور اعتراض پیدا ہوا کہ عمر فاروق کو عام طور سے اس رسم مذہبی کے روکنے کا کیا حق تھا اور انہوں نے اس رسم کو کیوں روکا؟ لیکن جس نے متقدمین کی تصانیف کی سیر کی ہے وہ انصاف سے کہہ سکتا ہے کہ عمر فاروق کا یہ حکم دینا کہ "نو مسلم عیسائیوں کی اولاد کو اصطباغ نہ دیں" یہ تعصب مذہبی نہ تھا اور خانہ جنگی کے امن قائم رکھنے کیلئے یہ حکم دینا اس تصریح کیساتھ نہایت ضروری تھا علامہ طبری نے صاف طور سے یہ لکھا ہے کہ معاہدہ میں یہ شرط بڑھائی ہوئی انہیں لوگوں کی ہے جو بنی تغلب (ایاد) سے اسلام لا چکے تھے

ابو موسیٰ نے نصیبین مفتوح کیا، اسی زمانہ میں سعد نے عثمان بن ابی العاص کو ارمینیہ پر بھیجا تھا ارمینیہ والوں نے بھی جزیہ دے کر مصالحت کر لی، بعد اس کے صوبہ فلسطین سے قیساریہ مفتوح ہوا۔

اس روایت کے لحاظ سے جزیرہ، فتوحات اہل عراق سے ہے لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ اہل شام کی فتوحات میں داخل کیا جاتا ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ابو عبیدہ نے عیاض بن غنم کو جزیرہ کی طرف بھیجا تھا، بعضوں نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے بوقت وفات، عیاض بن غنم کو اپنا جانشین بنایا تھا چنانچہ بعد انتقال ابو عبیدہ۔ فاروق اعظم نے بھی عیاض کو حمص، قنسرین اور جزیرہ کی حکومت پر مامور کیا۔

بعد اس کے شعبان ۱۸ھ میں پانچ ہزار کی جمعیت سے عیاض غنم جزیرہ کے سر کرنے پر تیار ہوئے ہبیرہ بن مسروق نے (جو ان کے ہراول کے افسر تھے) رقہ پر پہونچکر چھ روز کے محاصرہ کے بعد جزیہ لے کر مصالحت کر لی رقہ کے اطراف جوانب کے گانوں والوں پر خراج مقرر کر کے حران کی طرف بڑھے اتنے میں عیاض بھی آپہونچے اور ایک فوج بسر کردگی صفوان بن معطل اور حبیب بن اوس اس کے محاصرہ پر چھوڑ کر الرہا کی طرف چلے گئے، اہل الرہا نے شہر سے نکلکر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑکر بدحواسی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گئے، مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار اہل الرہا نے امان طلب کی عیاض جزیہ لے کر بمصالحت پھر حران کی طرف واپس آئے، اس وقت صفوان اور حبیب نے اہل حران سے صلح کر لی تھی اور حران کے گردو نواح کے کل قلعات اور دیہات پر قبضہ کر لیا تھا، اس کے بعد سمیساط، سروج، راس کیفا، منبج، آمد، میافارقین، کفر توثا، نصیبین، ماردین، موصل کا ایک قلعہ، اردن، ردم تدلیس، اخلاط اور انتہائے ارمینیہ بصلح وامان مفتوح ہوا۔ عیاض بن غنم فتحمندی کا جھنڈا لئے رقہ واپس ہوئے، حمص میں پہونچکر ۲۰ھ میں انتقال کر گئے۔

Sumera Rizvi

فاروق اعظم نے بجائے ان کے عمیر بن سعد انصاری کو مامور کیا انھوں نے راس عین کو فتح کیا، بعضوں کا یہ بیان ہے کہ عیاض نے ان کو راس عین کے سر کرنے کو بھیجا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ ابو موسیٰ اشعری کو بعد وفات عیاض۔ عمر نے راس عین کے فتح پر مامور کیا تھا، بعض مورخوں کا یہ بھی خیال ہے کہ فتح جزیرہ میں خالد بن الولید، عیاض کے ہمراہ تھے اور آمد کے حمام میں نہاتے گئے تھے کسی تیل سے مالش کرائی تھی جس میں شراب بھی تھی، بعض مورخوں کا یہ خیال ہے کہ ابو عبیدہ کے بعد خالد کسی سردار کے ماتحت نہیں رہے۔

غرض عیاض نے سمیساط کے مفتوح ہونے کے بعد حبیب بن مسلمہ کو ملطیہ پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا حبیب نے ملطیہ فتح کیا اور وہاں پر ایک چھاؤنی[51] قائم کر کے ایک شخص کو وہاں کا افسر بنایا۔

جس وقت عیاض بن غنم نے جابیہ سے کفار کے ملک میں دلیرانہ قدم بڑھایا فاروق اعظم نے ۱۷ھ میں مدینہ منورہ کی جانب مراجعت کی۔ ان دنوں شام میں حسب ذیل عمال تھے حمص میں ابوعبیدہ اور ان کی ماتحتی میں قنسرین میں خالد بن الولید، دمشق میں یزید بن ابی سفیان، اردن میں معاویہ، فلسطین میں علقمہ بن محرز اور سواحل پر عبداللہ بن قیس (رضی اللہ عنہم)

خالد کی معزولی

بعد فتح جزیرہ یہ بات مشہور ہوئی کہ خالد بن الولید عیاض بن غنم کے ساتھ مہم جزیرہ سے بے حد مال لائے ہیں اور اپنی مدح کے صلہ میں اشعث بن قیس کو دس ہزار درہم دیئے ہیں فاروق اعظم کو پرچہ نویسوں[52] نے اس واقعہ کی اور نیز حمام میں شراب سے

---

[51] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حبیب بن مسلمہ نے ملطیہ میں پہلے مرتبہ چھاؤنی نہیں قائم کی تھی بلکہ دوسری بار جب اہل ملطیہ نے بغاوت اور عہد شکنی کی اور امیر معاویہ کا دور حکومت آیا تو انھوں نے حبیب بن مسلمہ کو دوبارہ ملطیہ پر فوج لے کر روانہ کیا جس کو انھوں نے دوبارہ فتح کیا اور چھاؤنی قائم کر کے ایک شخص کو اسکا حاکم بنایا۔

[52] فاروق اعظم نے جہاں اور انتظامات مدبرانہ کئے تھے وہاں ایک یہ انتظام نہایت دانائی سے کیا تھا کہ ہر فوج کے ساتھ پرچہ نویس مقرر کر دیئے تھے جو فوج کی ایک ایک بات کی اطلاع دیتے رہتے تھے طبری نے لکھا ہے کہ عمر کے جاسوس ہر لشکر کے ساتھ رہتے تھے جو ہر واقعہ کو فوراً لکھ بھیجتے تھے "دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ عمر سے کوئی امر پوشیدہ نہیں رہتا تھا"

بدن ملانے کی اطلاع دی، فاروق اعظم نے ابوعبیدہ کو خط لکھا "مجلس عام میں خالد کی ٹوپی سر سے اتار لی جائے اور اسی کے عمامہ سے اس کی مشکیں باندھی جائے اور یہ دریافت کیا جائے کہ اشعث کو تم نے انعام اپنی جیب خاص سے دیا ہے تو اسراف کیا ہے اور اگر بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے بہرکیف دونوں صورتوں میں معزولی[۱] کے قابل ہو" اور اس کے مفوضہ شہروں کو اپنی حکومت میں ملحق کر لو چنانچہ ابوعبیدہ نے خالد بن الولید کو مجمع عام میں بلایا۔ قاصد نے پوچھا یہ انعام تم نے کہاں سے دیا" خالد نے جواب نہ دیا خاموش رہے، بلال نے اٹھ کر فاروق اعظم کے حکم کی تعمیل اور پھر دوبارہ دریافت کی، خالد نے جواب دیا، میں نے اپنی جیب سے اشعث کو جائزہ دیا ہے" قاصد نے یہ سنتے ہی مشک کھول دی ٹوپی اور عمامہ واپس کر دیا بعد اس کے فاروق اعظم نے خالد کو

---

[۱] واقعہ معزولی کو عام مورخین لکھتے ہیں کہ فاروق اعظم نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی معزول کیا تھا چنانچہ ابن اثیر وغیرہ نے ایسا ہی لکھا ہے اور اس فاضل نے بھی ۱۳ھ میں خالد کے معزول ہونیکے واقعات بھی لکھے ہیں' پھر انہیں واقعات کو ۱۷ھ میں ایک الگ عنوان قائم کر کے تحریر کیا ہے، ترجمہ کی پابندی کی وجہ سے ہم اوپر فتح دمشق کے عنوان میں لکھ آئے ہیں کہ فاروق اعظم نے خلیفہ ہونیکے بعد جو پہلا کام کیا یہ تھا کہ خالد کو عساکر اسلامی کی سرداری سے معزول کر کے بجائے انکے ابوعبیدہ کو مقرر کیا اور پھر اس مقام پر فتح جزیرہ کے بعد اس واقعہ کو دوبارہ لکھتے ہیں میرے نزدیک ان دونوں اقوال میں کوئی تناقض نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ خالد بن الولید زمانہ خلافت ابوبکر صدیق سے بعض اس قسم کی بے اعتدالیاں کرتے تھے کہ فوجی مصارف کا حساب وکتاب نہ بھیجتے تھے، شاعروں کو مدحیہ قصائد کے صلہ میں بڑی بڑی رقمیں دیدیا کرتے تھے فاروق اعظم کو یہ بات ناگوار گزر رہی تھی پس جب خلیفہ ہوئے تو خالد بن الولید کی یہ خودمختاری گراں گزری لکھ بھیجا کہ "تم اس شرط پہ سپہ سالار رہ سکتے ہو کہ عساکر اسلامی کے مصارف کا حساب بھیجتے رہو" خالد نے جواب میں لکھا کہ "میں زمانہ خلافت ابوبکر سے ایسا ہی کرتا آیا ہوں اب اسکے خلاف نہیں کر سکتا" فاروق اعظم اس بنا پر ان کو بنظر حسن تمائی سپہ سالاری سے معزول کر کے ابوعبیدہ کا ماتحت کر دیا سپہ سالار اعظم نہ رہے سپہ سالار رہے بعد ازاں ۱۷ھ میں یہ واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے۔

جواب دہی کی غرض سے مدینہ بلا بھیجا فاروق اعظم نے کہا "تمہارے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی اور اس قدر جائزہ تم نے کہاں سے دیا؟" خالد نے جواب دیا "مال غنیمت سے اور اپنے ذیل حصہ سے اگر ساٹھ ہزار سے زیادہ نکلے تو وہ تمہارا ہے" جانچنے سے بیس ہزار زائد نکلے، بیت المال میں داخل کر دیئے گئے اس کے بعد دونوں میں صفائی ہو گئی۔

توسیع مسجد حرام ۱۷ھ میں عمر فاروق حج کو تشریف لے گئے صحن مسجد کو وسیع کیا، بیس راتیں مکہ میں مقیم رہے حرم کے گرد و پیش کے مکانات خرید کر ڈھا دیئے اور ان کی زمین صحن حرم میں شامل کر دی، جس شخص نے خریداری کے بعد اپنا قبضہ اٹھانے سے انکار کیا اس کا مکان جبراً گرا دیا گیا یہ تعمیر رجب سنہ مذکور میں شروع ہوئی، واقفکاری کی وجہ سے مخرمہ بن نوفل ازہر بن عبد عوف حویطب بن عبد العزےٰ اور سعید بن یربوع اس خدمت پر مامور کئے گئے۔ مسافروں کی آسائش کے لحاظ سے مابین مکہ و مدینہ جابجا مکانات اور کنوئیں بنائے جانے کا حکم دیا گیا

فارس پر چڑھائی زمانہ خلافت صدیق اکبر میں علاء بن الحضرمی۔ بحرین کے گورنر تھے فاروق اعظم نے ان کو معزول کر کے قدامتہ بن مظعون کو مامور کیا بعد چندے ۱۴ھ میں پھر علاء بن الحضرمی کو بحرین کی گورنری پر بحال کیا۔ علاء بن الحضرمی بڑے ہمت اور حوصلہ کے آدمی تھے، ہمیشہ ہر میدان میں سعد بن ابی وقاص سے بڑھ کر قدم مارنا چاہتے تھے۔ جب ان کو اہل ردت کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی اور سعد قادسیہ کی لڑائی میں فتحیاب ہوئے تو علاء کو سخت رشک پیدا ہوا فارس پر حملہ کرنے کے ارادہ سے فوجیں تیار کیں۔ خلید بن المنذر کو سر لشکر مقرر کر کے ان کی ماتحتی میں الگ الگ فوجوں پر جارود بن المعلی اور سوار بن ہمام کو مامور کر کے بلا اجازت فاروق اعظم براہ دریا فارس پر فوجکشی کر دی۔

فاروق اعظم اور ان سے پیشتر صدیق اکبر بھی دریا کے سفر سے بہت احتراز کرتے تھے فاروق اعظم بعد فتح مداین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور فارس کے درمیان میں آتشین پہاڑ حایل ہو جاتے تو اچھا ہوتا نہ وہ ہم تک آسکتے اور نہ ہم ان تک پہونچ سکتے" لیکن

اتفاقی طور سے یہ لڑائی چھڑ گئی۔ اسلامی فوجیں اصطخر میں پہونچکر جہاز سے کنارہ پر اتریں وہاں کا حاکم ہربذ نامی فوج کثیر لے کر مقابلہ پر آیا، دریا کو دوسری طرف سے عبور کرکے جہاز اور عساکر اسلامی کے بیچ میں صف آرائی کی اگرچہ مسلمانوں کی فوجیں ہربذ کے لشکر سے کم تھیں اور گویا جہاز پر بھی مخالف کا قبضہ ہوگیا تھا لیکن نہ سپاہیوں میں کچھ ہراس پیدا ہوا اور نہ سپہ سالار فوج (خلید) کی ثابت قدمی و استقلال میں کچھ فرق آیا بڑے جوش کے ساتھ بعد نماز ظہر صفیں قایم کیں اور فوج سے مخاطب ہو کر کہا "مسلمانو! بیدل نہ ہونا انھوں نے تم کو اپنی لڑائی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تم خود اُن سے لڑنے کو آئے ہو اگرچہ انھوں نے ہمارے جہازوں پر ایک گونہ قبضہ کرلیا ہے لیکن اللہ پر بھروسہ کرکے حملہ کرو انشاءاللہ تعالیٰ جہاز کے ساتھ اُنکا ملک بھی ہمارے قبضہ میں آجائے گا۔

خلید و جارود بڑی مردانگی سے رجز پڑھتے ہوئے بڑھے دونوں لشکروں کا مقام طاؤس میں مقابلہ ہوا جارود سیکڑوں کو تہ تیغ کرکے شہید ہوگئے خلید نے اپنی فوج کو پیادہ ہوکر لڑنے کا حکم دیا معرکہ نہایت سخت تھا ہزاروں ایرانیوں نے خاک و خون پر تڑپ کر جانیں دیدیں عساکر اسلامی کا زیادہ حصہ کام آگیا جس سے آگے نہ بڑھ سکے پیچھے تو ہٹے تو جہاز دریا میں نہ پایا۔ دشمنوں نے اس کو پہلے ہی غرق کردیا تھا مجبور ہوکر براہ خشکی بصرہ کی طرف روانہ ہوئے بدقسمتی سے ادہر بھی نہ آسکتے تھے ایرانیوں نے اس طرف کی بھی راہیں بند کردیں تھیں ہر طرف سے ناکے روک رکھے تھے مقابلہ کی غرض سے ایرانی فوجیں مسلح کھڑی تھیں۔

فاروق اعظم کو اس کی اطلاع ہوئی، بہت برہم ہوئے۔ بصرہ میں عتبہ بن غزوان کو لکھ بھیجا کہ ایک جری فوج تیار کرکے مسلمانوں کے بچانے کو فارس کی طرف روانہ کرو، علا کو بھی تہدید آمود خط لکھا جس میں یہ حکم دیا تھا کہ تمھارے پاس جس قدر فوجیں ہوں اُن کو لیکر بحرین سے سعد کے پاس چلے آؤ۔

عتبہ نے بارہ ہزار فوج جس میں عاصم بن عمرو، عرفجہ بن ہرثمہ، احنف بن قیس جیسے

دلاور وجری تھے بسرداری ابوسبرۃ بن ابی رہم (قبیلہ عامر بن لوی) کو فارس کی طرف روانہ کیا ادھر سے ابوسبرۃ اپنی فوج لئے ہوئے خلید تک پہونچ گئے اُدھر ایرانیوں نے ہر طرف سے فوجیں جمع کر لی تھیں جن کا سردار شہرک تھا دونوں حریفوں نے استقلال وثابت قدمی کے ساتھ لڑائی شروع کی اور جی توڑ کر لڑے بالآخر ابوسبرۃ فتحیاب ہوئے ایرانی لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا بے انتہا ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے جی کھول کر لوٹا لیکن چونکہ آگے بڑھنے کا حکم نہ تھا بصرہ واپس آئے۔

معزولی مغیرہ وولایت ابوموسیٰ اس واقعہ کے بعد عتبہ نے حج کی اجازت طلب کی۔ حج سے فارغ ہو کر استعفا پیش کیا۔ فاروق اعظم نے نامنظور کر کے اُن کو پھر اُن کی گورنری پر بھیج دیا اثنا راہ مقام بطن نخلہ میں پہونچکر عتبہ کا انتقال ہو گیا بجائے اُن کے تا اختتام سال ابوسبرۃ بن ابی رہم گورنری کرتے رہے عتبہ نے اُن کو اپنا قایم مقام کیا تھا فاروق اعظم نے یہ تقرری برائے چندے قایم رکھی بعد ازاں مغیرہ بن شعبہ کو مامور کیا۔

مغیرہ اور ابوبکرہ میں رنجش پہلے سے تھی ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ زیاد بن ابیہ، ابوبکرہ کا اخیافی بھائی تھا ایک روز ان دونوں نے مغیرہ کو حالت غیر میں دیکھ لیا ابوبکرہؓ نے مغیرہ کو امامت سے روک دیا اور فاروق اعظم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا فاروق اعظم نے اسی وقت ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے اونتیس ۲۹ صحابیوں کے ساتھ جن میں انس بن مالک، عمران بن حصین اور ہشام بن عامر (رضی اللہ عنہم) تھے معہ ایک فرمان کے مغیرہ کے پاس روانہ کیا اور مدعی و مدعی علیہ کو معہ گواہاں ثبوت طلب فرمایا مضمون خط یہ تھا۔

اما بعد فقد بلغنی عنك نباءٌ عظیم وبعثت اباموسیٰ امیراً فسلم الیه ما فی یدك والعجل	اما بعد۔ مجھکو تمہاری نسبت ایک بہت بڑی خبر پہونچی ہے اور میں ابوموسیٰ کو امیر مقرر کر کے بھیجتا ہوں جو تمہارے قبضہ میں ہو اس کو انکے سپرد کر کے فوراً چلے آؤ

جب مغیرہ اور ابوبکرہ مع گواہوں کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے فاروق اعظم لوگوں کی شہادت لینے لگے گواہوں نے شہادت میں اختلاف کیا زیاد پوری شہادت نہ دے سکا فاروق اعظم نے اُن کو تیس کوڑے مارے، مغیرہ نے کچھ کہنے کا قصد کیا فاروق اعظم نے فرمایا چپ رہ۔ واللہ اگر شہادت کامل ہوجاتا تو میں تجھ کو بھی سزا دیتا۔

کوفہ و بصریٰ سنہ ۱۴ھ میں فاروق اعظم کو اس امر کا احساس ہوا کہ عرب کو اور ملکوں کی ہوا مخالف ہے اس وجہ سے اُن کے چہروں میں تغیر پیدا ہوگیا ہے واقعہ یہ ہے کہ کسی مقام سے وفود آئے تھے آپ نے اُن کے چہروں کے رنگ متغیر ہونے کی وجہ دریافت فرمائی وفود نے عرض کی "ہمارے چہروں کے رنگ کو دوسرے ملکوں کی آب و ہوا نے متغیر کر دیا ہے" بعضوں نے لکھا ہے کہ حذیفہ نے جو کہ سعد کے ہمراہ تھے۔ فاروق اعظم کو لکھا تھا کہ "عرب کو دوسرے سرزمین کی آب و ہوا موافق نہیں آتی ان کی صحت اچھی نہیں رہتی" فاروق اعظم نے سعد سے دریافت کیا۔ سعد نے حذیفہ کے بیان کی تائید کی فاروق اعظم نے سعد کو لکھ بھیجا "سلمان و حذیفہ کو اس کام پر مامور کرو کہ وہ دونوں آدمی عرب کے مذاق کے موافق کوئی مقام تجویز کریں" چنانچہ دونوں نے مقام کوفہ کو پسند کیا اور وہیں پر چھاؤنی قایم کرنے کی تجویز کی بعد ازاں سعد کے پاس آئے اور اُن کو اپنی تجویز سے آگاہ کیا، سعد نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کی، قعقاع اور عبداللہ بن المعتم کو لکھ بھیجا کہ "اپنے اپنے لشکروں پر کسی شخص کو نائب مقرر کرکے ہمارے پاس چلے آؤ" پس جب یہ دونوں بزرگ سعد کے پاس آگئے تو سعد مداین سے روانہ ہو کر محرم سنہ ۱۷ھ میں جنگ قادسیہ کے دو برس دو مہینہ بعد جبکہ تین برس آٹھ مہینہ فاروق اعظم کی خلافت پر گزر چکے تھے مقام کوفہ پہونچے، کوفہ کی سرزمین کو خوب دیکھ بھالکر فاروق اعظم کو اس مضمون کا دوبارہ خط لکھا "میں نے چھاؤنی قایم کرنے کے لئے کوفہ[1] کو پسند کیا ہے"، یہ مقام حیرہ اور فرات

[1] اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اسوجہ سے (باقی صفحہ ۹۹ میں)

کے درمیان میں واقع ہے اس میں بری و بحری دونوں حیثیتیں موجود ہیں اور اہل عرب کے مذاق کے مطابق ہے میں نے عساکر اسلام کو یہیں لاکر ٹھہرایا ہے ان کے ٹھہرنے کے لئے یہ مقام نہایت مناسب ہے اور جن لوگوں نے مداین میں رہنا پسند کیا ہے میں نے اُن کو وہیں چھوڑ دیا ہے میرا قصد ہے کہ میں اس کو چھاؤنی بناؤں لڑائی کے زمانہ میں لشکر باہر چلا جایا کریگا اور بعد اختتام جنگ واپس آیا کریگا۔"

کوفہ[۵] میں قیام کرنے کے بعد عام لوگوں پر اُس کی خوبی ظاہر ہوگئی جو قوت و توانائی کی حالت ان کی پہلے تھی وہ پھر لوٹ آئی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۸) اس کا نام کوفہ رکھا گیا نعمان بن منذر جو عراق عرب کا قبل از اسلام حکمران تھا اُسکا دارالسلطنت اسی مقام پر تھا اسکا منظر نہایت خوشنما، دلچسپ اور دریائے فرات سے صرف ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔

[۵] اس کی وضع و ساخت کے متعلق عمر فاروق نے تحریری حکم بھیجا تھا چنانچہ اُسی کے مطابق عرب کے جدا جدا قبیلے علیحدہ علیحدہ محلوں میں آباد کئے گئے سڑکیں اور شارع ہائے عام چالیس چالیس اور اُس سے گھٹ کر تیس تیس اور بیس بیس ہاتھ چوڑی رکھی گئیں اور گلیاں سات سات ہاتھ چوڑی بنائی گئیں۔ جامع مسجد کی عمارت اور عمارتوں سے ممتاز اور اس قدر وسیع تیار کی گئی تھی کہ اُس میں چالیس ہزار آدمی آسکتے تھے اور اس کے آگے ایک وسیع سائبان دوسو ہاتھ لمبا سنگ رخام کے ستونوں پر قایم کرکے بنایا گیا جو کسریٰ فارس کی عمارتوں سے نکالکر لائے گئے تھے اور اس کی قیمت رعایاء ایران کو دی گئی تھی مسجد سے دوسو ہاتھ کے فاصلہ پر ایوان حکومت بنایا گیا جس میں بیت المال کی بھی عمارت تھی اور اُسی کے قریب ایک مہمان خانہ تعمیر کیا گیا تھا جو مسافر بیرونجات سے آتے تھے وہ یہیں قیام کرتے تھے اور بیت المال سے ان کو کھانا ملتا تھا بعد چند دنوں کے جب بیت المال میں چوری ہوگئی تو ایوان حکومت کی عمارت مسجد سے ملادی گئی۔ جامع مسجد کے سوا ہر قبیلے کے لئے جدا جدا مسجدیں تعمیر ہوئی تھیں۔

اسی زمانہ میں اہل بصرہ[1] بھی تیسری بار اپنے اپنے مکانوں میں آ اترے ان دونوں مقامات کے مکانات باجازت فاروق اعظم پھونس۔ گھانس۔ بانس سے بنائے گئے تھوڑے دنوں کے بعد کوفہ اور بصرہ میں آتشزدگی ہوئی۔ کل مکانات جل گئے سعد نے اینٹ اور گارے کی عمارتیں بنانے کی فاروق اعظم سے اجازت طلب کی فاروق اعظم نے اجازت دی لیکن یہ شرط لگادی کہ کوئی شخص تین کمروں سے زاید نہ بنائے اور مکانات زیادہ مرتفع اور طول وطویل نہ ہوں "الزموا السنة تلزمکم الدولة" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو پکڑے رہو دولت تمہارا ساتھ نہ چھوڑے گی)

کوفہ کے بسانے اور بنانے پر ابو ہیاج بن مالک اور بصرہ کی تعمیر پر ابو المحراب عاصم ابن الدلف مامور تھے۔ کوفہ کے حدود اربعہ کے ایک جانب حلوان تھا جس کی حکومت قعقاع کے قبضۂ اقتدار میں تھی، دوسری جانب ماسبذان تھا جس پر ضرار بن الخطاب عامل تھے تیسری جانب قرقیسا تھا عمر بن مالک یہاں کے گورنر تھے چوتھی طرف موصل تھا جس کی ولایت پر عبداللہ بن المعتم مامور تھے۔

فتح اہواز وسوس فارس کا نامی سردار ہرمزان جنگ قادسیہ سے بھاگ کر خوزستان چلا آیا تھا (جو اہواز کا دارالحکومت تھا) اُس پر اور اُس کے ارد گرد شہروں پر قابض ہو کر میسان، دشت میسان، حدود بصرہ، مناذر اور نہر تیری حدود اہواز تک اپنے تصرف و قبضہ کو بڑھالیا تھا چونکہ اُس کی سرحد بصرہ سے ملی ہوئی تھی۔ بغیر اس کے فتح کئے ہوئے بصرہ میں پورے طور سے امن قائم نہیں رہ سکتا تھا اس وجہ سے عتبہ بن غزوان نے سعد سے امداد طلب کی۔ چنانچہ نعیم بن مقرن اور نعیم بن مسعود، عتبہ کی کمک پر بصرہ اور اہواز کے حدود پر بھیجے

[1] اس کی وجہ تسمیہ اور آباد کئے جانے کی کیفیت صفحہ ۶۹ جلد ہذا کے نوٹ میں ہم بحوالہ فتوح البلدان لکھ آئے ہیں اُس شہر کی وضع ساخت بعینہٖ کوفہ کی سی تھی۔

گئے، عتبہ نے (بنو عدویہ بن حنظلہ سے) سلمیٰ بن القین اور حرملہ بن مریطہ کو بصرہ کی دوسری سرحد میسان کی طرف بھیجا سلمیٰ اور حرملہ نے بنو عمر بن مالک کو جو خوزستان میں رہتے تھے ملکی اور قومی جوش وغیرت دلا کر بلایا غالب وائلی اور کلیب بن وائل کلبی سرداران بنو عمر بن مالک اس تحریک سے متاثر ہو کر ملنے کو آئے اور یہ وعدہ کر گئے کہ جس وقت تم لوگ مناذر اور نہر تیری پر حملہ کرو گے ہم بھی شہر کے اندر سے حملہ آور ہو جائیں گے جس دن اور جس وقت حملہ کرنے کا باہم عہد و پیمان ہوا تھا ٹھیک اسی دن اور اسی وقت ایک طرف سے سلمیٰ اور حرملہ نے حملہ کیا دوسری طرف سے نعیم بڑھے سلمیٰ عساکر بصرہ پر تھے اور نعیم افواج کوفہ کے سردار تھے دونوں سپہ سالاروں نے دو طرف سے ہرمزان پر حملہ کیا، لڑائی شروع ہو گئی، شہر کے اندر سے غالب اور کلیب حسب قرار داد حملہ آور ہوئے مناذر اور نہر تیری پر قبضہ کر لیا ہرمزان اس اچانک واقعہ سے گھبرا گیا اس کی فوج کی ترتیب جاتی رہی مجبور ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا۔ ہزاروں ایرانی اس دارو گیر میں مارے گئے دریائے دجیل پر پہنچ کر اسلامی لشکر ٹھہر گیا اور ہرمزان سوق اہواز کے پل سے عبور کر کے نکل گیا۔ لیکن اس نے اپنے کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کمزور پا کر دوسرے ہی دن صلح کا پیام بھیجا مسلمانوں نے علاوہ مناذر، نہر تیری اور اہواز کے ان مقامات کے جن پر اثنائے جنگ میں ان کا قبضہ ہو گیا تھا باقی اہواز پر جزیہ لے کر صلح کر لی۔

افواج اسلامی کا ایک ایک دستہ نہر تیری اور مناذر میں ٹھہرا دیا گیا، غالب اور کلیب کو اس کی سرداری دی گئی۔ بعد چندے غالب، کلیب اور ہرمزان میں سرحد قائم کرنے میں اختلاف ہوا سلمیٰ اور حرملہ نے غالب اور کلیب کی رائے سے اتفاق کیا ہرمزان بگڑ گیا بدعہدی پر کمربستہ ہو کر اکراد کو مجتمع کر کے مخالفت وجنگ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ عتبہ بن غزوان نے حرقوص بن زہیر سعدی کو اس کے مقابلہ پر روانہ کیا مقام سوق اہواز میں معرکہ ہوا، ہرمزان کو شکست ہوئی، بھاگ کر رام ہرمز چلا گیا، حرقوص نے سوق اہواز پر قبضہ

کرکے جزیہ مقرر کیا اور اپنے دائرہ حکومت کو تستر تک بڑھالیا، فاروق اعظم کو فتح کا مژدہ لکھ بھیجا اور ہرمزان کے تعاقب میں جزء بن معاویہ کو روانہ کیا جو قریہ شغر اور دورق تک بڑھتے چلے گئے، ہرمزان نے مجبور ہوکر بقیہ بلاد کی صلح کی درخواست کی، حسب اجازت فاروق اعظم اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ "جتنے شہروں پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا ہے اس پر وہ قابض ہیں باقی شہروں پر ہرمزان کا قبضہ رہے بشرطیکہ وہ جزیہ مقررہ ادا کرتا جائے" اس مصالحت کے بعد حرقوص نے جبل اہواز پر ڈیرے ڈال دئیے اور ویران شدہ شہروں کے آباد کرنے میں مصروف ہوئے

ان واقعات کے اثناء میں یزدجرد اہل فارس کو مسلمانوں کیخلاف ابھار رہا تھا اور رعایا، اہواز سے انکے خلاف عہدواقرار لے رہا تھا رفتہ رفتہ ایک بہت بڑی فوج مجتمع ہوگئی مسلمانوں نے کل حالات دربار خلافت میں لکھ بھیجے۔ فاروق اعظم نے سعد کو لکھا کہ "ایک عظیم فوج نعمان بن مقرن کی ماتحتی میں ہرمزان کے مقابلہ پر روانہ کرو تاکہ ہرمزان بڑھنے نہ پاوے، ابوموسیٰ کو حکم دیا کہ سعد بن عدی برادر سہیل کے ساتھ ایک فوج اہواز کی طرف بھیجو جسکے میمنہ و میسرہ اور مقدمہ پر براء بن مالک، مجزاۃ بن ثور اور عرفجہ بن ہرثمہ (رضی اللہ عنہم) افسر ہوں اور ان دونوں لشکروں کا سپہ سالار اعظم ابوسبرہ بن ابی رہم مقرر کئے جائیں، ہرمزان کو اس کی خبر لگی۔ فوج کو مرتب کرکے نعمان کا آگا روکا قریب رام ہرمز دونوں فریق صف آرا ہوئے لیکن پہلے ہی حملہ میں ہرمزان شکست کھا کر بھاگ نکلا، نعمان نے رام ہرمز پر پہونچکر قبضہ کرلیا اتنے میں بصرہ کی اسلامی فوجیں آپہونچیں اور یہ معلوم کرکے کہ رام ہرمز پر نعمان کا قبضہ ہوگیا ہے اور ہرمزان تستر میں پہونچکر مسلمانوں کے خلاف فوجیں مرتب کر رہا ہے تستر کی طرف سیلاب کیطرح بڑھیں۔ تستر میں اسوقت ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا جبال واہواز کی ایرانی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کر یہیں آکر مجتمع ہورہی تھیں ہرمزان نے قلعہ کی مرمت کرائی تھی چاروں طرف سے خندق اور برجوں سے مستحکم کرلیا تھا فاروق اعظم نے ان واقعات سے مطلع ہوکر ابوموسیٰ کو بصرہ کے مسلمانوں کی مدد پر روانہ کیا اور ان کو افواج اسلامی بصرہ کا سپہ سالار مقرر کیا قصہ مختصر مسلمانوں نے تستر پر پہونچکر محاصرہ ڈالا مہینوں گھیرے پڑے رہے۔ ایرانیوں

نے متعدد حملے ایک سے ایک بڑھ کر کئے بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخری جنگ میں[1] ایرانیوں کو شکست ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا لیکن ہرمزان نے شہر میں محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

ایک[2] دن ایک شخص نے اندرون شہر سے تیر میں ایک خط باندھ کر ابو موسیٰ کی طرف پھینکا۔ جس کا یہ مضمون تھا "مجھ کو اور میرے خاندان والوں کو آپ امان دیں تو میں ایک راستہ بتا دوں جس سے شہر پر آپ کا قبضہ ہو جائے" ابو موسیٰ نے نہایت مسرت سے اس شرط کو منظور کیا، وہ شخص ابو موسیٰ کے پاس آیا اور چند مسلمانوں کو ہمراہ لیا نہر دجیل کو عبور کر کے سرنگ کی راہ شہر میں داخل ہوا

[1] ابو موسیٰ نے اس آخری معرکہ میں نہایت دانائی سے صف آرائی کی تھی میمنہ پر براء بن مالک تھے میسرہ براء بن عازب انصاری کو دیا تھا انس بن مالک کے رکاب میں سوار و لکا رسالہ تھا دونوں فوجیں ایک آخری فیصلہ کن ہوائی لڑائی لڑیں براء بن مالک جو میمنہ کے سردار تھے مارتے اور صفوف اعدا کو چیرتے ہوئے خندق کو عبور کر کے شہر پناہ کے دروازہ تک پہنچ گئے ہرمزان نے عین دروازہ پر براء کا مقابلہ کیا جب براء لڑ کر شہید ہو گئے تو مجزاہ بن ثور نے بڑھ کر ہرمزان پر وار کیا لیکن ہرمزان کے ہاتھ سے یہ بھی شہید ہو گئے بعد اس کے مسلمانوں نے مجموعی قوت سے نعرۂ اللہ اکبر مار کر حملہ کیا۔ ہرمزان نے پیچھے ہٹ کر پھاٹک بند کر لیا اور محصور ہو کر لڑائی جاری رکھی۔

[2] دیگر مورخوں نے لکھا ہے کہ اثناء محاصرہ میں ایک باشندہ شہر نے چھپ کر ابو موسیٰ کے پاس آ کر یہ درخواست کی کہ "اگر مجھے اپنے جان و مال و اولاد کی امان دی جائے تو میں ایسا پوشیدہ راستہ بتا دوں جس کے ذریعہ سے تمہارا شہر پر بآسانی قبضہ ہو جائے" ابو موسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی اور ایک عرب اشرس نامی کو اس کے ہمراہ کر دیا وہ شخص، اشرس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے نہر دجیل سے جو دجلہ کی ایک شاخ تستر کے نیچے جاری تھی عبور کر کے ایک سرنگ کی راہ سے شہر میں داخل ہوا اور اشرس سے کہہ دیا کہ تم اپنا منہ کپڑے سے چھپا کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ چنانچہ دونوں گلی کوچوں سے گذرتے ہرمزان کے محل کی طرف آئے ہرمزان اور رؤسا شہر اور ارکین دولت بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، دونوں رفیق شہر کے نشیب و فراز کے مواقع دیکھ کر اسی سرنگ کے راستہ سے ابو موسیٰ کے پاس آئے اشرس نے عرض کی اے امیر اگر مجھے "دو سو جانباز سپاہی دیئے جائیں تو میں فوراً شہر پر قبضہ کرتا ہوں" ابو موسیٰ نے عساکر اسلامیہ کی طرف دیکھا دو سو سپاہیوں نے بڑھ کر کہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہماری جانیں حاضر ہیں۔ اشرس معہ سپاہیوں کے اسی سرنگ کے راستے سے شہر میں پہنچے شہر پناہ کے پہرہ والوں کو مار کر دروازے کھول دئے۔ ابو موسیٰ پہلے ہی سے فوج کو آراستہ کئے منتظر کھڑے تھے دروازے کے کھلتے کیساتھ فوراً اللہ اکبر کا نعرہ مار کر گھس پڑے۔

مسلمانوں نے شہر پناہ کے پھاٹک کے قریب پہونچکر بہرہ والوں سے لڑائی شروع کردی اور مارتے دھاڑتے پھاٹک تک پہونچ گئے اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر کھولدیا اسلامی فوجیں پہلے ہی سے مسلح وتیار تھیں تکبیر کہتی ہوئی شہر میں گھس پڑیں۔ تمام شہر میں ہلچل پڑگئی ہرمزان نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی اور یہ شرطیں پیش کی "میرا معاملہ امیر المومنین فاروق اعظم کے روبرو پیش کیا جائے وہ جو کچھ فیصلہ کرینگے مجھے منظور ہوگا تم لوگ مجھ سے معترض نہ ہو مجھے مدینہ پہونچادو" ابوموسیٰ نے یہ شرط منظور کرلی ہرمزان نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ مال غنیمت لشکریوں پر تقسیم کیا گیا۔ سواروں کے حصہ میں تین تین ہزار اور پیادوں کو ایک ہزار ملے اسی آخری معرکہ میں براء بن مالک اور مجزاۃ بن ثور ہرمزان کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے۔

فتحیابی کے بعد ابوسبرہ، نعمان اور ابوموسیٰ ایک فوج لیکر ایرانیوں کے تعاقب میں نکلے، سوس میں پہونچکر ڈیرے ڈالے اور زر بن عبداللہ فقیمی نے جندیسابور کو جاکر گھیر لیا بعد اس کے فاروق اعظم کا فرمان پہونچا کہ "ابوموسیٰ اشعری بصرہ واپس آئیں بجائے اُن کے اسود بن ربیعہ بن مالک صحابی موسوم بہ مقترب مقرر کئے جائیں"۔

ابوسبرہ نے ہرمزان کو ایک سفارت کے ساتھ جس میں انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی تھے مدینہ منورہ روانہ کیا مدینہ کے قریب پہونچکر ہرمزان نے مرصع تاج (جس میں یاقوت وہیرے لگے ہوئے تھے) سر پر رکھا، دیبائی قبا زیب بدن کی، ملوک عجم کے دستور کے موافق قیمتی قیمتی جڑاؤ زیورات پہنے اور کمر سے مرصع تلوار لگائی غرض ہمہ تن شان وشوکت کی تصویر بنکر دار الخلافت میں داخل ہوا تمام مدینہ اس کی زرق برق پوشاک کا تماشائی بنا ہوا تھا فاروق اعظم اس وقت مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ ہرمزان اس ٹھاٹھ سے حاضر ہوا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اسلام کے ذریعہ سے ایسوں کو اس نے زیر کیا ہے بعد ازاں ہرمزان سے مخاطب ہوکر کہا تم نے بدعہدی کا نتیجہ اور اللہ تعالیٰ کا آخری حکم دیکھا" ہرمزان نے جواب دیا "امیر المومنین! جب زمانہ جاہلیت میں ہم اور تم تھے اسوقت اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا چونکہ ہم میں قوت زیادہ تھی ہم تم پر غالب آتے تھے اور اب اللہ تعالےٰ

تمہارا ساتھ دے رہا ہے پس تم ہم پر غالب آگئے "۔ فاروق اعظم بولے " اچھا تم نے کئی بار بدعہدی کی ہے اسکی سزا میں تمکو کیا عذر اور تمہارا کونسا حیلہ باقی ہے " ہرمزان نے جواب دیا " مجھے خوف ہے کہ شاید تم مجھے قبل بتانے کے قتل کر ڈالو گے " فاروق اعظم نے فرمایا نہیں! تم خوف نہ کرو " پھر ہرمزان نے پانی مانگا جب پانی سامنے آیا تو ہاتھ میں پیالہ پانی کا لیکر بولا " میرے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہے کہ پانی پینے کی حالت میں تم مجھے قتل نہ کر ڈالو " فاروق اعظم نے ارشاد کیا " تم مطلق خوف نہ کرو جب تک پانی نہ پی لوگے کسی قسم کے خطرہ میں تم نہ ڈالے جاؤ گے " ہرمزان نے پیالہ ہاتھ سے رکھ کر کہا " اب میں پانی نہیں پیوں گا اور اس شرط کے مطابق تم مجھے قتل نہیں کر سکتے تم نے مجھے امان دی ہے " فاروق اعظم اس مغالطہ پر حیران ہو کر بولے " تو جھوٹ کہتا ہے " ہرمزان نہیں بولنے پایا تھا کہ انس بول اٹھے " امیر المومنین! یہ سچ کہتا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جب تک پورا حال نہ کہہ لوگے کسی قسم کا خوف نہ کرو اور جب تک پانی نہ پی لوگے کسی خطرہ میں نہ ڈالے جاؤ گے " انس کی اس تقریر کو سنکر حاضرین جلسہ نے بھی ان کے قول کی تائید کی فاروق اعظم نے ہرمزان سے کہا " تم نے تو مجھے دھوکا دیا، لیکن میں تجھے فریب نہ دونگا مناسب ہے کہ مسلمان ہو جا " ہرمزان نے مسکرا کر جواب دیا " میں تو پہلے ہی سے ایمان لا چکا تھا " یہ کہہ کر ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا فاروق اعظم بہت خوش ہوئے، مدینہ میں قیام کی اجازت دی، مکان دیا ساتھ ہی دو ہزار سالانہ تنخواہ مقرر کر دی۔ مہم فارس میں اکثر اس سے مشورہ لیتے تھے۔

بعد اسکے فاروق اعظم نے سفارت کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد کیا شاید تم لوگ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے ہو اس وجہ سے وہ لوگ ہمیشہ نقض عہد کیا کرتے ہیں اہل سفارت نے عرض کی، ہم لوگ ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کا خیال رکھتے اور وعدہ کا

ایفا کرتے ہیں" فاروق اعظم اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ احنف بن قیس نے عرض کی "امیر المومنین! تم نے ہمکو بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی ممانعت کردی ہے لیکن جب تک انکا بادشاہ (یزدجرد) زندہ رہے گا اُسوقت تک اہل فارس برابر لڑتے رہیں گے یہ قومی جوش ہے تاحیات اُسکے فرو نہیں ہو سکتا" فاروق اعظم احنف کی تقریر سے قائل ہوگئے اور بلاد فارس میں آگے بڑھنے کی اجازت دیدی

ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابو سبرہ معہ مقترب بن ربیعہ، عساکر اسلامی بصری کو لئے ایرانیوں کے تعاقب میں سوس تک پہونچ گئے تھے اور قریب سوس کے کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالا تھا سوس میں اُسوقت شہریار برادر ہرمزان موجود تھا ابو سبرہ نے محاصرہ کرکے رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کردی مجبور ہو کر اہل سوس نے صلح کر لی۔

ان واقعات کے اثناء میں نعمان بن مقرن کوفہ کی اسلامی فوجوں کو لیکر نہاوند کی طرف بڑھے، مقترب، ذر بن عبداللہ کے پاس پہونچے جو جندیسابور کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ ایک روز جندیسابور والوں نے خود شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، کمال اطمینان سے اپنے کاروبار میں مصروف رہے مسلمانوں کو سخت تعجب ہوا اہل جندیسابور سے دریافت کیا معاملہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ "تم نے جزیہ پر مصالحت کرلی اب ہمارے تمہارے مناقشہ کیا رہا"۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک غلام (جو سوس کا رہنے والا تھا) اوس نے امان نامہ بشرط ادائے جزیہ لکھ کر تیر میں باندھ کر پھینکا تھا مسلمانوں نے

---

[1] سوس کے رئیس نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ اسکے خاندان کے سو آدمیوں کو جان کی امن دیجائے، ابو سبرہ نے اسکو منظور کرلیا تھا چنانچہ اس بناء پر شہر پناہ کا دروازہ کھولا گیا رئیس ایک ایک آدمی کو نامزد کرتا جاتا تھا ابو سبرہ اُسکو امن دیتے جاتے تھے اتفاق یہ کہ خود رئیس شہر نے اپنا نام نہ لیا اور سو آدمیوں کی تعداد پوری ہوگئی ابو سبرہ نے فوراً اسکو گرفتار کرکے قتل کا حکم دیدیا کیونکہ سو کے شمار سے باہر تھا جن کے امن کا اقرار ہو چکا تھا۔

حجت کی کہ ایک غلام کے امان دینے سے ہم امان نہیں دے سکتے۔ اہل شہر نے کہا ہم آزاد اور غلام نہیں جانتے" فریقین میں جب بحث و مباحثہ سے کچھ طے نہ ہوا تو دربار خلافت میں یہ قضیہ پیش کیا گیا فاروق اعظم نے اُسکے امان دینے کو جائز[1] رکھا۔

بعضوں نے فتح سوس کا واقعہ اس طرح پر تحریر کیا ہے کہ واقعہ جلولاء کے بعد یزدجرد نے اصطخر میں جا کر قیام اختیار کیا خاندان شاہی کے کل اراکین اور سیاہ ستر ہزار سواروں کو اپنے رکاب میں لئے اُسکے ساتھ تھا، یزدجرد نے سیاہ کو سوس کی طرف اور ہرمزان کو تستر کی جانب روانہ کیا۔ سیاہ نے اصطخر سے نکل کر کلبانیہ میں پڑاؤ کیا۔ اہل سوس کو جب واقعہ جلولاء کی خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ یزدجرد بھاگ کر اصطخر میں چلا آیا ہے تو ان لوگوں نے ابو موسیٰ سے جو کہ اسکا محاصرہ کئے ہوئے تھے جزیہ دیکر مصالحت کر لی بعد اسکے ابو موسیٰ، رام ہرمز گئے اور وہاں سے نکل کر تستر کو جا گھیرا ان دنوں سیاہ، رام ہرمز اور تستر کے درمیان ڈیرے ڈالے پڑا تھا اس نے اپنے ہمراہیوں کو ابو موسیٰ سے صلح کرنے اور اس شرط پر اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا کہ وہ لوگ ایرانیوں سے لشکر اسلام کے ساتھ ہو کر جنگ کریں گے اور اگر عرب برسر جنگ آگیا تو یہ اسکو روکیں گے اور امیر المومنین فاروق اعظم نے اعزاز کے ساتھ ان لوگوں کی تنخواہیں مقرر کریں" ان شرائط کے مطابق سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ فاروق اعظم نے ان کے بڑے بڑے عطیے مقرر کر دیئے، اور وہ لوگ تستر کے فتح و جنگ میں شریک ہوئے۔ سیاہ، ایرانیوں کے ایک قلعہ میں عجمیوں کے لباس میں گھس گیا اور قلعہ کو فتح کر کے مسلمانوں کو دیدیا

تستر اور اسکے بعد کے مفتوح بلاد ۱۷ھ میں بعضے کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں مفتوح ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

[1] اور یہ لکھا کہ مسلمانوں کا غلام بھی مسلمان ہے اسنے جسکو امان دیدی تمام مسلمانوں نے امان دیدی۔

عام لشکر کشی
احنف بن قیس اور ہرمزان فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے رائے ظاہر کی کہ جب تک انکا بادشاہ یزدجرد فارس میں موجود رہے گا اسوقت تک ایرانی برابر لڑتے جائیں گے اور آئے دن کی بغاوت و لڑائی فرو نہ ہوگی اگر آپ ہم کو ممالک ایران پر عام لشکر کشی کی اجازت دیجئے تو ہم اُن کے بادشاہ کو ایران سے نکالدیں اسوقت البتہ انکی امیدیں منقطع ہو جائیں گی اور یہ فتنہ وفساد فرو ہو جائے گا" فاروق اعظم نے اسکو غور سے سنا اور ابو موسیٰ کو لکھا کہ بصرہ سے نکل کر تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالدو اور تا صدور حکم ثانی وہیں قیام پذیر رہو" بعد ازاں متعدد پھریرہ بنائے اور مشہور مشہور افسروں کو نامزد کرکے جدا جدا ممالک پر ان کو مامور کیا اور ان پھریروں کو سہیل بن عدی کی معرفت ابو موسیٰ کے پاس بھیجدیا خراسان کا علم احنف بن قیس کو اردشیر اور سابور کا مجاشع بن مسعود سلمی کو۔ اصطخر کا عثمان بن ابی العاص ثقفی کو فسا اور دارابجر کا ساریہ بن زنیم کنانی کو۔ کرمان کا سہیل بن عدی کو سجستان کا عاصم بن عمرو کو اور مکران کا حکم بن عمیر تغلبی کو عنایت کیا لیکن ۱۸ھ بعضے کہتے ہیں کہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ تک ان لوگوں کو نہیں روانہ کیا بعد اسکے سپہ سالاران لشکر اسلام حسب حکم فاروق اعظم ان شہروں کی طرف روانہ ہوئے جنکے سر کرنے کی خدمت انکو سپرد کی گئی تھی چنانچہ کامیابی کے ساتھ انکو مفتوح کیا جیساکہ ہم آئندہ علیحدہ علیحدہ بیان کرینگے

قحط اور طاعون عمواس
۱۸ھ میں سرزمین عرب میں بہت بڑا قحط پڑا وحوش تک بھوک سے پریشان ہو ہو کر آدمیوں کے پاس بیدھڑک چلے آتے تھے۔ غلہ کی گرانی سے عام پریشانی پھیل گئی ساتھ ہی اسکے عمواس میں طاعون شروع ہوگیا۔ زمانہ قحط میں فاروق اعظم نے عجیب وغریب سرگرمی ظاہر کی تا زمانہ قحط دودھ گھی کھانے کی قسم کھالی، تمام ممالک اسلامیہ کے صوبہ جات کے افسروں کو لکھ بھیجا کہ ہر جگہ سے

اہل مدینہ کے لئے غلہ روانہ کریں۔ چنانچہ ابوعبیدہ نے چار ہزار اونٹ غلہ بھیجے، عمرو بن العاص نے براہ دریائے قلزم مصر سے بہت سا غلہ[1] روانہ کیا، خود فاروق اعظم اہل مدینہ کو لیکر نماز استسقار پڑھنے گئے نماز کے بعد ایک نہایت پر اثر خطبہ پڑھا، عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کے اُنکے وسیلہ سے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر دعا مانگی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ اللہ جل شانہ نے پانی برسایا جس سے قحط کی شکایت جاتی رہی

اسی زمانہ میں جبکہ عرب میں قحط پڑا ہوا تھا عمواس میں طاعون پھوٹ نکلا بڑے بڑے صحابی جلیل القدر، عالی مرتبہ انتقال کر گئے ابوعبیدہ، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، حرث بن ہشام، سہیل بن عمر، عقبہ بن سہیل اور عامر بن غیلان رضی اللہ عنہم اسی مرض میں مبتلا ہو کر راہی عالم آخرت ہوئے فاروق اعظم کو اسکی اطلاع ہوئی آپ نے ابوعبیدہ کو لکھ بھیجا "عساکر اسلامی کو طاعونی مقام سے نکال کر کسی دوسرے مقام پر لیجا کر قیام کرو" ابوموسی کو یہ حکم دیا کہ کوئی مقام جسکی آب و ہوا عمدہ ہو تلاش کرو۔ اور خود بقصد شام روانہ ہوئے مقام سرغ میں

[1] مورخوں نے لکھا ہے کہ بیس جہاز غلہ سے بھرے ہوئے بحر قلزم کی راہ سے عمرو بن العاص نے روانہ کئے، ہر ایک میں تین تین ہزار اردب غلہ تھا۔ اردب تقریباً دو من یا اُس سے کچھ زیادہ کا ہوتا ہے جب ان جہازوں کے آنے کی خبر عمر فاروق کو ہوئی تو وہ خود انکے ملاحظہ کو بندرگاہ تک تشریف لائے جو مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے اور بندرگاہ میں دو بڑے بڑے مکان بنوائے۔ اور قحط زدوں کا مفصل نقشہ بقید نام و سکونت و مقدار غلہ بنانے پر زید بن ثابت کو مامور کیا جب یہ نقشہ تیار ہو گیا تو ہر شخص کو چک دی گئی جس پر عمر فاروق کی مہر ثبت تھی اسی چک کے مطابق ہر شخص کو غلہ ملتا تھا اس کے علاوہ ہر روز بیس اونٹ ذبح کرتے تھے اور اپنے اہتمام سے کھانا پکوا کر قحط زدوں کو کھلاتے تھے۔

پہونچے افسران فوج نے آکر ملاقات کی، شدت وبار کی اطلاع دی اکثر لوگوں نے فاروق اعظم کو عمواس میں چلنے سے روکا از انجملہ عبدالرحمن بن عوف تھے انہوں نے بیان کیا کہ "وبار کی بابت رسول اللہ صلعم سے میں نے سنا ہے کہ جہاں پر وبار ہو وہاں پر نہ جاؤ اور اگر اتفاق سے اس مقام پر وبا پھیل جائے جہاں پر تم ہو تو وہاں سے نہ بھاگو" عمر فاروق یہ سنکر واپس ہوئے بجائے یزید بن ابی سفیان کے دمشق میں انکے بھائی معاویہ بن سفیان کو اور اردن پر شرجبیل بن حسنہ کو مامور کیا۔

جب اس طاعون میں کثرت سے لوگوں کا انتقال ہوگیا اور سرزمین شام میں بڑے بڑے عالی حوصلہ اور بلند خیال بزرگ آغوش لحد میں سو گئے اور ایک گونہ اس بلاء بد کا زور کم ہوگیا اسوقت فاروق اعظم نے امراء لشکر کو متوفیوں کے متروکہ مجتمع کرنے کا حکم دیا اور بعد ادائے حج وشوریٰ ارباب حل وعقد پھر شام کو روانہ ہوئے متوفیوں کے متروکہ کو حسب حصص شرعی ان کے ورثاء پر تقسیم کیا اور ممالک اسلامی کے حدود پر فوجیں متعین کیں مختلف شہروں میں دورہ کرتے رہے

۱۸ھ میں شریح بن حرث کندی کو قضاء کوفہ پر اور کعب بن سوار ازدی کو قضاء بصری پر مامور فرمایا، اسی سنہ میں حج کرنے کو گئے۔

بعضے کہتے ہیں کہ جلولا اور مداین اسی سنہ میں مفتوح ہوا ہے جسکو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ایسا ہی اسی سنہ میں قیساریہ کا معاویہ کے ہاتھ سے فتح ہونا بیان کیا جاتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ قیساریہ ۲۰ھ میں مفتوح ہوا۔ واللہ اعلم۔

فتح مصر جسوقت عمر فاروق بیت المقدس تشریف لے گئے تھے اسی زمانہ میں عمرو بن العاص نے آپ سے ملک مصر پر فوج کشی کی اجازت لے لی تھی چنانچہ فاروق اعظم نے مدینہ واپس آکر زبیر بن العوام کو عمرو بن العاص کی کمک پر روانہ

کیا (چار ہزار) اسلامی فوجیں ۲۰ھ یا ۲۱ھ یا ۲۳ھ یا ۲۵ھ میں مصر کی طرف روانہ ہوئیں باب الیون پر قبضہ کر کے براہ ریف مصر کی جانب بڑھیں۔ ابومریم جاثلیق اور اسقف جسکو مقوقس نے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا تھا لشکر اسلام میں آیا عمرو بن العاص نے حسب ہدایت عمر فاروق تین شرطیں (۱) اسلام قبول کرنا (۲) جزیہ دینا (۳) لڑائی پیش کیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی۔ اور غور و فکر کے لئے تین دن کی مہلت دی۔ ابومریم اور اسقف، مقوقس کے پاس واپس گیا۔ ارطبون، امیر روم نے پہلی دو شرطوں میں سے ایک کو بھی قبول نہ کیا اور اپنے لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا، ہزاروں رومی اس معرکہ میں کام آگئے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر عین شمس کا محاصرہ کیا اور یمن ابرہہ بن صباح کو فرما[2] کے حصار پر اور اسکندریہ کے محاصرہ کے لئے عوف ابن مالک کو روانہ کیا۔ فرما اور اسکندریہ والے عین شمس کے آخری نتیجہ کے دیکھنے کی غرض سے لڑتے رہے تا آنکہ ایک مدت کے محاصرہ کے بعد عمرو بن العاص اور زبیر بن العوام نے اہل عین شمس سے جزیہ پر صلح کر لی اور اس سے پیشتر اثناء جنگ میں جنکو گرفتار کر لیا تھا انکو مال غنیمت کے ساتھ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، اہل مصر نے شرائط صلح میں ایک یہ امر اور اضافہ کرنا چاہا کہ کل قیدی انکو واپس دیدیے جائیں عمرو بن العاص اس کے خلاف تھے لیکن فاروق اعظم کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اہل مصر کی اس شرط کو بھی منظور فرما کر قیدیوں کے واپسی کا حکم دیدیا۔

---

۱ جسطرح مصر پر فوج کشی کے بارے میں مورخین نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اسکے مفتوح ہونے میں بھی مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے مصر و اسکندریہ ۲۵ھ میں اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۶ھ میں فتح کیا ہے لیکن میرے نزدیک جیسا کہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مصر کو قبل عام الرمادۃ (یعنی زمانہ قحط) مفتوح ہو جانا چاہئے کیونکہ عمرو بن العاص نے مصر سے براہ بحر قلزم غلہ کے جہازات روانہ کئے تھے اور قحط ۱۸ھ میں پڑا تھا اس بنا پر ۱۶ھ کی روایت صحیح و قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

۲ فرما ایک شہر ہے جو بحر روم کے کنارے پر واقع ہے اور کسی زمانہ میں آباد تھا جالینوس کی رصد گاہ

عمرو بن العاصی نے جو صلحنامہ لکھا تھا اُسکی عبارت یہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما اعطی عمرو بن العاصی اھل مصر من الامان علی انفسھم ودمھم واموالھم وکنائسھم وصلبھم وبرھم وبحرھم لا یزید شئ فی ذلک ولا ینقص ولا یساکنھم النوب وعلی اھل مصر ان یعطوا الجزیۃ اذا اجتمعوا علی ھذا الصلح وانتھت زیادۃ نھرھم خمسین الف الف وعلیہ ممن جنی نصرتھم فان ابی احد منھم ان یجیب رفع عنھم من الجزی بقدرھم ذلک ومن دخل فی صلحھم من الروم والنوب فلہ مالھم وعلیہ ما علیھم ومن ابی واختار الذھاب فھوا من حتی یبلغ مامنہ ویخرج من سلطاننا وعلیھم ما علیھم اثلاثا فی کل ثلث جبایۃ ثلث ما علیھم علی ما فی ھذا الکتاب عھد اللہ وذمتہ وذمۃ رسولہ وذمۃ الخلیفۃ امیر المومنین وذمم المومنین وعلی النوبۃ الذین استجابوا ان یعینوا ھکذا وکذا راسا وکذا وکذا فرسا علی ان لا یغزوا ولا یمنعوا من تجارۃ صادرۃ ولا واردۃ شھد الزبیر وعبد اللہ ومحمد ابناہ وکتب وردان وحضر۔ ھذا النص الکتاب منقولا من الطبری" اس صلح میں کل اہل مصر شامل تھے اور انہوں نے اسکو قبول کر لیا تھا۔

بعد اسکے عمرو بن العاصی نے فسطاط[1] کا رخ کیا اور اسکو فتح کر کے اسکندریہ کی طرف

[1] فسطاط میں ان دنوں کوئی آبادی نہ تھی صرف وہاں زراعت ہوتی تھی یا چراگاہ کے تختے تھے لیکن چونکہ یہ قطعہ زمین۔ دریائے نیل اور جبل مقطم کے درمیان میں واقع تھی اس وجہ سے یہاں پر ایک قلعہ بنا ہوا تھا جسمیں رومی سلطنت کے حکام جو مصر کے گورنر ہو کر آتے تھے۔ رہا کرتے تھے عمرو بن العاصی نے اپنی طرف سے بلحاظ رتبہ زبیر بن العوام کو اس مہم میں سرلشکر بنایا تھا۔ سات مہینہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی شکست و فتح کا کوئی آخری فیصلہ نہ ہوتا تھا۔ ایک روز زبیر بن العوام مع چند صحابہ کے سیڑھی لگا کر قلعہ [بقیہ صفحہ ۱۱۳

بڑھے فسطاط اور اسکندریہ کے درمیان میں رومیوں اور قبطیوں کی جو آبادیاں تھیں انھوں نے روکنا چاہا فریقین کا مقام کریوں میں مقابلہ ہوا۔ بالآخر رومیوں اور قبطیوں کو شکست دے کر مسلمانوں نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ مقوقس بادشاہ مصر یہیں موجود تھا اس نے میعادی عارضی صلح کی درخواست کی۔ عمرو بن العاص نے نامنظور کر کے محاصرہ جاری رکھا تین مہینہ کے محاصرہ شدید کے بعد بزور تیغ مفتوح ہوا غازیان اسلام نے مال و اسباب لوٹ لیا اور اہل اسکندریہ کو ذمیوں کے حقوق دیئے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ مقوقس نے عمرو بن العاص سے بارہ ہزار دینار پر اس شرط سے مصالحت کی تھی کہ "جو شخص چاہے اسکندریہ چھوڑ کر چلا جائے اور جس کا جی چاہے ٹھہرا رہے۔

فتح اسکندریہ کے بعد عمرو بن العاص نے اپنے کل لشکریوں کو اسی مقام پر ٹھہرایا اور جب ان کو مصر و اسکندریہ کی فتح سے اطمینان حاصل ہو گیا تو انھوں نے لشکر کو مرتب کر کے نوبہ کا

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۲) کی فصیل پر چڑھ گئے فصیل پر پہونچکر پہرہ دینے والوں کو تہ تیغ کر کے تکبیر کے نعرے مارے اسلامی فوج نے بھی مسرت کے ساتھ تکبیر کے نعرے بلند کئے محصوروں نے یہ سمجھکر کہ قلعہ میں مسلمان آپہونچے بدحواسی میں بھاگنا شروع کر دیا زبیر نے موقع پاکر فصیل سے اُتر کر قلعہ کا دروازہ کھولدیا عساکر اسلامی گھس پڑا۔ والی قلعہ نے یہ رنگ دیکھکر صلح کی درخواست کی جو فوراً منظور کر لی گئی اور سبھوں کو امان دیدی گئی۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ مقوقس اس لڑائی میں شریک اور قلعہ فسطاط میں محصور تھا اور اسی کے صلح کی درخواست پر معاہدہ صلح لکھا گیا تھا۔ لیکن ہرقل کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے برہم ہو کر لکھا کہ اگر قبطی۔ عربوں کے مقابلہ میں سستی کرتے تھے ان سے لڑائی نہیں لڑ سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کچھ کم نہ تھی۔ اور اسی وقت ایک عظیم الشان فوج مرتب کر کے اسکندریہ کی طرف روانہ کیا کہ وہاں پہونچکر مسلمانوں کا مقابلہ کرے اور بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکے۔

رُخ کیا لیکن اس فوجکشی میں ان کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

واقعہ نہاوند اور عراق[۵۱] عجم کی فتوحات

اہواز کے فتح ہونے کے بعد یزدجرد مرو میں جاکر مقیم ہوا، مرو کے قرب و جوار کے امراء نے مسلمانوں کی دست درازی کا حال لکھکر یزدجرد سے مدد طلب کی یزدجرد نے ملوک باب، حلوان طبرستان، جرجان، سند، خراسان، اصفہان اور ہمدان کو خطوط لکھے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی سبھوں میں دفعتہً قومی جوش پھیل گیا اور ڈیڑھ لاکھ کا ٹڈی دل بسرگروہی فیرزان نہاوند میں مجتمع ہو گیا۔

اس واقعہ سے تھوڑے دنوں پیشتر لشکر اسلام کے چند سپاہی سعد بن ابی وقاص سے کشیدہ خاطر ہوکر مدینہ چلے آئے تھے، فاروق اعظم سے ان کی شکایت کی تھی، فاروق اعظم نے تفتیش کی خدمت محمد بن مسلمہ کو سپرد کی، اور درپردہ خود بھی مختلف حالتوں میں اکثر لوگوں سے سعد کے حالات دریافت کرتے رہے دریافت اور تفتیش سے معلوم ہوا کہ صرف بنو عبس شکایت کر رہے ہیں اور کسی کو کوئی شکایت نہیں، ہے اتنے میں سعد بہمراہی،

---

[۵۱] عراق کے مغربی حصے کو عراق عرب اور مشرقی حصے کو عراق عجم کہتے ہیں عراق عجم کے شمال میں طبرستان، جنوب میں شیراز مشرق میں خوزستان مغرب میں شہر مراغہ ہے اس زمانہ میں اسکے بڑے شہر اصفہان ہمدان اور رے شمار کئے جاتے تھے۔ آندنوں رے ویران ہو گیا ہے اور اس کے قریب طہران جو شاہان قاچار کا دارالسلطنت ہے آباد کیا گیا ہے۔

[۵۲] یزدجرد فتح جلولا رکے بعد رے بھاگ گیا تھا لیکن یہاں کے رئیس کی بیوفائی سے اصفہان و کرمان ہوتا ہوا خراسان پہونچکر مقام مرو میں قیام کیا اور ایک آتشکدہ بنواکر اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔ اور اسکو یہ خیال ہوا کہ عرب کی فتوحات کا سلسلہ سرحدی مقامات تک پہونچکر رُک جائے گا لیکن جب اسکو یہ خبر پہونچی کہ عراق کے ساتھ خوزستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور ہرمزان جو سلطنت کا ایک رکن تھا زندہ گرفتار ہو گیا تو طیش میں آکر پھر لشکر کی فراہمی میں مصروف ہوا۔

محمد بن مسلمہ دارالخلافت مدینہ آئے، فاروق اعظم نے سعد سے پوچھا "اے سعد تم کس طرح نماز پڑھتے ہو" سعد نے عرض کی" دونوں پہلیوں میں طوال مفصل اور دونوں پچھلوں میں قصار" فاروق اعظم نے کہا" میرا خیال تمہاری بابت ایسا ہی تھا" پھر کہا "کوفہ میں تمہارا کون نائب ہے" سعد نے عرض کی" عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان! فاروق اعظم نے اس قدر دریافت کرنے کے بعد انکو اُن کے عہدہ پر بحال رکھا بعد اس کے عجمیوں کے حالات دریافت کرنے لگے سعد نے بلاد غیر مفتوحہ فارس پر اہل فارس کو مرعوب کرنے کی غرض سے فوجکشی کی درخواست کی فاروق اعظم نے لوگوں کو جمع کر کے اپنے جانے کی بابت رائے طلب کی۔ بعضوں نے جانے کی اور بعضوں نے لشکر بھیجنے کی رائے دی۔ آخرالامر بعد بحث و مباحثہ یہ رائے قرار پائی کہ آپ مدینہ سے نہ حرکت نہ کریں شام، یمن، بصرہ میں جہاں جہاں اسلامی فوجیں ہوں لڑائی پر بھیجدیں۔ یہ رائے علیؓ، عثمان اور طلحہ (رضی اللہ عنہم) کی تھی۔ فاروق اعظم نے اس رائے کو پسند کر کے نعمان بن مقرن کو سرلشکری کے لئے انتخاب کیا جو محاصرہ سوس سے واپسی کے بعد کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے تھے اور اُن کو یہ حکم دیا کہ کوفہ سے نکلکر کسی چشمہ پر بانتظار افواج اسلامیہ قیام کریں۔ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو یہ فرمان بھیجا کہ لوگوں کو نعمان کے ہمراہ روانہ کرو، چنانچہ عبداللہ نے حذیفہ بن الیمان اور نعیم بن مقرن کے ہمراہ ایک فوج مرتب کر کے روانہ کی، مقترب حرملہ اور اُن لوگوں کو جو اہواز میں تھے اور جنھوں نے سوس اور جندیسابور کو فتح کیا تھا یہ لکھ بھیجا کہ" اصفہان اور فارس کی ناکہ بندی کرلو تاکہ ایرانی نہاوند کی طرف نہ بڑھنے پاویں اور نہ انکو مدد پہونچا سکیں۔

الغرض جب نعمان کے پاس فوجیں اکٹھی ہوگئیں تو انھوں نے طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب کو جاسوسی پر متعین کیا عمرو بن معدیکرب اثناء راہ سے لوٹ آئے لیکن طلیحہ راستے کو دیکھتے بھالتے نہاوند تک چلے گئے اور وہاں سے واپس آکر نعمان کو مطلع کیا کہ نہاوند تک راستہ صاف ہے۔ نعمان نے یہ سنکر لشکر کو آراستہ و مرتب کیا اس لشکر میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابی

شامل تھے، حذیفہ بن الیمان، عبداللہ بن عمر، جریر بجلی، مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ زیادہ قابل ذکر ہیں نعمان نے مقدمۃ الجیش پر نعیم بن مقرن کو مامور کیا میمنہ پر حذیفہ بن الیمان کو، میسرہ پر سوید بن مقرن کو سردار بنایا، پیادہ فوج کی افسری قعقاع کو دی اور ساقہ پر مجاشع بن مسعود کو مامور کر کے تیس ہزار کی جمعیت سے کوفہ سے روانہ ہوئے کوچ و قیام کرتے ہوئے نہاوند پہونچے، نہاوند سے نو میل کے فاصلہ پر مقام اسپہ ہان میں پڑاؤ ڈالا۔

فیرزان ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا اس کے ساتھ شاہی رسالہ اور درفش کاویانی تھا جس کو ایرانی فتح و ظفر کا نیک فال سمجھتے تھے، اس کے لشکر کے میمنہ پر زردق اور میسرہ پر بہمن جادویہ بجائے ذوالحاجب کے تھا اس معرکہ میں ایرانیوں کے وہ سردار بھی شریک تھے جو جنگ قادسیہ سے بھاگ کر اِدھر اُدھر جان بچاتے پھرتے تھے۔

مسلمانوں نے ان کی یہ تیاریاں اور ساز و سامان دیکھکر تکبیر کے نعرے بلند کئے سرداران لشکر اسلام حذیفہ بن الیمان، مغیرہ بن شعبہ، عقبہ بن عمرو، جریر بن عبداللہ، حنظلہ کاتب، بشیر بن الخصاصیہ، اشعث بن قیس، وائل بن حجر، سعید بن قیس ہمدانی اور عبداللہ بن عمر، نعمان بن مقرن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے خیمہ میں مشورہ کی غرض سے حاضر ہوئے، یہ طے پایا کہ چہارشنبہ کی صبح سے لڑائی چھیڑ دی جائے۔ چنانچہ چہارشنبہ سے جنگ چھڑ گئی، پنجشنبہ تک برابر لڑائی ہوتی رہی لیکن کسی کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہوا روز جمعہ سے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے کئی روز تک ایرانیوں کا ان کی خندقوں میں محاصرہ کئے رہے ایرانیوں نے جنگ چھیڑنے سے پہلے میدان جنگ میں لوہے کے گوکھرو بچھا دئے تھے جس سے لشکر اسلام آگے بڑھ نہ سکتا تھا۔ نعمان نے سرداران لشکر کو اپنے خیمہ میں مشورہ کی غرض سے طلب کیا، ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ رائے طلب کی، طلیحہ بن خالد کی رائے کے مطابق فوجیں مرتب و مسلح ہو کر شہر سے چھ سات میل کے فاصلہ پر ٹھہرائی گئیں، قعقاع کو تھوڑی سی فوج دے کر شہر والوں پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ ایرانی بڑے جوش و استقلال کے

ساتھ مقابلہ کو نکلے اور اس بندوبست واستقلال کیلئے کہ کوئی شخص پیچھے نہ ہٹے اور نہ میدان جنگ سے بھاگ سکے اپنے لشکر کو چاروں طرف سے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا، جس قدر آگے بڑھتے تھے گوکھرو بچھاتے آتے تھے، قعقاع نے تھوڑی دیر لڑ کر اپنے رکاب کی فوج کو لڑاتے ہوئے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کیا، ایرانی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے تاآنکہ اپنی خندقوں سے نکل آئے نعمان کی فوج نے ایرانیوں کو زد پا کر حملہ کرنا چاہا، نعمان نے روک دیا عساکر اسلامی کمال صبر وتحمل سے ایرانیوں کے تیر کے نشانے بنتے جاتے تھے مسلمان سپاہی برابر کام آرہے تھے لیکن افسر کی یہ اطاعت تھی کہ کسی کے ہاتھ کو حملہ کے نیت سے ذرا بھی حرکت نہ ہوتی تھی اس اثناء میں آفتاب سمت الراس سے گزر گیا اور دوپہر ڈھلی۔ نعمان نے کھڑے ہو کر عساکر اسلامی میں ایک پُر اثر تقریر کی، غازیان اسلام کو مشرکوں کی لڑائی پر اُبھارا۔ اپنے لئے شہادت کی دعا کی اور لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا «میری پہلی تکبیر پر تم لوگ مسلح اور جنگ پر آمادہ ہو جانا دوسری تکبیر پر تلواریں نیام سے نکالکر حملہ پر تُل جانا اور جب میں تیسری تکبیر کا نعرہ ماروں تو تم لوگ بھی تکبیر کے نعرے بلند کر کے حملہ کر دینا»، چنانچہ اس ہدایت کے موافق بعد زوال آفتاب دوپہر ڈھلے نعمان کی تیسری تکبیر پر لشکر اسلام نے تکبیر کے نعرے بلند کر کے دفعتہً حملے کر دئیے اور اس بے جگری سے ٹوٹ کر گرے کہ عجمی لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے سوائے آہ وزاری یا بہادران اسلام کے تلواروں کی جھنکار کے اور کوئی آواز نہیں سنائی دیتی تھی یا کسی کسی وقت کانوں میں اللہ اکبر کی صدا آجاتی تھی جس سے سارا میدان جنگ گونج اٹھتا تھا۔ میدان معرکہ میں اس قدر خون بہا کہ چلنے والوں کے پاؤں پھسل جاتے تھے، نعمان[۱] کا گھوڑا بھی پھسل کے گرا ساتھ ہی خود بھی گرے اور

---

[۱] نعمان بہت بڑے ضبط اور استقلال کے آدمی تھے جس وقت یہ زخمی (باقی نوٹ صفحہ ۱۱۸ میں)

زخموں سے چور چور تھے بعضے کہتے ہیں کہ نعمان تیر کھا کر گرے تھے بہر کیف نعمان کے گرتے ہی اُن کے بھائی نعیم نے جھپٹ کر علم لیا اور اُن کے کپڑے پہنکر لڑنے لگے۔ اس تدبیر سے نعمان کے شہید ہونے کا حال معلوم نہ ہوا لڑائی بدستور جاری رہی، اس عرصہ میں رات آگئی جو ایرانی دلاوری سے جان پر کھیل کر لڑ رہے تھے وہ بھی رات ہوتے ہی کمال بے اطمینانی سے بھاگے کہ راستہ بھول گئے گو کھرو سے زخمی ہو کر سیکڑوں ہزاروں مر گئے ایک لاکھ سے زیادہ ایرانی اس لڑائی میں کام آئے اتیس ہزار عین معرکہ میں مارے گئے، فیرزان۔ ہمدان کی طرف بھاگا۔ نعیم بن مقرن نے تعاقب کیا، قریب درہ پہونچکر فیرزان پیادہ پا ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا لیکن چونکہ نعیم بن مقرن سے پیشتر قعقاع ایرانی لشکر کے تعاقب میں روانہ ہو چکے تھے اور خیسم کے پہلے درہ کوہ پہونچ گئے تھے۔ ایک چھوٹا سا معرکہ ایرانیوں سے اس مقام پر ہوا مسلمانوں کے قتل و غارت سے جو لوگ بچے وہ ہمدان میں جان بچا کر داخل ہو گئے جہانکہ خسرو شنوم تھا اسلامی لشکر نے بہمراہی نعیم اور قعقاع۔ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۷) ہو کر گرے۔ پکار کر کہہ دیا تھا کہ "اگر میں اسی حالت میں مر بھی جاؤں تو بھی کوئی شخص لڑائی چھوڑ کر مجھے اُٹھانے کو نہ آئے اتفاق سے ایک سپاہی ان کی طرف سے نکلا۔ نعمان کو زخمی، خاک و خون پر تڑپتا ہوا دیکھکر گھوڑے سے اُتر پڑا پاس بیٹھنا چاہتا تھا کہ اُنکا حکم یاد آ گیا فوراً ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ لڑائی ختم ہونے اور فتحیاب ہونے کے بعد ایک دوسرا سپاہی اُن کے پاس سے ہو کر گزرا دیکھا کہ نعمان دم توڑ رہے ہیں سرہانے آکر بیٹھ گیا ان کے سر کو زانو پر رکھ لیا نعمان نے آنکھیں کھولیں اور نہایت دھیمی آواز سے پوچھا "نتیجہ کیا ہوا" اس نے عرض کی "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کیا" نعمان نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کر کے کہا۔ فاروق اعظم کو فوراً اطلاع دو" اللہ اکبر کس قدر ضبط، استقلال اور صبر، اس مبارک زمانہ کے لوگوں میں بھرا ہوا تھا۔

حذیفہ بن الیمان جو نعمان کے بعد سرِ لشکر مقرر ہوئے تھے نہاوند پہونچکر مقیم ہوئے۔ مال غنیمت چاروں طرف سے سائب بن الاقرع کے پاس جمع کیا جانے لگا۔ یہاں ایک مشہور اور عظیم الشان آتشکدہ تھا ہربذ (متولی آتشکدہ) نے حذیفہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی "اگر مجھے امن دیجائے تو میں ایک متاع بیش بہا حاضر کروں" چنانچہ (دو تھیلے پر از جواہرات) جو کسرائے پرویز کے رکھے ہوئے تھے لاکر پیش کیا مسلمانوں نے ان کو خمس کے ساتھ سائب کی معرفت فاروق اعظم کی خدمت میں روانہ کیا۔ فاروق اعظم کو ہفتوں سے لڑائی کی کچھ خبر معلوم نہ ہوئی تھی سائب نے فتح کی خوشخبری سنائی۔ خمس اور جواہرات کے۔ تھیلے پیش کئے فاروق اعظم، شہدا ء نہاوند پر روئے۔ فتح پر خوش ہوئے۔ جواہرات کو بیت المال میں داخل کرنے کا حکم دیا اور سائب کو لشکر میں واپس چلے جانے کو فرمایا۔

سائب کہتے ہیں کہ مجھ کو کوفہ سے فاروق اعظم کا قاصد آکر لوٹا لے گیا۔ فاروق اعظم نے مجھے دیکھکر فرمایا "میں شب گذشتہ میں سویا تو یہ معلوم ہوا کہ فرشتے مجھے ان جواہرات کے رکھ لینے پر چشم نمائی کرتے ہیں اور آگ کو مشتعل کرکے داغ دینے کی دھمکی دیتے ہیں لہذا میں اسکو بیت المال میں نہ رکھونگا یہ مجاہدین کا حق ہے تم اس کو لیجاؤ۔ اور فروخت کرکے لشکر اسلام میں تقسیم کردو" سائب اس کو کوفہ لائے اور عمرو بن حریث مخزومی کے ہاتھ دو لاکھ درہم پر فروخت کیا، زرِ ثمن کو مسلمانوں پر تقسیم کردیا۔ عمرو بن حریث نے فارس جاکر اُس کو دو چند قیمت پر فروخت کیا۔

واقعہ نہاوند میں سواروں کو چھ چھ ہزار اور پیادوں کو دو دو ہزار ملے تھے اس لڑائی کے بعد پھر ایرانیوں کو پیشقدمی کی جرأت نہیں ہوئی آتش جوش انتقام ایسی بجھ گئی کہ دوبارہ مشتعل نہ ہوسکی ابولولو، فاروق اعظم کا قاتل نہاوند کا تھا، اسی لڑائی میں گرفتار کیا گیا تھا مدینہ میں جب نہاوند کے کسی قیدی کو دیکھتا تھا تو رو کر کہتا اکل عمر کبدی

ابوموسیٰ اشعری واقعہ نہاوند میں شریک تھے اور اہل بصرہ کے سردار تھے، نہاوند سے

واپس ہوتے ہوئے دینور کا محاصرہ کیا پانچ روز کے محاصرہ کے بعد جزیہ لے کر صلح کرلی پھر شیروان کی طرف گئے اہل شیروان نے بھی اہل دینور کی طرح مصالحت کرلی۔

سائب بن الاقرع، صمیرہ سر کرنے کو بھیجے گئے چنانچہ سائب نے بہ مصالحت فتح کیا ہمدان کا نعیم اور قعقاع محاصرہ کئے تھے۔ اہل ہمدان شدت محاصرہ سے گھبرا گئے خسروشنوم نے صلح کا پیام بھیجا اور جزیہ دے کر مصالحت کرلی، باقی رہے اہل ماہین انھوں نے بھی اہل ہمدان کی تقلید کی، جو امراء اور ملوک یزدجرد اور اہل ہمدان کی امداد کو آئے تھے مجبور ہوکر حذیفہ امیر لشکر اسلام کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور مصالحت کرلی۔

بعد اس کے فاروق اعظم نے ایران کے عام تسخیر کا حکم دیا، عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو کوفہ سے تبدیل کر کے دوسری طرف بھیجدیا، بجائے ان کے ابن خنظلہ حلیف بنی عبد قصی کو مامور کیا لیکن انھوں نے استعفاء دیدیا تب عمار بن یاسر مقرر کئے گئے، ابن مسعود کو حمص سے طلب کر کے تعلیم دینے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا، ابوموسیٰ کو ان کی امداد پر اور اہل بصرہ کی امداد پر بجائے ان کے عبداللہ بن عبداللہ کو مامور کیا چند دنوں بعد ان کو اصفہان بجائے حذیفہ کے بھیجدیا اور بصرہ کی حکومت پر عمرو بن سراقہ کو متعین کیا۔

اسی اثناء میں اہل ہمدان کی بغاوت کی خبر پہونچی سفاروق اعظم نے نعیم بن مقرن کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا نعیم نے (بارہ ہزار کی جمعیت سے) ہمدان کا محاصرہ کیا۔ جب مفتوح ہونے میں دیر لگی تو تمام اضلاع میں اسلامی فوجیں پھیلادی گئیں جنھوں نے نہایت کم مدت میں باستثناء ہمدان باقی تمام مقامات فتح کر لئے یہ حالت دیکھکر محصوروں نے ہمت ہار دی اور طوعاً وکرہاً صلح کرلی۔

نعیم بن مقرن فتح ہمدان کے بعد خراسان کی طرف گئے؛ عتبہ بن فرقد اور بکر بن عبداللہ کو آذربائیجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ ایک آدمی حلوان کی طرف سے اور دوسرا شخص موصل کی جانب سے داخل ہو۔

فتح اصفہان جس وقت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اصفہان کی سرحد پر پہونچے (یہ بنی حبلی کے حلیف اور نامی گرامی انصار سے تھے) فاروق اعظم نے ابوموسیٰ کو ان کے مدد پر تعین کیا ان کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر عبداللہ بن ورقا ریاحی اور عصمتہ بن عبداللہ تھے ایرانی فوج کا افسر اعلیٰ اسپیدان اور اس کے مقدمتہ الجیش پر شہریار بن جادویہ۔ اصفہان کے نامی نامی جنگ آزمودہ سواروں کو لئے ہوئے تھا۔ اسلامی اور ایرانی فوجوں کا اصفہان کے باہر مقام رستاق میں مقابلہ ہوا۔ لڑائی کا عنوان بظاہر مسلمانوں کے لئے خطرناک نظر آرہا تھا لیکن دوپہر کے بعد مسلمانوں کے حملوں نے ایرانیوں کے چھکے چھڑا دئے عبداللہ بن ورقا نے گھوڑا بڑھا کر شہریار پر حملہ کیا اور پہلے ہی وار میں اس کو قتل کر ڈالا۔ ایرانی لشکر اس واقعہ سے گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ اسپیدان نے رستاق دیکر صلح کرلی بعد اس کے عساکر اسلامی نے خاص اصفہان کا محاصرہ کیا یہاں کے رئیس فادوسفان نے صلح کا پیام بھیجا بالآخر اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ باشندوں میں سے جس کا جی چاہے اصفہان چھوڑ کر نکل جائے اور جو رہنا چاہے وہ جزیہ دے کر رہے جو شخص اصفہان چھوڑ کر چلا جائے گا اس کی زمین کے مالک مسلمان ہوں گے۔

اس صلح و معاہدہ کے پیشتر ابوموسیٰ۔ اہواز کی طرف سے عبداللہ بن عبداللہ کے پاس آگئے تھے۔ اور اُن کے ہمراہ اصفہان میں مظفر و منصور داخل ہوئے تھے فاروق اعظم کو

---

[1] دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ فادوسفان نے قبل پیام صلح یہ پیام بھیجا تھا کہ دوسرے کی جان کیوں ناحق ضایع کی جائے آؤ ہم اور تم لڑ کر خود فیصلہ کرلیں عبداللہ نے اس کو منظور کرلیا۔ دونوں حریف میدان میں آئے فادوسفان نے تلوار چلائی عبداللہ نے اس مردانگی سے اُس کے حملہ کو روکا کہ فادوسفان حیران ہو کر رہ گیا اور بے اختیار بول اُٹھا "میں تم سے اب نہ لڑوں گا" اس واقعہ کے بعد فادوسفان نے صلح کا پیام دیا تھا۔

اصفہان کے فتح کی بشارت لکھی فاروق اعظم نے عبداللہ کو لکھا کہ اصفہان میں کسی کو اپنا نائب مقرر کرکے سہیل بن عدی کی کمک کو کرمان روانہ ہو جاؤ، چنانچہ عبداللہ بن عبداللہ نے اصفہان میں سائب بن اقرع کو اپنا نائب بنایا اور کوچ وقیام کرتے ہوئے سہیل کے پاس پہونچ گئے۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ نعمان بن مقرن فتح اصفہان میں شریک ہوئے تھے فاروق اعظم نے مدینہ سے ان کو اہل کوفہ کا سردار مقرر کرکے روانہ کیا تھا چنانچہ جنگ اصفہان میں شہید ہوئے لیکن صحیح یہ ہے کہ نعمان جنگ نہاوند میں شہید ہوئے تھے اور ابوموسیٰ نے قم وقاشان فتح کیا تھا، بعد اس کے فاروق اعظم نے سنہ ۲۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کو حکومت کوفہ سے معزول کیا اور عمار کو متعین کیا۔

بغاوت ہمدان اور اُس کی فتح

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ہمدان میں خسروشنوم نے قعقاع اور نعیم سے صلح کرلی تھی اور اطاعت وفرمانبرداری کی ضمانت دی تھی لیکن زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ بدعہدی شروع کردی۔ فاروق اعظم نے نعیم کو ہمدان کی بغاوت فرو کرنے کو لکھ بھیجا، نعیم نے حذیفہ کو اپنا نائب مقرر کرکے ہمدان کا رخ کیا اور جب اس کے محاصرہ میں دیر لگی تو تمام صوبہ میں فوجیں پھیلادیں کل صوبہ مفتوح ہوگیا۔ مجبور ہوکر اہل ہمدان نے جزیہ دے کر مصالحت کرلی بعضے کہتے ہیں کہ یہ فتوحات سنہ ۲۲ھ میں ہوئے ہیں۔

اس اثناء میں کہ نعیم ہمدان اور اُس کے اطراف وجوانب کے انتظام میں مصروف تھے یہ خبر پہونچی کہ اہل رے، دیلم اور اسفندیار برادر رستم نے اہل آذربائیجان کو فراہم کرکے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ہے، نعیم نے ہمدان میں یزید بن قیس ہمدانی کو اپنا نائب بنایا اور فوجیں مرتب کرکے اسفندیار کے مقابلہ کو بڑھے۔ وادی رود میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا لڑائی اس تیزی اور شدت سے جاری ہوئی کہ واقعہ نہاوند کو لوگ بھول گئے بالآخر ایرانی لشکر شکست کھاکر میدان جنگ سے بھاگا۔ نعیم نے فتح کی بشارت دربار خلافت

میں بھیجی فاروق اعظمؓ نے لکھا کہ رے کو سر کر کے بعد فتح وہیں قیام اختیار کرو۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے جریر بن عبداللہ کو ہمدان کے سر کرنے کو بھیجا تھا چنانچہ انھوں نے بصلح مفتوح کیا اور اُس کے کل بلاد پر قبضہ حاصل کیا بعضے کہتے ہیں کہ مغیرہ خود اس مہم کے سر کرنے کو گئے تھے، جریر اُن کے لشکر کے مقدمۃ الجیش پر تھے قصہ مختصر جریر نے جب ہمدان کو فتح کیا تو براء بن عازب کو قزوین کی طرف روانہ کیا اہل قزوین نے دیلم سے سازش کر لی دیلم نے اُن کی امداد کا وعدہ کیا لیکن لڑائی کے وقت صرف اہل قزوین کو مسلمانوں کا مقابلہ کرنا پڑا دیلم پہاڑ پر سے کھڑے ہوئے تماشہ دیکھتے رہے بمجبوری اہل قزوین نے ان کی امداد سے ناامید ہو کر براء سے صلح کی درخواست کی، معاہدہ صلح لکھا گیا، فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ بعد اس کے براء نے دیلم اور جیلان پر جہاد کی غرض سے فوجکشی کی۔

فتح رے مہم ہمدان سے نعیم فارغ ہو کر حسب حکم فاروق اعظمؓ رے کی طرف بڑھے ابو الفرخان نے اہل رے کی طرف سے صلح کی درخواست پیش کی لیکن سیاوخش بن مہران بن بہرام چوبین بادشاہ رے نے اس سے مخالفت کی، دیناوند، طبرستان، قومس اور جرجان والوں سے امداد طلب کی ایک عظیم فوج مجتمع ہو گئی۔ خم ٹھونک کر نعیم کے مقابلہ پر آیا اسی سبب ابو الفرخان اور سیاوخش میں شکر رنجی ہو گئی ابو الفرخان نے مسلمانوں سے سازش کر لی، ایک روز منذر بن عمرو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے شب کے وقت شہر میں بحالت غفلت داخل ہوا، صبح کو لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا حملہ کے ساتھ شہر مفتوح ہو گیا۔ بیحد و بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مداین میں مسلمانوں کو عنایت کیا تھا۔

کامیابی کے بعد نعیم نے ابو الفرخان سے کل بلاد رے پر مصالحت کر لی اور اس کی حکومت اُس کو دی (چنانچہ رے کی ریاست ابو الفرخان کے خاندان میں قایم رہی) اور پرانے شہر کو برباد کر کے جدید شہر آباد کرنے کا حکم دیا، فتح اور کامیابی کی خبر دربار خلافت میں بھیجی۔

فتح جرجان وطبرستان فتح رے کے بعد اہل دباوند نے جزیہ دیکر مصالحت کر لی، نعیم نے عمر فاروق کے حکم کے مطابق اپنے بھائی سوید کو قومس پر بھیجا ان کے ہمراہ ہند بن عمرو الجملی بھی تھے۔ قومس پر بغیر کسی جنگ کے سوید نے قبضہ کر لیا یہ ایک وسیع صوبہ تھا یہاں سے جرجان و طبرستان نہایت قریب ہیں۔ سوید اور اہل طبرستان سے نامہ و پیام ہونیکے بعد جزیہ پر صلح ہو گئی بعدؔ سوید نے جرجان کا رخ کیا جو طبرستان کا مشہور ضلع ہے وہاں کے حاکم نے جزیہ دیکر صلح کر لی۔

ان واقعات کے تحریر کے وقت ہم نے بلا خیال فتح طبرستان کو جرجان سے پہلے بیان کیا ہے لیکن واقعہ اصل یہ ہے کہ سوید نے پہلے جرجان کے حاکم سے نامہ و پیام کیا اور اُس سے مصالحت کی، بعد اس کے یہ خبر سنکر طبرستان کے رئیس نے بھی جو سپہدار کہلاتا تھا پانچ لاکھ درہم جزیہ پر صلح کر لی اور خود سوید سے ملنے کو آیا اور طبرستان کے سرحدی مقامات اور ان کے استحکام کو دکھلایا۔

بعضے کہتے ہیں کہ طبرستان ۳۰ھ زمانہ خلافت عثمان ابن عفان میں مفتوح ہوا تھا معاہدہ صلح میں جو حاکم جرجان کے مقابلہ میں لکھا تھا بصریح لکھا ہوا تھا کہ مسلمان جرجان اور دہستان کے امن کے ذمہ دار ہیں اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو لوگ بیرونی حملوں کے روکنے میں مسلمانوں کا ساتھ دیں گے وہ جزیہ سے بری رہیں گے"

فتح اذربائیجان جس وقت نعیم رے کو فتح کر چکے فاروق اعظم کا فرمان پہونچا کہ "سماک بن خرشہ انصاری کو بکیر بن عبداللہ کی مدد پر اذربائیجان روانہ کرو" اذربائیجان کا عَلَم جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں عتبہ بن فرقد اور بکیر کو مرحمت ہوا تھا اور ان کے بڑھنے کی سمتیں بھی متعین کر دی تھیں۔ بکیر اذربائیجان کی طرف بڑھے تو جرمیدان میں جبال کے قریب اسفندیار بن فرخزاد سے مڈبھیڑ ہو گئی اسفندیار کو ہمدان کے واج رود میں نعیم سے ہزیمت ہوئی تھی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگا ہوا آرہا تھا۔ بکیر نے شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ اسفندیار نے بخوف جان بکیر سے کہا "تم مجھے قتل نہ کرو اپنے پاس قید رکھو، میں آسانی سے کل ملک پر قبضہ

دلا دوں گا"، بکیر نے اس رائے کو منظور کر لیا، دوسری طرف اسفندیار کا بھائی بہرام عتبہ کا سدّراہ ہوا، عتبہ نے اس کو نیچا دکھا کر کل شہر پر باستثناء قلعہ قبضہ کر لیا، اس اثناء میں سماک آپہونچے، اُنھوں نے اذربائیجان کے اطراف وجوانب میں پھر کر جو شہر وقصبات باقی رہ گئے تھے ان کو بھی فتح کر لیا اسفندیار نے اپنے بھائی کے بھاگنے اور بلاد اذربائیجان کے مفتوح ہونے کی خبر سُن کر کہا "اب لڑائی کی مشتعل آگ بجھ گئی اور میں تم سے جزیہ پر صلح کرتا ہوں"، چونکہ اذربائیجان انھیں دونوں سرداروں کے قبضہ میں تھا بکیر اور عتبہ نے معاہدہ لکھکر اس شرط پر اسفندیار کو رہا کر دیا کہ وہ اذربائیجان پر بشرط ادائے جزیہ حکومت کرے۔

اذربائیجان کے مفتوح ہونے کے بعد بکیر نے خمس اور فتح کی بشارت دربار خلافت میں بھیجی اور بہ اجازت فاروق اعظم عتبہ کو مفتوحاتِ اذربائیجان میں چھوڑ کر اسلامی لشکر لئے ہوئے باب کی طرف بڑھے۔

بکیر کی روانگی کے بعد عتبہ نے موجودہ فوج لیکر شہر زور اور صامغان پر چڑھائی کی اور اُس کو لڑکر جزیہ وخراج پر مفتوح کیا۔ ایک گروہ کثیر اکراد کا اس مقام کی لڑائی میں مارا گیا بعد اس کے فاروق اعظم کو اپنی فتوحات کا حال لکھ بھیجا انھوں نے اُن کو اذربائیجان کا والی مقرر کیا اور ہرثمہ بن عرفجہ کو موصل کی حکومت دی۔

فتح باب بکیر بن عبد اللہ بعد فتح اذربائیجان باب کے قریب پہونچنے نہ پائے تھے کہ فاروق اعظم نے ایک نئی فوج تیار کر کے بہمراہی سراقہ ان کی مدد کو بصرہ سے بھیجی اور ہر حصّہ فوج پر جدا جدا افسر مقرر فرمایا، مقدمۃ الجیش پر عبد الرحمٰن بن ربیعہ کو مامور کیا میمنہ کا ابن اسید غفاری کو دیا میسرہ پر سراقہ بن عمرو کو رہنے کا حکم دیا مال غنیمت کی تقسیم پر سلمان بن ربیعہ متعین ہوئے اور ابو موسیٰ اشعری کو بجائے سراقہ کے بصرہ کا حاکم بنایا، سراقہ کی روانگی کے بعد حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ سے اُن کی کمک پر بھیجا اور بجائے ان کے زیاد بن حنظلہ کو مامور کیا۔

باب کا حاکم ان دنوں شہربار (شہر براز کی اولاد سے) تھا جس نے بنی اسرائیل کو

پامال کیا تھا اور ملک شام کو ان کے قبضہ سے نکال لیا تھا سلطنت ایران کا ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مسلمانوں کی آمد کی خبر سنکر صلح کا پیام بھیجا، عبدالرحمٰن نے (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) لکھا "تم کو امن دی جاتی ہے جو کہنا ہو خود حاضر ہو کر کہو"، چنانچہ شہریار نے حاضر ہو کر درخواست کی، مجھ سے بعوض جزیہ کے فوجی خدمت لی جائے میں ہر وقت مسلمانوں کا مطیع رہوں گا"، عبدالرحمٰن نے اس کو سراقہ کے پاس بھیجدیا چونکہ جزیہ درحقیقت محافظت کا معاوضہ ہے یہ شرط منظور کرلی اور ایک اطلاعی عرضداشت فاروق اعظم کی خدمت میں منظوری کی غرض سے روانہ کی آپ نے بھی منظور فرمالیا۔

مہم باب سے فارغ ہو کر سراقہ نے امراء لشکر کو ارمینیہ کے پہاڑی شہروں پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ بکیر بن عبداللہ کو موقان کی جانب، حبیب بن مسلمہ کو تفلیس کی طرف، حذیفہ بن الیمان کو جبال اللان کی سمت۔ اور سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری جانب روانہ کیا اور اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں بھیجدی یہ مہم تمام نہ ہونے پائی تھی کہ سراقہ کی موت کا وقت آگیا۔ عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو اپنا نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ فاروق اعظم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو انھوں نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو حکومت باب پر بحال رکھا اور ترک پر حملہ کرنیکا فرمان بھیجا۔

ان امراء میں سے بکیر بن عبداللہ نے موقان کو جہاں سے ایران کی سرحد شروع ہوتی ہے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلام میں لے لیا۔ بقیہ امراء لشکر نے فتحیابی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔

جنگ بلنجر عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو ترکوں پر فوجکشی کا حکم پہونچا تو انھوں نے باب سے نکلکر بلنجر کا رخ کیا بلنجر میں ترکوں کا پایۂ تخت تھا۔ شہریار ان کے ہمراہ تھا، اس نے تعجب سے کہا، کہاں کا قصد ہے؟ ہم لوگ یہی غنیمت سمجھتے تھے کہ وہ ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ جب تک میرا نیزہ ترکوں کے سینہ میں نہ گھس جائے گا مجھے صبر نہ آئے گا الغرض بلنجر کے قریب پہونچکر ترکوں سے معرکہ آرائی کی نوبت آئی، ترک شہر چھوڑ کر بھاگ گئے

عساکر اسلامی مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس آئے ۔ اور برابر عہد خلافت عثمان تک اُن پر فوج کشی کرتے رہے تا آنکہ اُن کے قویٰ مضمحل ہو گئے ۔

ترکوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی قتل نہیں کر سکتا کیونکہ اُن کے ساتھ ملائکہ رہتے ہیں اتفاق سے انھیں لڑائیوں میں ایک مسلمان کو گرفتار کیا جس کو ان لوگوں نے جاکر شہید کر ڈالا ۔ پھر کیا تھا ترکوں کی جرأت اور دلیری بڑھ گئی انہیں لڑائیوں میں عبدالرحمٰن لڑتے لڑتے شہید ہو گئے تو ان کے بھائی سلمان نے علم کو سنبھالا ان کے ہمراہ ابوہریرہ دوسی بھی تھے ان دونوں بزرگوں نے نہایت مردانگی سے ترکوں کا مقابلہ کیا ۔ اور براہ جیلان جرجان واپس ہوئے ۔

فتح خراسان یزدجرد ۔ فتح جلولاء کے بعد رے چلا گیا تھا ۔ وہاں کے مرزبان آبان جلودیہ نے بیوفائی کی ، برداشتہ خاطر ہو کر رے سے اصفہان گیا ۔ جب وہاں بھی فتوحات اسلامی نے اُس کو چین سے نہ بیٹھنے دیا تو اصفہان سے نکل کر کرمان کی طرف آیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو (سرزمین خراسان) میں آکر قیام پذیر ہوا اور یہ خیال کر کے کہ عرب کی فتوحات کا سیلاب سرحدی مقامات تک پہونچکر ختم ہو جائے گا آتشکدہ بنوا کر آرام سے بسر کرنے لگا طبیعت منچلی تھی چین سے نہ بیٹھا گیا حکومت اسلامی درہم و برہم کرنے کی غرض سے ہرمزان ، اہل اہواز ، فیرزان اور اہل جبال کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت کرنیکی ترغیب دینے لگا چنانچہ ان سبھوں نے عہد شکنی کی اور اس کا ذائقہ اللہ جلشانہ نے اُنکو چکھایا ۔

فاروق اعظم نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ملک فارس پر عام لشکر کشی کا حکم دیا اپنے ہاتھ سے متعدد علم تیار کر کے نامی نامی افسروں کو مرحمت فرمایا ، احنف بن قیس کو خراسان کا علم عنایت کیا تھا ۔ احنف نے سنہ ۱۸ھ یا ۲۲ھ میں خراسان کا رُخ کیا ۔ طبسین ہو کر ہرات پہونچے اور اُس کو لڑ کر فتح کیا ۔ صحار بن فلان العبدی کو نائب بنا کر مرو شاہجان کی طرف بڑھے ۔ نیشاپور پر مطرف بن عبداللہ کو اور سرخس کی جانب حرث بن حسان کو روانہ کیا ۔ یزدجرد

شہنشاہ فارس مرو شاہجان میں مقیم تھا مسلمانوں کی آمد کی خبر سنکر مرو رود چلا گیا احنف نے مرو شاہجان پر قبضہ کر لیا کوفہ کی امدادی فوجیں آگئیں۔ احنف نے مرو شاہجان میں حارثہ بن نعمان باہلی کو چھوڑ کر مرو رود کا رُخ کیا اور کوفہ کی فوج کو مقدمۃ الجیش میں رکھا یزدجرد مقابلہ سے جی چرا کر یہاں سے بھی بھاگا اور سیدھا بلخ پہونچا۔ احنف نے مرو روز پر قبضہ حاصل کر کے بلخ پر حملہ کیا۔ یزدجرد شکست کھا کر دریا عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا احنف نے میدان خالی پا کر ہر طرف اپنی فوجیں بھیجدیں۔ خراسان کو نیشاپور سے طخارستان تک فتح کر کے مرو روذ کو صدر مقام قرار دیا اور طخارستان کی حکومت ربعی بن عامر کو دی فاروق اعظم کی خدمت میں نامہ بشارت فتح بھیجا فاروق اعظم نے جواب میں لکھا "جہاں تک تم پہونچ چکے ہو اب اسی پر اکتفا کرو۔ دریا سے آگے نہ بڑھو"

یزدجرد خاقان چین کے پاس گیا تو اُس نے بڑی عزت و توقیر کی، فوج کثیر لیکر بغرض امداد اُس کے ہمراہ خراسان کی طرف روانہ ہوا احنف ان دنوں بلخ میں مقیم تھے خاقان کی آمد کی خبر سنکر عساکر اسلامی کو لئے ہوئے مرو رود میں پہونچکر قیام کیا خاقان بلخ ہوتا ہوا مرو رود پہونچا اور یزدجرد اس سے علیحدہ ہو کر مرو شاہجان کی طرف بڑھا۔ احنف نے کھلے میدان جنگ کرنا نامناسب سمجھکر نہر عبور کر کے ایک میدان میں جسکے پشت پر پہاڑ تھا صف آرائی کی کوفہ اور بصرہ کی بیس ہزار فوجیں ان کے رکاب میں تھیں مسلمانوں نے ضرورت کے مطابق خندقیں بنالیں اور مورچے قایم کر لئے۔ ایک مدت تک دونوں فوجیں رودررو صفیں جمائے پڑی رہیں۔ ایک روز صبح کو احنف میدان جنگ گئے اُدھر سے دستور[1] کے مطابق ایک ترک طبل علم لئے نکلا احنف نے اُس پر حملہ کیا تھوڑی دیر کے ردوبدل کے

---

[1] پہلے ترکوں کا عام دستور تھا کہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے تین بہادر یکے بعد دیگری طبل و علم لیکر میدان جنگ میں جاتے تھے بعد اُس کے سارا لشکر جنبش میں آتا تھا اور گھمسان لڑائی شروع ہوتی تھی۔

بعد احنف نے اُس پر نیزہ کا ایک ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر گر کر مر گیا اس کے بعد قاعدہ کے موافق دو بہادر میدان میں اور آئے احنف نے اُن کو بھی اُسی جگہہ پر مار کر ڈھیر کر دیا۔ پس جب خود خاقان میدان میں آیا تو وہ اپنے بہادروں کو مقتول دیکھ کر اس درجہ خائف اور پریشان ہوا کہ اسی وقت اس نے فوج کو واپسی کا حکم دیدیا۔

یزدجرد کو یہ خبر مروشاہجان میں ملی جس وقت وہ حارثہ بن نعمان کا مروشاہجان میں محاصرہ کئے ہوئے تھا فتح سے ناامید ہو کر محاصرہ سے دست کشی کر لی خزانہ و جواہرات جمع کر کے خاقان کے پاس جانیکا قصد کیا۔ امراء دربار نے اس سے مخالفت کی اور مسلمانوں سے صلح کر لینے پر مُصر ہوئے کیونکہ مسلمان ایفاء وعدہ اور پابندی معاہدہ میں ترکوں سے بدرجہا اچھے تھے یزدجرد نے جب ان کا کہنا نہ مانا تو اُن لوگوں نے بلوہ کر دیا اور سارا مال و اسباب چھین لیا یزدجرد بے سروسامانی کے ساتھ نہر عبور کر کے خاقان چین کے پاس چلا گیا اور فاروق اعظمؓ کے اخیر عہد خلافت تک ترکوں کے دارالسلطنت فرغانہ میں مقیم رہا تا آنکہ زمانہ خلافت عثمان بن عفانؓ میں اہل خراسان نے بغاوت کی۔ اور یہ اس وقت وہاں سے واپس آیا۔

یزدجرد کے چلے جانے کے بعد اُس کے ارکین دولت احنف کی خدمت میں باریاب ہوئے کل جواہرات و اسباب و مال دے کر مصالحت کر لی۔ احنف نے اُن کو اور مال غنیمت کے ساتھ لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اس واقعہ میں سواروں کو اُسی قدر حصہ ملا تھا جس قدر قادسیہ میں ملا تھا۔ بعد اس کے احنف بلخ میں آئے اور لشکریوں کو اُس کے حدود میں ٹھہرا کر خود مروروذ میں قیام اختیار کیا۔ فاروق اعظمؓ کو بشارت فتح کا نامہ لکھا۔ فاروق اعظمؓ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے مژدہ فتح سنایا اور ایک پُر اثر تقریر کی جس سے سامعین کے دل ہل گئے آخر میں آپ نے فرمایا۔

الا ان ملك المجوسية قد ذهب فليسوا يملكون من بلادهم شبرا	ترجمہ آگاہ ہو جاؤ! بیشک آج مجوسیوں کی حکومت جاتی رہی پس وہ اپنے ملک میں ایک بالشت زمین کے

یغیر بمسلم الا وان اللہ قد اورثکم ارضھم ودیارھم واموالھم وابنائھم لینظر کیف تعملون فلا تبدلوا فیستبدل اللہ بکم غیرکم فانی لا اخاف علیٰ ھذہ الامۃ ان توتی الامن قبلکم۔	بھی مالک نہ رہے جس سے مسلمانوں کو ضرر پہونچا سکیں آگاہ ہو رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو ان کی زمین، ان کے ملک ان کے اموال اور انکے لڑکوں کا وارث و مالک تمہارے اعمال دیکھنے کی غرض سے بنایا ہے پس تم لوگ اپنی حالت نہ تبدیل کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے حکومت چھین کر دوسروں کو دیدیگا۔ مجھکو خوف اس امت پر اسی کا ہے کہ مبادا ان پر وہی حالت نہ طاری ہو جو ان سے پیشتر تھے۔

فتح توج جس وقت امراء اسلام نے بقصد جہاد۔ عام لشکر کشی کا علم لئے ہوئے بصرہ سے فارس کا رخ کیا اور ہر امیر اپنی فوج رکاب میں لئے ہوئے اپنے مقررہ و متعینہ جہت کی طرف بڑھا، اہل فارس میں کھلبلی پڑگئی۔ ایرانیوں کا جتھا منتشر ہوگیا اپنے اپنے شہر کے بچانے کی غرض سے متفرق ہوگئے اسی سے ان کی ہزیمت کی بنیاد پڑتی ہے اور یہی باعث تفرق ہوا۔ مجاشع بن مسعود، اردشیر اور سابور کی طرف روانہ ہوئے ایرانیوں نے اُنکو توج میں روکا فریقین نے لڑائی شروع کردی بالآخر مجاشع نے کمال مردانگی سے توج کو بزور تیغ فتح کیا، وہاں کے رہنے والوں نے جزیہ دے کر مصالحت کرلی مجاشع نے نامہ بشارت فتح اور خمس دربار خلافت میں روانہ کیا۔

فتح اصطخر اصطخر کی فتح پر عثمان بن ابی العاص مامور تھے انھوں نے جب اس کا رُخ کیا تو ایرانیوں نے بہت بڑے سامان سے لشکر اسلام کو جور میں روکا لیکن مسلمانوں کی فتح کا سیلاب۔ اُن کے روکے نہ رک سکا شکست کھاکر میدان جنگ سے بھاگے حاکم اصطخر ہربذ نے جزیہ پر صلح کی درخواست کی جس کو سپہ سالار لشکر اسلام نے منظور کرلیا اس معاہدہ میں اصطخر بھی شامل تھا۔ جو لوگ اثنار جنگ میں مکانات چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ بھی بعد صلح واپس آئے۔ عثمان نے خمس اور نامہ بشارت فتح فاروق اعظم کی خدمت

میں روانہ کیا۔

بعد اس کے عثمان نے گازرون و نوبندجان کو فتح کر کے اُس کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اس عرصہ میں ابوموسیٰ آ گئے اور اُن کے ہمراہ ہو کر شیراز اور ارجان کو بھی جزیہ وخراج پر فتح کیا۔ پھر عثمان نے جنابہ کا قصد کیا ایرانیوں نے اطراف جہرم میں مقابلہ کیا عثمان نے اُن کو شکست دے کر اس کو بھی فتح کر لیا۔ بعد اس کے شہرک فی شروع زمانہ خلافت عثمان میں بغاوت کی، عثمان بن ابی العاص نے اپنے لڑکے اور بھائی حکم کو جمعیت کثیرہ کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا، بصرہ سے اُن کی کمک پر عبیداللہ بن معمر اور شبل بن معبد اسلامی فوجیں لے کر آئے سرزمین فارس میں دونوں حریف کا مقابلہ ہوا، لڑائی ہوتی رہی بالآخر ایرانیوں کو شکست ہوئی حکم بن العاص کے ہاتھ سے شہرک عین معرکہ میں مارا گیا۔ بعضے کہتے ہیں سوار بن ہمام عبدی پر شہرک نے حملہ کیا تھا انھوں نے وار خالی دے کر اُس کو قتل کر ڈالا۔ اس مہم کی نسبت بعضوں کا خیال ہے کہ ۲۶ھ میں اور بعضے کہتے ہیں کہ ۲۹ھ میں سر ہوئی۔

بعضے اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب ۲۳ھ آخری زمانۂ خلافت فاروق اعظم میں عثمان بن ابی العاصی، بحرین کے عامل مقرر ہوئے تو شہرک مرزبان فارس نے بغاوت کی تمام مفتوحات اسلامیہ قبضہ سے نکل گئے اُس وقت عثمان نے اپنے بھائی حکم کو دو ہزار کی جمعیت سے فارس روانہ کیا، میمنہ اور میسرہ پر جارود اور ابوصفرہ (مہلب کے باپ) تھے ادھر سے کسریٰ نے شہرک کی مدد پر بہت بڑی فوج بھیجی تھی دونوں فوجوں کا توج میں مقابلہ ہوا، حکم نے نہایت مردانگی سے شکست دیکر توج پر قبضہ کر لیا اور ایرانی لشکر نے بھاگ کر سابور میں دم لیا، حکم نے تعاقب کر کے شہرک کو مار ڈالا جو باقی رہے اُن کو سابور میں گھیر لیا تا آنکہ اہل سابور نے جزیہ دے کر صلح کی، حکم نے مہم سابور سے فراغت پا کر اصطخر کا رخ کیا، اہل سابور سے اعانت کے خواہان ہوئے اس اثناء میں فاروق اعظم شہید ہو گئے اور عثمان ابن عفان خلیفہ سیوم نے عبیداللہ بن معمر کو بجائے

عثمان ابن ابی العاص روانہ کیا انھوں نے اصطخر کا محاصرہ بدستور قایم رکھا سابور کے حاکم نے بغاوت اور بدعہدی کا قصد کیا لیکن پھر کچھ سوچکر خاموش رہ گیا زمانہ محاصرہ میں عبیداللہ پر منجنیق سے ایک پتھر گرا جس کے صدمہ سے وہ شہید ہوئے بعد اس کے شہر سابور فتح ہوا۔ ایک گروہ کثیر ایرانیوں کا اس واقعہ میں کام آیا۔

فتح پساؤ و دارابجرد ساریہ بن زنیم کنانی نے زمانہ عام لشکر کشی میں پساو و دارابجرد پر فوج کشی کی پساؤ و دارابجرد والوں نے اکراد فارس کو جمع کرکے ایک لشکر مرتب کیا، شہر سے نکلکر صف آرائی کی میدان میں جسوقت دونوں فوجیں دست بدست لڑ رہی تھیں۔ فاروق اعظم مدینہ میں منبر پر کھڑے خطبہ پڑھتے تھے بیساختہ بول اُٹھے "یا ساریۃ الجبل الجبل" (اے ساریہ پہاڑ پر چڑھ جاؤ پہاڑ پر چڑھ جاؤ) اس وقت ساریہ کا لشکر کمزور پڑ رہا تھا۔ قریب تھا کہ ایرانی لشکر غالب ہو جاتا۔ ساریہ نے یہ آواز سنی اور پہاڑ پر چڑھ گئے پھر لوٹ کر حملہ کیا تو ایرانیوں کو شکست ہوئی بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں جواہرات کا ایک تھیلا تھا ساریہ نے اُس کو لشکریوں کی اجازت سے خمس کے ساتھ فاروق اعظم کی خدمت میں بھیجدیا۔ فاروق اعظم بہت خوش ہوئے ایک ایک واقعہ دریافت کیا اور جواہرات کا تھیلا واپس کردیا کہ اس کو بھی لشکریوں پر تقسیم کردو چنانچہ ساریہ نے اُس کو فروخت کرکے تقسیم کردیا۔

فتح کرمان کرمان کی فوج کشی کا علم سہیل بن عدی کو دیا گیا تھا چنانچہ ۲۳ھ میں ایک فوج لیکر جس کا ہراول نشیر بن عمر العجلی کی افسری میں تھا کرمان پر حملہ آور ہوئے پیچھے سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی کمک پر پہونچ گئے۔ کرمان والوں نے قفص وغیرہ سے مدد طلب کرکے مقابلہ کیا، مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی چھیڑدی اثنار کارزار میں کرمان کا مرزبان بشیر کے ہاتھ مارا گیا، فریق مخالف کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی، میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عبداللہ اور بشیر جیرفت و سیرزاد تک فوجیں لئے بڑھتے چلے گئے بیشمار اونٹ اور بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی نے کرمان کو فتح کیا ہے اور بعد فتح کرمان سے طبسین ہوتے ہوئے فاروق اعظم کے پاس مدینہ آئے تھے۔

فتح سجستان اس کو سیستان بھی کہتے ہیں یہ ملک عاصم بن عمرو کے ہاتھ سے فتح ہوا لڑائی شروع ہونے سے پہلے عبداللہ بن عمیر آ گئے تھے یہاں کے رہنے والے سیستان سے باہر نکلکر ایک خفیف لڑائی لڑکر بھاگے۔ عاصم برابر بڑھتے چلے گئے اور زرنج کا پہونچکر محاصرہ کرلیا۔ (جو سجستان کا دوسرا مقام ہے) چند دنوں کے محاصرہ کے بعد محصوروں نے صلح کی درخواست کی چنانچہ اُن کی درخواست کے مطابق صلح کرلی گئی

یہ ملک خراسان سے بڑا تھا اس کے حدود دور دور تک پھیلے ہوئے تھے اس ملک پر قبضہ کرنے سے قندھار، ممالک ترک اور دوسری قوموں کے ملک کی فتح کی کنجی ہاتھ آ گئی وقتاً فوقتاً اُن پر حملہ ہوتا رہا۔ عہد حکومت معاویہ بن ابی سفیان میں شاہ اپنے بھائی زنبیل بادشاہ ترک سے رنجیدہ ہوکر سجستان کے ایک شہر آمل نامی میں آیا سلم بن زیاد بن ابی سفیان والی سجستان نے اُس سے عہد و پیمان کرکے امیر معاویہ کو اس سے مطلع کیا امیر معاویہ نے اُس کو منظور کرلیا لیکن ساتھ ہی یہ لکھا کہ "یہ لوگ بڑے غدار و فریبی ہیں ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے یہ جب موقع پائیں گے بلاد آمل پر قابض ہونے کی کوشش کریں گے" چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد انتقال امیر معاویہ۔ شاہ نے غداری کی اور کل بلاد آمل پر قبضہ کرلیا۔ زنبیل نے آمل کا یہ رنگ دیکھکر زرنج کا محاصرہ کرلیا اس عرصہ میں بصرہ سے مدد آ گئی اور ترکوں کو بھاگنا پڑا۔

فتح مکران امرار عام لشکر کشی سے (۲۳ھ میں) حکم بن عمرو تغلبی نے مکران کا قصد کیا بعد انکے شہاب بن مخارق اسہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی روانہ ہوئے سبھوں نے دو بن پہونچکر اسلامی فوج کو مرتب کیا۔ والی مکران (راسل) نے نہر مکران کے کنارے نہایت اہتمام سے صف آرائی کی اور اہل سندھ کی امدادی فوج لے کر مقابلہ پر آیا، اسلامی بہادر دل نے ایک بہت بڑی جنگ کے بعد راسل کو شکست دیکر مکران پر قبضہ کرلیا۔ حکم نے صحار عبدی کی

معرفت نامہ بشارت اور فتح خمس دربار خلافت روانہ کیا۔ فاروق اعظم نے مکران کا حال دریافت کیا صحار عبدی نے عرض کی "ارض سهلها جبل وماءها وشل وثمرها دقل وعدو ها بطل وخيرها قليل وشرها طويل والكثير بها قليل" فاروق اعظم نے سہیل اور عاصم کو لکھ بھیجا کہ فوجیں جہاں تک پہونچ چکیں ہیں وہیں رُک جائیں اور جو بلاد اس وقت تک مفتوح ہو چکے ہیں انھیں پر اکتفا کیا جائے۔

فتح بیروذ فاروق اعظم نے جس وقت امراء اسلام کو عام لشکر کشی کا ایک ایک علم مرحمت فرما کر مقررہ سمتوں کی طرف روانگی کا حکم دیا اور یہ لوگ حکم پاتے ہی اطراف بلاد ایران کی طرف بڑھے اُسی زمانہ میں حفاظت کی غرض سے یہ انتظام کر دیا تھا کہ ابوموسیٰ اشعری کو فوج کثیر کا سردار بنا کر حدود بصرہ پر قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ نہر تیری اور مناذر کے مابین مقام بیروذ میں اہل اہواز کی مشہور قوم۔ اکراد اسلامی فتوحات کے سیلاب کی روک تھام کی غرض سے مجتمع ہوئی، ابوموسیٰ کو اس کی خبر لگی انھوں نے بیروذ پر حملہ کر دیا دونوں نے جی توڑ کر مقابلہ کیا مہاجر بن زیاد اسی واقعہ میں شہید ہوئے۔ ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی، مشرکوں نے بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی، اور قلعہ بند ہو کر لڑائی جاری رکھی بعد اس کے ابوموسیٰ اپنے لشکر پر اپنے بھائی ربیع بن زیاد کو مقرر کر کے چند دستہ فوج کے ساتھ اصفہان کے محاصرہ کو چلے گئے جب وہ فتح ہو گیا تو بصرہ واپس آئے اس عرصہ میں ربیع بن زیاد نے بیروذ کو فتح کر لیا تھا اور جو کچھ اُس میں تھا اُس کو لوٹ لیا تھا۔ نامہ بشارت فتح اور خمس دربار خلافت کو روانہ کیا۔

ضبہ بن محصن عنزی نے وفد ہو کر جانے کا قصد کیا ابوموسیٰ نے اجازت نہ دی۔ اس پر ضبہ ناراض ہو کر فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے "ابوموسیٰ کی شکایت کی کہ "دہقانوں کے ساٹھ لڑکوں کو اپنی غلامی کے لئے منتخب کیا ہے، زیاد بن ابی سفیان کو بصرہ کا اپنی طرف سے والی کیا ہے حطیہ کو ایک ہزار جائزہ دیا ہے۔ فاروق اعظم نے ابوموسیٰ سے جواب طلب کیا

اور ابو موسیٰ کے معقول جوابات کو قبول کیا۔

انہیں ایام میں فاروق اعظم کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بغرض جہاد مجتمع ہو گیا جس پر انھوں نے سلمۂ بن قیس اشجعی کو امیر مقرر کر کے حسب دستور کفار پر جہاد کرنے کو روانہ کیا اور دستور قدیم کے مطابق وصیتیں کیں۔ اتفاق سے ان لوگوں کا کردان سے سامنا ہو گیا سلمہ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی انھوں نے انکار کیا جزیہ ادا کرنے کو کہا اس پر بھی وہ راضی نہ ہوئے تو تلوار نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے ظہر سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی مسلمانوں نے اشارہ سے نماز پڑھی اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا کردوں کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگے۔ مجاہدوں نے اُن کو قتل و قید کیا اور جو کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا اُس کو باہم تقسیم کر لیا۔ مال غنیمت میں یاقوت کا ایک ٹکڑا نکل آیا سلمہ نے اُس کو باجازت اور مسلمانوں کے خمس کے ساتھ فاروق اعظم کے پاس بھیج دیا۔ فاروق اعظم نے قاصد سے لوگوں کی حالت اور اُن کے حصوں کی تفصیل کیفیت دریافت کی۔ فاروق اعظم یہ سُنکر کہ اور لوگوں کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں دیا گیا بہت ناراض ہوئے اور اس کو فوراً واپس لیجانے کا حکم دیا چنانچہ سلمہ نے اُس کو فروخت کر کے مجاہدوں میں تقسیم کر دیا۔

فاروق اعظم کی شہادت مدینہ منورہ میں مغیرہ بن شعبہ کا ایک مجوسی غلام فیروز نامی رہتا تھا جس کی کنیت ابو لؤلؤ تھی اُس نے بازار میں ایک دن فاروق اعظم سے شکایت کی کہ میرا آقا مغیرہ بن شعبہ مجھ سے بہت زیادہ لیتا ہے آپ کم کرا دیجئے۔ فاروق اعظم نے تعداد دریافت فرمائی اُس نے بتلایا دو درہم روزانہ (قریباً سات آنے ہوتے ہیں) پھر فاروق اعظم نے استفسار کیا تو کیا کام کرتا ہے؟ اس نے عرض کی "آہنگری، نقاشی، نجاری" فرمایا ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ رقم زیادہ نہیں ہے، پھر مخاطب ہو کر کہا "میں نے سنا ہے کہ تو ایک قسم کی چکی بناتا ہے جو ہوا کے زور سے چلتی ہے۔ مدینہ میں آٹا کی تکلیف ہوتی ہے تو مجھے اس قسم

ایک چکی بنا دے! اس نے عرض کی بہت خوب! میں ایسی چکی بنا دوں گا جس کی آواز اہل مشرق ومغرب سنیں گے۔ ابو لو لو اس قدر باتیں کر کے دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا، اور فاروق اعظم اس کے تیور تاڑ گئے۔ فرمایا! یہ مجھ کو قتل کی دھمکی دیتا ہے"

دوسرے دن صبح کے وقت فاروق اعظم نماز پڑھانے مسجد میں آئے ابو لو لو بھی خنجر لیکر داخل ہوا خنجر کے دوسر تھے درمیان میں ایک نوک نکلی ہوئی تھی۔ جوں ہی صفیں درست ہوئیں فاروق اعظم نے نماز شروع کی ابو لو لو نے میان صف سے نکلکر چھ وار کئے ایک انمیں سے ناف کے نیچے پڑا۔ فاروق اعظم نے فوراً عبدالرحمٰن بن عوف کو کھینچکر اپنی جگہ پر کر دیا اور خود صدمہ زخم سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ فاروق اعظم فرش مسجد پر تڑپ رہے تھے اور عبدالرحمٰن نماز پڑھاتے تھے۔ ابو لو لو نے مسجد سے نکلکر کئی آدمیوں کو زخمی اور کلیب ابن ابی بکر لیثی کو شہید کیا بالآخر وہ گرفتار کیا گیا اور اس نے خودکشی کر لی۔

نماز ختم ہونے کے بعد فاروق اعظم کو لوگ گھر پر اٹھا لائے۔ آپ نے عبدالرحمٰن کو بلا کر فرمایا "میں تم سے کچھ عہد لیا چاہتا ہوں" عبدالرحمٰن نے کہا کیا آپ مجھ سے کچھ عہد کریں گے؟ فرمایا نہیں! واللہ میں ایسا نہ کروں گا! میں ان لوگوں کی نسبت عہد و پیمان کروں گا جن سے رسول اللہ (صلعم) راضی وخوش تشریف لے گئے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے علی، عثمان، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا تین روز تم لوگ طلحہ کا انتظار کرنا اگر وہ آجائیں تو فبہا ورنہ تم لوگ مشورہ کر کے کسی کو اپنے میں سے امیر بنا لینا۔ یہ کہکر کچھ دیر تک آپ خاموش رہے پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہو میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے حقوق کا بہت لحاظ رکھے کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے رسول اللہ (صلعم) کی مدد کی، اپنے گھر میں ٹھہرایا یہ تمہارے محسن ہیں ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنا اور ان کی لغزش وخطا سے درگزر کرنا اور مہاجرین کا کمال پاس کرے کیونکہ

یہی لوگ مادہ اسلام ہیں اور ذمیوں کا پورا خیال کیا جائے اللہ کی ذمہ داری اور رسول اللہ صلعم کی ذمہ داری کو ملحوظ رکھے یعنی ان سے جو اقرار کیا جائے وہ پورا کیا جائے اسکے بعد آپ نے ہاتھ اٹھا کر کہا اللھم قد بلغت لقد ترکت الخلیفۃ من بعدی علی انقی من الراحۃ پھر ابو طلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو طلب کر کے حکم دیا کہ جب یہ لوگ تقرر خلیفہ کے مشورہ کی غرض سے مجتمع ہوں تو تم دروازہ پر کھڑے رہنا کسی کو ان کے پاس جانے نہ دینا جبتک وہ باہم مشورہ نہ کریں۔ بعد ازاں اپنے لڑکے عبد اللہ کو بلا کر پوچھا دیکھو میرا قاتل کون ہے؟ عبد اللہ ابن عمر نے عرض کی "ابو لولو غلام مغیرہ، فرمایا الحمد للہ مجھے ایسے شخص نے نہیں مارا جس نے ایک سجدہ بھی اللہ تعالیٰ کو کیا ہے۔ پھر عبد اللہ کو عائشہ صدیقہ کی خدمت میں بھیج کر رسول اللہ (صلعم) اور ابو بکر صدیق کے پہلو میں دفن کئے جانے کی اجازت طلب کی عائشہ صدیقہ نے اجازت دی۔ فاروق اعظم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور عبد اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اگر لوگ انتخاب خلیفہ میں مختلف ہوں تو تم کثرت رائے سے موافقت کرنا اور اگر فریقین برابر ہوں تو تم اُس گروہ کی رائے سے اتفاق کرنا جس میں عبد الرحمٰن بن عوف ہوں"

مدینہ منورہ میں جب فاروق اعظم کے زخمی ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو لوگوں نے دیکھنے کی اجازت چاہی مہاجرین وانصار آپ کے دیکھنے کو آئے۔ علی وابن عباس آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ زخم کاری نہیں لگا شفا ہو جائیگی طبیب آیا اس نے فاروق اعظم کو نبیذ پلائی۔ بجنسہ زخم کی راہ سے نکل گئی پھر دودھ پلایا وہ بھی یونہی نکلگیا اُس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جانبر نہیں ہو سکتے۔ طبیب نے فاروق اعظم سے کہا "آپ اپنا کسی کو ولی عہد منتخب کر جائیے" جواب دیا "میں کر چکا"

زخمی ہونے کے بعد برابر ذکر اللہ کرتے رہے تاآنکہ شب چہار شنبہ ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو اپنی خلافت کے دس برس چھ مہینے بعد جان بحق تسلیم کی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

صہیب نے نماز پڑھائی۔ (عثمان، علی، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد اور عبداللہ بن عمر نے قبر میں اتارا)

فاروق اعظم کے خصایل وعادات (مترجم) فاروق اعظم کا کل زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن رہا اس مدت میں جو جو ملک مفتوح ہوئے اُن کی تفصیل تم اوپر پڑھ آئے ہو۔ فتوحات فاروقی کی وسعت اور اس کے حدود اربعہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۰ میل، جنوب کے جانب ۴۸۳ میل، اور مغرب کے جانب جدّہ تھا۔ اس میں شام مصر، عراق عرب، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں کچھ حصّہ بلوچستان کا بھی شامل تھا۔

اُن تمام لڑائیوں میں جو دس برس اور کچھ زاید زمانہ میں ہوئیں فاروق اعظم بنفس نفیس کسی میں شریک نہیں ہوئے، فوجیں ہر جگہ کام کر رہی تھیں، اور سرداران لشکر ہر موقع پر ان کو لڑا رہے تھے لیکن ان کی عنان حکومت فاروق اعظم کے قبضہ میں تھی، ان سب لڑائیوں میں دو موقعہ نہایت خطرناک تھے، حمص کا واقعہ، جب اسیر قیصر روم نے دوبارہ اہل جزیرہ کی اعانت سے چڑھائی کی تھی دوسرا نہاوند کا معرکہ۔ جب کسریٰ فارس نے تمام ملک ایران میں نقیب دوڑا کر ایک قومی جوش پیدا کر دیا تھا، ان دونوں موقعوں پر فاروق اعظم ہی کا کام تھا کہ انھوں نے مخالفین کے اٹھتے ہوئے سیلاب کو صرف روکا نہیں بلکہ ان کو ہبًا منثورًا کر دیا۔

ملک کی تقسیم اور عمّال کی تفصیل فاروق اعظم نے اپنے نظام حکومت کو قایم رکھنے کی غرض سے اپنے مقبوضہ ملکوں کو مختلف صوبوں پر تقسیم کر دیا تھا۔ اسلام میں جس نے سب کے پہلے اس کی ابتدا کی اور حسب اقتضا مصلحت وقت اُس کے حدود قایم کیے وہ فاروق اعظم تھے انھوں نے اسلامی مقبوضات کو آٹھ صوبوں پر تقسیم کیا

مکہ، مدینہ، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، مصر، فلسطین، یہ صوبجات یا ضلع قایم کئے ہوئے فاروق اعظم کے ہیں اور باستثناء فلسطین کے جو مقامات قبل فتح ہونے کے صوبے یا ضلع تھے اُنکو بحالہ اسی طرح رہنے دیا فلسطین کو معاہدہ امن لکھے جانے کے بعد دو حصے پر تقسیم کر دیا تھا ایک کا صدر مقام ایلیا اور دوسرے کا رملہ قرار دیا تھا اور شاید اسی وجہ سے مورخوں نے ان صوبجات اور اضلاع کی تصریح نہیں کی۔

مصر کو بھی آپ نے دو حصوں پر تقسیم کر دیا تھا ایک مصر کا بالائی حصہ جس کو صعید کہتے ہیں اس کے متعلق ۲۸ ضلعے تھے اور دوسرا مصر کا نشیبی حصہ جس میں پندرہ ضلعے تھے فارس، خراسان اور آذربائیجان کے انتظامات اور تقسیم جیسا کہ عہد سلاطین کیانیہ میں تھے بدستور قایم رکھا فارس میں اصطخر، شیراز، نوبندجان، جور، گازرون، فسا دارابجرد، اردشیر، سابور، اہواز، جندیسابور، سوس، نہرتیری، مناذر، تستر اور رام ہرمز خراسان میں نیشاپور، ہرات، مرو، مرو رود، فاریاب، طالقان، بلخ، بخارا بادغیس، باورد، غرشستان، طوس، سرخس اور جرجان۔ آذربائیجان میں طبرستان رے، قزوین، زنجان، قم، اصفہان، ہمدان، نہاوند، دینور، حلوان، ماسبذان، مہرجان، شہرزور اور صامغان وغیرہ وغیرہ اضلاع شامل تھے۔

اکثر صوبوں میں یہ چھ بڑے بڑے عہدہ دار جو ملک و انتظام کے ذمہ دار تھے رہتے تھے۔ والی (گورنر) جو کل صوبہ کا حاکم ہوتا تھا، کاتب (حاکم صوبہ کا میر منشی) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میر منشی) صاحب الخراج (افسر صیغہ مال یا بورڈ آف ریونیو) صاحب احداث (پولیس کا افسر اعلیٰ) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) قاضی (جو فصل مقدمات کرتا تھا) جس کو صدر الصدر یا منصف یا جج سے تعبیر کیجئے، صوبوں کے علاوہ اضلاع میں بھی حسب ضرورت عامل (لفٹنٹ گورنر)، افسر خزانہ، قاضی ہوتے تھے لیکن یہ سب، والی صوبہ کے ماتحت اور اُس کے زیر نگرانی کام کرتے تھے۔

جو لوگ صوبوں کے خدمات انتظامیہ پر مامور ہوتے تھے ان کو دربار خلافت سے تنخواہ بھی دی جاتی تھی - اور یہ کام بھی فاروق اعظم کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ عرب میں اس سے پہلے یہ دستور تھا کہ لوگ، ملکی خدمت کے معاوضے میں تنخواہ لینا نہیں پسند کرتے تھے لیکن فاروق اعظم نے اس کو خلاف اصول تمدن و انتظام سمجھ کر بڑی کوشش سے رفع کیا اور اُن کی دیانت و راستبازی قایم رکھنے کی غرض سے بڑی بڑی تنخواہیں مقرر کیں چنانچہ اس زمانہ کی معاشرت کے لحاظ سے صوبہ داروں کی تنخواہیں پانچ پانچ ہزار تک ہوتی تھیں اور مال غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ اس کے علاوہ تھا۔

عمال سے تقرری کے وقت یہ عہد ضرور لیا جاتا تھا (۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا (۲) باریک کپڑے نہ پہننا (۳) چھنا ہوا آٹا نہ کھانا (۴) دروازہ پر دربان نہ رکھنا (۵) اہل حاجت کے لئے ہمیشہ دروازہ کو کھلا رکھنا۔ یہ شرطیں اور اس کے علاوہ اس کے اور فرائض اکثر پروانہ تقرری میں درج ہوتے تھے اور اس امر کا سختی سے انتظام کیا جاتا تھا۔ کہ عمال اپنے فرائض سے بالتفصیل واقف ہوں۔ اکثر آپ ان کے فرائض اپنے خطبوں میں بیان فرمادیا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ نے عاملوں کو مخاطب کر کے ایک خطبہ میں فرمایا تھا۔

الا وانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین و لکن بعثتکم ایمۃ الھدی یھتدی بکم فادروا علی المسلمین حقوقہم ولا تضربو ھم فتذلوھم ولا تحمدوھم فتفتنوھم ولا تغلقوا الابواب دونھم فیاکل قویھم ضعیفھم ولا تستاثروا علیھم فتظلموھم ۔

ترجمہ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے تم کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا ہے بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت پائیں (تقلید کریں) تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو اور ان کو زدوکوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں اور نہ انکی بیجا تعریف کرو کہ غلطی میں پڑیں اور نہ ان کیلئے اپنے دروازوں کو بند رکھو کہ زبردست کمزور کو ستائیں اور نہ انکی کسی بات میں اپنے کو ترجیح دو کہ یہ اُن پر ظلم کرنا ہے

ممالک مقبوضہ میں جتنے عمّال تھے سبھوں کو موسم حج میں حاضر ہونیکا حکم تھا۔ کیونکہ زمانہ حج میں تمام اطراف کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ فاروق اعظم بالاعلان کھڑے ہو کر فرماتے تھے، "جس عامل سے جس شخص کو کچھ شکایت ہو وہ پیش کرے، میں نے ان کو تم پر اس لئے حاکم کر کے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تم کو ستائیں یا تمہارا مال واسباب چھین لیں بلکہ اس لئے میں بھیجتا ہوں کہ تم کو رسول اللہ (صلعم) کا طریقہ سکھائیں پس اگر کسی عامل نے اس کے خلاف کیا ہو تو مجھ سے بتلاؤ میں اس کا انتقام لینے کو موجود ہوں"

عمّال کی تقرری کا دو طریقہ تھا ایک یہ ہے کہ جن کو ملکی انتظامی خدمتیں سپرد کیجاتی تھیں ان کے انتخاب کو مہاجرین اور انصار کا ایک جلسہ ہوتا تھا، اس عام اجلاس میں اراکین مجلس شوریٰ جس کو انتخاب کرتے تھے وہی اس خدمت پر مامور ہوتا تھا دوسرا یہ دستور تھا کہ صوبے یا ضلعے کے باشندوں کو انتخاب کا حکم بھیج دیتے تھے جس کو وہ لوگ منتخب کرتے تھے اس کو انتظامی ملکی خدمت سپرد کی جاتی تھی چنانچہ عثمان بن حنیف کی تقرری پہلے قاعدہ کے موافق ہوئی اور عثمان بن فرقد۔ معن بن یزید کی دوسرے طریقہ پر۔

عمّال جو عہد خلافت فاروق اعظم میں ممالک اسلامیہ کے نسق ونظم پر مامور اور ایک ذمہ داری کے عہدہ پر تھے اُن کی اجمالی فہرست یہ ہے اس سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ فاروق اعظم نے کس سلسلہ وانتظام سے مُلک کا انتظام چلایا تھا اور اُن کی حکومت کی کل کن پرزوں سے بنائی گئی تھی۔

ضلع یا صوبہ	عہدہ	نام معہ مزید حالات
شام	والی	ابو عبیدہ۔ یہ مشہور صحابی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں۔

شام	والی	یزید بن ابی سفیان بنوامیہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص مدبر نہ تھا۔
"	"	امیر معاویہ۔ سیاست وتدبیر میں ان کو خاص ملکہ تھا۔
مصر	"	عمرو بن العاص۔ انھوں نے مصر کو فتح کیا تھا ملک داری کا مادہ ان میں اچھا تھا۔ ان کی ماتحتی میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بالائی مصر میں تھے جس کو صعید کہتے ہیں اور نشیبی حصہ مصر میں ایک دوسرا حاکم تھا لیکن وہ بھی عمرو بن العاص کا ماتحت تھا۔
کوفہ	والی	سعد بن ابی وقاص۔ یہ رسول اللہ (صلعم) کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں تھے۔ جنگ قادسیہ کے فاتح ہیں
بصرہ	"	عتبہ بن غزوان۔ نامی صحابی اور مہاجرین میں سے ہیں بصرہ انھیں کا آباد کیا ہوا ہے۔
"	"	ابوموسیٰ اشعری۔ نامی اور مشہور جلیل القدر صحابی ہیں
مکہ معظمہ	"	نافع بن عبدالحارث
"	"	خالد بن العاص۔ یہ ابوجہل کے بھتیجے اور معزز شخص تھے۔
طائف	"	عثمان بن العاص۔ یہ ابوبکر صدیق کے زمانہ خلافت سے یہاں کے والی تھے۔
یمن	"	یعلی بن امیہ۔ یہ عہد خلافت صدیقی میں خولان کے والی تھے،
"	"	علاء بن الحضرمی۔ یہ عہد خلافت صدیقی میں بحرین کے عامل تھے اور رسول اللہ (صلعم) نے ان کو یمن پر مامور فرمایا تھا۔
مدائن	صاحب الخراج	نعمان
"	والی	حذیفہ بن الیمان
جزیرہ	"	عیاض بن غنم۔ یہ جزیرہ کے فاتح ہیں۔

حمص	والی	عمرو بن سعد
اصفہان	صاحب بیت المال	خالد بن حرث دہمانی۔
سوق الاہواز	〃	سمرہ بن جندب
میسان	〃	نعمان بن عدی۔ صحابہ میں سب سے پہلے انھیں کو وراثت کا مال ملا تھا۔
ایلیا	والی	علقمہ بن حکیم
رملہ	〃	علقمہ بن مجزر
بحرین	صاحب الخراج	قدامہ بن مظعون۔ یہ یہاں کے صاحب الاحداث (پولیس کے افسر اعلیٰ) بھی تھے۔

عمال کی تحقیقات اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں بضمن تذکرہ محمد بن مسلمہ نے لکھا ہے کہ فاروق اعظم کے عہد خلافت میں یہ عمال کی تحقیقات پر مامور تھے جب کبھی عمال کی شکایتیں پیش ہوتی تھیں تو اُس کی تحقیقات پر یہی مامور کئے جاتے تھے۔ انتہی یہ نہایت جلیل القدر صحابی ہیں تمام غزوات میں رسول اللہ (صلعم) کے ہمراہ رکاب رہے ایک مرتبہ ۲۱ھ میں سعد بن وقاص کی شکایت گذری جنھوں نے قادسیہ فتح کیا تھا اور کوفہ کے گورنر تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ ایرانیوں نے دوبارہ بڑی تیاری سے پیشقدمی کی تھی، اور نہاوند کے قریب آپہونچے تھے فاروق اعظم نے باوجودیکہ وقت اور زمانہ نہایت تنگ ہو رہا تھا محمد بن مسلمہ کو کوفہ روانہ کیا۔ چنانچہ انھوں نے کوفہ کی ایک مسجد میں جاکر عوام الناس کے اظہار لئے اور سعد بن وقاص کو ہمراہ لئے ہوئے مدینہ میں آئے پھر یہاں فاروق اعظم نے خود بھی اُنکا اظہار لیا اور کبھی محمد بن مسلمہ کو تحقیقات پر مامور نہ فرماتے تھے بلکہ عامل صوبہ کو براہ راست مدینہ میں طلب فرمالیتے تھے اور خود اُس کا اظہار قلمبند کرتے اور وہاں کے باشندوں سے بطور خفیہ

اُس کے حالات دریافت کرتے تھے یہ اکثر اُس وقت ہوتا تھا جبکہ صوبہ کا حاکم معزز ہوتا تھا چنانچہ امیر معاویہ کے ساتھ یہی عملدرآمد ہوا تھا جو شام کے والی تھے اور ابوموسیٰ کی جس وقت شکایت گزری تھی تو فاروق اعظم نے مستغیث کا اظہار خود اپنے ہاتھ سے قلمبند کیا تھا اور ابوموسیٰ کو مدینہ میں طلب کرکے اُس کی تحقیقات کی تھی، گاہے گاہے عُمّال کی تحقیقات پر چند آدمیوں کو بطور کمیشن کے مامور کرتے تھے جو کتب تواریخ کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں رہ سکتا۔

خراج سرزمین عرب میں اسلام سے پہلے خراج کا کوئی منتظم قاعدہ نہ تھا اور نہ اسلام ہی میں عہد خلافت فاروقی سے پیشتر کوئی دستور مقرر کیا گیا تھا۔ رسول اللہ (صلعم) کے مبارک زمانہ میں جس وقت خیبر فتح ہوا تھا تو وہاں کے یہودیوں سے بٹائی پر معاملہ طے ہوا تھا یعنی زمین انھیں کے قبضہ میں چھوڑ دی گئی تھی اور سالانہ پیداوار سے کچھ بطور خراج لے لیا جاتا تھا۔ ابوبکر صدیق کے عہد خلافت میں بھی کوئی قاعدہ خراج کا نہیں بنایا گیا تھا جہاں کے باشندہ کل مسلمان ہوگئے تھے۔ اُن سے عشر (دہ یک جو پیداوار کی زکواۃ ہے) لیا جاتا تھا اور غیر مذاہب والوں سے بلاحساب برائے نام سرسری طور سے کچھ رقوم لی جاتی تھی۔ لیکن فاروق اعظم کو جب ۱۶ھ میں مہمات جنگ سے ایک گونہ فراغت حاصل ہوئی اور عراق عرب پر پورا پورا قبضہ ہوگیا اور جنگ یرموک سے رومیوں کے حوصلے پست ہوگئے تو انھوں نے خراج قائم کرنے کی غرض سے عراق کی مردم شماری اور زمین کی پیمائش کرائی۔ سعد بن ابی وقاص نے نہایت جانچ اور احتیاط سے مردم شماری کے کاغذات مرتب کئے عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان جو اکابر صحابہ سے تھے پیمائش پر مامور ہوئے تھے چنانچہ عثمان اور حذیفہ نے مدتوں کے بعد بڑے اہتمام سے کاغذات کی ترتیب دی مزروعہ زمین تین کرور ساٹھ لاکھ جریب ٹھہری فاروق اعظم نے ان تمام زمینوں کو

مالکان سابق کے قبضہ میں دیدیا اور اُن پر حسب ذیل لگان مقرر کیا۔

جو	فی جریب	ایک یا دو درہم سال۔ ایک درہم تقریباً ۴ر کا ہوتا ہے۔
نیشکر	"	۶ درہم سال۔
روئی	"	۵ درہم سال
انگور	"	۱۰ درہم سال
نخلستان	"	" "
تل	"	۸ درہم سال
ترکاری	"	۳ درہم سال
گیہوں	"	۴ درہم سال
زمین افتادہ قابل زراعت	فی دو جریب	۱ درہم سال

سال بندوبست میں عراق کا کل خراج ۸ کرور ساٹھ لاکھ درہم سالانہ ہوا تھا اور اُس کے دوسرے سال لگان کی شرح کم ہونے کی وجہ سے بہت سی افتادہ زمینیں مزروعہ بنالی گئیں جس سے مقدار خراج آٹھ کرور سے دس کرور بیس ہزار درہم تک پہونچ گئی۔

عراق کے سوا مصر وغیرہ کا جو بندوبست اور خراج وصول کرنے کا طریقہ تھا اُسکو بدستور جاری رکھا البتہ جہاں جو کچھ جبر و تعدی کا اثر تھا۔ اُس کو زائل کردیا چنانچہ رومیوں کے زمانہ میں مصر سے علاوہ خراج کی کثیر مقدار پر غلہ قسطنطنیہ جاتا تھا اور ہر جگہ کی فوج کے رسد کے لئے یہیں سے غلہ دیا جاتا تھا جو خراج میں مجرا نہیں کیا جاتا تھا فاروق اعظم نے ان دونوں قاعدوں کو موقوف کردیا اور وہاں کے دفاتر جن جن زبانوں میں

تھے اُسی طرح اسلام میں بھی رہنے دیا عراق و ایران کا دفتر فارسی میں، شام کا رومی میں، مصر کا قبطی میں جیسا پہلے تھا ویسا ہی بعد فتح بھی رہا اور جو لوگ اس محکمہ میں پہلے سے کام کرتے تھے وہی بدستور ملازم رہے۔

فاروق اعظم کے عہد خلافت میں عراق، شام اور مصر تین بہت بڑے بڑے ملک تھے ان ملکوں کا خراج جو کچھ عہد خلافت فاروقی میں وصول ہوتا تھا وہ اس تفصیل سے تھا۔ شام سے ایک کرور ۴۰ لاکھ دینار یعنی ۵ کرور ۶۰ لاکھ روپئے عراق سے دس کرور بیس ہزار درہم، مصر سے ایک کرور ۲۰ لاکھ دینار یعنی پانچ کرور چھ لاکھ روپیہ یا اس سے کچھ کم وزیادہ۔

اس کے علاوہ اور جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں تھیں ان سے عشر لیا جاتا تھا یعنی پیداوار کا دسواں حصہ۔ یہ خراج نہ تھا بلکہ زکوٰۃ کی ایک قسم تھی رسول اللہ (صلعم) نے یہ شرح مقرر فرمائی تھی اور وہی فاروق اعظم کے زمانہ میں بھی قایم رہی لیکن ایران وغیرہ کی جو زمینیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور ذمیوں کے قدیم نہروں اور کنوؤں سے اُن کی آبپاشی کرتے تھے تو اُس پر رعایتہً عشر مقرر کیا جاتا تھا۔

زکوٰۃ علاوہ اُن آمدنیوں کے جسکا ذکر اوپر کیا گیا اور جس کو فاروق اعظم نے گویا ایجاد کیا یا اُن کے عہد خلافت میں اس کا اضافہ ہوا یہ تھا کہ تجارتی گھوڑوں پر زکوٰۃ نہ تھی کیونکہ رسول اللہ (صلعم) کے زمانہ میں گھوڑوں کی تجارت کا وجود نہ تھا پس بقرینہ حال معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ سے سواری کے گھوڑے رسول اللہ (صلعم) نے مستثنیٰ فرمائے تھے جس کے مفہوم کو فاروق اعظم نے قایم رکھکر اس کے دوسرے افراد پر زکوٰۃ قایم کر دیا اور انھیں کے زمانہ سے زکوٰۃ کی مدمیں ایک یہ نئی آمدنی کا اضافہ ہوا۔

عشور عشور، یہ بھی ایک نئی آمدنی تھی جسکو فاروق اعظم نے ایجاد کیا مورخین لکھتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے تعلقات غیر ملکوں سے بڑھے اور وہ لوگ تجارت کی غرض

سے قریب و بعید ممالک غیر میں آنے جانے لگے تو وہاں کے دستور کے مطابق تجارتی اسباب پر دس فیصدی محصول درآمد لیا جانے لگا رفتہ رفتہ اس کی خبر فاروق اعظم کو ہوئی آپ نے حکم دیا کہ غیر ملکوں کے تاجر جو ممالک اسلامیہ میں آئیں ان سے بھی محصول اسی قدر لیا جائے بعد چند دنوں کے جب اس صیغہ کی ترقی ہوتی نظر آئی تو فاروق اعظم نے اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں یہ قاعدہ جاری کر دیا۔ دس فیصدی حربیوں سے، پانچ فیصدی ذمیوں سے اور ڈھائی فیصدی مسلمانوں سے لیا جاتا تھا اور جس مال کی قیمت دو سو درہم سے کم ہوتی تھی اُس کا محصول معاف تھا۔ محصول صرف تجارتی اسباب اور کھلی ہوئی چیزوں پر لیا جاتا تھا کسی کے اسباب کی تلاشی کا حکم نہ تھا۔

بیت المال اسلام میں فاروق اعظم کے پیشتر نہ تو اس قدر کثیر رقم آئی کہ جس کے رکھنے کے لئے بیت المال یا خزانہ بنایا جاتا اور نہ اُس کی ایجاد ہوئی رسول اللہ (صلعم) کے زمانہ میں جو رقمیں آتی تھیں وہ کل ایک ہی جلسہ میں تقسیم کر دی جاتی تھیں۔ ابوبکر صدیق کے زمانہ میں بھی اس کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا جو آیا اُس کو اسی وقت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

۱۵ھ یا اُس کے قریب زمانہ میں بیت المال کی ایجاد یوں ہوئی کہ بحرین سے سالتمام کا خراج پانچ لاکھ آیا فاروق اعظم نے اس کثیر رقم کی بابت لوگوں سے مشورہ کیا۔ علی ابن ابی طالب نے کہا کہ جو رقم آئے وہ سال کے اندر تقسیم کر دیجائے خزانہ میں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، عثمان بن عفان نے اس کی مخالفت کی ولید بن ہشام نے بیان کیا کہ میں نے سلاطین شام کے یہاں خزانہ اور دفتر کا جدا جدا محکمہ دیکھا ہے۔ فاروق اعظم نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر بیت المال کی بنا ڈالی اور سب سے پہلے مدینہ منورہ میں بیت المال قائم کیا، اور

اُس کی نگرانی وحساب کتاب کے لئے عبداللہ بن ارقم کو منتخب کیا جو ایک معزز صحابی اور حساب کتاب میں کمال رکھتے تھے اس کے علاوہ اور صوبوں اور صدر مقاموں میں بیت المال قائم کئے اور اس کے افسر جداگانہ زیر نگرانی حکام اعلیٰ مقرر فرمائے۔

مدینہ کے سوا اور صوبجات اور اضلاع کے حکام کو یہ ہدایت تھی کہ وہاں کے ضروری مصارف کے لئے رقم نکال کر بقیہ جس قدر ہو سال تمام ہونے پر مدینہ منورہ کے بیت المال میں بھیج دیا کریں۔ چنانچہ عمرو بن العاص والی مصر کو ایک فرمان لکھا تھا جس کے یہ الفاظ تھے فاذا حصل الیک وجمعتہ اخرجت منہ عطاء المسلمین وما یحتاج الیہ مما لابد منہ ثم انظر فیما فضل بعد ذالک فاحملہ الی (ترجمہ) پس جب تجھ کو کل مالیہ وصول ہو جائے اور تو اُن کو جمع کرلے اور اس میں سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری مصارف نکال لے۔ بعد اس کے جو کچھ تو پس انداز ہو اس کو میرے پاس بھیج دے۔

بیت المال میں جو کچھ آمدنیاں آتی تھیں اُن کا حساب وکتاب نہایت صحیح طور سے مرتب کیا جاتا تھا اکثر اوقات خود فاروق اعظم زکوٰۃ اور صدقہ کی مویشیوں کو شمار کرتے اور ان کا رنگ، حلیہ، عمر دیکھ کر لکھاتے تھے سنانع عبسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صدقہ کے اونٹ آئے تھے فاروق اعظم مع علی بن ابی طالب اور عثمان بن عفان اُن کے دیکھنے کو گئے، عثمان سایہ میں بیٹھے لکھ رہے تھے، علی بن ابی طالب، عثمان کے سر پر کھڑے جو کچھ فاروق اعظم کہتے تھے عثمان کو بتاتے اور لکھاتے جاتے تھے اور خود فاروق اعظم دوپہر کے وقت دھوپ میں کھڑے ہوئے ایک سیاہ چادر پہنے ہوئے اور دوسری چادر سر پر ڈالے ہوئے صدقہ کے اونٹوں کو شمار کرتے اور رنگ، عمر، حلیہ بتلاتے جاتے تھے۔

سنہ ہجری عرب اور نیز اسلام میں فاروق اعظم سے پہلے سنہ لکھنے کا دستور نہ تھا عام واقعات کے یاد رکھنے کے لئے جاہلیت میں بعض بعض مشہور واقعات سے

سنہ کا حساب شمار کر لیتے تھے۔ مدتوں کعب بن لوی کے انتقال سے سال شمار ہوتا رہا، پھر عام الفیل جاری ہوا اس کی ابتداء اس سال سے ہوئی جبکہ ابرہتہ الاشرم کعبہ کے ڈھانے کو ہاتھی لے کر آیا تھا اور اسی مناسبت سے اُس کو عام الفیل سے تعبیر کیا پھر عام الفجار کا رواج ہوا پھر اس کے بعد اور مختلف سنین چلے لیکن فاروق اعظم نے جو سنہ چلایا وہ آج تک جاری ہے اور تا قیام قیامت اسلام کے ہر فرقہ میں یہی جاری رہیگا ۱۶ھ میں فاروق اعظم کے سامنے دو فرمان پیش کئے گئے جن پر صرف شعبان لکھا ہوا تھا اور جو ایک دوسرے سے مخالف تھا۔ فاروق اعظم نے کہا میں نے اس حکم کے رو سے ممانعت کی تھی، عامل نے عرض کی نہیں! آپ نے اس فرمان سے اجازت دی تھی فاروق اعظم یہ سنکر خاموش ہو رہے اور اسی وقت ارباب شوریٰ کو جمع کر کے ایک مجلس منعقد کی۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے اور یہ مسئلہ پیش ہوا۔ کسی نے رائے دی کہ سنہ کا شمار (رسول اللہ صلعم کی ولادت سے کیا جائے فاروق اعظم نے کہا اس میں عیسائیوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ ان کا سنہ بھی میلادی ہے کسی نے کہا سال کا حساب رسول اللہ (صلعم) کی نبوت سے ہو۔ کوئی بولا کہ اس میں فارسیوں کی تقلید کی جائے فاروق اعظم نے ان دونوں رایوں سے اختلاف کر کے ارشاد کیا بہتر ہو گا کہ سنہ کا شمار ہجرت رسول اللہ (صلعم) سے کیا جائے کیونکہ اسلام میں یہ بہت بڑا واقعہ گزرا ہے اور اسی کے بعد سے اسلام کی اشاعت ہوئی ہے لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا پھر بحث یہ پیدا ہوئی کہ رسول اللہ (صلعم) نے ربیع الاول میں ہجرت فرمائی تھی اس حساب سے شروع سال ربیع الاول سے ہو یا کہ عرب کے قدیم دستور کے لحاظ سے محرم کے مہینہ سے ہو؟ لیکن چونکہ عرب میں سال محرم سے شروع ہوتا تھا اس لئے فاروق اعظم نے دو مہینہ کچھ دن ہٹ کر محرم کو سال کا پہلا مہینہ مقرر کیا۔

امیر المومنین کا لقب فاروق اعظم کے پیشتر ابوبکر صدیق، خلیفہ رسول اللہ (صلعم) سے یاد کئے جاتے تھے پھر جب فاروق اعظم خلیفہ ہوئے تو اُن کو لوگوں نے خلیفہ خلیفہ رسول اللہ (صلعم) کہنا شروع کیا فاروق اعظم نے کہا اس طور سے رفتہ رفتہ کلام طول ہو جائے گا کیونکہ جب تیسرا خلیفہ ہوگا۔ اُس کو خلیفہ خلیفہ خلیفہ رسول اللہ (صلعم) کہو گے مناسب یہ ہی کہ تم لوگ مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں تم لوگ مجھے آج سے امیر المومنین کہا کرو، چنانچہ اُسی وقت سے یہ امیر المومنین کے لقب سے پکارے جانے لگے اور سب سے پہلے اس لقب کو انھوں ہی نے ایجاد کیا۔

بعضوں نے اس کی ابتدا یوں بیان ہی کہ ایک دفعہ لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کوفہ سے مدینہ میں آئے اور فاروق اعظم کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا چونکہ کوفہ میں رہنے سے ان لوگوں کی زبان پر امیر المومنین کا لفظ چڑھا ہوا تھا اطلاع کرنے کے وقت یہ کہا کہ امیر المومنین کو ہمارے آنے کی اطلاع کردو، عمرو بن العاص نے انھیں الفاظ سے اطلاع کردی۔ فاروق اعظم نے اس خطاب کی وجہ دریافت فرمائی عمرو بن العاص نے واقعہ بیان کردیا عمر فاروق نے بھی اس بحث کو پسند کیا اور اسی تاریخ سے شہرت عام ہو گئی۔

رفاہ عام فاروق اعظم کے حالات زندگی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو رفاہ عام کا بہت بڑا خیال تھا اور اس امر کا حتی الامکان بہت سخت اہتمام تھا کہ کوئی شخص بھوکوں نہ مرنے پائے۔ غربا اور مساکین کے لئے بلالحاظ مذہب بیت المال سے روزینے مقرر کردیتے تھے ملک میں جس قدر اپاہج ضعیف، از کار رفتہ اور لنگڑے ہوتے تھے سبھوں کی تنخواہوں کا بیت المال ذمہ دار تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرا دئے تھے جو مسافر آتا تھا اُس کو بیت المال سے کھانا ملتا تھا مدینہ منورہ میں جو لنگر خانہ تھا اس کا اہتمام خود فاروق اعظم کے ہاتھ میں تھا۔

لاوارث بچوں کی پرورش کا بھی پورا خیال تھا ۱۸ھ سے یہ انتظام کیا کہ جب کبھی

کوئی لاوارث بچہ ملجاتا اُس کو خاص اہتمام سے دودھ پلائی کے سپرد کرتے اور اُس کی تربیت و پرورش کے مصارف بیت المال سے دیئے جاتے تھے یتیموں کی پرورش اور ان کی جائداد کا انتظام نہایت سرگرمی سے کرتے تھے ایک حبہ اس میں سے ضایع نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ دس ہزار کی رقم حکم بن ابی العاص کو دی اور یہ کہا کہ یتیموں کا مال ہے زکوٰۃ نکالنے میں روز بروز کم ہوتا جاتا ہے تم اس کو تجارت میں لگاؤ جو نفع ہو اُس کو واپس دینا چنانچہ وہ رقم بڑھتے بڑھتے لاکھ تک پہونچ گئی۔

بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک روز رات کو فاروق اعظم، عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس آئے۔ عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہے تھے نماز سے فارغ ہو کر آنے کی وجہ دریافت کی فاروق اعظم نے کہا مدینہ کے باہر ایک قافلہ آیا ہے آؤ ہم اور تم اُس کی چلکر نگہبانی کریں ایسا نہ ہو کہ گرد و نواح کے چور آکر کچھ چرا لیجائیں "عبدالرحمٰن یہ سن کر فاروق اعظم کے ساتھ ہو لئے اور قافلہ کے قریب پہونچکر رات بھر گشت کرتے رہے۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ میں ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر اترا اس مرتبہ آپ اکیلے اسکی خبرگیری اور نگہبانی کے لئے تشریف لے گئے پہرہ دے رہے تھے کہ ناگاہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی فاروق اعظم اس طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بچہ شیرخوار ایک عورت کی گود میں رو رہا ہے آپ نے اُس کو بہلانے اور چپ کرانے کی تاکید کی تھوڑی دیر کے بعد پھر رونے کی آواز آئی آپ نے پھر اُس کو بہلانے کی تاکید کی کچھ عرصہ کے بعد رونے کی آواز سن کر پھر اُس کے پاس گئے اور غصہ سے فرمایا "تو بہت بڑی بیرحم ماں ہے تو اُس کو کیوں چپ نہیں کراتی"، عورت نے کہا تم مجھے بار بار کیوں دق کرتے ہو اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ بھوکھا ہے اور میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں کیونکہ جبتک بچے دودھ نہیں چھوڑتے عمر ان کا وظیفہ نہیں مقرر کرتا"، فاروق اعظم یہ سن کر رو اُٹھے اور صبح ہوتے یہ حکم دیا کہ پیدا ہونے کے ساتھ بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا جایا کرے۔

اسلم (فاروق اعظم کے غلام) کا بیان ہے کہ ایک روز فاروق اعظم رات کیوقت مدینہ سے حرہ کی طرف گشت کرنے کو نکلے، مقام ضرار میں پہونچکر دیکھا کہ آگ روشن ہے مجھ سے فرمایا آؤ جس طرف آگ روشن ہے اُس طرف چلیں، جب ہم لوگ قریب گئے تو دیکھا کہ ایک عورت آگ پر ہانڈی چڑھائے بیٹھی ہے اور اُس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں فاروق اعظم نے کہا السلام علیک یا اصحاب الضوء، عورت نے جواب دیا وعلیک السلام پھر فاروق اعظم نے قریب جانے کی اجازت طلب کی اُس نے اجازت دی آپ قریب جاکر بیٹھ گئے، حال دریافت کیا۔ عورت نے کہا اندھیری رات ہے، سردی زور کی پڑ رہی ہے، اور یہ لڑکے بھوک سے رو رہے ہیں میں نے ان کی تسکین کو خالی ہانڈی آگ پر چڑھادی ہے روتے روتے یہ سوجائیں گے تو کچھ انتظام کروں گی'' فاروق اعظم نے کہا کیا عمر تمہاری خبر گیری نہیں کرتا؟ عورت نے کہا ''وہ ہمارا امیر تو ہوگیا ہے لیکن ہم سے غافل ہے'' فاروق اعظم یہ سنکر اُٹھے اور مدینہ میں پہونچکر بیت المال کو کھولکر آٹا، گوشت، کھجوریں، گھی نکالا اور اسلم سے کہا میری پیٹھ پر رکھدے، اسلم نے مکرر سہ کرر کہا لائیے میں پہونچا آؤں! فرمایا ہاں قیامت میں تو میرا بار نہ اُٹھا سکے گا۔ غرض سب چیزیں آپ لاد کر لائے اور عورت کے سامنے رکھدیا عورت نے آٹا گوندھنا شروع کیا اور آپ چولہا پھونکنے لگے تاآنکہ کھانا تیار ہوا، لڑکوں نے آسودہ ہوکر کھایا، اچھلنے کودنے لگے۔ عورت نے کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم امیر المومنین ہونے کے سزاوار ہو نہ کہ عمر۔

فرائض منصبی فاروق اعظم جس طرح رفاہ عام اور ممالک اسلام کے انتظام و التزام میں سرگرم رہتے تھے اُسی طرح اپنے فرائض منصبی امامت و خلافت کو پوری مستعدی سے ادا کرتے تھے، احکام و عقاید مذہبی کی پابندی اس درجہ تھی کہ ذرہ ذرہ سی باتوں پر ٹوک دیتے تھے جہاں کہیں لوگوں کو غلطی میں پڑتے دیکھتے تھے فوراً تنبیہ کرتے تھے ایکدفعہ حج کرنیکو آئے

365
.10
3650

طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیکر سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے "میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہونچا سکتا ہے نہ نقصان، لیکن چونکہ رسول اللہ (صلعم) کو میں نے تجھے سلام (چومتے) کرتے ہوئے دیکھا اس وجہ سے میں بھی کرتا ہوں" محدثین نے اس خیال سے کہ فاروق اعظم کے دامن عزت پر اس قول سے یہ بدنما دھبہ لگ جائیگا کہ انھوں نے شعائر اللہ کی اہانت کی، جہاں فاروق اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے وہاں اس قدر اور اضافہ کردیا ہے کہ علی ابن ابی طالب نے ان کو اس کہنے سے روکا تھا اور ثابت کردیا تھا کہ "حجر اسود نفع ونقصان پہونچا سکتا ہے کیونکہ قیامت میں شہادت دیگا" لیکن ناقدین فن حدیث نے اس اضافہ کو غلط اور بے بنیاد ٹھہرایا ہے۔

فتح مکہ سے بیشتر جس درخت کے نیچے بیٹھکر رسول اللہ (صلعم) نے لوگوں سے جہاد کی بیعت لی تھی اور زمانہ خلافت فاروق اعظم میں لوگ اس کو متبرک سمجھکر اس کی زیارت کو آنے لگے تھے۔ فاروق اعظم نے اس کو کٹوا دیا اس خیال سے کہ آئندہ اس کی پرستش نہ ہونے لگے اور رفتہ رفتہ اس کے ذریعہ سے اسلام میں شرک کا دخل نہ ہو جائے اصل یہ ہے کہ اسلام انہیں غلطیوں کے مٹانے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت سکھلانے کو آیا ہے۔ آج کل کا زمانہ ہوتا تو بیچارے فاروق اعظم پر اللہ جلنے کیا فتویٰ لگ جاتا

اصلاح ذمائم فاروق اعظم نے عرب کے اخلاق ذمائم کی اصلاح بھی پوری پوری کی، زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ لوگ اپنے انساب پر فخر وغرور، عام لوگوں کی حقارت، ہجو اور بدگوئی کرتے تھے، مساوات کا اس درجہ خیال کیا کہ آقا وخادم کی تمیز اٹھادی۔ ہجو کو جرم قرار دیدیا، شعر وشاعری کو روک دیا کیونکہ عشق ودنیا پرستی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا۔ شعراء کو تشبیب (عورتوں کی نسبت عشقیہ اشعار) لکھنے کی ممانعت کردی، اور روک تھام کی غرض سے شراب خواری کی سزا بڑھادی پہلے شراب خوار کو ۴۰ دُرّے مارے جاتے تھے انھوں نے اسّی دُرّے مارے جانے کا حکم دیدیا۔

الغرض فاروق اعظم نے اسلام کو اسی حیثیت سے چلایا جس پاک اور مقدس طریقہ سے رسول اللہ (صلعم) نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور ان سب باتوں سے یہ اثر پیدا ہوا کہ باوجود ثروت، دولت اور وسعت کے اس زمانہ میں لوگوں نے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا۔

اوّلیات اکثر مورخوں نے اُن کی ایجاد کی ہوئی باتوں کو یکجا کر کے لکھا ہے اور اُن کو اوّلیات سے تعبیر کیا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت پڑے گی لیکن ہم ان میں سے بعض بعض کو علیٰ سبیل الاختصار درج ذیل کرتے ہیں (۱) بیت المال قایم کیا (۲) عدالتیں قایم کیں، قاضی مقرر کئے (۳) تاریخ و سنہ ایجاد کیا (۴) امیر المومنین کا لقب اختیار کیا (۵) زمین کی پیمائش کرائی (۶) نہر کھدوائی (۷) شہر آباد کئے (۸) ممالک مفتوحہ کو صوبوں پر تقسیم کیا (۹) عشور مقرر کیا یعنی مال تجارت پر محصول درآمدہ کی مقرر کیا (۱۰) حربی تاجروں کو ممالک اسلامیہ میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی (۱۱) راتوں کو گشت کر کے احوال رعایا کا دریافت کیا (۱۲) مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے (۱۳) مختلف شہروں میں مہمانوں کے لئے مہمان خانے تعمیر کرائے (۱۴) نماز تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم دیا (۱۵) شراب کی حد ۸۰ دُرّے مقرر کئے (۱۶) تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی (۱۷) نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر اجماع کرایا (۱۸) مساجد میں وعظ کا طریقہ قایم کیا (۱۹) اماموں، موذنوں اور ملکی خدمت پر لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں (۲۰) ہجو کہنے پر تعزیر مقرر کی (۲۱) اشعار تشبیب لکھنے کی ممانعت کی (۲۲) امہات ولد کے بیع سے منع کیا۔

ان کے سوا فاروق اعظم کی اور بہت سی اوّلیات ہیں جو طوالت کلام کے خیال سے قلم انداز کی جاتی ہیں۔

نسب و نام و ولادت فاروق اعظم نسباً قریشی عدوی ہیں اور رسول اللہ (صلعم)

سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی کعب کے دو بیٹے تھے ایک عدی دوسرا مرہ۔ مرہ رسول اللہ (صلعم) کے اجداد میں ہیں اور عدی کی اولاد سے فاروق اعظم ہیں۔

نام ان کا عمر تھا، کنیت ابوحفص تھی، اور رسول اللہ (صلعم) نے فاروق کے لقب سے ملقب فرمایا تھا، ہجرت نبوی سے تقریباً ۴۰ برس اور یوم الفجار سے ۴ برس پہلے پیدا ہوئے ان کی ماں کا نام حنتمہ تھا ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیٹی، ابوجہل کے چچا کی لڑکی تھیں۔

ان کے لڑکپن کے حالات کتابوں میں تلاش کرنے سے بھی کم ملیں گے لیکن جس قدر تفحص سے ملے، یہ ہیں کہ خطاب نے سن شعور پر پہونچنے کے بعد ان کو اونٹوں کے چرانے کی خدمت سپرد کی تھی جو عرب میں ایک قومی شعار سمجھا جاتا تھا جب جوان ہوئے تو عرب کے دستور کے موافق نسب دانی، سپہگری، پہلوانی، کی تعلیم پائی۔ بازار عکاظ میں جہاں سالانہ اہل فن کا مجمع و میلہ ہوتا تھا یہ اکثر کشتی لڑتے تھے۔ شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھلکر سوار ہوتے تھے اور ایسا جمکر بیٹھتے تھے کہ بدن کو حرکت تک نہ ہوتی تھی۔ اس زمانہ کی ضرورت کے موافق لکھنا پڑھنا بھی جانتے تھے فتوح البلدان میں لکھا ہے کہ وقت بعثت رسول اللہ (صلعم) قریش میں صرف ۱۷ آدمی لکھے پڑھے تھے ان میں سے ایک عمر بن الخطاب تھے۔

ازواج ان کے قبول اسلام، ہجرت اور ان کی فتوحات کی تفصیل ہم اوپر لکھ آئے ہیں جس کو تم پڑھ چکے ہو ان کا پہلا نکاح جاہلیت میں زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح سے ہوا جس کے بطن سے عبداللہ، عبدالرحمٰن اکبر اور حضرت حفصہ پیدا ہوئیں۔ زینب مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں انتقال کیا

یہ عثمان بن مظعون کی بہن تھیں جو سابقین اسلام سے تھے اور جن کا اسلام لانے والوں میں چودھواں نمبر تھا۔ دوسرا نکاح جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت جرول خزاعی سے کیا جس سے عبید اللہ پیدا ہوئے چونکہ یہ اسلام نہیں لائیں اس وجہ سے ۶ھ ہجری میں ان کو طلاق دیدی۔ تیسری بیوی قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی تھیں جن سے جاہلیت میں نکاح کیا اور ۶ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دی پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیم بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئیں ان کی بابت لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ طلاق دی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ طلاق نہیں دی مدینہ میں آنے کے بعد اسلام میں ۷ھ میں جمیلہ بنت عاصم بن ثابت بن ابی افلح اوسی انصاری سے نکاح کیا جن سے عاصم پیدا ہوئے لیکن ان کو کسی وجہ سے طلاق دی۔ ان کا نام پہلے عاصیہ تھا لیکن جب ایمان لائیں تو رسول اللہ (صلعم) نے بدلکر جمیلہ نام رکھا پھر ان نکاحوں کے بعد اخیر عمر میں ام کلثوم بنت علی ابن ابیطالب سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا ان کے بطن سے رقیہ و زید پیدا ہوئے۔

ام کلثوم بنت فاطمہ کا نکاح

ام کلثوم بنت علی ابن ابیطالب کے واقعہ تزویج کو بڑے بڑے معتمد و معتبر مورخین طبری۔ ابن حبان ابن قتیبہ اور ابن اثیر نے اپنی کتابوں میں تصریح کیساتھ لکھا ہے کہ فاروق اعظم نے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت رسول اللہ سے نکاح کیا اور وہ ان کی بیوی تھیں۔ کتاب الثقاۃ میں ابن حبان ۱۷ھ کے واقعات میں لکھتا ہے۔ ثم تزوج عمر ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب وھی من فاطمہ ودخل بھا فی شھر ذی القعدۃ (ترجمہ عمر نے ام کلثوم بنت علی ابن ابیطالب سے جو فاطمہ کے بطن سے تھیں عقد کیا اور ماہ ذیقعدہ میں عروسی کی) ابن اثیر، تاریخ کامل میں تحریر کرتا ہے۔ ثم تزوج ام کلثوم بنت علی ابن ابیطالب وامھا فاطمہ بنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصدقہا اربعین الفا (ترجمہ عمر نے ام کلثوم بنت علی ابن ابیطالب سے عقد کیا ام کلثوم کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھیں چالیس ہزار مہر ادا کیا) ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر اولاد عمر میں لکھا ہے و فاطمۃ و زید وامہما ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ اور فاطمہ و زید ان کی ماں ام کلثوم ہیں جو علی ابن ابیطالب کی لڑکی فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں) اسد الغابہ فی احوال الصحابہ میں ابن اثیر نے تفصیل کیساتھ واقعہ تزویج کو لکھا ہے اور طبری نے جابجا اس کی تصریح کی ہے۔ بخاری شریف باب الجہاد میں بھی ضمناً اس کا بیان آگیا ہے کہ ایک دفعہ فاروق اعظم نے عورتوں کو چادریں تقسیم کیں۔ ایک بچ رہی اس کی نسبت تردد ہوا کہ کس کو دیجائے حاضرین میں سے ایک نے فاروق اعظم کو مخاطب کر کے کہا امیر المومنین اعط ھذا بنت رسول اللہ (صلعم) اللتی عندک یریدون ام کلثوم (ترجمہ اے امیر المومنین اس چادر کو بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیدیجئے جو آپ کے عقد میں ہیں ان لوگوں نے اشارۃً بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ام کلثوم کو کہا تھا) اس سے زیادہ اور کیا تصریح ہو سکتی ہے ہاں فاروق اعظم کی ایک اور بیوی ام کلثوم نامی تھیں جن کی تصریح مورخوں نے کر دی ہے، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان ام کلثوم نے فاروق اعظم کے ساتھ عقد کرنے سے انکار کر دیا تھا تب انھوں نے ام کلثوم بنت فاطمہ و علی سے عقد کی درخواست علی ابن ابیطالب سے کی اور جناب امیر نے فاروق اعظم سے ان کا عقد کر دیا۔

فکیہہ یمنیہ اور عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بھی فاروق اعظم کی بیویوں میں تھیں فکیہہ یمنیہ کی نسبت بعض کہتے ہیں کہ یہ ام الولد تھیں۔ لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہونچا، ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے اور عاتکہ بنت زید ابن عمرو بن

نقیل ہجیری بہن تھیں، ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن ابوبکر صدیق سے ہوا تھا، جب یہ غزوہ طائف میں شہید ہو گئے تو فاروق اعظم نے سنہ ۱۲ھ ہجری میں ان سے نکاح کیا

اولاد فاروق اعظم کثیر الاولاد تھے۔ ام المومنین حفصہ انھیں کی صاحبزادی تھیں جو ازواج مطہرات میں داخل ہیں اور اسی وجہ سے بہ نسبت اوروں کے یہ ممتاز و مشہور ہیں۔ یہ پہلے خنیس بن حذافہ کے عقد میں تھیں جو مہاجرین صحابہ سے تھے جب غزوہ احد میں خنیس شہید ہو گئے تو سنہ ۳ھ رسول اللہ (صلعم) نے ان سے عقد کر لیا، اولاد ذکور میں سے عبداللہ زیادہ نامور ہیں کیونکہ یہ سابق الایمان اور فقہ و حدیث کے بڑے رکن تسلیم کئے جاتے ہیں کتب احادیث میں ان کے مسایل اور روائتیں بکثرت پائی جاتی ہیں تقریباً کل غزوات میں رسول اللہ (صلعم) کے ساتھ رہے۔ علاوہ ان کے عبیداللہ، عاصم، ابوشحمہ، عبدالرحمٰن، زید، مجیر بھی فاروق اعظم کی اولاد سے ہیں، معارف ابن قتیبہ، اسد الغابہ، ابن خلکان اور کامل ابن اثیر وغیرہ میں ان لوگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں لیکن ہم بنظر اختصار اس سے اعراض کرتے ہیں۔

غذا و لباس ان کے دستر خوان پر معمولاً روٹی اور روغن زیتوں کے سوا اور چیزیں کم ہوتی تھیں آٹا کبھی گیہوں کا ہوتا اور کبھی جو کا، لیکن چھنا ہوا نہ ہوتا اس کے سوا گاہے ماہے ترکاری، سرکہ، دودھ، گوشت بھی ہوتا تھا۔ لباس میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا، ہمیشہ موٹے کپڑے پہنتے تھے۔ اور اکثر پیوند دار ہوتا تھا حسن کہتے ہیں کہ فاروق اعظم ایک روز خطبہ پڑھ رہے تھے ان کی ازار (تہ بند) میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ان میں سے ایک چمڑے کا تھا، ابوعثمان کا بیان ہے کہ میں نے فاروق اعظم کو جمرہ میں رمی کرتے دیکھا تھا ان کی ازار (تہ بند) میں ایک پیوند جراب کا لگا ہوا تھا۔ فتح بیت المقدس کے وقت جب آپ تشریف لے گئے تھے تو آپ کی قمیص میں ستر پیوند تھے، جن میں ایک چمڑے کا پیوند تھا۔

مزاج میں سادگی اور بے تکلفی بحد تھی اور اسی سادگی اور بے تکلفی سے اندر و باہر رہتے تھے۔ ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں عید گاہ، نماز عید پڑھانے جارہے تھے اور پاؤں میں جوتا نہ تھا ایک دفعہ اتفاق سے گھر میں دیر تک رہے باہر تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے۔ انہیں کپڑوں کو دھو کر سکھلا رہے تھے۔

معاش جاہلیت اور اسلام میں خلافت سے پہلے تجارت کرتے تھے اور وہی ان کا ذریعہ معاش تھا جب خلیفہ ہوئے اور کاروبار خلافت سے فرصت کم ملنے لگی تو صحابہ کو جمع کر کے ان کی خدمت میں روزینہ مقرر کر کے کئے جانے کی درخواست کی، علی ابن ابی طالب نے رائے دی کہ بیت المال سے اس قدر تنخواہ لیلیا کرو جو معمولی خوراک ولباس کے لئے کافی ہو، پھر جب ۱۵ھ میں تمام عرب کے وظائف مقرر کئے گئے تو اکابر صحابہ کے ساتھ ان کے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر ہوئے

حلیہ و عمر رنگت سفید تھی لیکن سرخی اس پر غالب تھی۔ قد نہایت لانبا تھا پیادہ پا چلتے میں معلوم ہوتا تھا کہ سوار جارہے ہیں، رخسارے کم گوشت، ڈاڑھی گھنی مونچھیں بڑی بال سر کے سامنے سے اڑ گئے تھے۔ عمر پچپن یا ترپن برس کی پائی اور بعضے ساٹھ بتلاتے ہیں۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ترسٹھ برس اور چھ مہینے کی عمر ہوئی واللہ اعلم انتہی کلام المترجم۔

خلافت عثمان بن عفان

فاروق اعظم نے زخمی ہونے کے بعد ابوطلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو ہدایت کی کہ علی عثمان، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن اور طلحہ کو ایک مکان میں مجتمع کرنا، کسی کو اُن کے پاس آنے جانے نہ دینا۔ تین روز کے اندر باتفاق رائے، اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنالیں اور اگر اختلاف آراء ہو تو کثرت رائے پر عمل کیا جائے، درصورت مساوات عبداللہ بن عمر بن حکم بنائے جائیں اور عبداللہ

بن عمر اُس فریق سے اتفاق رائے کریں جس میں عبدالرحمٰن بن عوف ہوں، اس زمانہ میں صہیب امامت کریں، نماز پڑھائیں اور اگر اس تین دن کے اندر طلحہ آجائیں تو وہ بھی شریک شوریٰ کر لئے جائیں۔ ورنہ ان کا انتظار نہ کیا جائے چنانچہ اس حکم کے مطابق ابوطلحہ اور مقداد نے مسور بن مخرمہ، بعضے کہتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کے مکان میں ان لوگوں کو جمع کیا اتنے میں عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ آکر دروازہ پر بیٹھ گئے، سعد آئے اور یہ کہکر ان کو ان کو اٹھا دیا کہ "تم لوگ دروازہ پر اس ارادہ سے آکر بیٹھے ہو کر کل کہو گے ہم بھی اہل شوریٰ سے تھے" عمرو بن العاص اور مغیرہ چلے گئے ارباب شوریٰ میں انتخاب خلیفہ کی بابت بحث ومباحثہ ہونے لگا عبدالرحمٰن ابن عوف نے کہا "تم میں ایسا کوئی شخص ہے جو اپنے کو ان لوگوں سے علیحدہ کر لے جو خلافت کے لئے نامزد کے گئے ہیں؟ تاکہ وہ تم میں سے جو افضل اور لائق ہو اس کو خلیفہ بنائے" کسی نے کچھ جواب نہ دیا، عبدالرحمٰن نے کہا "میں اپنے کو اس جماعت سے علیحدہ کرتا ہوں میں اس خدمت کو انجام دونگا" ارباب حل وعقد اس پر راضی ہو گئے لیکن علی ابن ابیطالب نے لا ونعم کا کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھے رہے عبدالرحمٰن نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا ما تقول یا ابا الحسن (اے ابوالحسن تم کیا کہتے ہو) علی ابن ابیطالب بولے "میں بھی راضی ہوں بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ حق کرو گے، اپنے ہوائے نفسانی کی پیروی نہ کرو گے، نہ کسی کی رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرو گے، حق کہنے میں کسی کی ملامت اور نصیحت کا خیال نہ کرو گے" عبدالرحمٰن بن عوف نے اس شرط کو تسلیم کر کے کہا "اچھا! آپ بھی اقرار کیجئے کہ آپ ہمارا ساتھ دینگے، جو ہماری رائے سے اختلاف کریگا اُس سے آپ بھی مخالفت کریں گے، اور جس کو ہم خلافت کیلئے منتخب کرینگے اُسے آپ بھی پسند کریں گے"

عبدالرحمٰن ابن عوف، علی ابن ابیطالب اور حاضرین جلسہ میں باہم عہد وپیمان ہوا عبدالرحمٰن بن عوف نے علی ابن ابی طالب کو علیحدہ لیجا کر کہا "تم رسول اللہ (صلعم) کے قرابت دار ہو، سابق الاسلام ہو، تم نے دینی خدمت بیحد کی ہے اس وجہ سے خلافت کے زیادہ

مستحق ہے؟ جواب دیا عثمان بن عفان! پھر عثمان کو تخلیہ میں لیجا کر اُن سے بھی ایسا ہی کہا انھوں نے کہا علی۔ اس قدر گفتگو ہونے کے بعد جلسہ ختم ہوگیا، عبدالرحمن بن عوف صحابہ کبار اور ان لوگوں سے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے ملتے اور اُن سے خلافت کی بابت چوتھے روز کی صبح تک دریافت کرتے رہے بعد اس کے مسور بن مخرمہ کے مکان پر آئے۔ زبیر اور سعد کو بلا کر کہا "صحابہ کا اتفاق علی و عثمان کی خلافت پر ہوتا ہے تم لوگ کیا کہتے ہو؟ دونوں بزرگوں نے کہا "ہم بھی اس سے متفق ہیں" سعد نے عبدالرحمن سے کہا بہتر ہوتا کہ تم ہم سے اپنی بیعت لے لیتے اور ہم کو ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے! جواب دیا "یہ نہیں ہو سکتا! میں نے اپنے کو اُن سے مستثنیٰ کر لیا ہے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں محض اس لئے کہ ان میں سے کسی کو منتخب کروں" بعد اس کے عبدالرحمن علی اور عثمان کو بلا کر باتیں کرتے رہے اتنے میں صبح کا وقت آگیا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ کیا باتیں ہوئیں اور ارباب شوریٰ کیا کہیں گے!

نماز فجر کے بعد مہاجرین، انصار اور امراء لشکر طلب کئے گئے۔ تھوڑی دیر میں ساری مسجد پُر ہوگئی تِل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ عبدالرحمن نے حاضرین سے کہا جس کو تم لوگ خلافت کے لئے منتخب کیا چاہتے ہو اُس کی طرف اشارہ کرو! عمار نے علی کی طرف اشارہ کیا، ابن ابی سرح نے کہا "اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عثمان کی خلافت پر بیعت کرتا! عبداللہ بن ربیعہ نے اس رائے سے اتفاق کیا" عمار اور ابن ابی سرح میں گفتگو بڑھ گئی سخت کلامی کی نوبت آگئی، سعد نے اُٹھ کر کہا، اے عبدالرحمن! اس سے پیشتر کہ لوگوں میں فتنہ برپا ہو تم جس کو چاہو خلیفہ منتخب کر لو، عبدالرحمن نے جواب دیا میں نے اپنے ذہن میں خلیفہ منتخب کر لیا اور رائے قایم کر لی۔ اے لوگو ذرا دم بھر خاموش ہو جاؤ، پھر علی کی طرف مخاطب ہو کر کہا "تم کو اللہ تعالےٰ کی قسم ہے اور وہ درمیان میں ہے کہ تم کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور دونوں خلیفوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کی سیرت کی تعلیم دینا" اس شرط پر خلافت کی بیعت تمہارے ہاتھ پر کیجاتی ہے علی نے جواب دیا "میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کوشش کروں گا اور اپنے مبلغ علم و طاقت

کے موافق عمل پیرا ہونگا" یہ جواب پاکر عبدالرحمن نے عثمان سے مخاطب ہوکر یہی کلمات کہے، عثمان نے کہا "ہاں! میں ایسا ہی کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ" عبدالرحمن نے یہ سنتے ہی سقف مسجد کی طرف سر اٹھایا اور ہاتھ عثمان کے ہاتھ میں اور یہ پڑھتے تھے اللھم اشھد انی قد جعلت ما فی عنقی من ذلك فی عنق عثمان (اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ بیعت خلافت کا بار جو میرے گردن پر تھا اسکو میں نے عثمان کی گردن پر ڈال دیا) اس کے بعد حاضرین بیعت کرنے لگے۔

بیعت عامہ کے بعد اسی دن طلحہ آئے، عثمان کے پاس گئے عثمان نے کہا "تم کو اختیار ہے اگر تم میری بیعت سے انکار کرو تو میں فسخ خلافت کردوں" طلحہ بولے کیا سبھوں نے بیعت کرلی؟ عثمان نے کہا ہاں! طلحہ نے کہا میں اس سے اختلاف نہیں کیا چاہتا جس پر سبھوں نے اتفاق کرلیا ہے میں تمہاری خلافت سے راضی ہوں"

فاروق اعظم کی شہادت کے دوسرے دن عبدالرحمن بن ابی بکر نے عبیداللہ بن عمر سے کہا "میں نے قبل واقعہ شہادت ہرمزان، ابولولو اور جفینہ عیسائی باشندہ حیرہ کو ایک جگہ مشورہ کرتے دیکھا ہے اور یہ خنجر جس سے فاروق اعظم شہید کئے گئے اس کے ہاتھ میں تھا مجھے دیکھکر یہ لوگ خاموش ہوگئے تھے اور خنجر ہاتھ سے گر پڑا تھا۔ عبیداللہ بن عمر کے دل میں ان لوگوں کی عداوت پیدا ہوگئی چنانچہ عبیداللہ نے ہرمزان کو مار ڈالا۔ سعد بن ابی وقاص نے دوڑ کر عبیداللہ کو گرفتار کرلیا۔

اگلے دن دربار خلافت میں مقدمہ پیش ہوا۔ علی نے عبیداللہ کے قتل کی رائے دی۔ عمرو بن العاص نے مخالفت کی اور کہا "یہ مناسب نہیں ہے کل اس کا باپ مارا گیا ہے اور آج لڑکا مارا جائے" عثمان ذی النورین نے کہا میں اس کا ولی ہوں اور اس کا خونبہا ادا کرتا ہوں" یہ کہکر اپنے مال سے خونبہا ادا کردیا اور ممبر پر چڑھ کر ایک پُراثر خطبہ دیا۔ کل حاضرین نے بیعت کی۔

بعد اس کے سعد بن ابی وقاص، کوفہ کے گورنر مقرر کئے گئے، مغیرہ کو حسب وصیت فاروق اعظم معزول کیا۔ معزولی کی وجہ ذوالنورین نے بیان کی، میں نے مغیرہ کو کسی خیانت یا جرم میں معزول نہیں کیا بلکہ فاروق اعظم کی وصیت سے یہ تقرری اور معزولی وجود میں آئی۔

اہل اسکندریہ کی بدعہدی اور فتح بعضوں نے روایت کی ہے کہ جس وقت شام کو خیر آباد کہہ کر ہرقل قسطنطنیہ چلا گیا مسلمانوں نے اسکندریہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن رومیوں کو یہ امر شاق گزرا اور در پردہ وہ اپنے کو ہرقل ہی کا ماتحت سمجھتے اور اس سے خط وکتابت کرتے رہے۔ ۲۵ھ میں ہرقل نے اہل اسکندریہ کے لکھنے پر ایک لشکر بسرداری منویل خصی اسکندریہ روانہ کیا، ساحل اسکندریہ پر ہرقل کا جنگی جہاز لنگر زن ہوا۔ اسکندریہ کے رومی باشندہ ہرقل کی فوج سے مل گئے مگر مقوقس اپنے معاہدہ پر قائم رہا منویل خصی کو اسکندریہ میں داخل ہونے دیا، اس سبب سے ہرقلی لشکر نے مصر کا رخ کیا۔ عمرو بن العاصی کو اس کی خبر لگی اسلامی لشکر لیکر مقابلہ پر آئے اور نہایت سختی سے ہزیمت دے کر اسکندریہ تک تعاقب کرتے چلے گئے اسکندریہ میں پہونچکر بہت بڑا معرکہ پیش آیا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومیوں کے بشیار سپاہی معرکہ میں کام آ گئے اُن کا سپہ سالار منویل خصی، مارا گیا۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد اہل اسکندریہ نے درخواست پیش کی کہ منویل خصی نے وقت روانگی مصر ہم لوگوں کے مال واسباب چھین لئے تھے اور ہم لوگ آپ کے عہد و ذمہ میں تھے عمرو بن العاصی نے ان لوگوں سے شہادتیں لیں جس جس نے اپنے اپنے مال و اسباب کو پہچانا اور شہادت سے اُس کو ثابت کر دیا عمرو بن العاصی نے اُس کو فوراً واپس کر دیا اور شہر پناہ منہدم کر کے مصر کو واپس آ گئے۔

صلح ارمینیہ و آذربائیجان ۲۵ھ میں عثمان ذوالنورین نے سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا باعث یہ ہوا کہ سعد بن ابی وقاص نے عبداللہ بن مسعود سے بیت المال سے کچھ قرض لیا تھا تھوڑے دنوں بعد عبداللہ ابن مسعود نے تقاضا کیا سعد اس کو ادا نہ کر سکے حیلہ وحوالہ سے ٹالنے لگے بحث بڑھی ایک نے دوسرے کو سخت وسست کہا باہم عداوت ہو گئی۔ عثمان ذوالنورین کو یہ خبر پہونچی، سعد کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مامور کیا۔ بعد اس کے عتبہ بن فرقد کو آذربائیجان کی حکومت سے

معزول کیا ان کا معزول ہونا تھا کہ اہل آذربائیجان باغی ہو گئے۔ ولید بن عقبہ نے ان پر فوج کشی کی مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن شبیل احمسی تھے۔

اسلامی لشکر نے اہل موقان، برزند اور طیلسان پر دھاوا کیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے لڑنے والوں کو قید کر لیا۔ اہل آذربائیجان نے یہ رنگ دیکھ کر صلح کی درخواست کی چنانچہ حذیفہ کے قرارداد خراج آٹھ سو درہم سالانہ پر صلح کر کے اسی وقت یہ رقم وصول کر لی۔ بعد اس کے متعدد سرایا اطراف وجوانب کی طرف روانہ کیا سلمان بن ربیعہ باہلی بارہ ہزار فوج لے کر ارمینیہ کی طرف بڑھے اور وہاں سے مظفر و منصور ولید کی طرف آئے اور ولید کوفہ کی جانب لوٹے اثناء راہ میں جس وقت موصل پہونچے عثمان ذوالنورین کا فرمان ملا، لکھا تھا "معاویہ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ رومیوں نے ایک فوج کثیر سے مسلمانان شام پر خروج کیا ہے لہذا جس مقام پر میرا یہ فرمان تم کو ملے اسی مقام سے دس ہزار فوج مسلمانوں کی مدد پر بھیج دینا" ولید نے اس خط کو امرائے لشکر کے روبرو پڑھ کر سنایا اور سلمان بن ربیعہ کو آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانان شام کی کمک پر روانہ کیا، قتل اور غارت کرتے ہوئے شام کی طرف بڑھے اور حبیب بن مسلمہ کے ساتھ سرزمین روم میں داخل ہوئے بعض مورخوں کا بیان ہے حبیب بن مسلمہ نے معاویہ والی شام سے امداد طلب کی تھی۔ معاویہ نے دربار خلافت میں اطلاع دی کہ "حبیب بن مسلمہ ارمینیہ پہونچ گئے، قالیقلا کو بعد محاصرہ کے فتح کر لیا ہے، اکثر رومی جزیہ دے کر ٹھہر گئے بعض جلا وطن ہو کر چلے گئے، حبیب بن مسلمہ اس کامیابی کے بعد قالیقلا میں ٹھہرے ہیں، بطریق آرمیناقس، بلاد ملطیہ سیواس اور قونیہ سے اسی ہزار فوج جمع کر کے براہ خلیج قسطنطنیہ حبیب پر چڑھ آیا ہے" چنانچہ امیر المومنین عثمان نے سعید بن العاص کو حبیب کی امداد کا حکم دیا اور سعید بن العاص نے سلمان کو چھ ہزار یا آٹھ ہزار کی جمعیت سے حبیب کی امداد پر روانہ کیا، حبیب اور سلمان نے رومیوں کا جی توڑ کر مقابلہ کیا، رومیوں کو شکست ہوئی کامیابی کے بعد حبیب قالیقلا کی طرف لوٹے، راہ

میں بطریق خلاط، عیاض بن غنم کا امان نامہ لئے ہوئے ملا اور اس نے حسب اقرار خراج ادا کیا خلاط سے نکلکر سیرجان پہونچے اس کے والی نے پھر والی اردستان نے صلح کرلی بعد اس کے دبیل کا محاصرہ کیا ایک ہفتہ کے محاصرہ کے بعد اہل دبیل پھر کل اہل بلاد سیرجان نے مصالحت کرلی، اہل شمشاط مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی اسلامی لشکر نے ان کو ہزیمت دے کر ان کے قلعے چھین لئے۔ بعدہٗ بطریق حرزان نے صلح کی درخواست کی، جزیہ مقرر کر کے اس سے بھی مصالحت کرلی تفلیس کا قصد کیا۔ تفلیس اور اس کے قرب وجوار کے متعدد قلعے اور شہر بصلح وامان مفتوح ہو گئے۔

سلمان بن ربیعہ باہلی نے اران پر چڑھائی کی اہل بلیقان، بروعہ اور اس کے کل نواح والوں نے جزیہ دے کر صلح کی۔ اکراد بوشنجان برسر مقابلہ آئے عساکر اسلامیہ نے ان پر بھی فتحیابی حاصل کی بعضوں نے جزیہ دے کر وہیں سکونت اختیار کی اور بعضے جلا وطن ہو کر نکل گئے پھر شہر شمکور (جس کا نام بعد کو متوکلیہ ہوا) کو فتح کر کے قلیہ کیطرف گئے اور اس پر قبضہ حاصل کر کے کسکر کا رخ کیا والی کسکر نے اپنے کو مقاومت سے معذور سمجھکر جزیہ پہ صلح کرلی۔ غرض سلمان، شروان اور کل بلاد جبال پر باب تک نہایت آسانی سے قبضہ حاصل کر کے واپس ہوئے۔

بعد ان واقعات کے معاویہ نے روم پر فوجکشی کی اور عموریہ تک بڑھتے چلے گئے رومی لشکر خائف ہو کر انطاکیہ اور طرسوس کے درمیانی قلعے خالی چھوڑ کر بھاگ گیا معاویہ نے اپنے لشکریوں کو انھیں قلعات میں قیام کرنے کا حکم دیا اور انہیں سے بعض کو ویران ومسمار کر دیا

فتح افریقہ

سنہ ۲۶ھ میں امیر المومنین عثمان نے عمرو بن العاص کو مصر کے محکمہ مال (بورڈ آف ریونیو) کی خدمت سے معزول کر کے عبداللہ بن ابی سرح کو مامور کیا چند دنوں بعد عبداللہ بن ابی سرح نے عمرو بن العاص کی شکایت لکھی امیر المومنین عثمان نے عمرو بن العاص کو بلا لیا اور عبداللہ بن ابی سرح کو ملکی وجنگی صیغوں کی حکومت دیکر افریقہ پر فوجکشی کا حکم دیا۔

اس سے پیشتر سنہ ۲۱ھ میں عمرو بن العاص نے مصر سے برقہ کا رخ کیا تھا اور وہاں کے رہنے والوں سے تیرہ ہزار دینار جزیہ دیکر صلح کر لی تھی پھر عمرو بن العاص نے طرابلس پر چڑھائی کی تھی کئی مہینہ تک محاصرہ کئے رہے۔ طرابلس کا شہر پناہ تین طرف سے پختہ بنا ہوا تھا، دریا کی جانب شہر پناہ کی دیوار نہ تھی اثنا رجنگ میں مسلمانوں نے یہ امر معلوم کر کے ایک روز حملہ کر دیا اور بزور تیغ شہر میں داخل ہو گئے رومیوں کو سوائے کشتیوں کے کسی نے پناہ نہ دی جتنے رومی شہر میں تھے ان میں سے معدودے چند جانبر ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے جی کھول کر لوٹا رومی کشتیوں پر سوار ہو کر شہر صبرہ چلے گئے مسلمانوں نے صبح ہوتی صبرہ پر دھاوا کر دیا اور اس کو بھی بزور تیغ فتح کر کے طرابلس کی فتح کی تکمیل کر لی۔

برقہ میں لواتہ یعنی بربر رہتے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ بربر اپنے بادشاہ جالوت کے قتل کے بعد مغرب کی طرف چلے گئے تھے اور لوبیہ و مراقیہ میں پہونچکر منتشر ہو گئے تھے پس زناتہ و مغیلہ (بربر کے دونوں قبیلے) ملک مغرب بلاد جبال میں اور لواتہ برقہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے یہ مقامات زمانہ قدیم میں انطابلس کے نام سے مشہور تھے۔ پھر بربر قیام مغرب کے بعد اطراف و جوانب میں منتشر ہو کر سوس تک پہونچ گئے اور ہوارہ شہر لبدہ میں نفوسہ شہر صبرہ میں جا کر مقیم ہوئے، رومی وہاں سے جلاوطن ہو کر نکل گئے ایک زمانہ تک یہ خود مختار رہے پھر رومیوں کے ماتحت ہو کر خراج ادا کرتے رہے تا آنکہ عمرو بن العاص نے ان پر چڑھائی کی۔ اہل مغرب نے تیرہ ہزار جزیہ دیکر صلح کر لی۔

سنہ ۲۵ھ میں عثمان ذوالنورین نے عبداللہ بن ابی سرح کو فتح افریقہ پر اس شرط سے مامور کیا "اگر اللہ تعالیٰ کامیابی و فتحیابی عنایت فرمائیگا تو مال غنیمت کے خمس کا خمس (یعنی پانچویں حصہ کا پانچواں حصہ) حسن خدمت کے صلہ میں دیا جائیگا"، لشکر کے ایک حصہ کا عقبہ بن نافع بن عبدالقیس کو دوسرے حصہ کا عبداللہ بن نافع بن حرث کو سردار مقرر کیا دس ہزار کی جمعیت سے سرداران عساکر اسلامی نے افریقہ کا رخ کیا سرحد افریقہ پر پہونچکر

لڑائی کا نیزہ گاڑا گیا۔ باشندگان سرحد نے جزیہ دیکر صلح کر لی۔ بعد اس کے عبداللہ بن ابی سرح نے اندرونی حصہ ملک افریقہ میں داخل ہونے کی دربار خلافت سے اجازت طلب کی۔ عثمان ذوالنورین نے ارباب حل وعقد اور جمہور صحابہ سے مشورہ طلب کرکے مدینہ منورہ سے ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عمرو بن العاص، ابن جعفر، حسن، حسین اور ابن الزبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تھے

۲۶ھ میں یہ لوگ عبداللہ بن ابی سرح کے ساتھ افریقہ پہونچے، برقہ میں عقبہ بن نافع معہ عساکر اسلامی آملے، اور بالاتفاق طرابلس کیطرف بڑھے رومیوں نے طرابلس سے لشکر مقابلہ کیا میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا رومی طرابلس چھوڑ کر بھاگ گئے، عساکر اسلامی نے قبضہ کرکے افریقہ کا رخ کیا اور متعدد فوجیں افریقہ کے شہروں کے سر کرنے کو روانہ کیں۔

افریقہ کا بادشاہ جرجیر نامی طرابلس اور طنجہ کے درمیانی شہروں پر حکمرانی کر رہا تھا، ہرقل کا ماتحت اور خراج گزار سمجھا جاتا تھا پس جب اس کو یہ خبر پہونچی تو اس نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج جمع کرکے شہر سبیطلہ (جو افریقہ کا دارالسلطنت تھا) سے ایک شبانہ روز کی مسافت پر پہونچکر مورچہ قائم کیا عبداللہ بن ابی سرح نے جرجیر کو اسلام کی دعوت دی، جرجیر نے انکار کیا جزیہ دینے کو کہا اس کو بھی منظور نہ کیا اکڑ گیا مسلمانوں نے صف آرائی کی اور نہایت تیزی سے لڑائی شروع کردی۔

اس اثناء میں ایک مدت گزر گئی بعد مسافت کیوجہ سے کوئی خبر نہ معلوم ہوئی، عثمان ذوالنورین نے گھبرا کر عبدالرحمن بن الزبیر کو ایک دستہ فوج کے ساتھ بطور کمک کے روانہ کیا، عساکر اسلامی نے ان کے پہونچنے سے فرط مسرت سے تکبیر کے نعرے بلند کئے جرجیر نے تکبیر کی آواز سنکر سبب دریافت کیا، معلوم ہوا کہ ایک تازہ دم فوج مسلمانوں کی مدد کو مدینہ منورہ سے آئی ہے جرجیر کو اس سے سکتہ ہو گیا، عبدالرحمن بن زبیر اگلے دن میدان جنگ میں گئے عبداللہ بن ابی سرح کو نہ پایا دریافت کیا " معلوم ہوا کہ جرجیر نے منادی کرادی ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر کاٹ

لائیگا اس کو اس صلہ میں ایک لاکھ دینار میں دونگا اور اُس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دوں گا"
اس وجہ سے ابن ابی سرح میدان جنگ میں نہیں آئے ابن زبیر نے یہ سنکر عبداللہ بن ابی سرح سے کہا "تم بھی اپنے لشکر میں منادی کرادو" جو شخص جرجیر کا سر لائیگا میں اس کو مال غنیمت سے ایک لاکھ دینار دونگا اور جرجیر کی لڑکی سے اُس کا نکاح کر دونگا اور اُس کے ملک کا حاکم بنا دونگا" جرجیر یہ خبر سنکر بیحد گھبرایا لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا پھر عبداللہ بن زبیر نے ابن ابی سرح کو یہ رائے دی کہ کارآزمودہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ کو خیموں میں رہنے دو اور باقی فوج کو لیکر مقابلہ پر جاؤ رومیوں سے جی کھولکر لڑو تا آنکہ رومی تھک کر اپنے کیمپ کیطرف واپس ہوں اور اسلامی فوجیں بھی اپنے فرودگاہ کی جانب لوٹیں اُس وقت وہ کارآموزدہ فوجیں جو خیموں میں ہیں شمشیر بکف ہوکر رومیوں پر ٹوٹ پڑیں شاید اللہ جلشانہ رومیوں پر فتح عنایت فرمائے ورنہ اس صورت سے جیساکہ تم لڑتے ہو لڑائی ختم ہوتی نظر نہیں آتی" سرداران صحابہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور اگلے دن ایسا ہی انتظام کیا۔ صبح سے زوال تک ایک گروہ لڑتا رہا فریقین تھک کے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے ابن زبیر نے جو اسی وقت وموقع کے منتظر تھے اُس دستہ فوج کو لیکر حملہ کر دیا جو پہلے سے خیموں میں ٹھہرا دیا گیا تھا رومیوں نے بھاگ کر اپنے خیموں میں پناہ لی لیکن اُن جان باختوں کو خیموں نے بھی پناہ نہ دی مسلمانوں نے قتل وقید کرنا شروع کردیا' ابن زبیر نے بڑھ کر جرجیر کو ایک ہاتھ سے صاف کر دیا لڑائی ختم ہونے پر جرجیر کی لڑکی گرفتار ہوگئی ابن زبیر نے حسب اعلان اس کو لے لیا۔

کامیابی کے بعد عبداللہ ابن ابی سرح نے شہر سبیطلہ کا محاصرہ کیا تھوڑے دنوں کے بعد فتح ہوگیا۔ بیحد وبیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا سواروں کو تین تین ہزار اور پیادوں کو ہزار ہزار ملے۔
عساکر اسلامی فتح کرتے ہوئے قفصہ کی سرحد تک پہونچکر قلعہ اجم کا محاصرہ کیا جس کو اہل افریقہ نے فوج وآلات حرب سے مستحکم کر رکھا تھا اور اس کو امان کے ساتھ فتح کیا بعدہ اہل افریقہ نے دس لاکھ پانچسو دینار جزیہ دے کر مصالحت کرلی۔ ابن زبیر بشارت کی فتح خبر اور خمس لیکر

مدینہ منورہ آئے جس کو مروان بن الحکم نے پانچ لاکھ کو خرید لیا بعضے کہتے ہیں کہ افریقہ کا خمس اس کو دیا گیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ابن ابی سرح کو افریقہ کی پہلی لڑائی کا خمس الخمس دیا گیا تھا۔

ایک برس تین مہینے کے بعد عبداللہ بن ابی سرح، افریقہ سے مصر واپس آئے ہرقل نے یہ سنکر کہ اہل افریقہ نے وہ خراج جو اس کو دیتے تھے مسلمانوں کو دے کر صلح کر لی، ایک بطریق خراج مقررہ وصول کرنے کے لئے افریقہ روانہ کیا۔ بطریق نے قرطاجنہ میں پہونچکر اہل افریقہ سے خراج موعودہ طلب کیا اہل افریقہ نے انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ "تم نے ہماری اُس وقت کچھ مدد نہیں کی جس وقت ہم پر اسلامی لشکر آپڑا تھا لہٰذا ہم خراج نہ دیں گے" بطریق نے ان کے عذر کو قبول نہ کیا باہم لڑائی ہوئی بالآخر بطریق نے اس کو ہزیمت دی۔ جس کو اہل افریقہ نے بعد جرجیر کے اپنا بادشاہ بنایا تھا وہ بھاگ کر شام چلا آیا اور یہ وہ زمانہ تھا کہ بعد علی ابن ابیطالب کے لوگوں نے معاویہ امیر شام کی بیعت کر لی تھی پس انھوں نے ایک لشکر بسرداری معاویہ بن خدیج سکونی افریقہ روانہ کیا۔ اسلامی لشکر اسکندریہ پہونچگیا تھا کہ رومی بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ معاویہ بن خدیج منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے افریقہ میں داخل ہوئے اور قمونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے تیس ہزار فوج کو مقابلہ پر بھیجا معاویہ نے ہزیمت دیکر قلعہ جلولاء کا محاصرہ کر لیا، چاروں طرف سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری کرنے لگے تا آنکہ ایک طرف کی فصیل گر پڑی اسلامی لشکر نے اللہ اکبر کے نعرہ بلند کیا اور شمشیر بکف ہوکر گھس پڑا جس قدر مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور قرب و جوار کے قلعات کو متعدد سرایا بھیجکر فتح کر لیا جب کل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی تو مصر واپس ہوا۔

جس وقت ابن ابی سرح، افریقہ سے جو کچھ حاصل کرنا تھا حاصل کر کے مصر واپس آئے قسطنطین بن ہرقل چھ سو کشتیاں لے کر اسکندریہ پر چڑھ آیا چنانچہ ایک طرف سے اسلامی فوجیں براہ دریا ابن ابی سرح کے ساتھ اور دوسری طرف سے معاویہ بن ابی سفیان، شامی لشکر کو لیکر مقابلہ پر آئے رات جوں توں فریقین نے امید و بیم میں گزاری صبح ہوتے ہی عساکر اسلامی نے صف آرائی کی قسطنطین نے فوج کو کشتیوں سے خشکی پر اُتار کر حملہ کی غرض سے آگے بڑھایا صبح سے ظہر تک مت

لڑائی ہوتی رہی بالآخر قسطنطین زخمی ہوکر معدودے چند رومیوں کو لیکر شکست کھا کر صقلیہ چلا گیا اور وہاں لوگوں کو اپنی ہزیمت سے آگاہ کیا اہل صقلیہ نے اس کی ہزیمت سے ناراض ہوکر اسکو حمام میں قتل کر ڈالا۔

یہ لڑائی ۲۸ھ اور بعضے کہتے ہیں کہ ۳۳ھ میں ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

فتح قبرس ابو عبیدہ نے حالت احتضار میں اپنے صوبجات مفوضہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا تھا یہ اُن کے چچازاد اور خالہ زاد بھائی ہوتے تھے بعضوں نے لکھا ہے کہ ابو عبیدہ نے معاذ بن جبل کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا بہرکیف بعد انتقال ابو عبیدہ عیاض بن غنم نے سعد بن خذیم جمحی کو اپنا جانشین کیا جب یہ انتقال کر گئے تو امیر المومنین فاروق اعظم نے عمیر بن سعید انصاری کو اور بعد وفات یزید بن ابی سفیان دمشق پر معاویہ بن ابی سفیان کو مامور کیا پس معاویہ دمشق اور اردن کے حاکم رہے تاآنکہ فاروق اعظم شہید ہو گئے اور یہ انتظام ایسا ہی رہا اور عمیر حمص و قنسرین کے گورنر رہے پھر زمانہ خلافت عثمان بن عفان میں عمیر نے استعفاء داخل کیا تو حمص اور قنسرین بھی معاویہ کے دائرہ حکومت میں شامل کر دیا گیا اور بعد وفات عبدالرحمٰن بن ابی علقمہ عثمان ذوالنورین نے فلسطین کو بھی معاویہ کے سپرد کر دیا پس رفتہ رفتہ خلافت عثمان بن عفان کے دوسرے برس تک معاویہ کل اضلاع شام کے حاکم ہو گئے

معاویہ نے عہد خلافت فاروقی میں حمص سے قبرس پر فوجکشی کی اجازت طلب کی تھی لکھا تھا کہ حمص سے قبرس اس قدر قریب ہے کہ اہل حمص، قبرس کے کتوں کا بھونکنا اور مرغوں کا بولنا سنتے ہیں، فاروق اعظم نے عمرو بن العاص سے قبرس کی کیفیت اور سفر دریا کی حالت دریافت فرمائی عمرو بن العاص نے لکھا "انی رایت خلقا کبیرا یرکبہ خلق صغیر لیس الا السماء والماء ان رکد خرق القلوب وان تحرک ازاغ العقول یزداد فیہ الیقین قلۃ والشک کثرۃ وراکبہ دود علی عود ان مال غرق وان نجا برق (ترجمہ میں نے دیکھا ہے کہ معدودے چند آدمی ایک گروہ کثیر کو سوار کر کے لیجاتے ہیں، سوائے آسمان اور پانی کے کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اگر دریا روانی سے ٹھہر گیا تو پریشانی بڑھ گئی اور موجزن ہو گیا تو اوسان جاتے رہے کامیابی کی اُمید کم خطرہ کا اندیشہ زیادہ اس کا

سفر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کیڑہ ایک لکڑی پر بیٹھا ہو لکڑی ٹوٹ گئی تو بیچارہ کیڑا ڈوب گیا اور اگر صحیح وسلامت بچ گئی تو چمک اوٹھا) فاروق اعظم نے اس مضمون سے مطلع ہو کر معاویہ کو لکھا والذی بعث محمداً صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لا احمل فیہ مسلماً ابداً وقد بلغنی ان بحر الشام یشرف علی اطول شئ من الارض فیستاذن اللہ کل یوم دلیلۃ فی ان یغرق الارض فکیف احمل الجنود علی ھذا الکافر وباللہ لمسلم واحد احب الی مما حوت الروم فایاک ان تعرض لی فی ذالک فقد علمت مالقی العلاء منی (ترجمہ اس ذات کی قسم ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں لشکر اسلام کو ہرگز سفر دریا کی اجازت نہ دونگا میں نے سنا ہے کہ دریائے شام زمین کے زیادہ حصہ کو دبائے ہے ہر روز اللہ تعالیٰ سے زمین کو ڈبو دینے کی اجازت طلب کرتا ہے ایسی حالت میں لشکر اسلام کو میں اس کافر کے سفر کی کسطرح اجازت دوں واللہ ایک مسلم سارے ملک روم سے مجھے زیادہ محبوب ہے خبردار ایسی جرأت نہ کرنا۔ تم کو معلوم ہے جو میں نے علاء کے ساتھ کیا تھا) اس بنا پر قبرس کا جہاد ملتوی ہو گیا، فاروق اعظم شہید ہوگئے اور عثمان ذوالنورین سریر خلافت پر متمکن ہوئے تب پھر معاویہ نے براہ دریا جہاد کرنے کی اجازت چاہی عثمان ذوالنورین نے اجازت دی لیکن اس شرط سے کہ جسکا جی چاہے وہ اس جہاد میں شریک ہو، کوئی شخص مجبور نہ کیا جائے چنانچہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے ایک گروہ جانے پر راضی ہوا ازانجملہ ابوذر، ابوالدرداء، شداد بن اوس، عبادۃ بن الصامت اور اُن کی بیوی ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہم تھے عبداللہ بن قیس (حلیف بنو فرازہ) اِن مجاہدوں کے سردار مقرر کئے گئے چنانچہ لشکر اسلام ملک شام سے اللہ کا نام لے کر قبرس کی طرف روانہ ہوا۔ مصر سے عبداللہ بن ابی سرح بھی اُن لوگوں سے آملے۔

اہل قبرس نے سات ہزار دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی لیکن اسکی اجازت لیلی کہ اہل قبرس اسی قدر رومی بادشاہ کو بھی دیا کرینگے، مسلمان اس سے معترض نہوں اور مسلمان ان کے سوا جس کا قصد کریں گے اہل قبرس مانع نہ ہوں گے اور نیز اہل قبرس۔ دشمنان۔ اسلام (رومیوں)

کی جاسوسی کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے ملک سے دشمنان اسلام کی طرف جانے کا راستہ دیدینگے یہ فوجکشی ۲۸ھ اور بعضے کہتے ہیں ۲۹ھ اور بروایت بعض ۳۳ھ میں ہوئی تھی ام حرام کا انتقال اسی واقعہ میں ہوا جس وقت دریا سے خشکی پر ام حرام اتریں گھوڑا بدک کر بھاگا، گر پڑیں، گردن ٹوٹ گئی، رسول اللہ صلعم نے اس کی پیشین گوئی کی تھی۔

فتح قبرس کے بعد عبداللہ بن قیس براہ دریا پچاس لڑائیاں لڑے جس میں ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا ایک روز ساحل مرقا (سرزمین روم) پر اتر پڑے۔ کفار ٹوٹ پڑے، شہید کر ڈالا، ملاح بھاگ کر اسلامی لشکر میں آیا، سفیان بن عوف ازدی نے جس کو عبداللہ بن قیس نے امیر البحر مقرر کیا تھا اہل مرقا پر فوجکشی کی لڑائی ہوئی ہزاروں سے زیادہ اہل مرقا اور ایک گروہ مسلمانوں کا اس لڑائی میں کام آیا، اسی لڑائی میں خود بھی شہید ہو گئے۔

اہل فارس و خراسان کی بغاوت اور فتح

سریر خلافت پر متمکن ہوئے امیر المومنین عثمان کو تین برس ہو چکے تھے کہ اہل آمد اور اکراد نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا ابوموسیٰ یہ خبر پا کر بصرہ سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے نکلے اپنے اسباب کو چالیس خچروں پر بار کر کے قصر سے نکالا حالانکہ لوگوں کو پیادہ پا جہاد کرنے پر آمادہ کیا تھا اور عساکر اسلامی نے اسکو بطیب خاطر منظور کیا تھا لشکریوں نے خچروں کو دیکھ کر اعتراض کیا ابوموسیٰ نے ترشروئی سے جواب دیا معترضین سیدھے امیر المومنین عثمان کے پاس گئے ابوموسیٰ کی شکایت کی (شکایت کرنے والوں اور مخالفوں کا سردار غیلان بن خرشہ تھا) چنانچہ بعد تحقیق حال ابوموسیٰ کو معزول کر کے عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کو حکومت بصرہ پر مامور کیا۔

عبداللہ بن عامر، امیر المومنین عثمان کا ماموں زاد بھائی تھا اس وقت اس کی عمر تقریباً پچیس برس کی رہی ہوگی۔ اس کو ابوموسیٰ کے لشکر کی اور عثمان بن العاص ثقفی والی عمان و بحرین کے لشکر کی سرداری دی گئی اور انتظاماً عبیداللہ بن معمر کو خراسان سے فارس کی گورنری پر تبدیل کیا اور خراسان کی حکومت پر عمیر بن عثمان بن سعد کو متعین کیا چنانچہ عمیر

نے نہایت تیزی اور سختی سے فرغانہ تک دبالیا کسی شہر و قریہ کو بغیر اصلاح کے باقی نہ چھوڑا بعد ازاں اوایل سنہ ۳۲ھ خلافت میں امیر بن احمر یشکری خراسان کی گورنری پر عبدالرحمٰن بن عبس کرمان کی حکومت پر مامور ہوا۔ آخر سنہ ۳۲ھ خلافت میں سجستان کی گورنری عمران بن الفضیل برجمی کو اور کرمان کی حکومت عاصم بن عمرو کو دی گئی۔

اہل فارس، ان تبدیلیوں کو اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھکر باہم سازش کرکے بغاوت پر آمادہ ہوگئے لشکر کو مرتب و آراستہ کرکے مقابلہ پر آئے، عبیداللہ بن معمر نے اصطخر کے دروازہ پر صف آرائی کی اتفاق یہ کہ عبیداللہ بن معمر شہید ہوگئے اور ان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن عامر یہ خبر پاکر لشکر بصرہ کو لیکر اہل فارس کی سرکوبی کو بڑھے۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر عثمان بن العاصی، میمنہ اور میسرہ پر ابوبرزۃ الاسلمی اور معقل بن یسار، سواروں پر عمران بن حصین تھے اصطخر میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ ایک بہت بڑی خونریز و خوفناک لڑائی کے بعد اہل فارس شکست کھاکر بھاگے، ہزاروں ایرانی مارے گئے مسلمانوں نے اصطخر کو فتح کرکے دارابجرد کا رخ کیا اور وہاں سے کامیاب ہوکر شہر جور (یعنی اردشیر) کیطرف بڑھے جس کا ہرم بن حبان محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن عامر کے آتے ہی جور[۱] فتح ہوگیا لیکن اہل اصطخر میں

---

[۱] جور کا محاصرہ کئے ہوئے ایک مدت گزر چکی تھی لیکن فتح نہ ہوتا تھا اکثر ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ کچھ لوگ محاصرہ پر رہ گئے ہیں اور کچھ حصہ لشکر کا اصطخر کے اطراف میں بغاوت دور کرنے کو چلا جاتا تھا اور بغاوت فرو کرنیکے بعد، جور لوٹ آتا تھا امیر لشکر ہرم بن حیان دن بھر روزہ رکھے دشمنوں سے لڑتے تھے اور شام کو افطار کرکے نماز میں مصروف ہوجاتے تھے ایک ہفتہ تک روزہ پہ روزہ رکھکر ڈالتے رہے بعد ہفتہ جب ضعف زیادہ آگیا تو خادم سے کہا تجھکو کیا ہوگیا کہ میں پانی سے افطار کرکے روزہ پر روزہ رکھتا ہوں اور تو کھانا نہیں دیتا۔ خادم نے کہا میرے امیر میں برابر آپ کے کہنے کے مطابق کھانا رکھ جاتا ہوں کبھی میں نے ناغہ نہیں کیا ہرم کو یہ سنکر سخت تعجب ہوا اگلے روز خادم کھانا رکھکر علیحدہ چھپکر جا بیٹھا، دیکھتا کیا ہے کہ ایک کتا شہر کی طرف سے آیا اور کھانا اٹھاکر (بقیہ صفحہ ۱۷۴ پر)

پھر بغاوت پھوٹ نکلی۔ عبداللہ بن عامر مجبور ہو کر اصطخر کی طرف لوٹے اور ایک محاصرہ طویل کے بعد بزور تیغ اُس کو فتح کیا۔ ایران کے خاندانی امراء اور نامی نامی سواران فارس کو قتل کر ڈالا کیونکہ ان لوگوں نے اس کو اپنا ملجا بنا رکھا تھا اور ایرانیوں کو اس درجہ پائمال کیا کہ اس کے بعد ان کو ذلت کے سوا عزت حاصل نہ ہوئی۔

امیر المومنین عثمان کو فتح کی بشارت لکھی۔ دارالخلافت مدینہ سے حکم صادر ہوا[۱] بلاد فارس پر ہرم بن حیان لشکری، ہرم بن حیان عبدی، حریث بن راشد اور اُن کے بھائی منجانب بن راشد (از بنی سامہ) اور برجان ہجی کو مامور کرو اضلاع خراسان میں احنف بن قیس، مرو پر حبیب بن قرہ یربوعی، بلخ پر خالد بن عبداللہ بن زبیر ہرات پر امیر بن احمر لشکری، طوس پر، قیس بن ہبیرہ سلمی نیشاپور پر متعین و مامور کئے جائیں پھر بعد چندے کل خراسان کا قیس بن ہبیرہ کو اور سجستان کا امیر بن احمر لشکری کو گورنر مقرر کیا اور بعد قیس کے عبدالرحمن بن سمرہ کو (یہ بھی ابن عامر بن کریز کے عزیز تھے) مامور کیا چنانچہ تاشہادت عثمان یہ اسی عہدہ پر رہے کرمان کی گورنری پر عمران، فارس کی گورنری پر عمیر بن عثمان بن مسعود اور مکران کی حکومت پر ابن کریز قشیری مامور ہوئے بعد شہادت امیر المومنین عثمان قیس بن ہبیرہ اور اُن کے چچا عبداللہ بن حازم سے لڑائی چھڑ گئی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے۔

مہم فارس سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ابن عامر کو خراسان کی طرف بڑھنے کی رائے دی اس وجہ سے کہ اُس اطراف میں بھی بغاوت پھوٹ نکلی تھی چنانچہ ابن عامر خراسان کی طرف گئے اور بعضے کہتے ہیں بصرہ لوٹ آئے تھے، روانگی کے وقت فارس پر شریک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۰) چلا خادم پیچھے ہو لیا رفتہ رفتہ کتا ایک نابدان سے شہر میں گھس گیا۔ خادم نے لوٹ کر ہرم کو اس راستہ سے آگاہ کیا عساکر اسلامی اس کو غیبی امداد سمجھ کر عین جنگ کے وقت اسی نابدان سے شہر میں گھس پڑے اور بزور تیغ فتح کر لیا۔

بن الاعور حارثی کو اپنا نائب مقرر کیا تھا پس انھوں نے اس کی مسجد بنوائی۔ الغرض بصرہ پہونچے تو احنف بن قیس، حبیب بن اوس نے خراسان پر فوجکشی کی رائے دی ابن عامر نے زیاد ابن عامر کو اپنا نائب بنایا اور ایک فوج جرار لیکر کرمان کیطرف روانہ ہوئے کرمان والوں نے بھی بغاوت کی تھی ان کی سرکوبی کو مجاشع بن مسعود سلمی کو اور سجستان والوں کو زیر کرنے کو ربیع ابن زیاد حارثی کو روانہ کیا اور خود نیشاپور کا رخ کیا۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر احنف بن قیس تھے انھوں نے طبسین کے دونوں قلعوں کو جو خراسان کے دروازہ تھے بصلح وامان فتح کر لیا۔ کوہستان پر پہونچکر محاصرہ کرکے سنگباری شروع کر دی اس اثناء میں ابن عامر آ گئے چھ لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح ہو گئی بعض کہتے ہیں کہ کوہستان کے مہم کے سردار امیر بن احمر یشکری تھے۔

اس کامیابی کے بعد ابن عامر نے صوبہ نیشاپور پر متعدد فوجیں بھیجیں چنانچہ رستاق رام ہرزاد جیرفت وغیرہ کو بزور تیغ فتح کیا، اسود بن کلثوم (قبیلہ عدی رباب کے تھے) نے بیہق (صوبہ نیشاپور) پر حملہ کیا اتفاق سے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ ہو گیا اسود اسی راہ سے معہ ایک گروہ کے شہر میں داخل ہوئے دشمنان اسلام سوراخ پر آ کر کھڑے ہو گئے خوب گھمسان لڑائی ہوئی، اسود شہید ہوئے لشکر اسلام کا علم ان کے بھائی ادہم بن کلثوم نے سنبھالا اور نہایت مردانگی سے لڑ کر بیہق کو فتح کیا اس اثناء میں ابن عامر نے صوبہ نیشاپور سے بست اسفراین، ارغیان کو فتح کرکے نیشاپور کا رخ کیا ایک مہینہ کامل محاصرہ کئے رہے نیشاپور میں فارس کے چار مرزبان رہتے تھے ان میں سے ایک نے شب کو دروازہ کھولدینے کا اس شرط پر اقرار کیا کہ اس کو امان دیجائے۔ ابن عامر نے یہ شرط منظور کر لی اسلامی فوجیں رات کے وقت شہر میں داخل ہو گئیں، مرزبان اکبر گھبرا کر معہ چند سپاہیوں کے قلعہ بند ہو گیا، عساکر اسلامی نے قلعہ پر دھاوا کیا مرزبان اکبر نے مجبور ہو کر دس لاکھ درہم سالانہ دے کر صلح کر لی۔

کامیابی کے بعد ابن عامر نے نیشاپور پر قیس بن ہیثم سلمی کو مامور کیا، ایک لشکر نسا اور ابیورد اور دوسرا سرخس پر بھیجا اہل نسا و ابیورد نے لشکر اسلام کے پہنچتے ہی جزیہ دے کر مصالحت کر لی باقی رہا سرخس اس کے مرزبان نے بعد دو چار لڑائیوں کے سو آدمیوں کی امان دینے پر شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا اتفاق یہ کہ شمار کے وقت اپنے کو شمار کرنا بھول گیا سردار لشکر اسلام نے اس کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد طوس کا مرزبان آیا اور اس نے چھ لاکھ درہم جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ ہرات کی طرف عبداللہ بن حازم گئے ہوئے تھے ہرات کے مرزبان نے بھی دس لاکھ درہم سالانہ، مرو کے مرزبان نے دو کرور دس لاکھ درہم پر صلح کر لی پھر ابن عامر نے حاتم بن نعمان باہلی کے بعد احنف بن قیس کو طخارستان کی طرف روانہ کیا تھا، راہ میں حاکم دارالجرد نے تین کرور درہم پر صلح کی درخواست پیش کی، احنف نے یہ شرط لگائی "ہمارے زمانہ قیام تک دارالجرد میں کوئی مسلم جا کر اذان دیتا رہے اور صلوٰۃ ادا کیا کرے" دارالجرد کے حاکم نے اس کو منظور کر لیا بعد اس کے احنف مروالروذ پر پہونچے اہل مروالروذ مقابلہ پر آئے، لڑائی ہوئی، احنف نے ان کو شکست دے کر مروالروذ کا محاصرہ کر لیا مرزبان مروالروذ، والی یمن باذان کا عزیز تھا اس نے احنف سے بتوسل باذان صلح کی درخواست کی، چھ لاکھ سالانہ پر مصالحت کر لی گئی بعد اس کے اہل جرجان، طالقان اور فاریاب نے مجتمع ہو کر احنف کا مقابلہ کیا۔ ایک سخت خونریز لڑائی کے بعد پسپا ہو کر بھاگے احنف نے مروروذ پر پہونچکر اقرع بن حابس کو ان لوگوں کے تعاقب میں روانہ کیا جو میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان میں جا چھپے تھے اقرع نے جرجان کو بزور تیغ اور احنف نے طالقان اور فاریاب کو بصلح فتح کیا بعضے کہتے ہیں کہ فاریاب کو امیر بن احمر نے فتح کیا ہے۔

بعد اس کے احنف نے بلخ پر فوج کشی کی یہ طخارستان کا ایک مشہور شہر ہے اہل بلخ نے چار لاکھ اور بعضے کہتے ہیں کہ سات لاکھ پر مصالحت کر لی احنف نے بلخ پر اسید بن المتشمر کو مقرر کیا اور خود خوارزم کی طرف بڑھے چونکہ اہل خوارزم نے دریائے جیحون کا پل توڑ ڈالا تھا کشتیاں ہٹادی تھیں اس وجہ

سے احنف مجبور ہو کر بلخ واپس آئے، اُسید نے صلح و اقرار کے مطابق مال جمع کر رکھا تھا جسکی اطلاع بذریعہ خط ابن عامر کو دی گئی

مجاشع بن مسعود، اہل کرمان کی بغاوت فرو کرنے پر مامور ہوئے تھے اُنھوں نے اثنا راہ میں ہمید کو لڑ کر فتح کیا اور ایک قصر بنوایا جو اُن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے پھر سیرجان پر پہونچے اور اُس کو بھی نہایت مردانگی سے لڑ کر فتح کیا وہاں کے اکثر رہنے والوں کو جلا وطن کر دیا اور جنھوں نے جزیہ دینا منظور کیا اُن کو امان دے کر رہنے دیا بعد اس کے بزور تیغ جیرفت پر قبضہ حاصل کر کے اطراف و جوانب کرمان کو پامال کرتے ہوئے قفص پہونچے، یہاں پر ایرانیوں کا بہت بڑا مجمع تھا ان میں سے اکثر وہ لوگ تھے جو اطراف و جوانب بلاد سے جلا وطن کر دئے گئے تھے عساکر اسلامی نے کمال دلیری سے حملہ کیا ایرانیوں نے جہاں تک ان کی قوت نے یاری دی حملے کو روکا بالآخر ہزیمت اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگے اکثر ایرانی کشتیوں پر سوار ہو کر کرمان اور سجستان چلے گئے ہزاروں اثنا دار و گیر میں مارے گئے مسلمانوں نے اُن کے مکانات اور آراضیات پر قبضہ کر لیا۔

ربیع بن زیاد حارثی کو ابن عامر نے سجستان کی لڑائی پر مامور کیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو، پس انھوں نے نہایت تیزی سے قطع منازل کر کے قلعہ زالق پر پہونچکر حملہ کیا اور اس کے دہقان کو گرفتار کر لیا اُس نے فدیہ دیکر اپنے کو چھوڑایا اور اہل فارس کی طرح مصالحت کر لی۔ پھر ربیع، کرکویہ کو فتح کرتے ہوئے زرنج کی طرف بڑھے، ایرانیوں نے مقابلہ کیا ربیع نے پہلی ہی لڑائی میں اُنکو شکست دیکر ناشروذ، شرواذ، کو فتح کر کے زرنج کو گھیر لیا اہل زرنج نے بہت بڑے اہتمام سے مقابلہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں نے انکو بھی شکست دے کر پیچھے ہٹایا۔ مرزبان زرنج نے صلح کی درخواست کی اور صلح کی گفتگو کرنے کے لئے اپنی امان حاصل کر کے حاضر ہوا، ربیع نے ایک مقتول پر بیٹھکر دوسرے مقتول پر تکیہ لگایا اور اسی طرح ان کے اور ساتھیوں نے بھی کیا مرزبان زرنج یہ رنگ دیکھکر رعب میں آگیا، ایک ہزار جام طلائی جن کو ایک ہزار لونڈیاں لئے ہوئے تھیں پیش کر کے مصالحت

کرلی، اسلامی لشکر میں داخل ہوا۔ اگلے دن وادی سنارود کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں وہ قریہ ملا جہاں رستم پہلوان اپنا گھوڑا باندھتا تھا اہل قریہ نے تعرض کیا، لڑائی ہوئی، اللہ جلشانہٗ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ پھر ربیع لوٹ کر زرنج میں آئے اور ایک برس کے قیام کے بعد ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ابن عامر کے پاس چلے گئے جس کو اہل زرنج نے نکال دیا اور اور خراج مقررہ نہ دیا تھا۔

ربیع ڈیڑھ برس تک عامل رہے اس اثنا میں چالیس ہزار مشرکوں کو قید کیا حسن بصری ان کے کاتب تھے۔

بعد اس کے ابن عامر نے بحستان پر عبدالرحمٰن بن سمرہ کو مقرر کر کے روانہ کیا اہل زرنج نے محاصرہ طویل کے بعد مجبور ہو کر دو لاکھ درہم اور دو لاکھ لونڈیاں دے کر مصالحت کرلی، عبدالرحمٰن نے آہستہ آہستہ زرنج اور کش (سرحد ہند) کے درمیانی شہروں اور کش سے وادین (اطراف سیخ) تک پر کہیں بزور تیغ اور کہیں بصلح وامان قبضہ کر لیا خاص شہر وادین میں پہنچکر جبل زور میں کفار کا محاصرہ کیا کفار نے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی عبدالرحمٰن نے مصالحت کرلی زور کے بتخانہ میں داخل ہوئے زور ایک بت کا نام تھا جس کا جسم سونے کا اور آنکھیں یاقوت کی تھیں، عبدالرحمٰن نے آنکھیں نکال لیں اور ہاتھ کاٹ کر مرزبان سے مخاطب ہو کر بولے "مجھکو اس سونے چاندی، جواہرات سے کوئی غرض نہیں ہے تو یہ لیلے میں نے یہ فعل محض اس لئے کیا ہے کہ تجھ پر یہ امر ظاہر ہو جائے کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع"۔

فتح کابل وزابلستان اس مہم سے فارغ ہو کر عبدالرحمٰن نے بلاد غزنی پر چڑھائی کی، کابل[۵۱] و

---

[۵۱] جنگ کابل میں اسلامی لشکر کے افسر اعلیٰ عبدالرحمٰن بن سمرہ تھے، مقدمۃ الجیش عباد بن الحصین کی ماتحتی میں تھا۔ مدتوں محاصرہ کئے ہوئے منجنیقوں سے سنگباری کرتے رہے لیکن کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا تاآنکہ کثرت سنگباری سے ایک بہت بڑا راستہ ہو گیا عباد بن الحصین رات بھر (باقی نوٹ صفحہ ۱۷۹ میں)

زابلستان بصلح و امان فتح ہو گیا، زرنج واپس آئے اور وہیں ٹھہرے رہے تاآنکہ امیر المؤمنین عثمان کی خلافت میں تزلزل پیدا ہوا، انہیں دنوں عبدالرحمٰن نے زرنج پر سیر بن احمر کو اپنا نائب بنا کر مدینہ منورہ چلے آئے، عبدالرحمٰن کے واپس ہوتے ہی اہل زرنج نے عہد شکنی کی اور عمیر بن احمر کو شہر سے نکال دیا۔

چونکہ ابن عامر کے ہاتھوں فارس، خراسان، کرمان اور سجستان وغیرہ کی فتح کی تکمیل ہوئی تھی اس وجہ سے لوگوں نے کہا "جس قدر فتوحات تمہارے زور بازو سے ظہور میں آئے اس قدر اور کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی" ابن عامر نے جواب دیا بیشک! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ ایسے ناچیز بندہ کے ہاتھ سے اس قدر شہروں کو مفتوح کیا میں اس شکریہ میں اسی مقام سے عمرہ کا احرام باندھ کر روانہ ہونگا چنانچہ خراسان پر قیس بن الہثیم کو مامور کر کے نیشاپور سے احرام باندھ کر امیر المومنین عثمان کے پاس آئے اور حج کیا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۸) لڑتے رہے دشمنان اسلام اس راستہ کو نہ بند کر سکے صبح کے وقت اہل شہر ہاتھیوں کا جھنڈ لئے ہوئے بقصد مقابلہ نکلے، عبداللہ بن حازم سلمی نے مردانہ وار بڑھ کر ہاتھی پر حملہ کیا، ہاتھی نے انکو اپنی سونڈ میں جوں ہی لیا عبداللہ بن حازم نے ایسی تلوار چلائی کہ سونڈ بدن سے علیحدہ ہو کر جا گرا سوار ان فیل نے نیزہ چلایا عبداللہ بن حازم نے وار خالی دیا سوار نیچے آ رہے عبداللہ بن حازم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جسکو عساکر اسلامی نے سنکر دوہرا دیا فریق مخالف میں ہل چل پڑ گئی بدحواسی کے عالم میں ایسے بھاگے کہ راستہ نہ بند کر سکے لشکر اسلامی قتل و غارت کرتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا ابو مخنف کہتے ہیں کہ ہاتھی کو مہلب نے مارا تھا حسن بصری کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ ایک شخص ہزار آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن میں نے دیکھا کہ عباد بن الحصین ایسا ہی ہیں" الغرض عبدالرحمٰن کابل فتح کر کے خشک کیطرف بڑھے اہل خشک نے ڈر کر صلح کا پیام دیا عبدالرحمٰن نے مصالحت کر کے رخج کا رخ کیا اور ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح کر کے زابلستان کیطرف گئے اور اسکو بھی لڑ کر فتح کیا اس اثناء میں اہل کابل نے بدعہدی کی عبدالرحمٰن نے پہونچکر ان کو پھر زیر کیا۔

قیس بن الہثیم، بعد روانگی ابن عامر طخارستان کی طرف گئے اور اس کے شہروں کو بلا کسی روک ٹوک کے اپنے قبضہ میں کر لیا البتہ سجار والوں نے مقابلہ کیا، لڑائی ہوئی قیس نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کر لیا۔

سعید بن العاص کوفہ میں امیر المومنین عثمان نے اپنے ابتدا زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ کو بنو تغلب اور جزیرہ کی حکومت سے تبدیل کر کے کوفہ کی گورنری دی تھی اور اسی زمانہ میں ابوزبید شاعر بھی اپنے اعزہ واقارب بنو تغلب سے قطع تعلق کر کے ان کے ساتھ کوفہ چلا آیا تھا، ابوزبید عیسائی مذہب کا پابند تھا انھیں کے ہاتھ پر اسلام لایا انھیں کے ساتھ رہا لیکن باوجود مسلمان ہونے کے اس کی عادت شراب خواری کی نہ گئی، بعض عوام الناس اس کی صحبت کیوجہ سے ولید پر شراب خواری کا الزام لگاتے ہیں اسی اثناء میں قبیلہ ازد کے چند نوجوانوں نے خزاعہ کے ایک شخص کو رات کے وقت اس کے گھر میں عداوۃً قتل کر ڈالا، ابو شریح خزاعی نے موقع کی شہادت دی۔ ولید نے قاتلوں کو دارالامارت کے دروازہ پر سزائے قتل دی، اس واقعہ سے براہ نفسانیت قاتلوں کے ورثاء، ولید سے عداوت رکھنے لگے اور یہ لوگ بھی ان لوگوں میں شریک ہو گئے جو ولید کو شراب خواری سے متہم کرتے تھے، ایک روز ولید کے مخالفین مجتمع ہو کر ابن مسعود کے پاس گئے اور اُن سے اس واقعہ کو بیان کیا ابن مسعود نے کہا "ہم اس شخص کی عیب جوئی نہیں کرتے جو ہم سے چھپکر کوئی کام کرتا ہے" ولید کو اس گفتگو پر غصہ آ گیا ابن مسعود بھی ولید کے اس بیجا غصہ سے برہم ہو گئے، چند دنوں کے بعد انھیں لوگوں میں سے ایک شخص نے اس ساحر کو مار ڈالا جسکو ولید لے آئے تھے ابن مسعود سے استفتا کیا گیا ابن مسعود نے قاتل کے قتل کا فتوے دیا، ولید نے قاتل کو قید خانہ میں ڈالدیا۔ بعد چند دنوں کے رہا کر دیا۔ اس واقعہ سے ولید کے مخالفوں کو موقع ملگیا۔ مدینہ منورہ میں امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر ولید کی شکایت کی اور شراب خواری کا الزام لگایا، امیر المومنین عثمان نے ولید کو جواب دہی کی غرض سے دربار خلافت میں طلب کیا شکایت کرنیوالوں سے دریافت کیا، تم نے ولید کو شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟ جواب دیا نہیں! لیکن ہم نے اُس کو

شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے" امیر المومنین عثمان نے مقدمہ میں ثبوت کافی پا کر سعید بن العاصی کو درہ لگانے کا حکم دیا۔ علی ابن ابیطالب موجود تھے فرمایا "چادر اتار کر درہ لگاؤ"، بعضے کہتے ہیں کہ علی ابن ابیطالب نے اپنے لڑکے حسن کو درّہ لگانے کا حکم دیا تھا لیکن جب انھوں نے انکار کیا تو عبداللہ بن جعفر نے درہ لگائے جب چالیس درہ پر پہونچے تو علی ابن ابی طالب نے کہا بس اب درہ نہ لگاؤ! رسول اللہ (صلعم) اور ابوبکر نے چالیس چالیس درّے مارنے کا حکم دیا تھا اور عمر نے اسی درّے شرابخور کو مارتے تھے اور یہ سب سنت ہے لیکن وہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔

اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمان نے ولید کو، کوفہ کی گورنری سے معزول کر کے سعید بن العاصی بن سعید بن العاصی بن امیہ کو مامور کیا۔ سعید اول کافر تھا اور حالت کفر ہی میں مرا ابواحیحہ اسکی کنیت تھی۔ اس کا بیٹا خالد (سعید ثانی کا چچا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صنعار کا والی مقرر کیا تھا۔ جنگ مرج الصفر میں شہید ہوا۔ سعید ثانی نے امیر المومنین عثمان کی گود میں پرورش پائی جب شام فتح ہوا تو تعلیم کی غرض سے معاویہ کے ساتھ رہا پھر امیر المومنین عثمان نے بلا کر عقد کر دیا ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں رہا۔ قریش کے نامی افراد سے تھا۔ ۳۰ھ میں امیر المومنین عثمان نے کوفہ کی گورنری پر مامور کیا۔

سعید کوفہ کو آنے لگے تو اشتر، ابوخشتہ الغفاری، جندب بن عبداللہ اور صعب بن جثامہ بھی بھی واپس آئے یہ لوگ ولید کے موافق شہادت دینے کو گئے تھے لیکن بعد کو ان کے مخالف ہو گئے، الغرض سعید نے کوفہ میں پہونچکر لوگوں کو جمع کیا، خطبہ دیا، ہر ایک کی حالت کو غور سے دیکھکر امیر المومنین عثمان کو اطلاعی رپورٹ بھیجی "اہل کوفہ کا انتظام بالکل ناقابل اطمینان ہے، انکا کارخانہ درہم و برہم ہے، اہل شرف و سابقین اسلام مغلوب ہو گئے ہیں، اہل روادف و تابعہ کا دَور دَورہ ہے" امیر المومنین عثمان نے جواباً لکھا اہل شرف و سابقین اسلام کو ہر طرح فضیلت دیجائے ان کے بعد جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں انکا رتبہ قایم کیا جائے اور انکا

حق دیا جائے" سعید نے اس خط کو ایک مجمع عام میں پڑھا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اس بابت تم لوگوں کی جو رائے ہو ظاہر کرو" اہل کوفہ اس امر پر راضی نہ ہوئے اور وہ مجلس یوں ہی ناتمام برخاست ہوگئی۔ سعید نے اس واقعہ سے امیر المومنین عثمان کو مطلع کیا، امیر المومنین عثمان نے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے کہا" اہل کوفہ سے ایسی باتوں کی امید نہ رکھو جس کی قابلیت ان میں نہیں ہے اگر ایسا کرو گے تو فساد برپا ہو جائے گا" امیر المومنین عثمان نے کہا اہل مدینہ! میں دیکھتا ہوں کہ فتنہ تمہاری طرف چلا آرہا ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ میں تمہارا حق پورا پورا دوں اور تمہارے حقوق کو عراق سے تمہارے طرف منتقل کر دوں" صحابہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ امیر المومنین عثمان نے کہا تم لوگ اپنے املاک کو جو عراق میں ہے بعوض حجاز اور یمن کے جائداد کے جسکے ہاتھ چاہو فروخت کر ڈالو۔ صحابہ نے اس رائے کی مطابق عراق کی جایدادیں فروخت کرکے خیبر، مکہ اور طائف کی جائدادیں خرید لیں۔ طلحہ، مروان، اشعث بن قیس، اور بہت سے لوگوں نے ہر قبیلہ کے ایسا ہی کیا۔

فتح طبرستان اسی سنہ ھ میں سعید بن العاص نے طبرستان پر فوجکشی کی۔ اس سے پیشتر مسلمانوں میں سے کسی نے اس پر حملہ نہیں کیا تھا، اور تم بڑھ آئے ہو کہ اصبہبذ نے سوید بن مقرن سے زمانہ خلافت فاروق اعظم میں کچھ مال دیکر صلح کرلی تھی۔ لیکن اس بیان کے مطابق سب کے پہلے سعید بن العاص نے طبرستان کا رخ کیا ان کے ہمراہ اصحاب رسول اللہ (صلعم) کا ایک گروہ تھا از انجملہ حسن، حسین، ابن عباس، ابن عمر، ابن عمرو، ابن زبیر، حذیفہ بن الیمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) تھے

سنہ ۱۹ھ میں مرزبان طوس نے سعید بن العاص اور عبد اللہ کو (جس زمانہ میں یہ بصرہ میں تھے) لکھا تھا کہ تم میں سے جو قدرت وغلبہ رکھتا ہو خراسان پر آکر قبضہ کرلے" چنانچہ ابن عامر، بصرے سے اور سعید کوفہ سے روانہ ہوئے لیکن ابن عامر سعید کے پہلے نیشاپور پہونچ گئے اس وجہ سے سعید نے طبرستان پر فوجکشی کی۔ قومس پہونچے اہل قومس سے حذیفہ نے بعد فتح نہاوند صلح کرلی تھی۔ سعید نے جرجان کا رخ کیا، مرزبان جرجان نے دو لاکھ پر مصالحت کرلی تب سعید نے

طمیسہ کی طرف فوج کو بڑھایا طمیسہ دریا کے کنارے طبرستان کا ایک شہر سرحد جرجان پر آباد تھا اہل طمیسہ نے مقابلہ کیا لڑائی کی نوبت آئی سعید نے والی طمیسہ پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ زرہ کاٹ کر بغل کے نیچے ہو کر نکل گئی لشکر مخالف میدان جنگ سے بھاگ کر قلعہ بند ہو گیا سعید نے محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کر کے سنگباری کا حکم دیدیا تا آنکہ طویل محاصرہ کے بعد اہل طمیسہ نے اس شرط سے امان طلب کی کہ ان میں سے ایک شخص نہ مارا جائے سعید نے اس کو منظور کر لیا اہل طمیسہ نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا سعید نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور سوائے ایک شخص کو سبھوں کو قتل کرا دیا۔

طمیسہ سے فارغ ہو کر سعید نے نامنہ کو فتح کیا نامنہ شہر نہ تھا بلکہ صحرا تھا اور یہیں انکے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل (جد یوسف بن عمرو) کا انتقال ہوا۔

اہل جرجان کبھی ایک لاکھ کبھی دو لاکھ کبھی تین لاکھ خراج دیتے تھے اور اکثر اوقات خراج دینا بند بھی کر دیتے تھے اور بعد چندے خراج دینا بالکل موقوف کر کے خود سر و باغی ہو گئے اسوجہ سے خراسان کا راستہ قومس تک خطرناک ہو گیا قافلے فارس سے کرمان، اور کرمان سے خراسان کو جانے لگے جیسا کہ قبل فتح قومس تھا تا آنکہ قتیبہ بن مسلم، خراسان کے والی ہوئے اور انھوں نے یزید بن المہلب کو قومس کے سر کرنے کو روانہ کیا چنانچہ مرزبان قومس اور اہل جرجان نے حسب شرائط صلح سعید بن العاصی، پھر مصالحت کر لی اور انھوں نے بحیرہ و دہستان کو فتح کر لیا۔

جمع و اشاعت قرآن مجید اسی ۳۰ھ میں حذیفہ، جنگ رے سے باب کی لڑائی پر عبدالرحمن بن ربیعہ کی کمک کو گئے، سعید بن العاصی اذربایجان میں حذیفہ کے آمد کی انتظار میں ٹھہرے رہے تا آنکہ عبدالرحمن کی وفات کے بعد حذیفہ واپس آئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

حذیفہ نے باب سے واپس ہو کر سعید بن العاصی سے بیان کیا کہ میں نے اس سفر میں یہ عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ ایک شہر والے دوسرے شہر والوں سے قرآن کی قرات میں اختلاف

کرتے ہیں اہل حمص کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بہ نسبت اور شہر والوں کے زیادہ صحیح و تجوید سے پڑھتے ہیں ہم نے قرآن کی تعلیم مقداد سے حاصل کی ہے، اہل دمشق کا بھی اسی قسم کا دعویٰ ہے اہل بصرہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ابو موسیٰ سے پائی ہے ہماری قرآت صحیح و معتبر ہے اہل کوفہ کا دعوےٰ ہے کہ ہم نے قرآن کی تعلیم ابن مسعود سے پائی ہے ہماری قرآت زیادہ صحیح ہے میرے نزدیک قرآن مجید ایک قرآت و صورت پر جمع کر دیا جائے ورنہ اگر یہی حالت قایم رہی تو سخت اختلاف واقع ہو جائے گا" صحابہ اور تابعین نے جو اس وقت وہاں موجود تھے حذیفہ کی اس رائے سے اتفاق کیا لیکن ابن مسعود کے مقلدوں نے اختلاف کیا، نزاع بڑھی ابن مسعود سختی سے پیش آئے، سعید نے درشتی سے جواب دیا سارا جلسہ درہم برہم ہو گیا۔

حذیفہ اس مجلس سے نکلکر سیدھے مدینہ منورہ روانہ ہوئے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعہ عرض کیا امیر المومنین عثمان نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے حذیفہ کی رائے پسند کی، امیر المومنین عثمان نے ام المومنین حفصہ سے وہ قرآن منگوا بھیجا۔ جو زمانہ خلافت ابو بکر صدیق میں جمع اور مرتب کیا گیا تھا۔

زمانہ خلافت صدیق میں جبکہ یمامہ کی لڑائی ہو رہی تھی ایک دن میں کئی حفاظ صحابہ شہید ہو گئے تھے اس وقت تک قرآن صرف صحابہ کے سینہ بے کینہ میں تھا، فاروق اعظم نے صدیق اکبر کو رائے دی کہ قرآن کا کتابی صورت میں جمع کرالینا ضروری ایسا نہ ہو کہ حفاظ کے فنا ہونے سے قرآن مجید فنا ہو جائے، صدیق اکبر نے اس رائے سے اختلاف کیا اور یہ فرمایا کہ "جس کام کو رسول اللہ صلعم نے نہیں کیا میں کیسے اس کام کو کروں" لیکن جب اس امر پر غور کیا تو اس رائے سے رجوع کر کے فاروق اعظم کی رائے سے متفق ہو گئے اور زید بن ثابت کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ زید بن ثابت نے کاغذ کے پرزوں، درخت کے پتوں، چھالوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کر کے بصورت موجودہ کتابی صورت میں مرتب کیا۔

اس زمانہ سے یہ مصحف کریم صدیق اکبر کے پاس رہا پھر فاروق اعظم کے قبضہ میں

رہا جب یہ شہید ہو گئے تو ام المومنین حفصہ نے لیلیا جب ذوالنورین کے عہد خلافت میں واقعہ مذکورہ پیش آیا تو جناب موصوف نے اس قرآن کو ام المومنین حفصہ سے منگوا کر زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کو اسکی نقل پر مامور کیا اور یہ ارشاد کیا کہ اگر تم کو کسی لفظ میں اختلاف واقع ہو تو محاورہ قریش کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن انھیں کی زبان میں نازل ہوا ہے پس ان لوگوں نے قران مجید کے متعدد نسخے لکھے، امیر المومنین عثمان نے اسی قرآن کے نسخے تمام بلاد اسلامیہ میں بھیجدیئے اور یہ حکم دیا کہ اسی پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے اس کے سوا اور جو نسخے تھے وہ جلا دیے گئے کوفہ میں جب یہ قرآن پہونچا تو صحابہ رضی اللہ عنہم بیحد خوش ہوئے لیکن عبداللہ بن مسعود نے اس قرآن کو لینے سے انکار کیا اور اپنے مقلدوں کو اپنی ہی قرأتؔ[۱] پر رکھا۔

مقتل یزدجرد ابن عامر نے بصرہ سے نکلکر فارس کا قصد کیا اور اس کو مفتوح کرلیا۔ یزدجرد ۳۰ھ میں جور سے بھاگ کر اردشیر خرہ پہونچا، ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود کو اور بعضے کہتے ہیں ہرم بن حبان یشکری یا عبسی کو روانہ کیا کرمان تک تعاقب کرتے چلے گئے یزدجرد گھبرا کر کرمان سے خراسان چلا گیا۔ اثناء راہ میں سیرجان سے چھ سات کوس کے فاصلہ پر برف باری ہوئی مجاشع کے کل ہمراہی مرگئے صرف مجاشع بچکر لشکر اسلام میں آئے یزدجرد نے اسلامی فتوحات کے سیلاب کو جب رکتے ہوئے نہ دیکھا تو خراسان سے مرو آیا اس کے ہمراہ خرزاد (رستم کا بھائی) بھی تھا لیکن ماہویہ مرزبان مرو کے مشورہ سے خرزاد عراق کی طرف لوٹ آیا۔

---

[۱] ایک مدت کے بعد جب علی بن ابیطالب خلیفہ ہوئے اور کوفہ تشریف لائے، لوگوں میں مصحف عثمان کا رواج دیا تو ایک شخص نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر امیر المومنین عثمان پر قرآن شریف کی بابت حرف گیری کی امیر علیہ السلام بہت برہم ہوئے اور ڈانٹ کر فرمایا چپ ہو عثمان نے یہ کام بہت اچھا کیا ہے اگر میں اسوقت امیر ہوتا تو میں بھی عثمان کی راہ اختیار کرتا

بعد اس کے یزدجرد نے ترکستان کا ارادہ کیا ماہویہ نے کہا کہ مال و اسباب یہیں چھوڑ جائیے یزدجرد نے اس پر توجہ نہ کی تب ماہویہ نے بخوف غماز یان اسلام ترکوں سے سازش کرلی اور ان کو خفیہ طور سے مرو میں بلالیا رات کو جب سب سو گئے تو ترکوں نے اٹھکر یزدجرد کے ہمراہیوں کو صاف کردیا یزدجرد پیادہ پا دریائے مرغاب کی طرف بھاگا، شام کے وقت ایک گانوں میں پہونچکر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں چھپ رہا۔ دن بھر کا تھکا ماندہ لیٹتے ہی سوگیا چکی چلانے والے نے اس کی زرق و برق پوشاک دیکھکر قتل کر کے دریا میں ڈالدیا، بعضے کہتے ہیں کہ ماہویہ نے ترکوں سے سازش نہیں کی تھی بلکہ جب اس کے ہمراہیوں اور اہل مرو سے اَن بن ہوگئی اور باہم لڑائی شروع ہوگئی تو یزدجرد بھاگ کر ایک چکی چلانے والے کے مکان میں پناہ گزیں ہوا اور اس نے اسکو مار کر دریا میں ڈالدیا تھا اہل مرو کو اس کی خبر لگ گئی تلاش کرتے ہوئے چکی چلانے والے کے مکان کیطرف آئے اور اس کو گرفتار کر کے تشدد کرنے لگے چکی چلانے والے نے یزدجرد کے قتل کا واقعہ بتلادیا تب ان لوگوں نے اس کو اور اسکے اہل عیال کو قتل کرڈالا اور یزدجرد کی لاش کو دریا سے نکالکر تابوت میں رکھکر اصطخر لائے اور ناوس (دخمہ) میں جو وہاں پر تھا دفن کردیا۔

بعض مورخوں نے یزدجرد کے واقعہ قتل کو یوں بیان کیا ہے کہ واقعہ نہاوند کے بعد یزدجرد بھاگ کر اصفہان پہونچا اصفہان میں ایک رئیس نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، یزدجرد کے دربان نے اسکو جھڑک دیا، رئیس نے اس کو پکڑ کے خوب مارا، دربان روتا ہوا یزدجرد کے پاس آیا یزدجرد کو یہ امر ناگوار گزرا اصفہان سے رے چلا آیا والی طبرستان نے حاضر ہوکر گذارش کی "میرا ملک موجود ہے آپ شوق سے حکمرانی اور حفاظت کیجئے" یزدجرد نے منظور نہ کیا برداشتہ خاطر ہوکر سجستان کی طرف چل کھڑا ہوا اور وہاں سے ایکہزار سواروں کے ہمراہ مرو پہونچا بعضے کہتے ہیں کہ چار برس تک فارس میں ٹھہرا رہا۔ پھر وہاں سے نکلکر کرمان آیا دو برس تک یہاں ٹھہرا رہا کرمان کے دہقان سے کچھ روپیہ طلب کیا جب

اُس نے دینے سے انکار کیا اور اپنے ملک سے نکال دیا تو سجستان چلا آیا اور پانچ برس تک ٹھہرا بعدہ خراسان چلا آیا پھر خراسان سے اس قصد سے کہ لشکر مجتمع کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرے مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں فرخزاد اور مملکت فارس کے دہقانوں کے لڑکے بھی یزدجرد کے رکاب میں تھے یزدجرد نے ملوک چین، فرغانہ، خزر اور کابل سے مدد طلب کی کوچ و قیام کرتا ہوا مرو کے قریب پہونچا مرو کے مرزبان کے لڑکے نے یزدجرد کو مرو میں داخل ہونے سے روک دیا بعض مورخ کہتے ہیں یزدجرد نے مرو کی حکومت ماہویہ سے چھین کر اپنے برادر زادہ کو دینے کا قصد کیا تھا اتفاق یہ کہ ماہویہ، مرزبان مرو اس سے مطلع ہو گیا نیزک طرخان کو ایک ہزار درہم یومیہ پر یزدجرد کے قتل اور عرب کے سردار سے مصالحت کرنے پر متعین کیا نیزک طرخان، نے یزدجرد کو لکھا مجھ کو تم سے عرب کی بابت کچھ باتیں کرنی ہیں تم مجھ سے تن تنہا لشکر و فرخزاد سے علیحدہ ہو کر ملنے کو آؤ یزدجرد نے اپنے ہمراہیوں سے مشورہ کیا۔ فرخزاد نے تن تنہا ملنے سے روکا، یزدجرد نے کچھ خیال نہ کیا۔ اکیلا نیزک کے پاس چلا گیا نیزک بظاہر کمال عزت سے استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے گیا اثنار کلام میں یزدجرد سے کہا کہ اگر تم اپنی لڑکی سے میرا بیاہ کر دو تو میں تمہاری پوری مدد کروں یزدجرد یہ سنکر برہم ہوا طیش میں آکر گالی دے بیٹھا نیزک نے یزدجرد کے سر پر ایک گرز مارا یزدجرد وار خالی دے کر بھاگا اور ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا کر چھپا تین روز تک بے آب و دانہ پڑا رہا چوتھے روز چکی چلانے والے نے کھانا پیش کیا یزدجرد نے کہا "میں بغیر باجا کے کھانا نہیں کھاتا ہوں" چکی چلانے والا ایک باجا بجانے والا پکڑ لایا جب اُس نے باجا بجایا تو یزدجرد نے کھانا کھایا کسی مخبر نے جا کر یہ خبر کر دی، نیزک نے چکی چلانے والے کے گھر پر چند آدمیوں کو بھیجا کہ اُسس کو مار کر دریا میں ڈالدیں چکی چلانے والے سے دریافت کیا گیا۔ چکی چلانے والے نے یزدجرد کا پتہ نہ بتلایا لوگ ڈھونڈھ کر واپس جا رہے تھے کہ مشک کی خوشبو سے یزدجرد پہچان لیا گیا چنانچہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ لے لیا اور اس کا گلا گھونٹ کر دریا میں ڈال دیا

اسقف مرد نے دریا سے نکالکر تابوت میں رکھ کے دفن کر دیا۔

بعض مورخ کہتے ہیں کہ یزدجرد، عرب کے پہونچنے سے پہلے کرمان سے مرد کیطرف روانہ ہوا تھا اور چار ہزار کی جمعیت سے طبسین و قوہستان کیطرف بڑھا تھا، مرد کے پہونچنے سے پیشتر دو سپہ سالار فارس کے ملے جو آپس میں ایک دوسرے کا مخالف تھا ایک نے یزدجرد سے دوسرے کی شکایت کی یزدجرد اس کے دم پٹی میں آگیا اور اُس کے قتل کی فکر میں ہوا اتفاق سے یہ خبر اُس کو پہونچگئی اُس نے یزدجرد کی عداوت پر کمر باندھ لی۔ یزدجرد کو جب یہ معلوم ہوا تو بخوف جان بھاگ کر مرو سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ایک چکی چلانے والے کے گھر میں جا چھپا۔ چکی چلانے والے نے اُس سے چار درہم طلب کئے یزدجرد نے کہا "میرے پاس روپیہ پیسہ نہیں ہے لیکن میری یہ پیٹی لیلے" چکی چلانے والے نے کہا مجھے درہم کی ضرورت ہے اور تم مجھے پیٹی دیتے ہو" چکی چلانے والے نے اس کے ظاہری لباس سے چھوٹا سمجھ کر مار ڈالا اور اُسی کے پاجامہ میں باندھ کر دریا میں ڈالدیا عیسائیاں مرو نے یہ سنکر ایک جلسہ کیا اور اُس کے حقوق سابقہ کے لحاظ سے دریا سے نکالکر تابوت میں رکھکر تاوس (دخمہ) میں دفن کر دیا۔

یزدجرد کی حکومت بیس برس رہی از انجملہ سولہ برس، عرب کی لڑائیوں میں صرف ہوئے ملوک ساسانیہ کی حکومت کا سلسلہ اسکے مرنے سے منقطع ہوگیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قتیبہ نے فتح صغد کے وقت دو عورتیں گرفتار کی تھیں جو مخدج بن یزدجرد کی اولاد سے تھیں۔ مخدج کی ماں سے یزدجرد نے زمانہ قیام مرو میں تعلق کر لیا تھا پس اسکے بطن سے بعد موت یزدجرد، ذاہب الشق پیدا ہوا چونکہ بعد قتل یزدجرد پیدا ہوا تھا اسوجہ سے مخدج کے نام سے موسوم ہوا پھر اس کی اولاد خراسان میں پیدا ہوئیں۔ قتیبہ نے اُن دونوں عورتوں کو جو اُسکی نسل سے تھیں حجاج کے پاس بھیجا اور حجاج نے دونوں یا اُن میں سے ایک کو ولید کے پاس بھیجدیا جس کے بطن سے یزید ناقص بن الولید پیدا ہوا۔

ترکوں کی یورش

ترک اور خزر کا یہ اعتقاد تھا کہ مسلمانوں کو کوئی شخص نہیں مار سکتا اور یہ اعتقاد اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اس سے بیشتر جن لڑائیوں میں مسلمانوں سے مقابلہ ان کا ہوا تھا انہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی معرکہ جنگ میں نہیں مارا گیا تھا۔ ترکوں میں اس بابت مشورہ ہوا اور بنظر تجربہ کمینگاہ میں چھپ کر بیٹھے اتفاق سے یہ تدبیر ان کی کارگر ہوئی دو ایک مسلمان اس حکمت عملی سے مارے گئے، ترکوں کو اس سے ایک جوش پیدا ہوا۔ گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی، مسلمانوں کے مقابلہ و مقاتلہ پر جری ہو گئے ان دنوں عبدالرحمٰن بن ربیعہ حدود آرمینیہ پر باب تک حکمرانی کر رہا تھا اس نے اپنی طرف سے بہ منظوری دارالخلافت سراقہ بن عمرو کو مقرر کیا تھا بلاد خزر پر یہ اکثر فوجکشی کرتا تھا چنانچہ زمانہ خلافت عثمان ابن عفان میں بھی حسب دستور سابق ۳۲ھ میں بلنجر پر چڑھائی کی۔ امیر المومنین عثمان نے ان کو اس فوجکشی سے روکا لیکن وہ جوش مردانگی میں بڑھتے چلے گئے، واپس نہ ہوتے ترکوں کا واقعہ گذشتہ سے گونہ دلیری پیدا ہو ہی گئی تھی نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع ہوئی عبدالرحمٰن بن ربیعہ شہید ہو گئے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

بعد شہادت عبدالرحمٰن بن ربیعہ، اسلامی لشکر دو گروہ پر منقسم ہو گیا ایک گروہ باب کی جانب گیا۔ اثناء راہ میں سلمان بن ربیعہ سے ملاقات ہو گئی جس کی وجہ سے یہ بچ گیا ان کو سعید بن العاصی نے حسب حکم امیر المومنین عثمان کوفہ سے مسلمانوں کی امداد پر روانہ کیا تھا دوسرے گروہ نے جیلان و جرجان کا راستہ اختیار کیا اس گروہ میں سلمان فارسی اور ابوہریرہ بھی تھے

بعد اس کے سعید بن العاصی نے سلمان بن ربیعہ کو بجائے ان کے بھائی کے باب کا والی مقرر کیا اور ان کے ہمراہ ایک لشکر اہل کوفہ کا روانہ کیا جس کے سردار حذیفہ بن الیمان تھے ان کی کمک پر امیر المومنین عثمان نے شام کا لشکر بسر کردگی حبیب بن مسلمہ روانہ فرمایا سلمان بن ربیعہ کل عساکر اسلامی کے سردار مقرر کئے گئے۔ جس وقت یہ دونوں لشکر ایک جا ہوئے کوفیوں اور شامیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ حبیب بن سلمان کی امارت سے انکار کیا یہ پہلی

مخالفت تھی جو لشکر کوفہ و شام میں واقع ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد حذیفہ متواتر تین لڑائیاں لڑے آخری لڑائی زمانہ شہادت امیر المومنین عثمان میں ہوئی۔

خروج قارن ۳۲ھ کے آخر میں خراسان پر ترکوں نے پھر یورش کی اہل بادغیس، ہرات اور قوہستان نے ان کا ساتھ دیا چالیس ہزار کی جمعیت سے قارن بادشاہ ترک خراسان کی طرف بڑھا۔ خراسان میں ان دنوں قیس بن الہیثم سلمی عہدہ گورنری پر تھے ان کو ابن عامر نے اس زمانہ میں مقرر کیا تھا جبکہ وہ حج کو جا رہے تھے ان کے ہمراہ قیس کے چچا زاد بھائی عبد اللہ بن حازم بھی تھے انھوں نے ابن عامر سے درخواست کی کہ " مجھ کو یہ لکھ دو کہ جب خراسان سے قیس علیحدہ ہوں تو میں اس کا گورنر ہوں" ابن عامر نے ان کی درخواست کے مطابق یہ عہد نامہ لکھدیا۔ پس جب ترکی فوجیں اطراف خراسان میں آگئیں تو قیس نے عبد اللہ بن حازم سے کہا تمہاری کیا رائے ہے؟ جواب دیا "میرے نزدیک آپ خراسان سے علیحدہ ہو کر چلے جائیے کیونکہ میں اس کا امیر ہوں ابن عامر نے اس کی امارت کی سند مجھے عطا کی ہے" عبد اللہ بن حازم نے یہ کہکر ابن عامر کا لکھا ہوا پروانہ دکھایا قیس خاموش ہو کر ابن عامر کے پاس چلے آئے۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن حازم نے مشورہ دیا تھا کہ ترکوں کا لشکر زیادہ ہے اور ہم لوگ تھوڑے ہیں بہتر ہو گا کہ تم خود ابن عامر کے پاس بغرض استمداد چلے جاؤ۔ جب قیس روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن حازم نے اپنی سند دکھلائی جس میں لکھا تھا کہ بحالت غیر موجودگی قیس، عبد اللہ بن حازم امیر خراسان سمجھے جائیں۔

عبد اللہ بن حازم نے چار ہزار فوج لیکر ترکوں کا مقابلہ کیا۔ جب دونوں لشکر کا ایک کھلے میدان میں مڈبھیڑ ہوا۔ تو عبد اللہ بن حازم نے چھ سو چنے ہوئے آدمیوں کا ایک سریہ مرتب کرکے ترکوں پر شب کے وقت حملہ کرنے کو کہا اور بقیہ لشکر کو حکم دیا کہ نیزوں پر کپڑا لپیٹ کر تیل سے تر کرکے روشن کر لیں۔ ترکوں نے چاروں طرف مشعلیں روشن دیکھکر ہمت ہار دی۔ ابن حازم

نے ان کو ہر طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی۔ قارن بادشاہ ترک مارا گیا ترکی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں عساکر اسلامی نے تعاقب کیا سیکڑوں، ہزاروں کو قتل و قید کیا فتحیابی کے بعد ابن حازم نے ابن عامر کے پاس مژدہ فتح بھیجا۔ ابن عامر خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر ان کو بحال رکھا تا آنکہ واقعہ جمل پیش آیا اس زمانہ میں ابن حازم البصرہ میں چلے آئے اور اہل بصرہ، ابن حازم کی لڑائی کے بعد، بلاد خراسان میں اپنے مخالفوں سے برابر جنگ وجدال کرتے رہے اور بغاوت کے فرد کرنے کو اپنا مذہبی شعار سمجھتے رہے۔

حوادث وفتن جس وقت اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامل فتح عنایت فرمائی اور ملت اسلامیہ کے قبضہ میں اکثر ممالک آ گئے اس وقت عرب نے ان لوگوں میں جو بصرہ، کوفہ، شام اور مصر میں رہتے تھے بود و باش اختیار کر لی، رسول اللہ صلعم کی شرف صحبت سے ممتاز اور اُن کے پورے پورے مقلد اور مسلمانوں کے ہادی، مہاجرین، انصار، قریش اور اہل حجاز تھے یہی لوگ اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تھے۔ باقی عرب بنی بکر بن وائل، عبد القیس ربیعہ، ازد، کندہ، تمیم اور قضاعہ وغیرہم اس عزت و شرف سے ممتاز نہ تھے اُن کو رسول اللہ صلعم کی مقدس صحبت نصیب ہی نہیں ہوئی تھی اور اگر کسی کو ان میں سے کچھ صحبت نصیب بھی ہوئی تھی تو نہایت کم۔ مگر فتوحات میں انھیں کا زیادہ حصہ تھا۔ اسی وجہ سے وہ اپنے کو سابقین صحابہ کرام سے افضل اور اپنے حقوق کو فائق سمجھتے تھے۔

زمانہ عام لشکر کشی میں اس کا چنداں احساس نہ ہوا لیکن فتوحات و کامیابی حاصل ہونے کے بعد جب مصلحتاً سلسلہ فتوحات کو روکنا پڑا تو وہ اس امر کو محسوس کر کے کہ اُن پر مہاجرین، انصار، قریش اور ان کے علاوہ اور قبائل کی لوگ حکومت کر رہے ہیں دل ہی دل میں کشیدہ ہونے لگے اتنے میں امیر المومنین عثمان کا آخری زمانہ خلافت آ گیا پس ان لوگوں نے زبان طعن و تشنیع والیان ممالک اسلامیہ پر کھول دی امیر المومنین عثمان کے تعمیل احکام میں سستی اور اُن کے انتظامات پر حرف گیری کرنے لگے کبھی کسی گورنر کی تبدیلی کی درخواست کرتے اور کبھی کسی

عامل کی معزولی کی التجا کرتے غرض ہر طرح سے امیر المومنین عثمان کی رائے کی مخالفت پر تل گئے

ظہور عبداللہ بن سبا

ان سرگوشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذوالنورین کے متبعین کیطرف سے بددلی پیدا ہوگئی گورنران صوبجات پر ظلم و بیجا کارروائیوں کے الزامات قائم ہونے لگے۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا تھا کہ مدینہ میں صحابہ کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہونچ گئیں جس سے وہ لوگ بھی مشکوک و مشتبہ ہوگئے اور اکثر در پردہ اور کبھی کسی وقت علانیہ امیر المومنین عثمان کے امراء کی معزولیت کی گفتگو کرنے لگے صحابہ نے اس امر پر ان کو مجبور کیا کہ مختلف ممالک میں مختلف امراء کے پاس آدمیوں کو بھیجکر ان کی صحیح صحیح کیفیت دریافت کرائیں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ، کوفہ کی طرف، اسامہ بن زید بصرہ کی طرف، عبداللہ بن عمر، شام کی طرف عمار بن یاسر، مصر کی طرف روانہ کئے گئے علاوہ ان کے اور لوگ بھی دریافت کی غرض سے مختلف شہروں میں بھیجے گئے۔ سبھوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے کوئی کارروائی خلاف شرع نہ تو عمال کی دیکھی ہے اور نہ عوام الناس میں کسی قسم کا چرچا سنا۔ لیکن عمار بن یاسر کو بعض مفسدہ پرداز گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا اور بحکمت عملی اپنا ہمصفیر بنا لیا از انجملہ عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء تھا جو اس سے پیشتر یہودی مذہب رکھتا تھا اور زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان میں مدینہ میں آکر بطمع مال و زر ایمان لایا مگر سچا و پکا دیندار نہ ہوا لوگوں کو در پردہ اہلبیت کی محبت کے پیرایہ میں امیر المومنین عثمان اور شیخین (رضی اللہ عنہم) کے خود تصنیف معائب کی تعلیم دیتا رہا اہل بصرہ اس خباثت سے مطلع ہوئے تو انھوں نے اُس کو نکال باہر کیا۔ کوفہ پہونچا جب وہاں سے بھی شہر بدر کیا گیا، شام آیا اور شام سے شہر بدر ہو کر مصر پہونچا۔ امیر المومنین عثمان پر اکثر طعن و تشنیع اور خفیہ طور سے اہلبیت کی دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ صلعم پھر واپس آئینگے جیسا کہ عیسٰی ابن مریم واپس آئینگے اور علی ابن ابیطالب وصی رسول اللہ (صلعم) ہیں عثمان اور ان کے پہلے ابوبکر اور عمر نے جبراً وغصباً بغیر کسی استحقاق کے خلافت کی ہے۔ غرض لوگوں کو اسی قسم کی تعلیم دیتا اور امیر المومنین عثمان اور اُن کے عمال کے خلاف برانگیختہ کرتا

اور ان کو طعن و تشنیع سے یاد کرتا تھا تا آنکہ بعض بعض شہروں میں اکثر عوام الناس ان باتوں کی طرف مائل ہو گئے اور باہم اس بابت خط و کتابت ہونے لگی اسی گروہ کے ساتھ خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر تھا پس ان لوگوں نے عمار کو مدینہ جانے سے روک لیا۔

اخراج ابوذر منجملہ ان امور کے جن سے لوگوں کو امیر المومنین عثمان سے کشیدگی پیدا ہوئی ابوذر[1] کا شام اور مدینہ سے زبدہ کی طرف شہر بدر کرنا تھا۔ ابوذر میں ورع و تقوی اعتدال سے زیادہ تھا لوگوں سے دینی اور دنیاوی امور میں سختی سے پیش آتے تھے ان کا قول تھا کہ کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ کھانا نہ ہونا چاہیے اور جو شخص اس سے زیادہ مال اپنے پاس رکھے گا وہ قیامت کے دن حسب وعید قرآن مجید، "الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم"[2] عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا اس اثنا میں ابن سبا شام میں آ گیا اور ابوذر کا یہ رنگ دیکھ کر اُن پر یہ روغن قاز ملا کہ معاویہ مسلمانوں کے مال و اسباب سے اپنا گھر بھر رہے ہیں اور جو مال مسلمانوں کا بیت المال میں ہے اس کو اللہ کا مال بتلاتے ہیں اس سے مقصود ان کا یہ ہے کہ مسلمانوں کا نام و حق اس مال پر باقی نہ رہ جائے تاکہ بے فکری کے ساتھ اس کو

---

[1] ابوذر کا اخراج شام و مدینہ سے زبدہ کی طرف ۳۰ھ میں ہوا تھا۔ لوگوں کا یہ خیال کرنا کہ معاویہ نے شام سے اور مدینہ سے امیر المومنین عثمان نے ابوذر کو بلا کسی سبب کے نکال دیا تھا محض بے اصل و بے بنیاد ہے اولاً کتب تواریخ و نقل ثقات اس کی شہادت نہیں دیتی ثانیاً بفرض تقدیر اگر یہ واقعہ صحیح بھی مان لیا جائے تو عثمان بن عفان مسلمانوں کے امیر و امام تھے ان کو یہ حق حاصل تھا کہ مسلمانوں کو ادب سکھاتے ایسے واقعات کو امام کے حق میں طعن و تشنیع کا سبب ٹھہرا لینا نہایت نازیبا ہے۔

[2] جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو (اے رسول) ان کو دردناک عذاب کی بشارت دیدے۔

اپنے تصرف میں لائیں" ابوذر یہ سبق حاصل کر کے معاویہ کے پاس آئے اور یہ اعتراض پیش کیا معاویہ نے کہا آئندہ میں مال المسلمین ہی کہوں گا لیکن بایں ہمہ ابوذر، ابن سبا کی دم پٹی میں آکر معایب کرتے رہے پھر ابن سبا، ابوالدرداء اور عبادۃ ابن الصامت کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی گفتگو کی، ابوالدرداء نے ڈانٹ کر اپنے پاس سے نکال دیا عبادۃ ابن الصامت اس کو پکڑے ہوئے معاویہ کے پاس لائے اور کہا واللہ اسی شخص نے ابوذر کو تمہارے مخالفت پر آمادہ کیا ہے اور اُن کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔

رفتہ رفتہ جب لوگوں نے ابوذر کی شکایتیں کرنا شروع کیں تو معاویہ نے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں ان کی شکایت لکھ بھیجی امیر المومنین عثمان نے ان کو طلب کر کے اہل شام کی شکایت کی وجہ دریافت فرمائی ابوذر نے واقعات بتلائے۔ فرمایا۔ اے ابوذر! یہ بالکل ناممکن ہے کہ عوام الناس کو زہد و ورع کا سختی کے ساتھ پابند کرو، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ شریعت غرا کے خلاف وہ کوئی کام نہ کرنے پائیں اور میں ان کو حتی الامکان صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کروں گا" ابوذر نے کہا واللہ میں امراء اور دولتمندوں سے اُس وقت تک راضی نہ ہونگا جب تک وہ اپنے مال واسباب کو اپنے پڑوسیوں، اعزہ، اقارب دوستوں پر وقف نہ کردیں "کعب احبار بول اوٹھے جس نے اپنے فرائض ادا کردئے اُس نے گویا کل حقوق اللہ کے ادا کر دئے" ابوذر نے لپک کر کعب کو مارا اور سخت وسست کلمات سے مخاطب کر کے کہا "اے یہودی بچے تو اور اس مسئلہ میں گفتگو کرتا ہے؟ امیر المومنین عثمان کو ابوذر کی یہ زیادتی سخت ناگوار گزری لیکن حلم وحیا سے کچھ نہ بولے کعب احبار نے امیر المومنین عثمان کو خجل دیکھ کر ابوذر کے حرکات سے درگذر کیا۔

بعد اس کے ابوذر نے امیر المومنین عثمان سے مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کی اور یہ کہا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے اس وقت مدینہ سے چلے جانے کا حکم دیا ہے جس وقت تعمیر مکانات، سلع تک پہونچ جائے امیر المومنین عثمان نے اجازت دیدی اور ساتھ

ہی اس کے ایک اونٹ اور دو خدمتگار مرحمت فرمائے اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ ابوذر نے ربذہ میں پہونچکر ایک مسجد بنائی اور وہیں رہنے لگے۔

امیر المومنین عثمان کے مخالفوں نے ایک یہ الزام بھی قایم کیا تھا کہ آپ نے مروان کو افریقہ کا خمس دیدیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ مروان نے اسکو پانچ لاکھ قیمت دیکر خرید کیا تھا اور امیر المومنین عثمان نے قیمت وصول کر کے بیت المال میں جمع کر دی تھی۔

منجملہ اُن اُمور کے جن سے مخالفوں کو موقع عہد شکنی اور مخالفت کا ملا یہ بھی تھا کہ امیر المومنین عثمان نے تیسری اذان[۵۱] جمعہ میں زیادہ کر دی تھی اور منیٰ وعرفہ میں پوری نماز[۵۲] پڑھی تھی حالانکہ رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک میں اور شیخین (رضی اللہ عنہما) کے دور خلافت میں نماز قصر کی جاتی تھی عبدالرحمٰن بن عوف نے اعتراض کیا، رسول اللہ صلعم اور شیخین کے فعلوں کو بطور حجت پیش کیا امیر المومنین عثمان نے جواب دیا یمن کے بعض حاجیوں کو میرے دو رکعت نماز پڑھنے سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مقیم کی نماز بھی یہاں پر دو ہی رکعتیں ہیں اس وجہ سے میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں علاوہ بریں مکہ میں میرے اہل و عیال ہیں اور طائف میں میرا مال ہے میں مقیم کے حکم میں ہوں عبدالرحمٰن نے کہا یہ عذر قابل پذیرائی نہیں ہے تمہاری بیوی مکہ میں ہے وہ تمہارے قیام سے مقیم نہیں ہوئی اور اگر سفر کرو گے

---

۵۱ یہ واقعہ سنہ ۳۰ھ کا ہے۔ رسول اللہ صلعم اور شیخین کے عہد خلافت میں دو اذانیں ہوتیں تھیں ایک خطبہ کے وقت، دوسری نماز کے وقت۔ عثمان نے اپنے عہد خلافت میں آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے قبل خطبہ کے مقام زوراء میں اذان دینے کا حکم دیا۔

۵۲ یہ واقعہ سنہ ۲۹ھ کا ہے۔ اس سنہ میں امیر المومنین عثمان، حج کو گئے اور مقام منیٰ میں خیمہ نصب کرایا یہ پہلا خیمہ تھا جو اسلام میں مقام منیٰ پر نصب کیا گیا۔ اسی واقعہ سے لوگوں نے کھلم کھلا امیر المومنین عثمان پر حرف گیری کرنی شروع کی۔

تو سفر کرے گی اور جو تمہارا مال طائف میں ہے یہاں سے طائف تین شبوں کی مسافت پر ہے اور جس مسافت پر قصر لازم آتا ہے اُس سے یہ زیادہ ہے باقی رہی حجاج یمن کی حجت پس اُنھوں نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ اور بعد آپ کے شیخین کے دور خلافت میں یہاں پر قصر کیا ہے اور اسلام کی تکمیل اُس زمانہ میں ہو چکی ہے امیر المومنین عثمان نے کہا میری یہی رائے ہے اور میرے نزدیک یہی مناسب ہے پس صحابہ کرام میں سے بعض بزرگوں نے امیر المومنین عثمان کی رائے کی اتباع کی اور بعض نے مخالفت[۱] کی۔

منجملہ اُن امور کے جن سے لوگوں کے قلوب پر خاش پامال ہوئے رسول اللہ صلعم کی انگشتری[۲] کا

---

[۱] عبدالرحمن بن عوف یہ جواب پاکر "میری یہی رائے ہے اور میں یہی مناسب سمجھتا ہوں" امیر المومنین عثمان کے پاس سے باہر آئے اتفاق سے ابن مسعود مل گئے، دریافت کیا، عبدالرحمن نے کہا جو تم جانتے ہو وہ موجود دیکھا ہوا سپر عمل کرو "یعنی دو رکعتیں پڑھو ابن مسعود نے کہا امیر کی رائے کے خلاف کرنا شر ہے میں نے تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ چار رکعتیں پڑھی ہیں" عبدالرحمن یہ سنکر بولے میں نے تو دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں لیکن اب چار پڑھوں گا۔

[۲] جس وقت رسول اللہ صلعم ملوک عجم کو دعوت اسلام کا خط لکھنے لگے لوگوں نے گذارش کی کہ ملوک عجم کسی خط کو جب تک اُسپر مہر نہ ہو قبول نہیں کرتے ہیں رسول اللہ صلعم نے لوہے کی انگوٹھی بنوا کر انگلی میں پہن لی جبرئیل امین آئے اور لوہے کی انگوٹھی پہنے سے منع کیا تب آپ نے تانبے کی انگوٹھی بنوائی اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا پھر رسول اللہ صلعم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ اُس کا نقش تین سطروں میں تھا پہلی سطر میں محمد لکھا ہوا تھا دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں اللہ کا لفظ تھا۔ رسول اللہ صلعم تا زمانہ وفات اسی سے مہر کرتے رہے آپ کے بعد ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق مہر کرتے رہے تا آنکہ شہید ہوئے بعدہٗ عثمان بن عفان کے ہاتھ میں یہ انگوٹھی آئی اور چھ برس تک ان کے ہاتھ میں رہی اور یہ اس سے مہر کرتے رہے سنہ ھ میں چاہ اریس جب کھودا جا رہا تھا اس کے کنارہ پر کھڑے ہوئے عثمان بن عفان انگوٹھی انگلی سے نکال اور پہن رہے تھے اتفاق سے چھٹکر گر پڑی۔

امیر المومنین عثمان کے ہاتھ سے چاہ اریس میں گر جاتا تھا جو مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ بہت تلاش کرائی لیکن نہ ملی۔

حوادث کوفہ وہ حوادث جو امیر المومنین عثمان کے دور خلافت میں واقع ہوئے اُن میں سے ایک ولید بن عقبہ کا واقعہ تھا جسکو تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ان کو بجرم شراب خواری معزول کر کے بجائے اُن کے سعید بن العاصی کو مامور فرمایا۔

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ سعید نے کوفہ میں پہونچکر رؤسا شہر اور اہل قادسیہ سے بجد رسم بڑھائے مالک بن کعب ارجبی، اسود بن یزید، علقمہ بن قیس نخعی، ثابت بن قیس ہمدانی، جندب ابن زہیر غامدی، جندب بن کعب ازدی، عروہ بن الجعد، عمرو بن الحمق خزاعی، صعصعہ و زید پسران صوحان، ابن الکوا، کمیل بن زیاد، عمیر بن ضابی اور طلیحہ بن خویلد وغیرہم کی سعید کے یاں آمد و شد شروع ہوئی۔ رات کو صحبت گرم ہوا کرتی ہنسی، مذاق اور لطیفہ گوئی ہوتی، کبھی عرب کے انساب اور اسلام کی ترقی و عروج کے تذکرے ہوتے۔ گاہ گاہ مذاق مذاق میں نوبت طعن، تشنیع اور سخت کلامی کی پہونچ جاتی تھی ایک روز سعید نے کہا "ہذا السواد بستان قریش" اشتر نے جواب دیا "جس سواد کو اللہ تعالےٰ نے ہماری تلواروں کے زور سے فتح کیا ہے تم اس کو اپنا اور اپنی قوم کا بستان خیال کرتے ہو" اشتر کے اس جواب سے حاضرین برافروختہ ہو گئے شور و غل بڑھا عبدالرحمٰن اسدی (سعید بن العاصی کا افسر اعلیٰ پولیس) نے لوگوں کو شور و غل مچانے اور لاحاصل تقریری کرنے سے منع کیا لوگ اُس پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا اس واقعہ کے بعد سعید نے دربان مقرر کر دیا اور راتوں کو قصہ و حکایات کی صحبت برخاست کر دی۔

لوگوں کو دربان مقرر کرنے اور صحبت مذاق برخاست کرنے سے ناراضی پیدا ہوئی جہاں کہیں دو چار آدمی یکجا ہوتے امیر المومنین عثمان اور سعید کی برائیاں اور عیب جوئی کرتے" بازاریوں اور عوام کا ایک گروہ ان کے پاس جمع ہو جایا کرتا۔ سعید اور اکثر اہل کوفہ

سے اس گروہ کے اخراج (شہر بدر کرنے کی بابت امیر المومنین عثمان کو لکھا حکم آیا "ان لوگوں کو معاویہ کے پاس شام بھیجدو" اور معاویہ کو لکھا "چند لوگ جو فتنہ و فساد کے لئے مخلوق ہوئے ہوئے ہیں تمہارے پاس بھیجے جاتے ہیں تم ان کی نگرانی اور اصلاح کرو پس اگر وہ اصلاح پذیر ہو جائیں تو بہتر ہے ان کو اپنے پاس رکھو اور اگر وہ تم کو عاجز کردیں تو ان کو میرے پاس بھیجدینا"۔

معاویہ نے ان لوگوں کو عزت و احترام کے ساتھ ٹھہرایا جو وظائف اور تنخواہیں انکو عراق میں ملتی تھیں وہی بدستور جاری رکھیں اپنے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھلانے لگے ایک روز تذکرۃً معاویہ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم لوگ، شرفاء عرب ہو اور سمجھدار و ذی ہوش ہو۔ اسلام کی وجہ سے تمکو شرافت حاصل ہوئی، بڑے بڑے گردن کشوں پر تم غالب آئے، اُن کے ملکوں پر قابض ہوئے میں نے سنا ہے کہ تم لوگ قریش پر الزام لگاتے ہو؟ اگر قریش نہ ہوتے تو تم لوگ ذلیل و خوار رہتے کیونکہ تمہارے آئمہ تمہارے سپر ہیں پس اپنے سپر کو توڑنے کی فکر نہ کرو اور بیشک تمہارے آئمہ تمہاری زیادتیوں کو برداشت اور تمہارے حقوق کو ادا کرتے ہیں واللہ اگر تم اُن سے منحرف ہو جاؤ گے تو تم کو اللہ تعالیٰ ضرور کسی بلا میں مبتلا کر دے گا جس کو تم برداشت نہ کر سکو گے تم حالت حیات اور بعد وفات بھی اُن کے شریک و سہیم ہو" صعصعہ نے جواب دیا اے امیر! تو نے قریش کا جو ذکر کیا ہے تو وہ کسی زمانہ میں بلحاظ مردم شماری ہم سے زیادہ نہ تھے اور نہ جاہلیت میں ان کا کوئی قابل لحاظ رعب و داب تھا جس سے تم ہم کو ڈراتے ہو اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ وہ تمہارے سپر ہیں تو جب سپر ٹوٹ جائے گی تو ہم تو سینہ سپر ہو جائیں گے" معاویہ نے کہا اب میں نے تم کو پہچانا اور میں نے سمجھ لیا کہ تمہاری کم عقلی نے تم کو اس امر پر مغرور کیا ہے" معاویہ اس قدر کہکر خاموش ہو رہے لیکن صعصعہ کے تیور چڑھے ہوئے دیکھکر پھر بولے "تو انکا خطیب و پیشوا ہے میں تجھ میں بھی عقل کا مادہ نہیں پاتا اور نہ تجھ میں اسلام کی محبت دیکھتا

ہوں تو مجھ سے بتلا کہ تیری قوم کی شان کو کس نے بڑھایا؟ یہ تجھکو معلوم نہ ہوگا۔ میں تجھے میں بتلاتا ہوں کہ اسلام و جاہلیت دونوں زمانوں میں قریش کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی تھی اور یہ عزت کثرت اور قوت کی وجہ سے نہیں ہے اللہ جل شانہ نے اِن کو عزت وحرمت عنایت فرمائی ان کو بامروت نجیب الحسب، ذی شعور پیدا کیا اور ان کو اپنے گھر کا مجاور اور اپنے حرم کا محافظ بنایا پس کیا تمہارے ملک وقوم میں کوئی عربی، عجمی، سیاہ، سرخ ایسا ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے یہ عزت مرحمت فرمائی ہو۔ جب تمام دنیا میں کفر والحاد پھیل گیا تو اللہ تعالےٰ نے قریش میں ایک نبی مبعوث کیا جس نے کفر وبت پرستی کی سیاہی دور کر کے توحید وحق پرستی کے نور سے دنیا کو روشن کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس پاک ومقدس نبی کے لئے اصحاب جو منتخب فرمائے وہ بھی قریش ہی ہیں جس سے اسلام کی بنا مضبوط ہوئی اور بعد رسول اللہ صلعم کے منصب خلافت سے وہ سرفراز ہوئے اور بیشک وہ اسی کے سزاوار اور لائق تھے تم لوگ بالکل بے عقل و بے شعور ہو" معاویہ اسقدر کہکر خاموش ہو رہے صعصعہ اور اس کے ہمراہی چلے آئے، آمد وشد بند کردی، بعد چند دنوں کے معاویہ نے ان لوگوں کو بلوایا اور سمجھایا، جب راستی پر آتے نظر نہ آئے تو جھلا کر کہا تمہارا جہاں جی چاہے تم چلے جاؤ تمہاری ذات سے اللہ تعالیٰ نہ کسی کو نفع پہونچائے گا نہ نقصان اور اگر تم نجات کے خواہاں ہو تو جماعت کو نہ چھوڑو اور کفران نعمت نہ کرو میں تمہاری بابت امیر المومنین عثمان کو لکھوں گا" وہ لوگ یہ سنکر خاموش ہو رہے اور معاویہ نے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں یہ رپورٹ لکھی "میرے پاس چند ایسے لوگ آئے ہیں جن کو نہ عقل ہے اور نہ اُن کو دین کا پاس ہے انصاف وحق سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہے البتہ فتنہ پردازی اور حسد وبغض نے ان کو رنج میں ڈال رکھا ہے اللہ تعالےٰ ان کو کسی بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے سوائے فتنہ وفساد کے ان کا کوئی کام نہیں ہے ان سے نیکی کی اُمید کم اور برائی کا اندیشہ زیادہ ہے"۔

یہ گروہ دمشق سے نکلکر بقصد جزیرہ روانہ ہوا اثناء راہ میں حمص پڑتا تھا عبدالرحمٰن بن خالد

بن ولید وہاں کے گورنر تھے انھوں نے اُن کو اپنی مجلس میں بلوایا اور ڈانٹ کر بولے" اے شیطانی چیلو! تم کو چین و آرام کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہو شیطان تو خایب و خاسر ہو گیا ہے لیکن تم لوگ اس وقت تک اپنے اسی خواب و خیال میں ہو" عبدالرحمن کا برا ہو اگر اس نے تمہاری سرکوبی نہ کی۔ میں نہیں جانتا کہ تم عرب ہو یا عجم؟ ان لوگوں نے اس کا جواب کچھ نہ دیا"، عبدالرحمن نے ان کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ایسا سختی کا برتاؤ کیا کہ یہ لوگ مرعوب ہو کر کہنے لگے ہم اپنے افعال سے رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔ اشتر امیر المومنین عثمان کی خدمت میں تایب ہو کر حاضر ہوا دریافت کیا کہاں جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا عبدالرحمن بن خالد کے پاس! حکم ہوا اچھا جاؤ" چنانچہ اشتر اس گروہ کی طرف پھر واپس آیا، بعض کہتے ہیں کہ وہ گروہ پھر معاویہ کے پاس واپس آیا تھا معاویہ سے اور اس گروہ سے بحث و مباحثہ ہوا تھا، سخت کلامی ہوئی تھی معاویہ نے ان کی شکایت لکھ بھیجی دارالخلافت سے حکم آیا" ان لوگوں کو سعید کے پاس واپس کردو۔ سعید بھی جب ان کے طعن و تشنیع سے تنگ اور ان کے مرعوب کرنے سے مجبور ہوئے تو امیر المومنین عثمان سے شکایت کی آپ نے لکھ بھیجا کہ اُن کو عبدالرحمن کے پاس بھیجدو پس عبدالرحمن نے اُن کو زیر کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

حوادث بصریٰ اسی زمانہ میں بصریٰ[۱] میں بھی اسی قسم کے طعن و تشنیع کا بازار گرم ہوا عبداللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء (جس کا مختصر تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور جس نے بطمع مال و متاع یہودیت چھوڑ کر اسلام قبول کیا تھا) بصریٰ میں پہونچکر حکیم بن جبلہ عبدی کے مکان پر مقیم ہوا اہل بیت کی محبت کے پردہ میں امیر المومنین عثمان پر طعن و تشنیع کی تعلیم شروع کی، جب

۱ے بصریٰ میں شیعیت کی ابتدا عبداللہ بن سبا کے آنے سے ہوئی ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا، امارت عبداللہ بن عامر کے تیسرے برس بصریٰ آیا تھا۔

حکیم بن جبلہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے عبداللہ بن سبا کو اپنے مکان سے نکال دیا۔

عبداللہ بن سبا بصریٰ سے نکلکر کوفہ آیا اہل کوفہ نے بھی نکال دیا، مصر کا راستہ لیا۔ مصر میں پہونچکر اپنے احباب سے جو بصریٰ و کوفہ میں تھے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا اور اس ذریعہ سے پوشیدہ پوشیدہ امراء و عمال امیر المومنین عثمان کی طعن و تشنیع کی تعلیم دینے لگا۔

حمران بن ابان بھی امیر المومنین عثمان پر طعن تشنیع کرتا تھا وجہ یہ تھی کہ حمران نے ایک عورت سے عدت میں نکاح کر لیا تھا امیر المومنین عثمان نے اُس کو دُرّے پٹوادئے اور بصریٰ کی طرف جلا وطن کر دیا حمران نے بصریٰ میں پہونچکر ابن عامر کی صحبت اختیار کی۔ ان دنوں بصرے میں عامر بن عبد قیس نامی ایک زاہد تارک الدنیا شخص رہتا تھا حمران نے ابن عامر سے عامر کی شکایت کی لیکن کچھ پیش نہ گئی بعد چندے امیر المومنین عثمان نے حمران کو مدینہ میں آنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ ایک گروہ کو اپنے ہمراہ لئے مدینہ پہونچا اور بلا سبب دربار خلافت میں عامر بن عبد قیس کی شکایت کرنے لگا کہ وہ نکاح کرنے کو ناجائز کہتا ہے، گوشت نہیں کھاتا جمعہ میں نہیں آتا، امیر المومنین عثمان نے عامر کو معاویہ کے پاس شام بھیجدیا۔ معاویہ نے عامر کو اپنے پاس ٹھہرایا یہاں تک کہ عامر کے پختہ خیالات اور عقائد معلوم ہوگئے اور دینداری ظاہر ہوگئی معاویہ نے عامر کو بصریٰ واپس جانے کی اجازت دی، انھوں نے جانے سے انکار کرکے کہا لا ارجع الی بلد استحل اھلہ منی ما استحلوا اسکے بعد عامر نے سوال شام میں قیام اختیار کیا اور وہیں زمانہ وفات تک عبادت و ذکر الٰہی میں مصروف ہوئے۔

واقعہ جرعہ جب ہر چہار طرف سے لوگوں نے امراء و عمال اور نیز امیر المومنین عثمان پر طعن و تشنیع کی زبان دراز کی تو ۳۴ھ میں سعید بن العاصی اپنے صوبہ مفوضہ کا انتظام کرکے امیر المومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہونے کے قصد سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے اشعث بن قیس کو اذربیجان کا، سعید بن قیس کو رَے کا، نسیر عجلی کو ہمدان کا، سایب بن اقرع کو اصفہان کا، مالک بن حبیب کو ماہ کا، حکیم بن سلامہ کو موصل کا، جریر بن عبداللہ کو قرقیسا کا،

سلمان بن ربیعہ کو باب کا اور عتبہ بن نہاش کو حلوان کا والی مقرر کیا۔ صیغۂ جنگ کے اختیارات قعقاع بن عمرو کو مرحمت کئے اس انتظام کے بعد یہ لوگ تو اپنے اپنے صوبہ کیطرف روانہ ہوئے اور سعید بن العاص نے کوفہ میں عمرو بن حرث کو اپنا نائب مقرر کر کے مدینہ منورہ کا راستہ لیا۔

پس جس وقت کوفہ ان بزرگوں سے خالی ہو گیا طعنہ زنوں اور حرف گیروں کی زبانِ طعن اور دراز ہو گئی۔ امیر المومنین عثمان اور اُن کے گورنروں کو علانیہ سخت و سست کلمات کہنے لگے۔ یزید بن قیس نے بقصد خلع خلافت امیر المومنین عثمان خروج کیا اسکے ہمراہ ایک گروہ اُن لوگوں کا تھا جو ابن سبا کے مقلد تھا اور خفیہ اس سے خط و کتابت کرتا تھا۔ قعقاع نے پہونچکر اُس اُٹھتے ہوئے طوفان کو فرو کیا اور یزید کو گرفتار کر لیا یزید نے معذرت کی "میں نے کسی اور قصد سے خروج نہیں کیا نہ میرا اور کچھ مقصود ہے مجھکو اور میرے ہمراہیوں کو سعید سے کچھ شکایتیں پیدا ہو گئی ہیں" قعقاع نے یہ سُن کر چھوڑ دیا۔ بعد اس کے یزید نے اس گروہ کو خط و کتابت کر کے بلا بھیجا جو حمص میں عبد الرحمٰن بن خالد کے پاس تھا چنانچہ اشتر معہ اُن لوگوں کے حمص سے کوفہ روانہ ہوا۔ کوفہ کے قریب پہونچکر اپنے ہمراہیوں سے بظاہر علیحدہ ہو گیا اور اُن کے آنے سے پیشتر کوفہ میں داخل ہو کر جمعہ کے دن دروازہ مسجد پر کھڑے ہو کر کہنے لگا "جئتکم من عند امیر المومنین عثمان و ترکت سعید یریده علی نقصان نسائکم علی مائة درهم و رد اولی البلاء منکم الی الفین یزعم ان فئیکم بستان قریش" حاضرین مسجد اشتر کے اس فعل سے برہم ہو گئے بے عزتی سے پیش آئے۔ مسجد میں جو ذی ہوش اور صاحب الرائے تھے انھوں نے اشتر کو تقریر کرنے سے روکا لیکن لاحاصل تھا یزید نے باہر نکلکر پکار کے کہا "جس کا جی چاہے سعید کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کو یزید سے اتفاق کرے" اس آواز کو سنتے ہی عوام الناس کا ایک گروہ یزید کے ساتھ ہو گیا سرداران کوفہ اور اہل الرائے نے ہر چند سمجھایا "وعظ و پند

کیا لیکن اُن میں سے ایک نے بھی سماعت نہ کی سب کے سب یزید کے ہمراہ نکل کھڑے ہوئے عمرو بن حریث ممبر پر چڑھ گئے حمد و نعت کے بعد لوگوں کو لوٹنے اور امیر کی اطاعت کی ہدایت کی قعقاع نے کہا "تم سیلاب کو حالت جوش میں روکا چاہتے ہو صبر کرو یہ لوگ بغیر فساد کئے نہ رکیں گے" عمرو بن حریث یہ سنکر اُتر آئے بس اتنے عرصہ میں جامع مسجد لوگوں سے خالی ہو گئی سوائے شرفاء و رؤساء کوفہ کے اور کوئی شخص عمرو بن حریث کے پاس نہ رہ گیا۔

یزید بن قیس مع اپنے ہمراہیوں کے کوفہ سے روانہ ہو کر قادسیہ کے قریب مقام جرعہ میں سعید کو روکنے کی غرض سے آ ٹھہرا، سعید آ پہونچے یزید کے ہمراہیوں نے کہا "لوٹ جاؤ ہم کو تمہاری حاجت نہیں ہے" سعید نے جواب دیا "اس سخت کلامی کی کوئی ضرورت نہ تھی اسقدر کافی تھا کہ تم لوگ ایک آدمی امیر المومنین عثمان کی خدمت میں اور میرے پاس بھیجدیتے" سعید کا غلام بول اُٹھا "یہ ممکن نہیں ہے کہ سعید لوٹ جائیں" اشتر نے پاؤں پکڑ کر اونٹ پر سے اُس کو کھینچ لیا اور ایک وار سے اس کا کام تمام کر کے کہا "جاؤ عثمان سے کہدو کہ ابوموسیٰ کو بھیجدے" سعید اُلٹے پاؤں مدینہ منورہ واپس آئے، امیر المومنین عثمان کو واقعہ جرعہ سے مطلع کیا امیر المومنین عثمان نے اسی وقت ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا اور اہل کوفہ کو لکھا "تم لوگ جس کو چاہتے تھے میں نے اُسی کو تمہارا امیر مقرر کیا ہے تم لوگ سعید سے کشیدہ خاطر تھے اس کی امارت پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں نے بجائے اس کے ابوموسیٰ اشعری کو روانہ کیا ہے واللہ میں اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کروں گا تمہاری زیادتیوں کو برداشت کرتا ہوا تمہاری اصلاح کی بھی پوری کوشش کروں گا۔"

ابوموسیٰ نے کوفہ میں پہونچکر جمعہ کے دن ممبر پر چڑھ کر خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کی جماعت سے علیحدہ نہ ہونے اور امیر المومنین عثمان کی اطاعت کی تاکید کی "لوگوں نے

بسر و چشم قبول کیا۔ کوفہ کے قرب وجوار کے امراء واپس بلائے گئے اور ابو موسیٰ اشعری امارت کوفہ پر قایم رہے۔

بعضوں نے بیان کیا ہے کہ اہل کوفہ نے بالاتفاق یہ رائے قایم کی تھی کہ کسی شخص کو امیر المومنین عثمان کے پاس بھیجکر ان کے عمال کی زیادتیوں کو ظاہر کرنا چاہیئے چنانچہ عامر بن بن عبداللہ تمیمی عنبری مدینہ منورہ روانہ کیا گیا۔ اسنے مسجد نبوی میں، پہونچکر امیر المومنین عثمان کو مخاطب کر کے کہا اے عثمان! لوگوں نے تمہارے افعال پر حرف گیری شروع کی ہے تم نے بڑے بڑے ناجائز کام کئے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو! امیر المومنین عثمان نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا "تم لوگ اس کی غیر مہذب باتیں سنتے ہو؟ لوگ اس کو مہذب اور متشرع سمجھتے ہیں اور یہ مجھسے باتیں نالایم کہہ رہا ہے واللہ یہ اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچانتا؟ عامر بولا "میں اللہ تعالےٰ کو جانتا ہوں بے شک اللہ تعالےٰ ظالموں پر قابو پانے والا ہے

اس واقعہ کے بعد امیر المومنین عثمان نے معاویہ، عبداللہ بن ابی سرح، سعید بن العاص عبداللہ بن عامر، عمرو بن العاص کو مشورہ کی غرض سے دار الخلافت میں طلب کیا اور ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ میرے وزیر، میرے ناصح اور میرے معتمد علیہ ہو تم پر مجھے اطمینان ہے کہ تم لوگ نیک نیتی سے رائے دو گے، تملوگ اور لوگوں کا برتاؤ دیکھتے ہو، طرح طرح کے الزامات مجھ پر قایم کرتے ہیں، میرے گورنروں کی معزولی چاہتے ہیں اور جس امر کو وہ دوست رکھتے ہیں مجھے اس کا پابند اور اس پر مجھے مجبور کرتے ہیں۔ غور کر کے بتلاؤ کیا کیا جائے جس سے یہ یورش فرد ہو جائے"! ابن عامر نے کہا میرے نزدیک ان لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے، اگر یہ فارغ بیٹھیں گے تو طرح طرح کے خیالات پیدا کر کے آئے دن ایک نہ ایک فتنہ اُٹھاتے رہیں گے، سعید بولے "مناسب یہ ہے ان کے سرداروں کی بات بات پر معقول گرفت کیجائے جب اُن کے رؤسا متفرق ہو جائیں گے تو یہ لوگ بھی منتشر ہو جائیں گے۔ امیر المومنین عثمان نے فرمایا یہ رائے ضرور مناسب ہے لیکن عملدرآمد مشکل ہے، معاویہ

بولے امیر المومنین! اس کام کو ہم لوگوں کے سپرد کیجئے میں شام کو ان لوگوں سے صاف کر دوں گا آپ مدینہ کو سنبھالئے اور امراء اپنے اپنے مفوضہ صوبہ کو صاف کریں عبداللہ نے کہا یہ لوگ طمعی ہیں ان کو مال و زر دیکر اپنا بنا لیجئے اس سے زیادہ تالیف قلوب اور کسی صورت سے ممکن نہیں ہے۔

امیر المومنین عثمان نے ان لوگوں سے رائے لینے کے بعد ان لوگوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی "لوگوں کو جہاد پر روانہ کرو تاکہ اس کی مصروفیت ان کو اور خیالات سے روک دے" غرض سعید کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ ان کی آمد سنکر روکنے کی غرض سے مقام جرعہ میں آٹھہرے جب سعید اس مقام پر پہونچے تو اہل کوفہ نے ان کو مدینہ منورہ کی طرف واپس کر دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں پس امیر المومنین عثمان نے ابوموسیٰ کو کوفہ کا والی مقرر کیا اور حذیفہ کو باب پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

اس اثناء میں عبداللہ بن سبا کے مقلدین کل ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے، چاروں طرف علانیہ طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا۔ روزانہ اس کی خبریں مدینہ میں پہونچنے لگیں۔ مدینہ میں بھی سرگوشیاں شروع ہو گئیں امیر المومنین عثمان اور ان کے عمال پر زبان طعن دراز ہو گئی صحابہ کرام سے زید بن ثابت، ابو اسید ساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہم) طعن و تشنیع سے روکتے تھے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

واقعہ جرعہ کے بعد ۳۴ھ میں علی ابن ابی طالب مفسدہ پردازوں کے کہنے سے امیر المومنین عثمان کے پاس گئے اور یہ تقریر کی۔

الناس وراءی و قد کلمونی فیك	لوگ میرے پاس آئے ہیں اور تمہاری بابت
واللہ ما ادری ما اقول لك	انھوں نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔ واللہ میں
ولا اعرف شیئاً تجھلہ ولا ادلك	نہیں سمجھتا کہ تم سے کیا کہوں میں کسی ایسے امر کو
علی امر لا تعرفہ انك لتعلم	نہیں جانتا جس کو تم نہ جانتے ہو اور نہ

ما اعلم ما سبقناك الی شیٔ
فنخبرك عنه ولا خلونا بشیٔ
فنبلغكه وما خصصنا بامر
دونك وقد رایت وصحبت
رسول الله صلی الله علیه وسلم و
سمعت منه ونلت صهره وما
ابن قحافة باولی بالعمل منك بالحق
ولا ابن الخطاب باولی بشیٔ من الخیر منك
وانت اقرب الی رسول الله صلی الله علیه
وسلم رحماً ولقد نلت من رسول الله
صلی الله علیه وسلم مالم ینالاه وما سبقاك
الی شیٔ فالله الله فی نفسك فانك
والله ما تبصر من عمی ولا تعلم من
جهالة وان الطریق لواضح بین وان
اعلام الدین لقائمة اعلم یا عثمان
ان افضل عباد الله امام عادل
هدی وهدی فاقام سنة معلومة
وامات بدعة متروکة فو الله
ان کلا لبین وان السنن
لقائمة لها اعلام وان البدع
لقائمة لها اعلام وان

میں کسی ایسے امر کو تم کو ہدایت کر سکتا ہوں جس کو
تم نہ سمجھتے ہو، بیشک تم وہی جانتے ہو جو میں جانتا ہوں
مجھ کو کسی امر میں تم سے سبقت حاصل نہیں ہوئی
جس سے میں تم کو آگاہ کروں اور نہ کوئی چیز مجھ کو
تنہا معلوم ہوئی ہے جس کو میں تمکو بتلاؤں اور نہ
کوئی بات مجھ کو خاص طور پر بتلائی گئی ہے جو تم کو نہ
بتلائی گئی ہو۔ تم نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے اور
تم کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور تم نے ان سے
احادیث کی سماعت کی ہے اور تم کو اُن کی دامادی
کی عزت حاصل ہوئی ہے، ابن قحافہ تم سے عملاً اولیٰ
نہ تھے اور ابن الخطاب بھی تم سے نیکی میں بہتر نہ تھے
اور تم از روئے قرابت رسول اللہ (صلعم) سے بہت
قریب ہو اور تم کو رسول اللہ (صلعم) کی جو رشتہ داری
نصیب ہوئی ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی
اور نہ وہ دونوں کسی امر میں تم سے سبقت لے گئے ہیں
اللہ کیواسطے تم اس معاملہ میں غور کرو واللہ تم بے بصیرت
نہیں ہو اور نہ ناسمجھ و ناداں ہو اور بیشک راستہ واضح
ظاہر ہے اور بیشک دین کی نشانیاں قائم ہیں۔
اے عثمان سمجھو! بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں
افضل امام عادل ہے جس نے خود ہدایت پایا
اور دوسروں کو ہدایت دی پس اس نے سنت معلو

شر الناس عند الله امام جائر ضل واضل فامات سنة معلومة واحيا بدعة متروكة وانى احذرك الله وسطواته ونقماته فان عذابه شديد اليم واحذرك ان يكون امام هذه الامة الذى يقتل فيفتح عليها القتل والقتال الى يوم القيامة ويلبس امورها عليها ويتركها شيعا لا يبصرون الحق لعلو الباطل يموجون فيها موجا ويمرجون فيها مرجا"

کو قایم اور بدعت متروکہ کو مردہ کیا واللہ یہ دونوں کھلے ہوئے ہیں اور بیشک سنتیں قایم ہیں انکے لئے نشانیاں ہیں اور بیشک بدعت بھی قایم ہے اور اس کی بھی نشانیاں ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک شریر آدمیوں سے امام ظالم ہے گمراہ ہوا اور گمراہ کیا پس مردہ کیا اس نے سنت معلومہ کو اور زندہ کیا بدعت متروکہ کو اور میں تم کو اللہ تعالیٰ کی سطوت اور انتقام سے ڈراتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب نہایت شدید و دردناک ہے اور میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم اس امت کے امام مقتول ہو کہ تمہارے قتل سے امیر قتل وقتال کا دروازہ قیامت تک کے لئے کھل جائے گا اور اس پر اسکے واقعات ملتبس ومشتبہ ہو جائیں گے اور ایک گروہ چھوڑ دئے جائیں گے۔ جو حق کو بوجہ علو باطل نہ دیکھ سکیں گے اور اس مباحث میں خلط و ملط بوجہ ہوگا اضطراب واختلاف اس میں پیدا ہونگے۔

امیر المومنین عثمان نے جواب دیا میں جانتا ہوں بیشک وہ لوگ بھی کہتے ہوں گے جو تم کہتے ہو واللہ اگر تم میرے جگہ پر ہوتے تو تم کو میں قرابت داروں کے پاس و لحاظ کرنے پر کچھ بھی نہ کہتا۔ میں تم سے بالتفصیل بتلاتا ہوں اے علی تم جانتے ہو کہ مغیرہ کو عمر بن الخطاب نے مامور کیا تھا جواب دیا ہاں! امیر المومنین عثمان بولے پھر تم مجھے ابن عامر کے مامور کرنے پر کیوں ملامت کرتے ہو علی ابن ابیطالب نے کہا بیشک تم حق بجانب ہو

لیکن عمر ابن الخطاب اپنے عمال کے ساتھ بہت سختی کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے ادنی ادنی غلطیوں پر سخت گوشمالی دیتے تھے اور تم نے اس قدر چشم پوشی کی کہ تمہارے کام وقت پر انجام پذیر نہیں ہوتے تم اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نرمی کرتے ہو۔ امیر المومنین عثمان نے کہا وہ لوگ میرے ہی عزیز وقریب نہیں ہیں تمہارے بھی عزیز ہیں۔ دیکھو معاویہ کو عمر بن الخطاب نے والی کیا تھا اگر میں نے اس کو بحال رکھا تو کیا جرم کیا؟ علی بن ابی طالب نے جواب دیا اللہ تعالیٰ تم کو سمجھائے معاویہ، عمر بن الخطاب سے اس قدر ڈرتا تھا کہ ان کا غلام یرفا بھی اس قدر نہ ڈرتا تھا اور تمہارے ساتھ جو معاویہ کا برتاؤ ہے تم پر خوب روشن ہے امیر المومنین عثمان نے اس کو تسلیم کیا پھر علی ابن ابی طالب بولے "معاویہ تمہارے بغیر اجازت جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کو تمہاری طرف منسوب کر دیتا ہے اور تم سن کر خاموش رہجاتے ہو اس قدر گفتگو ہونے کے بعد امیر المومنین عثمان خاموش ہو رہے علی ابن ابی طالب اٹھکر چلے آئے۔ اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان باہر تشریف لائے اور لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے ممبر پر چڑھکر خطبہ دیا۔

میرے نزدیک اوپر کی طویل تقریر کے الفاظ جو علی بن ابی طالب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں ان کی زبان کے نہیں ہیں۔ ایسے ہی بعض فقرات اس تقریر کے ایسے ہیں جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ علی ابن طالب نے غالباً یہ نہیں فرمایا ہوگا ابن قحافہ کو علی ابن ابی طالب اور کل صحابہ کرام رسول اللہ (صلعم) کے بعد سب سے افضل سمجھتے تھے اور ابن الخطاب کی بھی عزت وتوقیر سب لوگ کرتے تھے ان دونوں بزرگوں کو بوجہ عدم صہریت رسول اللہ (صلعم) مفضول علیہ ٹھہرانا اور یہ کہنا کہ وہ دونوں تم سے کسی بات میں نہیں بڑھے تھے ایک ایسا مضمون ہے کہ جس کو عقل سلیم علی ابن ابی طالب کی طرف ہرگز نہیں منسوب کر سکتی کوئی مسلمان علی وعثمان کی عزت

یا افضلیت اس وجہ سے نہیں تسلیم کرتا کہ یہ دونوں رسول اللہ (صلعم) کے داماد تھے بلکہ سابق الاسلام ہونے اور اعمال خیر کرنے اور جملہ شاہد خیر میں حاضر ہونے اور رسول اللہ (صلعم) کی بشارت جنت دینے کی وجہ سے عزت کرتے ہیں میرے خیال میں انکو رسول اللہ (صلعم) کے داماد ہونے کی وجہ سے افضل کہنا ان کی بے قدری اور منقصت شان کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔ انتہٰی کلام المترجم

بلوائیوں کا ایک گروہ علی ابن ابیطالب کے پاس گیا امیر المومنین عثمان کی شکایتیں کیں علی ابن ابیطالب ان لوگوں کے کہنے سے امیر المومنین عثمان کے پاس گئے اور اُن کے خیالات، شکایات اور اسباب مخالفت بیان کرتے ہوئے فاروق اعظم کے طرز عمل سیاست اور عمال کے ساتھ سخت گیری و نرمی کے برتاؤ کو بتلایا انجام کار اور آئندہ خطرات سے مطلع کیا امیر المومنین عثمان نے جواب دیا "مغیرہ بن شعبہ کو فاروق اعظم نے والی بنایا تھا ہم نے بھی اُس کو والی بنایا اور معاویہ کو بھی فاروق اعظم نے مامور کیا تھا ہم نے بھی ان کو بحال رکھا باقی رہا ابن عامر۔ اس کا حال عزیزداری و قرابت کا تم جانتے ہو۔" علی ابن ابیطالب نے کہا بیشک فاروق اعظم نے ان لوگوں کو مامور کیا تھا لیکن فاروق اعظم جس کو مقرر کرتے تھے اس کی گوشمالی پر ہر وقت آمادہ رہتے تھے ذرا ذرا سی لغزش پر نہایت سختی سے برتاؤ کرتے تھے اور تم نرمی کا برتاؤ کرتے ہو۔ فاروق اعظم کے عمال فاروق اعظم سے اُن کے غلام یرفا سے زیادہ ڈرتے تھے اور معاویہ بلا مشورہ و بلا اجازت تمہارے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ اُن کاموں کو تمہاری طرف منسوب کرتا ہے اور تم اُس کا کچھ خیال نہیں کرتے ہو" تھوڑی دیر تک اسی قسم کی باتیں کر کے علی ابن ابیطالب اُٹھ کر چلے آئے اس کے بعد ہی امیر المومنین عثمان بن عفان مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں مخالفین کے طعن و تشنیع کے جوابات دئے اور یہ بیان فرمایا کہ تم لوگ میری نرمی اور الطاف کی وجہ سے جری ہوئے ہو ایسی جرأت تم کو ابن خطاب کے

زمانۂ خلافت میں نہیں ہوئی تھی تم کو مناسب ہے کہ تم لوگ اپنے خیالات تبدیل کر دو اور اپنی رائے سے رجوع کر لو اور اپنے کاموں کو اپنے سرداروں پر چھوڑ دو جن کو میں نے مامور کیا ہے۔

امیر المومنین عثمان کا محاصرہ جس وقت اطراف وجوانب ممالک میں امیر المومنین عثمان اور ان کے عمال پر طعن وتشنیع کی زبان دراز ہوئی اور مخالفین باہم خط وکتابت کرنے لگے اوران واقعات کی پیہم خبریں دارالخلافت میں پہونچنے لگیں اس وقت اہل مدینہ مجتمع ہو کر امیر المومنین عثمان کے پاس آئے اوران واقعات سے ان کو مطلع کیا لیکن ان کو اس سے ناواقف پایا۔ امیر المومنین عثمان نے کہا تم لوگ مسلمانوں کے رئیس اور ارباب شوریٰ ہو تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے کہا "چند معتبر ومعتمد آدمیوں کو ممالک محروسہ اسلامیہ کی طرف خبر لانے کے لئے روانہ کرو" چنانچہ محمد بن مسلمہ۔ کوفہ کیطرف، اسامہ بن زید۔ بصرہ کی طرف، عبداللہ بن عمر شام کیطرف اور علاوہ ان کے اور لوگ بھی مختلف صوبوں کیطرف روانہ کئے گئے ان لوگوں نے واپس ہو کر بیان کیا کہ ہم نے نہ تو عمال ووالیان ملک کی کوئی برائی دیکھی اور نہ عوام وخواص کو انکی شکایت کرتے ہوئے پایا عمار بن یاسر جو مصر کیجانب روانہ کئے گئے تھے دیر میں واپس ہوئے انکو ابن سبا اور اس کے ہمراہیوں خالد بن ملجم، سودان بن حمران، کنانہ بن بشر نے دم پٹی دیکر اپنی طرف مائل کر کے اپنا ہمصفیر بنا لیا تھا جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو۔

بعد اس کے امیر المومنین عثمان نے دو گشتی فرمان تمام ممالک محروسہ میں روانہ کئے ایک عام رعایا کے نام اس مضمون کا "مجھے یہ اطلاع پہونچی ہے کہ میرے عمال سے عام رعایا کو کچھ نقصان پہونچا ہے اس وجہ سے میں نے حکم دیا ہے کہ میرے کل عمال موسم حج میں آئیں پس جس شخص کو میرے عمال سے کچھ نقصان پہونچا ہو یا کسی کا کچھ حق کسی عامل پر ہو اس کو چاہئے کہ موسم میں آکر اپنے حق کو مجھ سے یا میرے عمال سے لے اور اس کی تصدیق کرائے ثبوت دے فان اللہ یجزی المتصدقین" اس خط کے پڑھنے سے لوگ رو پڑے اور امیر المومنین

عثمان کے حق میں دعا کرنے لگے۔ دوسرا فرمان عمال کے نام تھا ان لوگوں کو موسم حج میں طلب کیا تھا چنانچہ آئندہ موسم میں عبداللہ بن عامر، عبداللہ بن ابی سرح، معاویہ بن ابی سفیان سعید بن العاصی اور عمرو بن العاصی شریک حج ہوئے۔ امیر المومنین عثمان نے فرمایا افسوس ہے کہ تم لوگوں کی شکایتیں اور ایذارسانی کی خبریں مجھ تک پہونچیں ہیں واللہ مجھے اس امر کا خیال ہے کہ کہیں وہ لوگ سچے نہ نکل جائیں ان لوگوں نے عرض کی "کیا آپ نے لوگوں کو اس امر کے دریافت کرنے کو نہیں بھیجا تھا؟ کیا ان لوگوں نے آپ سے کچھ ظاہر نہیں کیا؟ کیا آپ کے خبر رسانوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم لوگوں کی کوئی برائی نہیں دیکھی ہم لوگوں کو اس شکایت کی اطلاع تک نہیں ہے اور نہ اس کی کچھ اصلیت ہے اور نہ آپ کو اس کا کچھ خیال کرنا چاہیئے" حاضرین اس شر و فساد کے فرو کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنے لگا۔ امیر المومنین عثمان نے فرمایا یہ فتنہ ضرور ہونے والا ہے اور اس کا دروازہ عنقریب کھلا چاہتا ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ مجھ پر کوئی الزام اس فتنہ کی بابت باقی رہجائے اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتا ہے کہ میں نے سوائے خیر کے لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کیا" حاضرین یہ سنکر خاموش رہے کسی نے ذرہ بھر بھی کسی کی شکایت نہ پیش کی۔

حج سے فارغ ہو کر مدینہ میں آئے۔ علی طلحہ اور زبیر کو بلوایا معاویہ اسوقت موجود تھے معاویہ نے کھڑے ہو کر حمد و نعت کے بعد کہا "تم لوگ رسول اللہ (صلعم) کے اصحاب اور ارباب حل وعقد ہو اور اس امت کے سرپرست و والی ہو تم نے اپنے دوست (یعنی عثمان) کو بلا رو رعایت اس کام کے لئے منتخب کیا اور اب وہ بڈھا ہو گیا اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگائی جاتے ہیں تم لوگوں نے اس کا اگر کچھ فیصلہ کیا ہے تو ظاہر کرو میں جواب دینے کے لئے موجود ہوں باقی رہا یہ امر کہ اگر کوئی شخص خلافت و امارت کی طمع کرے تو واللہ تم لوگ سوائے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کے اس سے اور کچھ نہ دیکھو گے" اس فقرہ پر علی ابن ابیطالب نے معاویہ کو جھڑک دیا، امیر المومنین عثمان بولے "مجھ سے پیشتر جو دو بزرگ (یعنی ابوبکر و عمر) تھے ان لوگوں نے

نظر احتساب اپنے اعزہ و اقارب کو نہ پوچھا حالانکہ رسول اللہ (صلعم) اپنے قرابت دار کا لحاظ فرماتے اور اُن کو مدد دیتے تھے میرے اعزہ و اقارب غریب اور کم مایہ ہیں میں نے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا پس اگر اس میں تم لوگ میری غلطی دیکھتے ہو تو میں اس سے باز آؤں" کسی نے کہا تم نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار دیدیئے! امیر المومنین عثمان نے جواب دیا "میں اُن دونوں آدمیوں سے یہ رقمیں واپس لینے والا ہوں" لوگ یہ سنکر راضی ہو گئے اور بخوشی خاطر اُٹھ کر چلے آئے۔

ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد معاویہ نے عرض کی "امیر المومنین! اس سے پہلے کہ آپ پر حملہ ہو جس کا آپ تحمل نہ کر سکیں مناسب ہوگا آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں کیونکہ کل اہل شام میرے مطیع ہیں" امیر المومنین عثمان نے جواب دیا "کسی وجہ سے رسول اللہ (صلعم) کا جوار میں نہیں چھوڑ سکتا" پھر معاویہ نے گذارش کی "اچھا میں ایک لشکر جرار آپ کی محافظت کو بھیجے دیتا ہوں جو آپ کے پاس ٹھہرا رہے" جواب دیا "میں رسول اللہ (صلعم) کے پڑوسیوں کو تنگ نہیں کروں گا۔ معاویہ بولے واللہ آپ دھوکا اُٹھائیں گے یا ترع خلافت کریں گے" امیر المومنین عثمان حسبی اللہ و نعم الوکیل کہکر خاموش ہو گئے اور معاویہ آپ کی خدمت سے اُٹھکر علی، طلحہ اور زبیر کے پاس گئے اور بوقت ضرورت امیر المومنین عثمان کی اعانت و امداد کرنے کو ان لوگوں سے کہا اور رخصت ہو کر شام کا راستہ لیا

مفسدوں اور بلوائیوں نے یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ جس وقت امیر المومنین عثمان کے سرداران لشکر اور گورنران صوبجات رخصت ہو کر روانہ ہوں گے اسوقت امیر المومنین عثمان پر دفعتہً حملہ کیا جائے" لیکن اتفاق سے جب امراء اور عمال کی روانگی کے بعد امیر المومنین عثمان پر حملہ نہ کر سکے تو دوبارہ نقض بیعت امیر المومنین عثمان ریشہ دوانی کرنے لگے اور مراسلات کے ذریعہ یہ طے کیا کہ فلاں روز آئندہ موسم حج میں مدینہ منورہ میں آجانا چاہیئے چنانچہ سب کے پہلے بلوایان مصر نے جس کا سرگروہ عبدالرحمن بن عدیس بلوی تھا مدینہ کی طرف خروج کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ

بلوائیاں مصر کی تعداد ایک ہزار تھی کنانہ بن بشر لیثی، سودان بن حمران سکونی اور میسرہ یا قتیرہ بن فلان سکونی بسر کردگی غافقی بن حرب عکی اس جماعت میں شریک تھا۔ بلوایان کوفہ بھی ایک ہزار کی جمعیت سے زید بن صفوان عبدی، اشتر نخعی، زیاد بن النضر حارثی اور عبداللہ بن الاصم عامری کے ہمراہ آئے ہوئے تھے بصرہ کے بلوائیوں کی تعداد بھی ایک ہزار تھی حکیم بن جبلہ عبدی، ذریح بن عباد، بشیر بن شریح قیسی، ابن المحرش نے بسر گروہی حرقوص بن زہیر سعدی خروج کیا تھا یہ لوگ اپنے اپنے شہروں سے باظہار ارادہ حج شوال میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ جب تین منزل مدینہ باقی رہ گیا تو چند لوگ اہل بصرہ کے آگے بڑھکر ذوخشب میں آ ٹھہرے ان لوگو کی طبیعتیں طلحہ کی طرف مائل تھیں اور کچھ لوگ بلوایان کوفہ کے اپنے گروہ سے نکل کر اعوص میں آکر مقیم ہوئے ان لوگوں کا رجحان زبیر بن العوام کی جانب تھا اسی گروہ کے ساتھ کچھ لوگ اہل مصر کے بھی تھے اور عام بلوائی ذوالمروہ میں ٹھہرے رہے مصریوں کی طبیعت علی ابن ابیطالب کی جانب تھی زیاد بن النضر اور عبداللہ بن الاصم نے بلوائیوں سے مخاطب ہو کر کہا "تم لوگ عجلت نہ کرو جب تک ہم مدینہ میں نہ داخل ہولیں۔ ہم کو یہ خبر پہونچی کہ اہل مدینہ نے بھی لشکر آرائی کی ہے بخدائے لایزال اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم کچھ نہ کر سکیں گے" بلوائی یہ سنکر خاموش ہو گئے اور ان دونوں نے مدینہ کا راستہ لیا۔

زیاد و عبداللہ مدینہ پہونچکر علی، طلحہ، زبیر اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم) سے ملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بہ ارادہ حج آئے ہیں اور عثمانی گورنروں کی شکایت لائے ہیں' ان بزرگو نے زیاد و عبداللہ کو اس ارادہ سے روکا دونوں آدمی لوٹ کر اپنے گروہ میں آئے اور سرداران بلوایان کوفہ، بصرہ اور مصر کو مجتمع کر کے مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہر فریق جدا جدا طلحہ، زبیر اور علی ابن ابیطالب کے پاس جائے اور ان کو جس طرح ممکن ہو اپنا ہم آہنگ بنائے چنانچہ چند مصری بلوائی علی ابن ابیطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس وقت لشکر میں بہ مقام احجار الزیت رونق افروز تھے اور اپنے لڑکے حسن کو بلوائیوں کو منتشر کرنے کی غرض سے امیر المومنین عثمان کے پاس بھیجدیا تھا

مصریوں نے علی ابن ابیطالب سے کہا "ہم عثمان کی امارت سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ابھی ہم لوگ واپس جاتے ہیں" علی ابن ابیطالب غصہ سے کانپ اٹھے چلا کر فرمایا بیشک لشکر ذومروہ و ذوخشب و اعوص رسول اللہ (صلعم) کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے اور اس حدیث کو صلحاء مومنین جانتے ہیں تم لوگ میرے سامنے سے دور ہو آئندہ اس قسم کی گفتگو میرے روبرو نہ کرنا" بصریوں اور کوفیوں کی جماعتیں جو طلحہ و زبیر کے پاس گئی ہوئی تھیں اُن لوگوں نے بھی طلحہ و زبیر سے ایسا ہی کہا طلحہ و زبیر نے بھی ایسا ہی سختی کا جواب دیا جب اس کیادی وحیلہ سازی میں بھی ان کو کامیابی نہ ہوئی تو ان مقامات سے متفرق ہو کر اپنے اپنے لشکر گاہ میں چلے آئے۔ اہل مدینہ بھی ان کی مراجعت سے اپنے اپنے گھروں میں لوٹ گئے رات کے وقت کسی امر کی اطلاع نہ ہوئی لیکن تکبیر کی آواز اطراف مدینہ میں گونج رہی تھی۔ صبح ہوئی تو امیر المومنین عثمان کا مکان محاصرہ میں تھا، بلوائیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اور منادی کرادی تھی کہ جو شخص مقابلہ پر نہ آئے گا اس کو امن دیجائے گی۔ چند دنوں امیر المومنین عثمان امامت کرتے رہے اہل مدینہ اپنے اپنے مکانوں میں خاموش بیٹھے رہے بلوائیوں نے بھی امیر المومنین عثمان سے ملنے جلنے بات کرنے سے کسی کو نہیں روکا۔

محاصرہ کے صبح کو علی ابن ابیطالب نے بلوائیوں سے فرمایا تم کو کس چیز نے چلے جانے کے بعد واپس بلایا؟ بلوائیوں نے کہا ہم نے ایک خط ایک قاصد کے ہاتھ سے پایا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا، اسی طرح بصریوں نے طلحہ سے اور کوفیوں نے زبیر سے کہا، بلوائیوں میں سے ہر شخص کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کو آئے ہیں، علی ابن ابیطالب نے کہا تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اہل مصر کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے کیونکہ تم ان سے منزلوں کی مسافت پر تھے تم لوگ ایک ہی وقت معین پر کیسے واپس ہوئے واللہ یہ امر روزِ روشن سے زیادہ ظاہر ہے کہ تمہاری طبیعتیں صاف نہیں ہیں" بلوائیوں نے جواب دیا تم جو چاہو خیال کرو ہم کو اس شخص (یعنی عثمان) کے معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"

اسوقت تک بلوائیان مصر، کوفہ اور بصری، امیر المومنین عثمان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے لیکن اس واقعہ کے بعد انھوں نے لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس جاتے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کیا۔ امیر المومنین عثمان نے گورنران ممالک اسلامیہ کے نام فرامین بھیجے اُن کو اِن واقعات سے مطلع کیا معاویہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو، عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن خدیج کو روانہ کیا کوفہ سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوئے۔ کوفہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے عقبہ بن عامر، عبداللہ بن ابی ادفی، حنظلہ کاتب وحی، اور تابعین سے مسروق، اسود، شریح، عبداللہ بن حکیم، بصری میں صحابہ سے عمران بن حصین، انس بن مالک، ہشام بن عامر، اور تابعین سے کعب بن سور، ہرم بن حیان، شام اور مصر میں بھی اسی طرح صحابہ اور تابعین مسلمانوں کو اہل مدینہ کی اعانت پر اُبھارنے لگا۔

بلوائیوں کے آنے کے بعد جمعہ آیا اس میں امیر المومنین عثمان نے نماز پڑھائی خطبہ دینے کو ممبر پر چڑھ کے فرمایا یاھولاء[1] الله الله فو الله ان اهل مدينة ليعلمون انكم ملعونون علی لسان محمد فامحوا الخطايا بالصواب "محمد بن سلمہ نے اٹھکر کہا انا اشهد بذلك (میں اس کی گواہی دیتا ہوں) حکیم بن جبلہ نے ان کو بٹھالیا پھر زید بن ثابت اُٹھے ان کو محمد بن ابی قتیرہ نے بٹھالیا۔ بعد اس کے بلوائیوں نے ہلہ کرکے ممبر کا قصد کیا لوگوں نے مار کر مسجد سے نکالدیا بلوائی بیرون مسجد سے امیر المومنین عثمان پر پتھر مارنے لگے چوٹ سے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ سعد بن ابی وقاص (۱) حسین بن علی (۲) زید بن ثابت (۳) اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہم) بلوائیوں سے لڑنے لگے امیر المومنین عثمان کو گھر پر اُٹھا لائے تھوڑی دیر کے بعد ہوش ہوا تو ان کو لڑائی سے روک کر واپس بلا بھیجا۔ علی، طلحہ اور زبیر عیادت کو آئے

---

[1] اللہ کی قسم ہے اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے یہ لوگ حسب ارشاد رسول اللہ صلعم ملعون ہیں پس کون لوگوں کو مناسب ہے کہ نیکی سے لغزشوں کو فنا کردیں۔

اس وقت چند بنی امیہ بیٹھے ہوئے تھے جن میں مروان بھی تھا ان لوگوں نے علی ابن ابیطالب سے مخاطب ہو کر کہا "تم نے ہم کو ہلاک کر ڈالا، تمہاری ہی یہ ساری کارروائیاں ہیں واللہ اگر تم اپنے مقصد کو پہونچ گئے تو تم دنیا کو مطیع کر لو گے" علی ابن ابیطالب نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا غصہ ہو کر اُٹھ کر چلے آئے طلحہ اور زبیر بھی اپنے اپنے مکان واپس آئے۔

حالت محاصرہ میں تیس یوم تک امیرالمومنین عثمان نماز پڑھاتے رہے بعدازاں مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے بلوائیوں نے روک دیا غافقی بن حرب عکی بلوائیوں کا سردار نماز پڑھانے لگا اہل مدینہ اپنے اپنے مکانات اور باغات میں مسلح عزلت گزیں ہو گئے یہ محاصرہ چالیس روز تک قائم رہا۔

بعضے کہتے ہیں کہ زمانہ محاصرہ میں امیرالمومنین عثمان نے ابوایوب انصاری کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا چنانچہ چند روز تک انھوں نے نماز پڑھائی پھر بعد ان کے علی ابن ابی طالب پڑھاتے رہے بعضوں کا بیان ہے کہ حالت محاصرہ میں علی ابن ابیطالب نے سہیل بن حنیف کو نماز پڑھانے پر مامور کیا تھا چنانچہ عشرہ ذیحجہ تک امامت کرتے رہے پھر عید کی نماز پڑھائی اور چند نمازوں میں امامت کی تا آنکہ امیرالمومنین عثمان شہید ہو گئے۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ زمانہ محاصرہ امیرالمومنین عثمان میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ مصر میں لوگوں کو امیرالمومنین عثمان کے برخلاف اُبھار رہے تھے پس جب ماہ رجب میں بلوائیاں مصر نے باظہار حج وبقصد قتل یا خلع خلافت عثمان بسرگروہی عبدالرحمن بن عدیس خروج کیا تو محمد بن ابی بکر بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوئے ان کی روانگی کے بعد ہی عبداللہ بن سعد نے ایک قاصد دربار خلافت کی طرف بلوائیوں کی روانگی کی خبر لے کر روانہ کیا باقی رہے محمد بن حذیفہ وہ مصر میں ٹھہرے رہے پس جب عبداللہ بن سعد بقصد مدینہ رملہ پہونچے تو یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ مصریوں نے واپس ہو کر امیرالمومنین عثمان کا محاصرہ کر لیا ہے اور محمد بن ابی حذیفہ مصر پر مسلط ہو گیا ہے اس خبر کے سنتے ہی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح

مصر کی طرف لوٹے فلسطین میں پہونچکر قیام کیا اتنے میں امیر المومنین عثمان شہید ہو گئے۔

یہ واقعات جملہ معترضہ تھے جس سے تمہارا ذہن منتشر ہو گیا ہو گا اب اصل واقعہ کیطرف ہم پھر رجوع کرتے ہیں۔ تم کو یاد ہو گا کہ بلوایان مصر نے مدینہ کے قریب پہونچکر ذوخشب میں قیام کیا تھا طے یہ کیا تھا کہ امیر المومنین عثمان خلافت چھوڑ دیں یا اپنے گورنروں کو ایک قلم موقوف کر دیں اور اگر ان دونوں باتوں سے ایک کو بھی منظور نہ کریں تو شہید کر ڈالے جائیں، امیر المومنین عثمان کو اس سے آگاہی ہوئی علی ابن ابی طالب کے مکان پر تشریف لے گئے اپنی قرابت اور حقوق کو ظاہر کر کے کہا کہ "تم بلوائیوں کے پاس جاؤ ان کو جس طرح ممکن ہو سمجھا بجھا کر واپس کر دو، علی ابن ابیطالب نے جواب دیا "میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا لیکن تم نے میرا کہا نہ مانا اپنے ہمنشینوں (مروان، معاویہ، ابن عامر، ابن ابی سرح اور سعید) کے کہنے پر عمل کرتے رہے اب میں کس طرح اور کس بنا پر ان کو واپس کروں، امیر المومنین عثمان بولے اب تم جیسا کہو گے ویسا ہی کرونگا آیندہ سے ان لوگوں کے کہنے پر ہرگز عمل نہ کرونگا، چنانچہ علی ابن ابیطالب اور تیس مہاجرین و انصار سوار ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے اس ڈیپوٹیشن میں سعید بن زید، ابوجہم عدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، مروان بن الحکم، سعید بن العاص، عبدالرحمن بن عتاب، ابواسید ساعدی، ابوحمید، زید بن ثابت، حسان بن ثابت، کعب بن مالک، اور نیار بن مکرز وغیرہم رضی اللہ عنہم تھے۔

علی ابن ابیطالب اور محمد بن مسلمہ نے بلوایان مصر کو نشیب و فراز سمجھایا بلوایان مصر، مصر کیطرف لوٹے ابن عدیس بلوی نے محمد بن مسلمہ سے کہا "میں تم سے کچھ کہنے کو واپس ہونا چاہتا ہوں، جواب دیا "اللہ سے ڈر! کیا تو اپنے اقرار سے منحرف ہونا چاہتا ہے، تو نے ابھی واپس ہونے کا وعدہ کیا ہے ابن عدیس یہ سنکر اپنے گروہ میں چلا گیا اور اہل مدینہ مدینہ واپس آئے علی ابن ابیطالب نے امیر المومنین عثمان کے پاس جا کر مصریوں کے واپس جانے کی اطلاع دی۔

اس واقعہ کے دوسرے روز مروان نے حاضر ہو کر عرض کی "امیر المومنین! اس سے پہلے کہ بلاد قریبہ اور بعیدہ سے مسلمان آئیں اور ایسے واقعات آپ پر پیش آئیں جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں آپ مسلمانوں

کو مجتمع کر کے خطبہ دیں اس میں یہ بیان فرمائیں کہ اہل مصر واپس گئے اور ان کو جو خبریں پہونچیں تھیں سب بے اصل تھیں" امیر المومنین عثمان مروان کے کہنے سے خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے جوں ہی چند الفاظ زبان سے نکلے تھے کہ چاروں طرف سے آواز آنے لگی اتق الله یا عثمان وتب الی الله (اے عثمان! اللہ سے ڈر۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کر) سب کے پہلے اس فقرہ کو عمرو بن العاص نے کہا تھا پس امیر المومنین عثمان نے ہاتھ اٹھا کر کہا اللهم انی تایب (اے اللہ میں توبہ کرتا ہوں) اس کے بعد عمرو بن العاص فلسطین چلے گئے اور اپنے محل میں مقیم رہے اس کے چند دنوں بعد امیر المومنین عثمان کے محاصرہ و شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ مصریوں کے پاس سے علی ابن ابیطالب نے واپس ہو کر امیر المومنین عثمان سے کہا تھا" تم باہر نکلکر لوگوں کو اپنے خیالات سے مطلع کر دو تاکہ تمہارے حالات ان کو معلوم ہو جائیں اور فتنہ انگیز اشرار کا گروہ دوسرے شہروں سے نہ آنے پائے اس بنا پر امیر المومنین عثمان باہر آئے اور خطبہ دیا حمد و نعت کے بعد ارشاد کیا انا اول من اتعظ استغفر الله مما فعلت واتوب الیه فلیات اشرافکم یرونی رایهم فوالله ان ردنی الحق عبد الاسنن بسنة العبد ولاذلن ذل العبد وما عن الله مذهب الا الیه فوالله لاعطینکم الرضی ولا احتجب عنکم (ترجمہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نصیحت قبول کی، میں اللہ تعالےٰ سے معافی چاہتا ہوں اس سے جو میں نے کیا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں پس مناسب ہے کہ تمہارے شرفا آئیں اور مجھ کو مشورہ دیں واللہ اگر مجھے کوئی غلام بھی حق کی راہ نمائی کریگا تو میں اُسی کا راستہ اختیار کرونگا اور غلاموں کی طرح اُس کی اطاعت کروں گا اور اللہ کے سوا اور کوئی حامی نہیں ہے اللہ کی قسم ہے میں تم کو راضی رکھوں گا اور تم سے کچھ پوشیدہ نہ رکھوں گا) یہ کہکر امیر المومنین عثمان خود بھی روئے اور حاضرین بھی رو پڑے۔

خطبہ دے کر مکان پر آئے تو چند بنی امیہ جو اسوقت حاضر نہ تھے حاضر ہوئے اور اس خطبہ کے دینے پر نصیحت کرنے لگے آپ کی بیوی نائلہ بنت الفرافصہ نے ان لوگوں کو جھڑکا لیکن انھوں

نے نائلہ کے جھڑکنے پر خیال نہ کیا برابر امیر المومنین عثمان کو توبہ کرنے اور خطبہ دینے پر ملامت کرتے رہے اتنے میں دروازہ پر کچھ لوگ جمع ہو گئے امیر المومنین عثمان نے مروان سے فرمایا تو جا' ان لوگوں سے ہمکلام ہو اور گفتگو کرنے میں درشتی سے کام لے چنانچہ مروان نے نکلکر کہا "تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے ، تمہاری کیا حالت ہے ؟ تم لوگ ہمارے قبضہ سے ہمارے ملک کے چھیننے کو آئے ہو واللہ اگر تم نے کسی قسم کا قصد کیا تو ہم تم پر ایسا بوجھ ڈالدیں گے کہ جس کو تم اٹھا نہ سکو گے جاؤ اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ واللہ جو ہمارے قبضہ میں ہے اُس میں ہم تم سے مغلوب نہیں ہیں" مروان کے اس کلام سے مجمع منتشر ہو گیا علی ابن ابیطالب تک یہ خبر پہونچی آپ سخت ناراض ہوئے عبدالرحمن بن اسود بن یغوث سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم نے کل عثمان کا خطبہ اور آج مروان کا کلام سنا ہے میں جب گھر میں بیٹھ رہا تو عثمان نے مجھ سے کہا کہ تم نے مجھے چھوڑ دیا تم نے میری قرابت وحق کا پاس نہ کیا اور جب میں نے دخل دیا اور لوگوں کو سمجھا بوجھا کر واپس کیا تو مروان کے کہنے سے لڑکوں کے کھیل کی طرح اُس کو اُلٹ پلٹ دیا۔ افسوس ہے کہ عثمان باوجود مسن اور رسول اللہ (صلعم) کی صحبت سے مشرف ہونے کے مروان کے قبضہ میں ہیں جس طرف وہ چاہتا ہے اس طرف پھیر دیتا ہے" علی ابن ابیطالب یہ کہکر طیش میں آکر اُٹھے ، امیر المومنین عثمان کے پاس گئے۔ مروان کے کہنے پر عملدر آمد کرنے پر نصیحت کی اور یہ فرمایا کہ آج سے اب میں پھر تمہارے پاس نہ آؤں گا مروان تمہاری رائے پر مسلط ہو گیا ہے وہ تمہارا شرف زائل کرنا چاہتا ہے" علی ابن ابیطالب کے چلے جانے کے بعد نائلہ آئیں اور وہ یہ گفتگو سن رہی تھیں انھوں نے بھی مروان کی موافقت پر نصیحت کی اور علی ابن ابیطالب سے صلاح و مشوری لینے کی رائے دی۔ امیر المومنین عثمان نے علی ابن ابیطالب کو بلوا بھیجا، وہ نہ آئے تو خود شب کے وقت علی ابن ابیطالب کے مکان پر گئے۔ علی ابن ابیطالب نے کہا بڑے افسوس کا مقام ہے کہ کل تم نے رسول اللہ (صلعم) کے ممبر پر چڑھ کر کیا کہا تھا پھر بعد اس کے مروان نے تمہارے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو سخت و سست کہا ایذا پہونچائی" امیر المومنین عثمان

نے معذرت کی اقرار کیا کہ آئندہ میں تمہاری رائے پر عمل کرونگا واقعی میں اس وجہ سے خفیف ہوا اور لوگوں کو مجھ پر جرأت ہوئی، علی ابن ابیطالب بولے "واللہ میں لوگوں کو نہایت آسانی سے دور کر دوں گا لیکن جب میں تم کو سمجھا دیتا ہوں تو اس پر عامل ہوتے ہو لیکن جب مروان آجاتا ہے اور وہ مخالفت کرتا ہے تو تم اُس کے کہنے پر عمل کرنے لگتے ہو اور میری رائے کو بھول جاتے ہو" ان واقعات کے بعد بلوائیوں نے پانی بند کر دیا علی ابن ابیطالب بہت برہم ہوئے، امیر المومنین عثمان کو پانی دیا۔

امیر المومنین عثمان کی شہادت بعضوں نے لکھا ہے کہ علی ابن ابیطالب وقت محاصرہ امیر المومنین عثمان خیبر میں تھے مدینہ منورہ میں آئے تو لوگوں کو طلحہ کے پاس مجتمع پایا، امیر المومنین عثمان، علی ابن ابیطالب کے مکان پر گئے اور کہا "اے علی میرے حقوق تم پر بہت ہیں، بھائی ہونے کا حق ہے، قرابت داری کا حق ہے، ہم زلف ہونے کا حق ہے، بالفرض تقدیر اگر جاہلیت ہی کا زمانہ ہوتا تو بھی بنی عبد مناف کے لئے یہ امر باعث ننگ تھا کہ بنو تیم ان کے قبضہ سے حکومت چھینیں" علی ابن ابیطالب یہ سنکر طلحہ کے پاس گئے دریافت کیا ماھذا (یہ کیا معاملہ ہے) جواب دیا "ابعد ماسش[1] الحزام الطبیین یا ابا الحسن علی ابن ابیطالب لوٹ کر بیت المال آئے لوگوں کو جو کچھ مناسب تھا دیا لوگ طلحہ کے پاس سے اٹھکر چلے گئے صرف طلحہ رہ گئے امیر المومنین عثمان کو اس سے مسرت ہوئی بعد اس کے طلحہ امیر المومنین عثمان کے پاس آئے

---

[1] عرب کا یہ ایک محاورہ ہے جب کوئی کام حد سے متجاوز ہو جاتا ہے یا اُس کی نزاکت بڑھجاتی ہے تو اس وقت اہل عرب استعارۃً یہ فقرہ بولتے ہیں۔ حزام۔ تنگ کو کہتے ہیں اور طبیین اونٹنی یا گھوڑی کے حلمۃ الثدی (چھاتیوں کی بیٹنوں) کو کہتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ جب تنگ چھاتیوں تک پہونچ جائے گا تو زین یا چارجامہ اونٹنی یا گھوڑی کے پشت پر نہیں ٹھہر سکتا اور نہ سوار اسوقت تک ٹھہر سکتا ہے اُردو میں بجائے اسکے کہتے ہیں جب نو نیزہ پانی چڑھ گیا تو کیا ہو سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا میں تایب نہیں ہوا بلکہ مغلوب ہوا ہوں اے طلحہ! اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے!

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ جس وقت بلوائیاں مصر، دوبارہ مدینہ منورہ کی طرف لوٹے محمد بن مسلمہ واپسی کا سبب دریافت کرنے آئے بلوائیوں نے خط دکھلا کر کہا "یہ خط عثمان کے غلام کے قبضہ سے مقام بویب میں برآمد ہوا ہے جو صدقہ کے اونٹ پر سوار جا رہا تھا اس خط میں عبدالرحمن بن عدیس، عمرو بن الحمق، عروہ بن البیاع پر درے لگانے اور قید کرنے اور سر و داڑھیاں مونڈنے اور بعضوں کو سولی دینے کو لکھا ہے بعضے کہتے ہیں کہ (یہ خط ابوالاعور سلمی) کے پاس سے برآمد ہوا تھا غرض اس خط کے ملتے ہی بلوائیاں مصر لوٹے اور ان کے ساتھ ہی کوفہ اور بصرہ کے بلوائی بھی واپس ہوئے۔

محمد بن مسلمہ نے اُن لوگوں سے واپسی کا سبب دریافت کیا انھوں نے کہا "ہم لوگوں نے علی ابن ابیطالب، سعد بن ابی وقاص اور سعید ابن زید سے اس معاملہ میں گفتگو کی ہے ان لوگوں نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اس معاملہ کو باحسن وجوہ سلجھا دیں گے لہٰذا علی ہمارے ساتھ عثمان کے پاس چلیں" اس قدر گفتگو کرنے کے بعد بلوائیاں مصر سے چند لوگ اُٹھے اور علی ابن ابی طالب و محمد بن مسلمہ کو ہمراہ لئے امیر المومنین عثمان کے مکان پر گئے ان دونوں بزرگوں نے بلوائیوں کی شکایتیں پیش کیں امیر المومنین عثمان نے قسم کھا کر کہا "مجھے اس خط سے آگاہی نہیں ہے اور نہ میں نے لکھا ہے" محمد بن مسلمہ بولے بیشک یہ صحیح ہے، یہ کام مروان کا ہے، اس عرصہ میں بلوائیاں مصر کا ایک گروہ آ گیا ابن عدیس نے ابن ابی سرح کی شکایت شروع کی، مصر میں جو جو نئی باتیں ایجاد کی تھیں بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ جب کبھی ابن ابی سرح پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ امیر المومنین عثمان نے ایسا ہی لکھا ہے ہم لوگ درحقیقت تم کو قتل کرنے کے قصد سے آئے تھے علی ابن طالب اور محمد بن مسلمہ نے سمجھا بجھا کر واپس کیا اور ہم سے وعدہ کیا کہ ان شکایتوں کو ہم رفع کرا دیں گے اتفاق سے تمہارا خط ہمارے ہاتھ لگ گیا جس میں تم نے ابن ابی سرح کو لکھا ہے کہ "ہم لوگوں کو درے

لگائے ہماری تشہیر کرائے، ایک زمانہ دراز تک قید میں رکھے" یہ خط تمہارے غلام کے ہاتھ سے ملا ہے اس پر تمہاری مہر ہے، امیر المومنین عثمان نے قسم کھا کر کہا نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے اور نہ مجھ کو اس کی اطلاع ہے۔ علی ابن ابیطالب اور محمد بن مسلمہ نے اس کی تصدیق کی" بلوائی بولے "تعجب کا مقام ہے کہ اس قسم کے خطوط تمہاری مہر سے لکھے جائیں اور تمہارا غلام لیکر جائے اور تم کو اس کی اطلاع نہ ہو پس تم جھوٹے ہو یا سچے، بہر تقدیر تم کو معزول کرنا مناسب ہے کیونکہ جھوٹے کو مسلمانوں کا والی بنانا جائز نہیں ہے اور اگر سچے ہو تو تم اس قدر کمزور اور طبعاً ضعیف ہو گئے ہو کہ بلا اجازت واطلاع جس کا جو جی چاہتا ہے کرتا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ تم خود خلافت چھوڑ دو" امیر المومنین عثمان نے فرمایا "میں اس لباس کو نہیں اتارا چاہتا جس کو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنایا ہے یعنی میں خود منصب خلافت ترک نہیں کروں گا ہاں یہ ہوگا کہ اگر مجھ سے غلطی ہوگی تو میں توبہ کرونگا اور اپنی غلط رائے سے رجوع کرونگا، ابن عدیس بولا" ہم بارہا دیکھ چکے ہیں کہ تم توبہ کرتے ہو اور پھر وہی کام کرتے ہو اب ہم پر فرض ہے کہ ہم تم سے خلافت چھین لیں یا تم کو قتل کر ڈالیں اور اگر تمہارے دوستوں میں سے کوئی مزاحمت کرے تو اس سے بھی لڑیں جب تک ہم زندہ ہیں لڑتے جائیں گے کامیاب ہوں گے یا مر جائیں گے" امیر المومنین عثمان نے ارشاد کیا "تم مطمئن رہو کوئی شخص تم سے مزاحم نہ ہوگا اگر مجھے اس کا خیال ہوتا تو میں ممالک اسلامیہ سے مسلمانوں کو طلب کر کے ایک لشکر مرتب کر لیتا۔ اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی چاروں طرف سے شور وغل کی آواز آنے لگی جس کے جو جی میں آتا تھا کہہ رہا تھا علی ابن ابیطالب اٹھے اور بلوائیوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس سے نکال کر اپنے مکان پر چلے آئے علی ابن ابیطالب کے واپس ہوتے ہی مصریوں نے امیر المومنین عثمان کے مکان کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔

دوبارہ محاصرہ کرنے کے بعد امیر المومنین عثمان نے معاویہ اور ابن عامر کو امداد کے لئے لکھا۔ یزید بن اسد قشیری اہل شام کا ایک گروہ لے کر روانہ ہوتے وادی القریٰ میں پہونچے

تو معلوم ہوا کہ امیر المومنین عثمان شہید ہو گئے یہ سنتے ہی زید بن اسد شام لوٹ گئے بعض کہتے ہیں کہ شام سے حبیب بن مسلمہ، بصرہ سے مجاشع بن مسعود روانہ ہوئے تھے اور مقام بدہ میں پہونچکر شہادت کا حال سنکر واپس گئے تھے۔

دوبارہ محاصرہ ہونے پر امیر المومنین عثمان کے مشیروں نے رائے دی کہ علی ابن ابیطالب کو بلوائیوں کے روک تھام کے لئے بھیجو کہ وہ ان کو سمجھا بوجھا کر واپس کر دیں اور ان سے وعدہ کر دیں کہ ان کی مرضی کے موافق گورنروں کی بحالی اور معزولی کیجائیگی چنانچہ علی ابن ابیطالب بلوائیوں کے پاس گئے اونچا نیچا سمجھایا، ان کی درخواستوں کے موافق عملدرآمد کرنے کا وعدہ کیا بلوائیوں نے کہا آپ ایک میعاد مقرر کیجئے،، علی ابن ابیطالب لوٹ کر امیر المومنین عثمان کے پاس آئے امیر المومنین عثمان نے تین دن کی مدت مقرر فرمائی، علی ابن ابیطالب نے ایک اقرار نامہ لکھکر بلوائیوں کو دیا جس میں تین یوم کے اندر ان کی مرضی کے موافق عمال کی تقرری و معزولی و انکی شکایات رفع کرنے کو لکھا تھا بلوائی اس اقرار نامہ کے مطابق تین یوم تک جنگ و جدال سے رکے رہے امیر المومنین عثمان نے ان کی خواہش کے مطابق کوئی اصلاح نہ کی بعد انقضاء میعاد بلوایان مصر ذی خشب سے مدینہ میں ایفاء وعدہ کی غرض سے آئے امیر المومنین عثمان نے ایفاء وعدہ سے انکار کیا بلوائیوں نے برہم ہو کر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا محاصرہ کے بعد امیر المومنین عثمان نے علی، زبیر اور طلحہ کو بلوا بھیجا جب یہ لوگ اور ان کے ہمراہ اہل مدینہ بھی آئے دروازہ پر ایک بہت بڑا ہجوم تھا عثمان نے گھر سے نکلکر کہا بیٹھ جاؤ، بلوائی اور غیر بلوائی سب بیٹھ گئے آپ نے اہل مدینہ سے مخاطب ہو کر کہا اے اہل مدینہ میں تمکو اللہ تعالٰے کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی اچھے کو خلیفہ بنائے یہ کہکر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر سر اٹھا کر بولے "

انشدکم باللہ تعالٰی ھل تعلمون انکم دعوتم اللہ عند مصاب عمر	میں تم کو اللہ تعالٰی کی قسم دلاتا ہوں کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ عمر کے زخمی ہونے کے وقت تم نے

ان یختار لکم ویجعلکم علی خیر کما تقولون انھا لم یستجب لکم او تقولون ان الله لم یبال من ولی ھذا الدین ام تقولون ان الامۃ ولوا مکابرۃ وعن غیر مشورۃ فوکلھم الی امرھم ولم یعلم عاقبۃ امرہ ثم انشدکم الله ھل تعلمون لی من السوابق ما یجب حقہ فمھلاً فلا یحل الا قتل ثلاثۃ زانٍ بعد احصان وکافر بعد ایمان وقاتل بغیر حق ثم اذا اقتلتمونی وضعتم السیف علی رقابکم ثم لا یرفع الله عنکم الاختلاف۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری امارت کیلئے کسی کو منتخب کر دے اور کسی بہترین ہستی کو تمہارا امیر بنائے کیا تم یہ کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا نہیں قبول کی یا کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو اس دین کا والی بنایا ہے اُس کو آزمائش میں نہیں ڈالا یا کہو گے کہ امت نے دھینگ دھنیگا پن سے یا بغیر مشورہ کے والی مقرر کیا اور اُس نے اپنے کام کو بغیر انجام بینی کے اس کے سپرد کیا ہے۔ پھر میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں تم لوگ میرے سابق الاسلام ہونے کو جانتے ہو جس کے حق کو تم جانتے ہو۔ جانے دو درگزر کرو۔ کیونکہ تین آدمیوں کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک زانی محصن کا دوسرے مرتد کا تیسرے قاتل بغیر حق کا۔ پھر جب مجھے تم قتل کر ڈالو گے تو تلوار تم اپنی گردنوں پر رکھ لو گے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف کو نہ اُٹھائے گا۔

بلوائیوں نے جواب دیا کہ جو تم نے بعد فاروق اعظم کے استخارہ کی نسبت کہا ہے تو اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں کیا اچھا کیا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک فتنہ بنایا ہے جس میں اس نے اپنے بندوں کو مبتلا کیا ہے حقوق سابق الاسلام تمہارے ہیں اور تم ضرور اس کے مستحق تھے لیکن تم نے بہت سی باتیں ایسی کی ہیں جس سے تم کو ہم حق قایم کرنے کے لئے بھی نہیں چھوڑ سکتے اس خیال سے کہ مبادا سال آئندہ اور فتنہ فساد برپا نہ ہو باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ تین ہی آدمیوں کو قتل کرنا چاہیئے اس کے نسبت ہم یہ کہتے ہیں کہ

ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سوائے اُن تینوں آدمیوں کے اور لوگوں کا قتل کرنا بھی جائز دیکھتے ہیں ازانجملہ ان آدمیوں کا قتل کرنا روا ہے جو دنیا میں باعث فساد ہوں یا باغی ہوں یا حق وراستی کے کرنے کے مانع اور مخالف ہوں تم نے بیشک بغاوت کی اور ناحق کو شی کی اور جو لوگ فساد کے باعث ہیں اُن کے طرفدار ہوئے اور بلاشبہ تم نے امارت کا زور و دباؤ ہم پر ڈالا اور بیشک جو لوگ ہم سے لڑے اور لڑنے کو آتے ہیں وہ تمہاری امارت کی وجہ سے لڑتے ہیں پس اگر تم خلافت چھوڑ دو تو وہ لوگ برسر مقابلہ نہ آئیں گے"

امیر المومنین عثمان یہ سن کر خاموش ہو کر اندر چلے گئے پھر اس کے بعد گھر سے نہ نکلے اہل مدینہ اور اصحاب کبار کو واپس جانے کی قسم دے کر واپس کیا، سوائے حسن بن علی، محمد بن طلحہ، عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کے سب لوگ اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔

بلوائیان مصر، کوفہ اور بصرہ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے اٹھارویں روز یہ خبر مشہور ہوئی کہ اسلامی فوجیں ممالک اسلامیہ سے آرہی ہیں، بلوائیوں نے محاصرہ میں سختی شروع کی لوگوں کو امیر المومنین عثمان کے پاس جانے سے روک دیا، پانی، کھانا بند کر دیا امیر المومنین عثمان نے علی، طلحہ، زبیر اور امہات المومنین (رضی اللہ عنہم) کے پاس کہلا بھیجا کہ بلوائیوں نے میرا پانی بند کر دیا ہے اگر تم لوگ مجھ کو پانی پہونچا سکتے ہو تو مجھے پانی بھیج دو" علی ابن ابیطالب اس دردناک خبر کو سنتے ہی علی الصباح سوار ہو کر بلوائیوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو! تمہارا یہ فعل نہ مسلمانوں سے مشابہ ہے اور نہ کافروں سے۔ تم لوگ اُس شخص (یعنی عثمان) کا کھانا پانی بند نہ کرو بلاشبہ رومی اور ایرانی بھی اپنے اپنے قیدیوں کو کھلاتے، پلاتے ہیں، بلوائیوں نے جواب دیا "نہیں! واللہ ایسا کبھی نہ ہوگا، علی ابن ابیطالب یہ سنکر لوٹ آئے، اس کے بعد ام المومنین ام حبیبہ کچھ کھانے کی چیزیں لیکر اپنے خچر پر سوار ہو کر آئیں، بلوائیوں نے روکا آپ نے ارشاد کیا میں اُس شخص (یعنی عثمان) کے پاس جاتی ہوں اس غرض سے کہ بنی امیہ کی امانتیں اُس کے پاس ہیں ایسا نہ ہو کہ بیوہ اور یتیموں کا مال

ضائع ہو جائے" بلوائی بولے "تم کو عثمان کے پاس ہم نہیں جانے دیں گے" ام المومنین ام حبیبہ نے سماعت نہ کی، خچر بڑھایا بلوائیوں نے خچر کے منہ پر مارا اور لگام کاٹ دی، خچر بھاگا ام المومنین ام حبیبہ گرتے گرتے بچیں اہل مدینہ نے دوڑ کر پکڑ لیا اور آہستہ آہستہ آپ کو آپ کے گھر واپس لائے۔

بعد اس کے امیر المومنین عثمان اپنے مکان کی چھت پر نکل کر کھڑے ہوئے اپنے حقوق

سلہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک روز امیر المومنین عثمان نے بلوائیوں کو جمع کیا اور چھت پر چڑھ کر السلام علیکم کہا بلوائیوں نے کچھ جواب نہ دیا امیر المومنین عثمان ان لوگوں سے مخاطب ہو کر بولے "میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں سچ سچ کہنا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں صرف ایک کنواں رومہ نامی تھا جس کو میں نے خرید کر کے وقف کیا تاکہ مسلمانوں کو پانی کی تکلیف نہ ہو میں نے اس کو اپنی ملک قرار نہیں دی مثل اور مسلمانوں کے میں بھی اس کا پانی پیتا رہا۔ بلوائیوں نے جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے! امیر المومنین عثمان نے کہا پھر کیوں تم لوگ مجھے پانی نہیں دیتے مجبوری تالاب کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں" بلوائیوں نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مسجد تنگ اور چھوٹی تھی لوگوں کی گنجائش نہیں ہوتی تھی میں نے زمین خرید کر کے صحن مسجد بڑھایا ہے" بلوائی بولے "ہاں یہ سچ ہے" آپ نے فرمایا کیا تم بتلا سکتے ہو مجھ سے پہلے بھی کوئی اور شخص بھی اس میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا؟ بلوائیوں نے جواب دیا "نہیں" آپ نے ارشاد کیا "پھر تم مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے کیوں روکتے ہو؟" بلوائی خاموش رہے کچھ جواب نہ دیا پھر آپ نے کہا تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم ہے سچ کہنا کیا رسول اللہ (صلعم) نے میرے حق میں ایسا ایسا نہیں فرمایا؟ بلوائیوں کے دل پر اس کلام سے ایک اثر پیدا ہوا جس سے وہ لوگ امیر المومنین عثمان کی ایذا رسانی کے خیال سے درگزر کرنے پر آمادہ ہوئے اس عرصہ میں اشتر آگیا اور اس نے لوگوں کو دوبارہ امیر المومنین عثمان کے برخلاف ابھار دیا۔

اور سابق الاسلام ہونے کا اظہار کیا۔ بعضوں نے کہا جانے دو اب عثمان سے درگذر کرو اس اثناء میں اشتر آ گیا لوگوں کو پھر جمع کر کے بھڑکایا اور دوبارہ مخالفت پر اُبھارا۔ بعد اس کے ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حج کا قصد کیا اور اپنے بھائی محمد کو ہمراہ لے جانے کے غرض سے بلایا محمد بلوائیوں کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہو رہے تھے ساتھ جانے سے انکار کیا حنظلہ کاتب وحی بولے "تم کو ام المومنین اپنے ہمراہی کے لئے بلاتی ہیں تم ان کے ساتھ نہیں جاتے ہو۔ اور آبرو باختہ اوباشوں کی اتباع کرتے ہو جو تمہارے شایان شان نہیں ہے بفرض محال اگر اس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ امیر المومنین عثمان مغلوب ہو گئے تو تم پر بنو عبد مناف متولی و مسلط ہو جائینگے" محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا، حنظلہ کوفہ چلے گئے، طلحہ، زبیر اور تقریباً کل صحابائے کبار نے بلوائیوں کے زیادتیوں کے داستانیں سن سن کر اپنے اپنے دروازہ بند کر لئے نہ کسی سے ملتے تھے اور نہ باہر آتے تھے۔ آل حزام تھوڑے دنوں تک خفیہ طور سے امیر المومنین عثمان کے گھر میں پانی پہونچاتے رہے ابن عباس۔ دروازہ پر بلوائیوں کی مدافعت کی غرض سے بیٹھے ہوئے تھے امیر المومنین عثمان نے ان کو امیر حج مقرر کر کے مکہ معظمہ روانہ ہونے کا حکم دیا ابن عباس بولے "مجھے ان بلوائیوں پر جہاد کرنا حج کرنے سے زیادہ محبوب ہے لیکن امیر المومنین عثمان نے ان کو قسم دے کر مجبور کیا چنانچہ ابن عباس امیر حج ہو کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

بلوائیوں نے جب یہ دیکھا کہ حجاج، امیر المومنین عثمان ہی کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور ان کے مقرر کئے ہوئے امیر کے ساتھ حج کو جاتے ہیں، اطراف و جوانب سے جو لوگ آتے ہیں وہ بھی انھیں کا دم بھرتے آتے ہیں تو سب کے سب امیر المومنین عثمان کے شہید کرنے پر تل گئے اور اُن کی شہادت کو اپنی نجات و خلاصی کا ذریعہ سمجھکر سبھوں نے یورش کر کے دروازہ کھولنے کا قصد کیا حسن بن علی، ابن زبیر، محمد بن طلحہ، مروان، سعید بن العاصی، اور جو لوگ کبار صحابہ کے لڑکے اُن کے ہمراہ تھے بلوائیوں کو دروازہ کھولنے سے روکا۔ لڑے اور لڑ کر ان کو پیچھے ہٹایا امیر المومنین عثمان کے کانوں تک یہ خبر پہونچی لوگوں کو لڑنے سے منع فرما دیا اور قسم دیکر

جدال وقتال سے روک کر اندر چلے آنے کا حکم دیا بلوائیوں نے دروازہ میں آگ لگادی دروازہ جل گیا، اندر گھسے امیرالمومنین عثمان اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ طٰہٰ شروع کی تھی چونکہ حاضرین مکان شریک نماز تھے کسی نے بھی بلوائیوں کو کسی فعل سے نہ روکا نماز سے فارغ ہوئے تو وہ لوگ چلے گئے اور امیرالمومنین عثمان قرآن پڑھنے لگے جس وقت آیہ الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل پر پہونچے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا رسول اللہ (صلعم) نے مجھ سے ایک اقرار لیا ہے اور میں اُس پر قایم ہوں یہ کہکر اُن لوگوں کو لڑنے سے روکا حسن بن علی سے کہا تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ اس پر بھی حسن بن علی بلوائیوں سے لڑے، مغیرہ بن الاخنس ابن شریق بھی چند لوگوں کو لیکر بلوائیوں کے مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مغیرہ شہید ہو گئے پھر ابوہریرہ یہ کہتے ہوئے آئے یا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و تدعوننی الی النار (اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو) اور لڑنے لگے، امیرالمومنین عثمان نے ان کو بھی لڑائی سے روکا بعد اس کے بلوائی مکان کے عقب سے جس جانب عمرو بن الحزام کا مکان تھا سیڑھی لگا کر گھس آئے اُن لوگوں کو اس کی اطلاع تک نہ ہوئی حفاظت کی غرض سے دروازہ پر تھے، ایک بلوائی امیرالمومنین عثمان کے پاس گیا اور خلع خلافت کی بابت بحث کرنے لگا، آپ نے انکار کیا یہ شخص واپس آیا دوسرا پھر تیسرا آیا اور ہر ایک خلع خلافت کی بابت گفتگو کرتا اور واپس آتا تھا اس اثنا میں عبداللہ ابن سلام آئے انھوں نے بلوائیوں کو سمجھانا شروع کیا بلوائی لڑنے اور مارنے پر آمادہ ہو گئے اس کے بعد محمد بن ابی بکر امیرالمومنین عثمان کے پاس گئے اور دیر تک گفتگو کرتے[1] رہے جس کے

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ واپس جانے ہوئے بلوائیوں میں سے سب کے بعد محمد بن (بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۹ میں)

ذکر کی حاجت نہیں ہے پھر شرما کر چلے آئے بعدازاں کینوں کا ایک گروہ پہونچا اُن میں سے ایک نے آپ پر تلوار چلائی نائلہ بنت الفراضہ (آپ کی بیوی نے) ہاتھ سے روکا اونگلیاں کٹ گئیں، دوسرے نے وار کیا خونؓ کا قطرہ مصحف کریم پر گرا آپ شہید ہو گئے۔

بعد شہادت امیرالمومنین عثمان آپ کے غلاموں نے بلوائیوں سے مقابلہ کیا بلوائی اور چند غلام کام آئے۔ بلوائیوں نے گھر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا عورتوں کے کپڑے اور زیورات تک چھین لئے۔ بیت المال کی طرف گئے اور اس کو تاراج کیا۔ بلوائیوں میں سے ایک نے امیرالمومنین عثمان کے سر اتارنے کا قصد کیا عورتوں نے شور مچایا ابن عدیس نے کہا جاؤ دو اس کے سر سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

لہ (بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۰) ابی بکر امیرالمومنین عثمان کے مکان میں داخل ہوئے امیرالمومنین عثمان نے کہا افسوس ہے تم اللہ تعالیٰ پر غصہ ظاہر کرتے ہو کیا میں نے تمہارا کوئی حق لیلیا ہے؟ جو تم مجھ سے اسکے لینے کو آئے ہو؟ محمد بن ابی بکر نے کچھ جواب نہ دیا لیک کر ان کی ڈاڑھی پکڑ کے کہا "اے نعثل تجھے اللہ رسوا کرے" امیرالمومنین عثمان بولے "میں نعثل نہیں ہوں بلکہ عثمان ہوں اور امیرالمومنین ہوں" محمد نے کہا "کیوں! تم کو معاویہ اور فلاں فلاں شخصوں نے نہ بچایا؟ اس بوڑھاپے میں بھی تم کو خلافت کی ہوس باقی ہے" امیرالمومنین عثمان نے فرمایا "اگر تمہارے باپ ہوتے تو وہ میرے بوڑھاپے کی قدر کرتے اور وہ اس ڈاڑھی کو نہ پکڑتے" محمد نے کہا "بیشک اگر میرا باپ تم کو ایسے کام کرتے دیکھتا تو وہ ان کاموں کو پسند نہ کرتا اور مجھ سے زیادہ سختی سے تمہاری ڈاڑھی پکڑتا" امیرالمومنین عثمان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے مقابلہ پر مدد چاہتا ہوں اور اسی سے اعانت کا خواستگار ہوں۔ محمد بن ابی بکر شرما گئے ڈاڑھی چھوڑ کر چلے آئے۔

لہ خون کا قطرہ مصحف کریم کے آیہ فسیکفیکھم اللہ وھوالسمیع العلیم پر گرا تھا یہ قرآن مسجد نبوی (صلعم) کے کتب خانہ میں تھا۔ اس کو مصحف امام سے تعبیر کرتے ہیں سنتے ہیں کہ زمانہ جنگ عظیم یورپ میں لندن کے میوزم میں پہونچگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جس نے امیر المومنین عثمان کے قتل کا بیڑہ اٹھایا تھا وہ کنانہ بن بشر تجیبی تھا اسی نے تلوار چلائی تھی عمرو بن حمق نے نیزہ کے چند زخم پہونچائے تھے، عمیر بن ضابی نے ٹھوکریں ماری تھیں جس سے چند پسلیاں ٹوٹ گئیں تھیں۔ ٹھوکریں لگانے کے وقت یہ کہتا جاتا تھا کیوں تم ہی نے میرے باپ کو قید کیا تھا۔ جو بیچارہ حالت قید ہی میں مرگیا۔

امیر المومنین عثمان کی شہادت اٹھارھویں ذی حجہ ۳۵ھ یوم جمعہ کو ہوئی تین دن تک بے گور و کفن پڑے رہے حکیم ابن حزام اور جبیر بن مطعم، علی ابن ابیطالب کے پاس گئے آپ نے دفن کرنے کی اجازت دی، شب کے وقت مابین مغرب و عشاء جنازہ لیکر نکلے جنازہ کے ساتھ زبیر، حسن، ابوجہم بن حذیفہ، مروان وغیرہم تھے جنتہ البقیع کے باہر حش کوکب میں دفن کیا، جبیر بن مطعم نے نماز پڑھائی لیکن بعض مورخوں کا قول ہے مروان نے

لے محمد بن ابی بکر کے واپس آنے کے بعد قتیرہ، سودان بن حمران اور غافقی، امیر المومنین عثمان کے پاس گیا۔ غافقی نے لوہے سے مارا قرآن شریف کو ایک لات ماری آپ کے گود سے گر گیا پھر سودان نے تلوار چلائی نائلہ نے ہاتھ سے روکا او نگلیاں کٹ گئیں بعد اس کے کنانہ نے وار کیا جس سے آپ شہید ہوئے بعد اس کے امیر المومنین عثمان کے چند غلام آئے اُن میں سے ایک نے سودان پر حملہ کرکے قتل کر ڈالا۔ قتیرہ نے اس غلام کو مار ڈالا جب گھر کی طرف واپس ہوئے تو دوسرے غلام نے قتیرہ کو مار ڈالا پھر بلوائیوں کا ہجوم ہوگیا مال واسباب لوٹنے لگے کلثوم تجیبی نے نائلہ زوجہ امیر المومنین عثمان کی چادر چھین لی۔ ایک غلام نے پہونچکر کلثوم کو ایک وار سے صاف کردیا۔ مال واسباب لوٹ لینے کے بعد عمرو بن الحمق نے آپ کے سینہ پر نو نیزہ مار کر کہا ان میں سے تین نیزہ تو میں نے اللہ تعالیٰ کے واسطے مارے ہیں اور چھ اس وجہ سے مارے ہیں کہ میرے دل میں اس کے طرف سے غبار تھا پھر بلوائیوں میں سے کسی نے سر کاٹنے کا قصد کیا نائلہ اور ام البنین چلا کر لاش پر گر پڑیں ابن عدیس نے کہا جانے دو، سر نہ کاٹو، اس کے سر سے ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ حکیم نے پڑھائی تھی۔ روایت کی جاتی ہے کہ بلوائیوں سے چند لوگوں نے دفن کرنے اور نماز جنازہ پڑھنے سے بھی تعرض کیا تھا لیکن علی ابن ابیطالب نے ان کو جھڑکا اور سختی سے روکا۔ بعضوں کا یہ خیال ہے کہ علی، طلحہ، زید بن ثابت کعب بن مالک بھی شریک جنازہ تھے اور بغیر غسل کے انھیں کپڑوں کے ساتھ دفن کیا جو پہنے ہوئے تھے۔

بوقت شہادت ممالک اسلامیہ میں عُمّال اس تفصیل سے تھے۔ کہ مکہ میں عبداللہ بن الحضرمی، طائف میں قاسم بن ربیعہ ثقفی، صنعا میں یعلی بن نیہ، جند میں عبداللہ بن ربیعہ بصرہ میں عبداللہ بن عامر، شام میں معاویہ بن ابی سفیان، حمص میں عبدالرحمٰن بن خالد قنسرین میں حبیب بن مسلمہ، اردن میں ابوالاعور سلمی اور بحرین میں عبداللہ بن قیس فرازی عامل تھے، فلسطین صوبہ شام میں شامل تھا اس کی حکومت پر معاویہ کی جانب سے علقمہ بن حکیم کندی مامور تھا۔ عہدہ قضا پر ابوالدرداء تھے کوفہ میں امامت ابوموسیٰ اشعری کرتے تھے میدان جنگ کی افسری قعقاع بن عمرو کے قبضہ میں تھی، سواد کے صیغہ مال پر جابر مزنی اور سماک انصاری مامور تھے، قرقیسیا میں جریر بن عبداللہ، آذربائیجان میں اشعث بن قیس حلوان میں عقبہ بن نہاش، اصفہان میں سایب بن اقرع اور سبدان میں خنیس گورنر تھے مدینہ منورہ میں بیت المال کے افسر عقبہ بن عمرو اور قضا پر زید بن ثابت تھے۔

فتوحات عثمانی پر ایک سرسری نظر (مترجم) امیرالمومنین عثمان بن عفان کا دور خلافت بارہ دن کم بارہ برس، بعضے کہتے ہیں آٹھ دن کم بارہ برس رہا اس زمانہ میں جسقدر فتوحات حاصل ہوئیں وہ دو قسم کی ہیں ایک یہ ہے کہ بعد شہادت فاروق اعظم بعض بعض شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی ذی النورین نے اُس کے فرو کرنے اور دوبارہ اُس کو فتوحات اسلامیہ میں داخل کرنے کی کوشش کی جیسا کہ بعد وفات رسول اللہ علیہ التحیۃ والصلوات صدیق اکبر کے دور خلافت

میں مرتدین کے ساتھ معرکہ آرائی ہوئی۔

ہمدان نے بدعہدی کی جس کو دوبارہ مغیرہ بن شعبہ نے فتح کیا اہل رے بغاوت پر کمربستہ ہوئے ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب نے اُس کو فرو کیا اسکندریہ والوں نے علم مخالفت بلند کیا جس کو عمرو بن العاص کی کوششوں نے سرنگوں کیا۔ آذربائیجان کو ولید بن عقبہ نے دوبارہ زیر اور صلح کرنے پر مجبور کیا انھیں واقعات کے اثنا میں آذربائیجان کے قرب وجوار کے اور مقامات بھی مفتوح ہوئے، ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ نے بلاد ارمینیہ پر فوج کشی کی بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا، عثمان بن ابی العاص کو شہر کازرون پر حملہ کرنے کو روانہ کیا عثمان بن ابی العاص نے بصلح وامان مفتوح کیا اور اسی مقام سے انھوں نے ہرم بن حیان کو دژ سفید کی جانب بھیجا جو بہت جلد بآسانی تمام فتح ہوگیا

دوسری وہ فتوحات ملکی ہیں جو امیر المومنین عثمان کے زمانہ خلافت میں حاصل ہوئیں اور اس سے پیشتر وہ ممالک۔ اسلامی حکومت کے دایرہ میں نہ تھے از انجملہ افریقہ ہے جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھ سے فتح ہوا امیر المومنین عثمان نے اسی وجہ سے عبداللہ بن سعد کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کا خمس الخمس مرحمت فرمایا تھا اس زمانہ میں افریقہ کا حاکم، قیصر روم کی جانب سے جرجیر نامی ایک شخص تھا تھا جس کی حکومت طرابلس سے حدود طنجہ تک پھیلی ہوئی تھی چالیس لڑائیوں کے بعد عبداللہ نے اس کو سر کیا بعد فتح افریقہ، عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو مغرب کی طرف روانہ کیا کفار سے لڑائی ہوئی بالآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی اور امیر المومنین عثمان نے اندلس کی حکومت عبداللہ بن نافع بن الحصین کو مرحمت فرمائی اسی وقت سے سرزمین مغرب میں اسلام کا جھنڈا گاڑا گیا۔ جزیرہ قبرس اور جزیرہ روڈس انھیں کے عہد خلافت میں

پچاس لڑائیوں کے بعد معاویہ بن سفیان کی حسن سعی سے مفتوح ہوا۔ فارس و خراسان کا زور انہیں کے زمانہ میں ٹوٹا، یزدجرد کی زندگی کا خاتمہ انہیں کے دور خلافت میں ہوا۔ کابل، زابلستان، ہرات، طالقان، فاریاب، طبرستان کے میناروں پر انہیں کے زمانہ خلافت میں اسلامی پھریرا اڑایا گیا۔

ان کے ابتدار دور خلافت میں بعض ایسے واقعہ خطرناک بھی پیش آئے تھے جس سے ان کی ثابت قدمی اور انتظام کا کافی ثبوت ملتا ہے اور اُس کو ان کی حکمت عملی و تدبیر نے کامیابی کے ساتھ رفع دفع کر دیا از انجملہ ایک واقعہ ہے کہ ۳۰ھ خلافت میں امرا فارس کی تبدیلی سے ایرانیوں نے سازش کرکے مقام اصطخر میں فوج کثیر جمع کی اور عبیداللہ بن عامر گورنر کو قتل کر ڈالا تھا، لشکر اسلام ہزیمت پاکر میدان جنگ سے بھاگ آیا امیرالمومنین عثمان نے عبداللہ بن عامر کو بسرکردگی لشکر بصرہ اور عمان روانہ کیا جنھوں نے کمال مردانگی سے ایرانیوں کو ایسا پامال کیا کہ پھر اُن کو سر اُٹھانے کا حوصلہ نہ ہوا دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے افریقہ کو فتح کیا قسطنطین قیصر روم کی غیرت و حمیت جوش پر آگئی لشکر عظیم ترتیب دے کر براہ دریا بقصد مقابلہ لشکر اسلام کوچ کیا، امیرالمومنین عثمان نے معاویہ کو شام سے اور عبداللہ بن سعد کو مصر سے مقابلہ پر روانہ کیا خطرناک اور سخت خونریز لڑائی کے بعد قسطنطین کو شکست ہوئی رومی لشکر کا زیادہ حصہ لڑائی میں کام آگیا۔ بعد اس کے رومیوں میں نزاع پیدا ہوگئی قسطنطین مار ڈالا گیا اور وعدہ ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ ظہور پذیر ہوا۔

نسب، کنیت، حلیہ

امیرالمومنین عثمان ذی النورین قریش میں اعلیٰ درجہ کا نسب رکھتے تھے ماں اور باپ دونوں قرشی تھے۔ ان کے باپ کا نام عفان تھا عفان فرزند تھا ابوالعاص کا، ابوالعاص امیہ اکبر کا، امیہ اکبر عبد شمس کا اور

عبد شمس، عبد مناف بن قصی کا، عبد مناف بن قصی، رسول اللہ صلعم کے دادا عبدالمطلب کا دادا تھا ان کی ماں کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھا یہ لڑکی تھیں بیضا ام حکیم بنت عبدالمطلب (رسول اللہ صلعم کی حقیقی پھوپھی) کی باپ کی طرف سے چوتھی پشت میں رسول اللہ صلعم سے ملجاتے ہیں اور برادر زادہ (بھتیجے) ہوتے ہیں ماں کی طرف سے دوسری پشت میں ملتے ہیں اور ہمشیر زادہ (بھانجے) ہوتے ہیں زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابو عمرو تھی جب اللہ جل شانہ نے ان کو مشرف باسلام کیا اور رسول اللہ صلعم نے اپنی لڑکی رقیہ سے عقد کر دیا اور اُن کے بطن سے عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے تب انھوں نے اپنی کنیت ابو عبداللہ کر دی۔ بعد اسلام لانے کے اکثر لوگ ان کو ابو عبداللہ کہا کرتے تھے اور ایسے لوگ کم تھے جو ان کو ابو عمرو کی کنیت سے یاد کرتے رہے ہوں

قد نہ بہت طویل تھا اور نہ بیحد چھوٹا، میانہ قامت خوشرو، چہرہ پر کسی قدر چیچک کے دانوں کے آثار۔ بازو چوڑے، پنڈلیاں گوشت سے بھری۔ داڑھی بڑی، سر میں بال زیادہ، رنگ گندمی تھا۔ بالوں کو کبھی کبھی حنا سے رنگ لیتے تھے۔

ولادت، اسلام، ہجرت یوں تو ان کے زمانہ پیدائش میں مورخوں نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ عام الفیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہونچکر اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق پڑھنا لکھنا سیکھا، کچھ دنوں تک اونٹ چرانے کی بھی خدمت سپرد رہی۔ جو عرب کا قومی شعار سمجھا جاتا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے تو ابو بکر صدیق کی ترغیب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ایمان لائے۔ یہ سُبّاق اسلام سے ہیں ابو عبیدۃ بن الجراح اور عبدالرحمن بن عوف سے ایک روز پہلے اور علی ابن ابیطالب و صدیق اکبر و ام المومنین خدیجہ کے بعد مسلمان ہوئے، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ قدیم الاسلام دار ارقم میں رسول اللہ صلعم

کے جانے سے پیشتر اسلام لائے خود ذی النورین اکثر فرمایا کرتے تھے "میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں۔ میری ذات سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی چوتھی عدد پوری فرمائی۔

دو ہجرتیں کیں ایک بجانب حبشہ، حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام کے بعد یہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے مع اپنے اہل کے ہجرت کی، ریاض میں بروایت انس لکھا ہے۔

قال اول من هاجر الى الارض الحبشة عثمان وخرج معه بابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فابطاء على رسول الله صلى الله عليه وسلم خبرهما فجعل يتوكف الخبر فقدمت امراة من قريش من ارض الحبشة فسالها فقالت رايتهما فقال على اى حال رايتهما قالت رايتها وقد حملها على حمار من هذه الدواب وهو يسوقها فقال النبى صلى الله عليه وسلم صحبهما الله ان كان عثمان لاول من هاجر الى الله عز و جل بعد لوط	انس نے کہا پہلے جس نے ارض حبشہ کیطرف ہجرت کی وہ عثمان ہیں اور اُن کے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی بھی تھیں ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر کچھ عرصہ تک معلوم نہ ہوئی رسول اللہ صلعم انتظار فرمار ہے تھے کہ قریش کی ایک عورت حبشہ سے آئی آپ نے اُس سے عثمان کو دریافت کیا عورت نے کہا میں نے اُن دونوں کو دیکھا ہے فرمایا کس حالت میں اُن کو تو نے دیکھا ہے؟ جواب دیا میں نے دیکھا ہے کہ عثمان کی بیوی ایک جانور پر سوار تھیں اور عثمان اس کو ہانکتے جاتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کا ساتھی ہو عثمان پہلا شخص ہے جس نے لوط کے بعد اللہ عز وجل کے لئے ہجرت کی۔

حاکم نے بروایت عبدالرحمٰن بن اسحاق عن ابیہ عن سعد اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یا ابابکر انهما لاول من هاجر بعد لوط و ابراهيم (اے ابوبکر سب سے پہلے انہیں دو نے بعد لوط و ابراہیم کے ہجرت

کی ہے) اور دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی جانب کی جس زمانہ رسول اللہ صلعم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اُس کے بعد ہی ذی النورین بھی مدینہ میں ہجرت کر آئے۔

ذی النورین کا لقب

ابن اثیر کا بیان ہے کہ امیر المومنین عثمان کو ذی النورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی دو صاجزادیاں رقیہ و کلثوم (رضی اللہ عنہا) یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئی تھیں۔

اخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی عثمان وھو مغموم فقال ما حالك یاعثمان فقال بابی انت وامی وھل دخل علی احد من الناس ما دخل علی توفیت بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانقطع الصھر فی ما بینی وبینہ الی لابد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانقول ذالك یاعثمان و ھذا جبرئیل یامرنی من امر اللہ عزو جل ان ازوجك اختھا کلثوم علی مثل صداقھا وعلی مثل عدتھا فزوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیھا۔

(ترجمہ) حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ عثمان سے رسول اللہ صلعم نے ملاقات کی اور عثمان مغموم تھے آپ نے فرمایا اے عثمان کیا حال ہے۔ عثمان نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا کسی پر ایسا صدمہ اور بھی گزرا ہے جو مجھ پر گذرا ہے لڑکی رسول اللہ صلعم کی انتقال کر گئی اور رشتہ سسرالی قرابت کا ہمیشہ کے لئے میرے اور آپ کے منقطع ہو گیا رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عثمان تم یہ کیا کہتے ہو اور جبرئیل مجھکو اللہ تعالیٰ کا یہ پیام پہونچاتے ہیں کہ میں اس کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اُسی طرح سے تمہارے ساتھ کردوں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد رقیہ کے کلثوم کا عقد عثمان سے کر دیا)

پھر جب کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرے اور لڑکی ہوتی تو

میں اس کا نکاح بھی عثمان سے کر دیتا، ریاض میں علی ابن ابیطالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ اگر میرے چالیس لڑکیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے عثمان سے عقد کرتا جاتا تا آنکہ ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی یہ ایک ایسی شرافت وعظمت ہے جو سوائے ان کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی ازالۃ الخفار میں میں بحوالہ ریاض لکھا ہے قیل فی وجہ التسمیہ بذی النورین کان لہ سخاء ان سخاء قبل الاسلام وسخاء بعد (ترجمہ) بیان کیا گیا ہے کہ عثمان کو ذی النورین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ عثمان ذی النورین کی دو سخاوتیں تھیں ایک سخاوت قبل اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام، اس کو صاحب ازالہ نے قیل کر کے بیان کیا ہے جو ضعف قول پر دلالت کرتا ہے صحیح وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

خصائص اوصاف قبل از اسلام ذی النورین کی قدرتی طور سے فطرت سلیمہ ایسی واقع ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے قبل از اسلام یہ اکثر امور جاہلیت سے محترز رہے از انجملہ یہ ہے کہ انھوں نے اسلام لانے سے پہلے اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی زنا بھی نہیں کیا فی الاستعیاب فی ترجمہ ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ کان قد حرم الخمر فی الجاھلیۃ ھو عثمان (استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ بیشک زمانہ جاہلیت میں انھوں نے اور عثمان نے شراب حرام کر لی تھی) وفی الریاض عنہ انہ قال ما زنیت فی الجاھلیۃ ولا سلام ولا سرقت (اور ریاض میں اُن سے روایت کی گئی ہے کہ بیشک انھوں نے کہا ہے کہ میں نے جاہلیت میں اور اسلام میں زنا نہیں کیا ہے اور نہ چوری کی ہے) یہ امر قوی روایت سے بھی ثابت ہو گیا ہے کیونکہ زمانہ محاصرہ میں امیر المومنین عثمان نے ایک تقریر کی تھی جس کا آخری فقرہ یہ تھا ما زنیت فی الجاھلیۃ ولا سلام قط (اور نہ میں نے جاہلیت میں اور نہ اسلام میں کبھی زنا کیا ہے)

اور کسی نے بلوائیوں میں سے بھی اختلاف نہیں کیا تھا۔

فیاضی سیر چشمی اولوالعزمی زمانہ جاہلیت اور اسلام میں امیرالمومنین عثمان کی ثروت قریش میں ایسی نہ تھی کہ جس سے بلا امتیاز ہر صغیر و کبیر غنی و فقیر مستفیض نہ ہوا ہو، زمانہ جاہلیت کی ان کی فیاضیاں یا صدقات و خیرات کا لکھنا فضول ہے اور تجسس سے بدقت اس کا پتہ ملے گا لیکن اسلام اور اسلامیوں کے ساتھ جو فیاضی اور سیر چشمی کی وہ ان کی سخاوت و ثروت و دریا دلی کی ایک بے مثل نظیر ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ عثمان ذی النورین اپنے زمانہ خلافت میں ہر سال حج کو جاتے تھے اور مقام منا میں اپنا خیمہ نصب کراتے جب تک حجاج کو کھانا نہ کھلا لیتے تھے لوٹ کر اپنے خیمہ میں نہ آتے تھے بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا اپنے جیب خاص سے خرچ کرتے تھے۔

جیش العسرۃ میں (جو رسول اللہ صلعم کا آخری غزوہ ہے) امیرالمومنین عثمان نے بڑی اولوالعزمی اور دریا دلی سے کام لیا تھا تقریباً کل لشکر کے لئے سروسامان مہیا کیا تھا اس کو خود ذی النورین نے بزمانہ محاصرہ اپنے خطبہ میں بیان کیا تھا جسکو حاضرین نے تسلیم کیا تھا

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر فی وجوہ القوم فقال من یجہز ھؤلاء غفر لہ یعنی جیش العسرۃ فجہزتہم حتی لم یفقدوا عقالا ولا خطاما قالوا نعم۔	رسول اللہ صلعم نے صحابہ کی طرف دیکھکر فرمایا کون شخص ان مجاہدوں کا سروسامان مہیا کریگا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا (یعنی جیش العسرۃ کا) پس میں نے کل سامان مہیا کر دیا ایک چھدان اور مہار کی بھی ضرورت نہ ہوئی بلوائیوں نے کہا ہاں۔

عبدالرحمٰن بن خباب نے اس قصہ میں اس قدر اور بیان کیا ہے کہ "میں نے

رسول اللہ صلعم کو ممبر سے اترتے ہوئے دیکھا ہے فرما رہے تھے ما علی عثمان ما فعل بعد ھذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ھذہ (اس کے بعد عثمان جو کریں گے وہ سب معاف ہے عثمان اس کے بعد جو کریں گے وہ سب معاف ہے ترمذی نے اس کی روایت کی ہے اور عبدالرحمٰن بن سمرہ نے اس قصہ میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا، ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین (آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل کچھ نقصان نہ پہونچائیگا) دو مرتبہ فرمایا تھا۔

غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلعم اور صحابہ کبار سخت مخمصہ میں مبتلا ہو گئے تھے ذی النورین نے اپنی عالی ہمتی اور بے مثل فیاضی سے اُس کو رفع کیا سالم بن عبداللہ بن عمر نے ایک طویل حدیث میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم غزوہ تبوک میں تشریف لے گئے تھے جو تنگی اور پانی و کھانے کی تکلیف اس میں ہوئی اس سے پیشتر اور کسی غزوہ میں نہیں ہوئی تھی ذی النورین کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ اس قدر غلہ، روٹیاں اور اشیاء خوردنی خرید کر کے اونٹوں پر بار کر کے لائے جو مجاہدین غزوہ تبوک کو کافی ہو گیا رسول اللہ صلعم نے دور سے دیکھ کر فرمایا "ھذا قد جاء کم بخیر" ذی النورین نے کھانا لا کر سامنے رکھا رسول اللہ صلعم اور صحابہ کبار نے آسودہ ہو کر تناول فرمایا اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر ارشاد کیا اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ ثلث مرات (اے اللہ میں عثمان سے خوش ہو گیا ہوں تو بھی اُس سے راضی ہو جا۔ تین مرتبہ فرمایا) پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا ایھا الناس ادعوا لعثمان فدعا لہ الناس جمیعا مجتھدین ونبیھم صلی اللہ علیہ وسلم

ذی النورین کے منجملہ اوصاف حمیدہ کے یہ بھی تھا کہ جب کبھی اہل بیت رسالت کو کسی قسم کی ضرورت پیش آجاتی اور اس کی اطلاع ذی النورین کو ہو جاتی

تو اس کے رفع کرنے میں سعی بلیغ کرتے تھے ایک مرتبہ چار دن تک اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا میسر نہ آیا رسول اللہ صلعم تشریف لائے اور ام المومنین عائشہ صدیقہ سے دریافت فرمایا کہ تم کو کچھ کھانے کو ملا، ام المومنین عائشہ نے عرض کی کہاں سے ملتا اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ہاتھوں ہم کو مرحمت فرماتا ہے! رسول اللہ صلعم سنکر خاموش ہو گئے وضو کیا مسجد میں نفل پڑھنے لگے، تھوڑی دیر کے بعد نماز کی جگہ تبدیل کرتے جاتے تھے۔ اتنے میں عثمان آ گئے اور اجازت طلب کی عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے چاہا کہ عثمان کو آنے کی اجازت نہ دوں پھر یہ خیال کر کے کہ یہ مالداران صحابہ سے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے ہم تک نیکی پہونچانے کا قصد کیا ہو میں نے اجازت دیدی عثمان نے مجھ سے رسول اللہ صلعم کا حال دریافت کیا میں نے جواب دیا اے صاحبزادے چار یوم سے اہلبیت رسالت نے کچھ نہیں کھایا" عثمان بن عفان نے رو کر کہا تف ہے دنیا پر پھر کہا اے ام المومنین تم کو یہ مناسب نہ تھا کہ تم پر ایسے حادثات گذریں اور تم نہ تو مجھ سے ذکر کرو اور نہ عبدالرحمن بن عوف اور نہ ثابت بن قیس جیسے مالداروں سے ذی النورین یہ کہکر واپس گئے اور کئی اونٹ آٹا، گیہوں، کھجوریں اور ایک مسلّم بکرا معہ تین سو درہم لے لاکر پیش کیا پھر کہا یہ بدیر تیار ہوگا میں پکا ہوا کھانا لاتا ہوں چنانچہ روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لائے اور کہا کھاؤ اور رسول اللہ صلعم کے لئے بھی رکھ دو پھر ام المومنین عائشہ کو قسم کھلایا آئندہ جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو مجھے ضرور مطلع کرنا، عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ عثمان کے چلے جانے کے بعد رسول اللہ صلعم تشریف لائے دریافت فرمایا عائشہ هل اصبتم بعدی شیئاً (اے عائشہ میرے بعد تم کو کچھ ملا؟) میں نے عرض کی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کو گئے تھے اور آپ جانتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی

دعا کبھی رد نہیں کرتا رسول اللہ صلعم نے استفسار کیا کیا ملا؟ میں نے عرض کی اس قدر آٹا اس قدر گیہوں اس قدر کھجوریں اونٹوں پر لدی ہوئیں۔ اور تین سو درہم کی ایک تھیلی اور ایک مُسلّم بکرا اور روٹی اور بہت سا بھنا ہوا گوشت۔ آپ نے دریافت کیا کس نے دیا؟ گذارش کی عثمان بن عفان نے زیادہ مجھے قسم دلائے ہیں کہ آیندہ جب ایسا موقع پیش آئے تو مجھے اطلاع دینا" رسول اللہ صلعم یہ سُن کر بیٹھے نہیں، مسجد چلے گئے اور ہاتھ اُٹھا کر فرمایا اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ اللھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ (اے اللہ تعالیٰ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اُس سے راضی ہو جا۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی راضی ہو جا) علاوہ ان اوقات کے اور وقتوں میں بھی رسول اللہ صلعم نے عثمان کے حق میں بکثرت دعائیں کیں ہیں ریاض میں بروایت ابو سعید خدری لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم اوّل شب سے تا طلوع فجر عثمان بن عفان کے حق میں دعا فرما رہے تھے اللھم انی رضیت عن عثمان فارض عنہ جابر بن عطیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا تھا۔

عفر اللہ لک یا عثمان ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفیت وما ابدیت وما ھو کاین الیٰ یوم القیامۃ اخرجہ البغوی فی معجمہ	اے عثمان اللہ نے تیرے گناہ بخش دیے جو تو نے پہلے کئے اور جو تو بعد کو کریگا اور جو تو نے چھپا کر کیا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو تو نے چھپایا اور جو تو نے ظاہر کیا اور جو گناہ قیامت تک ہونے والا ہے۔ بغوی نے اپنے معجم میں اس کی روایت کی ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر مسجد نبوی کے بڑھانے اور اُس کے مسقف کرنیوالے بھی ذی النورین ہیں۔ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلعم کی تشریف آوری پر ایک چھوٹی

سی مسجد بنائی گئی تھی جو تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی کثرت سے ادائے نماز کے لئے ناکافی ہوئی رسول اللہ صلعم نے ایک روز خطبہ دیا بیان فرمایا کہ جو شخص فلاں فلاں اشخاص کے مکانات خرید کرکے ہماری مسجد میں شامل کر دیگا اللہ تعالے اُس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیگا" ذی النورین نے اجازت حاصل کرکے ان مکانات کو بیس ہزار یا پچیس ہزار روپیوں میں خرید کرکے مسجد میں شامل کر دیا۔

رسول اللہ صلعم کے عہد مبارک سے فاروق اعظم کے زمانہ خلافت تک مسجد نبوی کی چھت کھجور کے پتوں اور لکڑیوں سے بنی ہوئی تھی اور صحن خام تھا ایام بارش میں جب مدینہ میں پانی برستا تھا تو بارش موقوف ہو جانے پر مسجد نبوی میں دو ایک دن بعد تک بارش ہوتی رہتی تھی نمازیوں کو سخت تکلیف ہوتی تھی عہد خلافت فاروقی میں ذی النورین نے فاروق اعظم سے سقف و صحن مسجد کو پختہ کرنے کی تحریک کی فاروق اعظم نے جواب دیا بیت المال، مجاہدوں اور غازیان اسلام کے خرچ کو ہے نہ کہ مسجد کو مسقف کرنے اور صحن کو پختہ بنانے کے لئے ہے جس حالت میں مسجد نبوی، رسول اللہ صلعم اور اُن کے بعد ابوبکر کے زمانہ میں تھی اسی حالت میں اس کو رکھوں گا اگر تم کو نمازیوں کی تکلیف کا زیادہ خیال ہے تو اپنے صرف سے بنا دو۔ ذی النورین پاس ادب سے خاموش ہو رہے جب ان کا دور خلافت آیا تو اپنے خاص صرف سے مسجد نبوی کی چھت اور صحن اور دیواروں کو پختہ کرایا۔

بیر رومہ رسول اللہ کے عہد فیض مہد میں مدینہ منورہ میں مسجد قبلتین کے جانب شمال میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بیر رومہ کہتے تھے ایک یہودی اس کا مالک تھا مسلمانوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوتی تھی جو مستطیع تھے وہ میٹھا پانی استعمال کرتے تھے اور جو نادار صحابہ تھے ان کا گزران کھاری پانی پر ہوتا تھا

رسول اللہ صلعم نے ایک روز خطبہ دیا ذی النورین نے پینتیس ہزار کو خرید کر کے وقف کر دیا۔

قال عثمان فی خطبتہ یوم الدار اذکرکم باللہ تعالیٰ ھل تعلمون ان رومة لم یکن یشرب منھا احد الا بثمن فابتعتھا فجعلتھا للغنی والفقیر وابن السبیل قالوا اللھم نعم وروی ذلک عنہ الاحنف قیس وابو سلمة وابو عبدالرحمن وغیرھم

عثمان نے یوم الدار (محاصرہ کے دن) اپنے خطبہ میں کہا میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رومہ سے کوئی شخص بلا قیمت پانی نہیں پی سکتا تھا میں نے اس کو خرید کر کے غنی، فقیر اور مسافروں کے لئے وقف کر دیا ان لوگوں نے کہا ہاں۔ اور روایت کی ہے اسکی ان سے احنف بن قیس اور ابو سلمہ و ابو عبدالرحمٰن وغیرہم نے۔

صدقہ ان فیاضیوں اور سیر چشمیوں کے علاوہ جس کو ہم اوپر مشتے نمونہ از خروارے تحریر کر آئے ہیں صدقات میں بھی ذی النورین کا ہاتھ کھلا ہوا تھا کتب سیر و رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین کو جو مرتبہ عالیہ صدقہ میں حاصل ہوا تھا کسی کو کم نصیب ہوا ہوگا۔

عن ابن عباس قال قحط الناس فی زمان ابی بکر فقال ابو بکر لا تمسون حتی یفرج اللہ عنکم فلما کان من الغد جاء البشیر الیہ قال قدمت لعثمان الف راحلة برا وطعاما قال فغدا التجار علی عثمان فقرعوا

ابن عباس سے روایت ہے انھوں نے کہا ہے کہ زمانہ ابو بکر میں قحط آیا ابو بکر نے کہا تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالےٰ تمہاری تنگی دور کر دیگا۔ جب کل ہوا تو ایک قاصد آپ کے پاس آیا اُس نے کہا عثمان کا۔ ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا آیا ہے صبح کو تجار عثمان کے پاس گئے اور

الیه الباب فخرج الیهم وعلیه ملاءة
وقد خالف بین طرفیها علی عاتقیه
فقال لهم ما تریدون قالوا
قد بلغنا انه قدم لك الف راحلة
برا وطعاما بعنا حتی نوسع
به علی فقراء المدینة فقال لهم
عثمان ادخلوا فدخلوا فاذا
الف وقر قد صب فی دار
عثمان فقال لهم کم تربحونی علی
شرائی من الشام فقالوا العشرة
اثنی عشر قال زادونی قالوا
العشرة اربعة عشر قال زادونی قالوا
العشرة خمسة عشر قال زادونی
قالوا من زادك ونحن تجار
المدینة قال زادونی بکل درهم
عشرة عندکم زیادة قالوا
لا قال فاشهدکم معشر التجار
انها صدقة علی فقراء
المدینة ـ

وستک دی عثمان ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارہ مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے تجار سے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا تمہارا آیا ہے تم اس کو ہمارے ہاتھ فروخت کرو تاکہ فقراء مدینہ کی تنگی رفع ہو عثمان نے ان لوگوں کو اندر بلایا جب وہ لوگ اندر گئے تو عثمان کے مکان میں غلہ کا ایک ہزار ڈھیر رکھا ہوا تھا عثمان نے کہا تم مجھ کو شام کی خریداری پر کس قدر نفع دوگے ان لوگوں نے کہا "دس کے بارہ" عثمان نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا "دس کے چودہ" عثمان نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا "دس کے پندرہ" عثمانؓ نے کہا اور زیادہ دو ان لوگوں نے کہا "ہم لوگ تجار مدینہ ہیں اس سے زیادہ کوئی تم کو نہ دیگا" عثمانؓ نے کہا "تم مجھ کو ایک درہم پر دس نفع کے دوگے" ان لوگوں نے کہا "نہیں" عثمان نے کہا "اے گروہ تجار تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو کل غلہ دیدیا"

عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ اس شب میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلعم ایک گھوڑے پر سوار حلہ نوری پہنے ہوئے عجلت کے ساتھ تشریف لئے جا رہے

ہیں میں نے بڑھکر گزارش کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے آپ کی زیارت کا بیحد اشتیاق تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے جانے کی عجلت ہے کیونکہ عثمان نے ایکہزار اونٹ غلہ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کو قبول فرمالیا ہے اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک عروس کے ساتھ ان کا عقد کیا ہے میں عثمان کے عقد میں جارہا ہوں "۔ اللہ اکبر کیا شان تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جیسا ذی النورین کو مالدار بنایا تھا ویسا ہی اُن کو فیاض، سیر چشم اور روز یادل بھی کیا تھا قحط اور اس قدر فیاضی کہ تجار مدینہ دس کے پندرہ دیں اور ذی النورین اس نفع کو قبول نہ کریں اور فقرار مدینہ کو دیدیں۔

عتاق ذی النورین کی عتاق کی یہ کیفیت تھی کہ جب سے اسلام لائے تھے ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے اور اگر اتفاق سے کسی جمعہ کو غلام آزاد کرنے کی نوبت نہ آئی تھی تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کر دیتے تھے

فی الریاض عن عثمان قال ما اتت جمعۃ الا ولنا عتق رقبۃ منذ اسلمت الا ان لا اجد تلک الجمعۃ فاجمعھا فی الجمعۃ الثانیۃ۔	ریاض میں بروایت عثمان آیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب سے میں مسلمان ہوا کوئی ایسا جمعہ نہیں آیا کہ میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا ہو اور اگر اس جمعہ میں اتفاق آزاد کرنیکا نہ ہوا تو میں دوسرے جمعہ میں دو غلام آزاد کرتا تھا۔

زمانہ محاصرہ میں بھی ذوی النورین نے بہت سے غلام آزاد کئے تھے جو سفر شام سے آئے ہوئے تھے۔

سادگی و تواضع ذی النورین کے مزاج میں باوجود ثروت و دولت کی سادگی تھی شرجبیل بن مسلم کا بیان ہے کہ عثمان ذی النورین اپنے مہمانوں کو نفیس کھانا کھلاتا

کرتے تھے اور خود شہد اور زیتون کا تیل اکثر کھایا کرتے تھے کبھی کبھی محض بھنے ہوئے گوشت اور سرکہ پر اکتفا کر لیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین عثمان کو جمعہ کے دن خود ان کے زمانہ خلافت میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور اُن کا کپڑا چار درہم حد پانچ درہم کی قیمت کا تھا (درہم تقریباً ۰۴ر کا ہوتا ہے)

ایک مرتبہ حسن بن علی سے کسی نے پوچھا کہ عثمان کی چادر کیسی تھی؟ جواب دیا قطری تھی استفسار کیا اُس کی قیمت کیا تھی؟ بولے آٹھ درہم، پھر دریافت کیا قمیص کیسا تھا؟ فرمایا سہلانی! پھر کہا قیمت کیا تھی ارشاد کیا آٹھ درہم، پھر کہا اُن کی جوتیاں وسط سے کٹی ہوئی باریک تسمہ دار تھیں۔

ریاض میں بروایت حسن لکھا ہے کہ امیر المومنین عثمان، مسجد نبوی میں سرہانے ایک چادر رکھے ہوئے سو رہے تھے لوگ یکے بعد دیگرے آتے تھے اور وہ اُٹھ کر بیٹھ جاتے تھے جب وہ چلے جاتے تھے تو پھر لیٹ جاتے تھے جب پھر کوئی آجاتا تھا تو اُٹھ کر بیٹھ جاتے تھے اور اس کو اپنے برابر بٹھا لیتے تھے

ریاض ہی میں یہ روایت بھی آئی ہے کہ امیر المومنین عثمان اپنے زمانہ خلافت میں اکثر دوپہر کو کھانا کر مسجد نبوی میں قیلولہ کیا کرتے تھے جب اُٹھتے تھے تو شانہ پر سنگریزے کے نشان نمایاں رہتے تھے۔ ابی الفرات کہتے ہیں کہ عثمان کا ایک غلام تھا اس سے آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک روز تیری گوشمالی کی تھی تو مجھ سے اُس کا قصاص لے لے غلام نے ذی النورین کے کہنے کے مطابق کان پکڑ لئے پھر عثمان نے کہا اشدد یاحبذا قصاص فی الدنیا لا قصاص فی الاخرۃ (زور سے کان پکڑ۔ دنیا کا قصاص اچھا ہے نہ کہ قصاص آخرت کا)

احیاء علوم و جمع قرآن	ذی النورین کے احیاء علوم کی اس سے بڑھکر اور کیا شہادت

ہو سکتی ہے کہ انھوں نے قرآن شریف کو جمع کر کے تمام ممالک اسلامیہ میں شائع اور امت محمدیہ صلعم کو ایک مصحف پر متفق کیا۔ قرآن شریف کے جمع کرنے کی نسبت لوگوں کے خیالات مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ دور خلافت اولیٰ میں فاروق اعظم کی رائے سے جمع کیا گیا کوئی یہ کہتا ہے کہ فاروق اعظم نے اپنے عہد خلافت میں جمع کرا کے بعض بعض ممالک اسلامیہ میں بھجوایا لیکن صحیح یہ ہے کہ عثمان ذی النورین نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلعم ہی کے زمانہ مبارک میں جمع اور حفظ کر لیا تھا فی الریاض من حدیث ابی ثور الفهمی عن عثمان ولقد جمعت القران علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ریاض میں ابو ثور فہمی کی حدیث میں بروایت عثمان لکھا ہے کہ بیشک میں نے قرآن کو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا) وہی قرآن دور خلافت اولیٰ و ثانیہ میں نقل ہو ہو کر اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ میں بھیجا گیا لیکن اس اہتمام و کثرت سے نہیں نقل کرایا گیا کہ دوسرے مصاحف کا وجود نہ رہ جاتا لوگوں کے پاس غیر مرتب قرآن بھی زمانہ خلافت فاروق اعظم میں باقی رہ گیا تھا جس کو اپنی سمجھ کے مطابق لوگوں نے باضافہ تفسیر و فوائد مرتب کر رکھا تھا پھر جب ذی النورین کا دور خلافت آیا تو انھوں نے کمال سعی و اہتمام سے قرآن کو نقل کرا کے ترتیب دیا اور اُس کو اُم المومنین حفصہ کے قرآن مجید سے مقابلہ کرا کے تمام بلاد اسلامیہ میں بھجوایا تاکہ اُسی جمع و متفق علیہ قرآن پر مسلمانوں کا عملدرآمد ہو اور اس طریقہ سے امت مرحومہ کا تفرقہ جو آئندہ ہونے والا تھا زائل کر دیا اگر ذی النورین قرآن کے جمع کرنے کا ایسا اہتمام بلیغ نہ کرتے تو امم سابقہ کی طرح مسلمانوں میں بھی کتاب اللہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا جو قیامت تک زائل نہ ہو سکتا۔ اسلام اور اسلامیوں پر ذی النورین کا یہ بہت بڑا احسان ہے جس کا اعتراف نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ناسپاسی کرنا ہے۔

اخرج البخاری عن انس بن
مالك ان حذیفة بن الیمان قدم
علی عثمان وکان یغازی اھل
الشام فی فتح ارمینیه واذر
بائیجان مع اھل العراق
فافزع حذیفة اختلافھم فی
القراءة فقال حذیفة لعثمان
یا امیرالمومنین ادرک
ھذہ الامة قبل ان یختلفوا
فی الکتاب اختلاف الیھود و
النصاری فارسل عثمان رضی
الله عنه حذیفة الی حفصة
ان ارسلی الینا بالمصحف ننسخھا
فی المصاحف ثم نردھا الیك
فارسلت بھا حفصة الی عثمان فامر
زید بن ثابت وعبدالله بن الزبیر
وسعید بن العاص وعبدالرحمن
بن الحارث بن ھشام فنسخوھا
فی المصاحف وقال عثمان لر
ھط القرشیین الثلثة اذا اختلفتم
انتم وزید بن ثابت فی شئ

بخاری نے انس بن مالک سے روایت کی
ہے کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے
اور یہ اہل شام کے ساتھ فتح ارمینیہ اور
آذربائیجان میں اہل عراق کے ساتھ جہاد
کر رہے تھے حذیفہ نے اختلاف قرات سے
پریشان ہو کر عثمان سے کہا "اے امیرالمومنین
اس امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ
مسلمان کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ
کی طرح اختلاف کریں پس عثمان رضی اللہ
عنہ نے حذیفہ کو ام المومنین حفصہ کے پاس بھیجا کہ تم
مصحف ہمارے پاس بھیجدو ہم اُس کی
نقل کرا کے پھر تمہارے پاس واپس کردینگے
پس حفصہ نے اپنا مصحف عثمان کے
پاس بھیجدیا عثمان نے زید بن ثابت،
عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاصی اور
عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام کو نقل کرنے
پر متعین کیا ان لوگوں نے اس کی نقل کی
اور عثمان نے تینوں قرشیوں سے کہا تھا "
جب تم اور زید بن ثابت قرآن کی کسی قرات
میں اختلاف کرنا تو اس کو محاورہ قریش
کے مطابق لکھنا کیونکہ قرآن انھیں کے

من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانما نزل بلسانھم ففعلوا حتیٰ اذا نسخوا المصحف فی المصاحف ردعثمان المصحف الی حفصۃ وارسل الی کل افق مما نسخوا وامر بسواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق۔	محاورہ میں اترا ہے پس ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تا آنکہ قرآن کے متعدد نسخے لکھے اور نقل کئے گئے عثمان نے اس مصحف کو حفصہ کے پاس واپس کر دیا اور مصحف منقول کو تمام ممالک اسلامیہ میں بھیج دیا اور سوائے اس قرآن کے اور صحیفہ اور مصحف کے جلا دینے کا حکم دیدیا۔

اسکے علاوہ خود ذی النورین لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے چنانچہ قرا تابعین کا ایک گروہ آپ سے فیضیاب ہوا جن کا سلسلہ قرات اس وقت تک باقی ہے نماز میں بڑی بڑی سورتیں اس وجہ سے پڑھا کرتے تھے کہ لوگوں کو قرآن کی قرات کا صحیح اندازہ معلوم ہو جائے۔ مالک روایت کرتے ہیں کہ فرافصہ بن عمیر الحنفی کہتے ہیں کہ سورہ یوسف کی قرات میں نے عثمان بن عفان سے سیکھی ہے جس کو وہ اکثر صبح کی نماز میں پڑھتے تھے۔ عثمان ذی النورین ان لوگوں میں ہیں جو نزول قرآن کے وقت اس کی کتابت پر مامور تھے بعد اس کے جو شخص ہوا اس نے ان پر اعتماد کیا۔ سُوَر اور آیات قرآنی کے نزول اور اس کی تغیر سے بھی آپ بخوبی واقف تھے۔

سیاست کتب سیر کے دیکھنے اور اوراق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ذی النورین کو امور سیاسی میں بھی ملکہ حاصل تھا لیکن چونکہ زمانہ ابتلا میں مخالفوں کی نکتہ گیری اور زبان درازی شایع ہو گئی تھی اور ہر شخص بلالحاظ مراتب اعتراض کرنے کو مستعد تھا اس وجہ سے ان کے انتظامات اور امور مصالح مستتر و مخفی رہ گئے انھوں نے اپنے زمانہ خلافت میں روزینہ، کپڑے، گھی و شہد کے تقسیم کرنے کے دن مقرر کر رکھے تھے۔ حسن بن علی کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کے منادی کو دیکھا ہے وہ کہہ رہا تھا اے لوگو! صبح کو اپنے اپنے

وظائف لینے کو آنا پس صبح کو لوگ جوق جوق جاتے اور وظائف لاتے تھے پھر شام کو اُن کا منادی بآواز بلند کہتا تھا پھر شام کو گروہ کے گروہ جاتے اور پورے طور سے روزینہ لاتے تھے پھر بیشک میں نے آپ کے منادی کو سنا ہے وہ کہہ رہا تھا صبح کو کپڑے لینے کو آنا چنانچہ صبح ہوتے لوگ کپڑے لاتے تھے اسی طرح شہد وگھی بھی دوسری صبح کو جا کر لاتے تھے۔

پہلا حادثہ جو ان کے دور خلافت میں پیش آیا یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے ہرمزان اور جفینہ وغیرہ کو اس شبہہ سے قتل کر ڈالا کہ یہ لوگ فاروق اعظم کی شہادت میں شریک تھے ذی النورین کے سامنے جب یہ مقدمہ پیش ہوا اور ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی تو آپ نے ایک رقم کثیر اپنے جیب خاص سے فاروق اعظم کے ورثا کو بطور خونبہا ہرمزان کی جانب سے دیا اور اس خصومت وفتنہ کو مسلمانوں سے رفع دفع کیا۔ عقل سلیم اس سے زیادہ بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔

جب ذی النورین نے فتح افریقہ کا قصد کیا تو بنظر مصالح امور سیاسی عمرو بن العاص کو معزول کر کے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا والی مقرر کیا مال غنیمت کا خمس الخمس دینے کا وعدہ کر کے افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ لوگوں نے اس عزل ونصب کو محل بحث قرار دے کر نکتہ گیری کی ہے لیکن میرے نزدیک جب اس عزل ونصب سے افریقہ واندلس مفتوح ہو گیا تو اس کے رشد میں شبہہ کرنا یا ذی النورین کی سیاست پر حرف گیری کرنا اپنی سخافت رائے ظاہر کرتا ہے۔

منجملہ ذی النورین کے امور سیاسی ملکی سے یہ تھا کہ روز جمعہ مع تکبیر اذان ثالث مقرر کی۔ بیہقی نے سایب بن یزید سے روایت کی ہے کہ زمانہ رسول اللہ (صلعم)، ابوبکر اور عمر میں جمعہ کے دن اذان اسوقت ہوتی تھی جس وقت امام ممبر پر جاتا تھا پس جب عثمان کا دور خلافت آیا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو عثمان نے اس سے پہلے زوراء پر اور

ایک اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اُس وقت تک یہ اذان دی جاتی ہے۔
علامات حرم کی تجدید انھوں نے ہی کی۔ جدہ کو ساحل بحر مقرر کیا۔ امت محمدیہ کو ایک مصحف پر متفق کیا۔ مسجد نبوی کو پختہ بنوایا غرض ذی النورین نے سیاست ملکی وملتی میں ایسے ایسے امور اختراع کئے کہ جس کی نظیر تجسس سے بھی بدقت ملے گی ان کے فتاوائے واحکام جو ان کے زمانہ خلافت میں صادر ہوئے ان کا با تفصیل کیا بلکہ بالاجمال بھی لکھنا بوجہ طول کلام متعسر معلوم ہوتا ہے لہذا ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں۔

ازواج واولاد ذی النورین نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیویاں کیں انہیں سے دو رسول (صلعم) کی لڑکیاں تھیں ایک رقیہ دوسری ام کلثوم، تیسری بیوی کا نام فاختہ بنت غزوان تھا (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن عالم طفلی ہی میں مر گئے) چوتھی بی بی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمتہ الدوسیہ تھیں (ان کے بطن سے چار اولادیں خالد، ابان، عمرو، مریم، پیدا ہوئیں) فاطمہ بنت الولید بن مغیرہ مخزومیہ پانچویں بی بی کا نام تھا جس سے ولید، ام سعید اور سعید پیدا ہوئے) چھٹی بیوی ام البنین بنت عینیہ بن حصن فرازیہ تھیں (ان سے عبدالملک پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا) ساتواں عقد رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین لڑکیاں عائشہ، ام ابان، ام عمرو پیدا ہوئیں) نائلہ بنت الفرافصہ کلبیہ آٹھویں بیوی تھیں۔ بعضوں کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان انھیں کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں وقت محاصرہ ان میں سے چار بیویاں رملہ، نائلہ، ام البنین، فاختہ موجود تھیں لیکن بعض مورخوں کا یہ بیان ہے کہ ام البنین کو زمانہ محاصرہ میں طلاق دے دیا تھا۔ انتہی کلام المترجم۔

خلافت علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)

بعد شہادت عثمان بن عفان، طلحہ، زبیر اور مہاجرین و انصار (رضی اللہ عنہم) کا ایک گروہ علی ابن ابی طالب کے پاس بیعت کرنے کو گیا علی نے کہا اکون وزیرا لکم خیر من ان اکون امیرا و من اخترتم رضیتہ (ترجمہ۔ امیر ہونے سے میں وزیر ہونے کو بہتر سمجھتا ہوں تم جس کو منتخب کرو گے میں بھی اس کو منتخب کرونگا) ان لوگوں نے منت و سماجت سے کہا "ہم تم سے زیادہ کسی کو امارت کا مستحق نہیں پاتے اور نہ تمہارے سوا اور کسی کو منتخب کر سکتے ہیں، علی ابن ابی طالب ان لوگوں کے اصرار سے مسجد میں تشریف لائے اور صحابہ کرام کے مواجہہ میں طلحہ اور زبیر سے کہا "میں تمہیں اختیار دیتا ہوں اگر تم پسند کرتے ہو تو میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کروں دیا راضی ہو تو تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو" انھوں نے کہا نہیں! ہم تمہارے ہاتھ پر بیعت کرینگے یہ کہکر طلحہ نے پھر زبیر نے بیعت کی بعض کا یہ خیال ہے کہ بعد بیعت کے طلحہ اور زبیر نے کہا تھا کہ ہم نے بخوف جان اور یہ خیال کر کے کہ علی ہمارے ہاتھ پر بیعت نہ کرینگے۔ بیعت کی ہے اور بعد چار مہینہ کے مکہ چلے گئے تھے۔

طلحہ اور زبیر کے بعد حاضرین جلسہ نے بیعت کی بعد اس کے سعد بن ابی وقاص لائے گئے بیعت کرنے کو کہا سعد نے جواب دیا لوگوں کو بیعت کر لینے دو تو میں بیعت کروں" علی نے کہا "رہنے دو" پھر ابن عمر لائے گئے ابن عمر نے بھی ایسا ہی کہا لوگوں نے کہا کوئی ضامن لاؤ ابن عمر بولے میں ضامن نہیں دے سکتا اشتر نے کہا "مجھے اجازت دیجئے" میں اس کو قتل کر ڈالوں" علی ابن ابی طالب نے فرمایا "چھوڑ دو میں اس کا ضامن ہوں" بعد اس کے انصار نے بیعت کی مگر چند لوگوں نے بیعت سے تخلف کیا انصار سے حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عجزہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش نے اور مہاجرین

سے عبداللہ بن سلام، صہیب بن سنان، اسامہ بن زید، قدامہ بن مظعون اور مغیرہ بن شعبہ نے بیعت نہیں کی نعمان بن بشیر نائلہ زوجہ عثمان کی انگلیاں اور ان کا قمیص خون آلودہ لے کر شام چلے گئے۔

بعضوں نے کہا ہے کہ بعد شہادت عثمان ذی النورین پانچ یوم تک غافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا بعد ازاں بلوائیان مصر مجتمع ہو کر علی ابن ابیطالب کے پاس آئے۔ کوفہ والے زبیر کے پاس، بصرہ والے طلحہ کے پاس گئے اور منصب خلافت اختیار کرنے کی درخواست کی، ان لوگوں نے بھی انکار کیا، تب بلوائیوں نے متفق ہو کر سعد اور ابن عمر کو منصب خلافت پر متمکن کرنا چاہا انھوں نے بھی انکار کیا بلوائیوں کو سخت تردد دامنگیر ہوا کوئی شخص امارت و خلافت قبول نہ کرتا تھا پھر ان میں جو ذرا عقل و ہوش رکھتے تھے انھوں نے یہ خیال کر کے کہ ان عوام کالانعام کا بغیر نصب امام واپس جانا فتنہ و فساد برپا کرنا ہے اہل مدینہ کو مجتمع کیا اور یہ کہا کہ تم لوگ اہل شورا ہو تمہارا حکم تمام امت محمدیہ پر جائز و نافذ ہے امام مقرر کرو ہم تمہارے مطیع ہیں اور اس کام کے انجام دہی کرو دو دن کی مہلت ہم دیتے ہیں اگر اس مدت مقررہ میں تم نے امام نصب نہ کیا تو ہم فلاں [۱] فلاں اشخاص کو مار ڈالیں گے" اہل مدینہ یہ سنکر علی ابن ابیطالب کے پاس گئے انھوں نے خلافت سے انکار کیا ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ خلافت کا عہدہ قبول نہیں کرتے ہیں تو فتنہ کا دروازہ کھل جائیگا علی نے مجبور ہو کر اگلے دن کا وعدہ کیا صبح ہوتے وہ لوگ پھر آ پہونچے حکیم بن جبلہ مصریوں کے ساتھ، اشتر کوفیوں کے ہمراہ حاضر ہوا حکیم بن جبلہ نے زبیر کو، اشتر نے طلحہ کو بجبر لاکر پیش کیا۔ ان لوگوں نے علی ابن ابیطالب کے ہاتھ پر بیعت [۲] کی۔ علی ابن ابیطالب مسجد میں آئے اور

---

[۱] ابن اثیر نے بجائے فلاں فلاں کے علی، طلحہ، زبیر رضوان اللہ علیہم کے اسمار گرامی لکھے ہیں۔

[۲] سب کے پہلے طلحہ نے بیعت کی اس شرط پر کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے مطابق حکم دینگے اور حدود شرعی کو قائم کریں گے یعنی قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے پھر زبیر نے اسی شرط سے بیعت کی۔

ممبر پر چڑھکر فرمایا۔ ”اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق سوائے اس کے نہیں ہے کہ مجھ کو تم نے امارت کے لئے منتخب کیا ہے کل تم لوگ میرے پاس پریشان ہو کر آئے تھے اور میں خلافت و امارت سے گریز کر رہا تھا لیکن تم لوگ اس پر مصر ہوئے کہ میں تمہارا امیر ہوں اور تمہاری قسمت کا فیصلہ میرے ہاتھ میں ہو“ حاضرین نے کہا ”ہاں ہم لوگ اپنے اسی کل کے خیال پر ہیں“ علی ابن ابیطالب بولے اللھم اشھد (اے اللہ تو گواہ رہنا) بعد اس کے وہ لوگ لائے گئے جنھوں نے بیعت سے تخلف کیا تھا پس انھوں نے بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و اقامۃ الحدود پر بیعت کی۔ پھر عوام کے بیعت کرنے کے بعد علی ابن ابیطالب نے خطبہ دیا۔ یہ واقعہ یوم جمعہ کا ہے جبکہ پانچ راتیں ذی حجہ ۳۵ھ کی باقی رہ گئی تھیں۔

علی ابن ابیطالب خطبہ دیکر اپنے مکان پر واپس آئے طلحہ اور زبیر آئے اور کہا چونکہ ہم نے بیعت اس شرط سے کی ہے کہ حدود و قصاص جاری و قایم کرو گے لہذا تم اس شخص (عثمان) کے قاتلوں سے قصاص لو، علی ابن ابی طالب نے جواب دیا، جب تک لوگ راہ راست پر نہ آلیں اور کل امور منظم نہ ہوجائیں اس وقت تک میں تمہاری رائے پر عمل نہیں کرسکتا مجھ میں ایسی قدرت نہیں ہے مجھ کو خود عثمان کے حقوق اور قصاص کی فکر ہے“ طلحہ اور زبیر یہ سنکر چلے آئے قاتلین عثمان کے قصاص کی بابت سرگوشیاں ہونے لگیں۔ علی ابن ابیطالب کو اس کی خبر لگی مسجد نبوی صلعم میں گئے خطبہ دیا“ عہدہ خلافت کی ذمہ داریوں اور موجودہ فرورتوں اور قتل عثمان سے اپنی برأت کا اظہار کیا“ بعد اس کے مروان اور چند بنی امیہ شام روانہ ہوگئے، علی ابن ابیطالب روک نہ سکے، تیسرے دن عربوں کو واپس جانے کا حکم دیا ان لوگوں نے بھی تعمیل حکم سے انکار کیا ساتھ ہی اس کے فرقہ سبیہ نے فتنہ و فساد پر آمادگی ظاہر کی۔ اس اثنار میں طلحہ اور زبیر آگئے لوگوں سے تبادلہ خیالات کی غرض سے کوفہ اور بصرہ جانے کی اجازت طلب کی، علی ابن ابیطالب نے کسی مصلحت سے اجازت نہ دی بعد اس کے مغیرہ آیا رائے دی کہ جب تک حکومت و خلافت کو استقلال حاصل نہ ہو اس وقت تک عمال

عثمان کو برقرار رکھئے بعد استقلال واستقرار حکومت جس کو چاہنا معزول وتبدیل کرنا،، جواب دیا "یہ مجھ سے نہ ہوگا"، پھر دوسرے دن مغیرہ نے آکر کہا "جہاں تک جلد ممکن ہو عمال عثمان کو معزول وتبدیل کردو" ابن عباس نے یہ سنا بولے "مغیرہ نے کل تم کو نصیحت کی تھی اور آج تم کو دھوکا دیا، علی ابن ابیطالب بولے پھر کیا رائے ہے۔

ابن عباس مناسب تو یہ تھا کہ وقت شہادت عثمان تم مکہ چلے جاتے لیکن اب بہتر یہ ہے کہ عمال عثمان مثلاً معاویہ وغیرہ کو بحال رکھو تا آنکہ حکومت وخلافت کو استقلال حاصل ہو جائے ورنہ بنی امیہ لوگوں کو یہ دھوکا دینگے کہ ہم قاتلین عثمان سے قصاص طلب کرتے ہیں جیسا کہ اہل مدینہ کہہ رہے ہیں اور اس ذریعہ سے تمہاری خلافت کو درہم برہم کردینگے اور تم اُن کو نہ روک سکو گے "۔

علی ابن ابیطالب واللہ لا اعطیہ الا السیف (واللہ ہم معاویہ کو سوائے تلوار کے اور کچھ نہ دینگے)

ابن عباس تم شجاع ضرور ہو لیکن لڑائی میں صاحب الرائے نہیں ہو کیا تم نے یہ نہیں سنا ہے کہ رسول اللہ (صلعم) فرماتے تھے الحرب خدعۃ"

علی ابن ابیطالب ہاں یہ سچ ہے۔

ابن عباس واللہ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو تو میں تم کو ایسے راستہ پر چلاؤں کہ وہ انجام کار پر غور ہی کرتے رہجائیں اور پیش پا افتادہ امور ان کو سوجھہ نہ پڑیں اس میں تمہارا کچھہ نقصان ہے اور نہ کچھ گناہ ہے۔

علی مجھ میں نہ تمہاری خصلتیں ہیں اور نہ معاویہ کی۔

ابن عباس اچھا تم اپنا مال واسباب لے کر ینبوع چلے جاؤ اور اپنے اوپر اپنا دروازہ بند کرلو اس سے عرب خوب سرگردان وپریشان ہوں گے لیکن تمہارے سوا کسی کو لایق امارت نہ پائیں گے اور اگر تم ان لوگوں کے ساتھ اُٹھو گے تو کل ہی تم پر خون عثمان کا

الزام لگایا جائے گا۔

علی۔ نہیں! میں جو کہوں تم اس پر عمل کرو۔

ابن عباس۔ بیشک یہی مناسب ہے اور میرے حق میں یہی بہتر ہے۔

علی۔ میں نے تمکو شام کا والی مقرر کیا تم سامان سفر درست کر کے شام روانہ ہو جاؤ۔

ابن عباس۔ یہ رائے مناسب نہیں ہے معاویہ، عثمان کا یکجدی بھائی اور اس کا عامل ہے اور مجھ کو تمہارے ساتھ تعلق قرابت ہے وہ مجھ کو پہونچنے کے ساتھ بعوض خون عثمان قتل کر ڈالیگا یا قید کر دیگا بہتر یہ ہے کہ معاویہ سے خط و کتابت کرو اور اس سے کسیطرح بیعت لے لو" علی ابن ابیطالب نے انکاری جواب دیا عبداللہ ابن عباس خاموش ہو گئے مغیرہ بن شعبہ جو امیر المومنین علی کے پاس گیا تھا اور عمّال کے معزولی اور بحالی کی بابت کچھ عرض و معروض کیا تھا جس کو امیر المومنین نے قبول نہ فرمایا اس بنا پر وہ ناراض ہو کر مکہ چلا گیا۔

امیر المومنین علی نے اپنی خلافت کے پہلے سال اور ہجرت کے ۳۶ھ میں بصرہ پر عثمان بن حنیف کو، کوفہ پر عمارہ بن شہاب کو، یمن پر عبیداللہ بن عباس کو، مصر پر قیس بن سعد کو اور اور شام پر سہیل بن حنیف کو والی مقرر کر کے روانہ کیا عثمان بن حنیف، بصرہ پہونچے بعض لوگوں نے ان کی امارت تسلیم کر کے اطاعت قبول کی اور بعض نے کہا کہ بالفعل ہم سکوت کرتے ہیں آئندہ جو اہل مدینہ کریں گے اس کی ہم اتباع کریں گے۔ کوفہ کی طرف عمارہ بن شہاب روانہ کئے گئے تھے مقام زبالہ میں پہونچے تھے کہ طلیحہ بن خویلد سے ملاقات ہو گئی صاحب سلامت ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ امیر کوفہ ہو کر جا رہے ہیں طلیحہ نے کہا "بہتر یہ ہے کہ تم واپس جاؤ کیونکہ اہل کوفہ، اپنے امیر ابو موسیٰ کو تبدیل نہیں کیا جاہتے اور اگر تم میرا کہنا نہ مانوگے تو میں تمہاری گردن ابھی اڑا دونگا، یہ سنکر عمارہ آگے نہ بڑھے واپس آئے، عبیداللہ بن عباس کے یمن میں داخل ہونے سے پیشتر یعلی بن منیہ مال و اسباب فراہم کر کے مکہ روانہ ہو گیا تھا اس وجہ سے عبیداللہ بن عباس باطمینان تمام یمن میں داخل ہوئے۔ قیس بن سعد امصر جا رہے تھے ایلہ میں ایک

دستہ سواران سے ملاقات ہوئی جو مصر سے آرہا تھا سواروں نے دریافت کیا "تم کون ہو؟" جواب دیا "میں قیس بن سعد ہوں عثمان کا ہوا خواہ ہوں میں اُس شخص کو ڈھونڈھتا ہوں جو فتنہ و حوادث کے زمانہ میں امن کے ساتھ پناہ گزیں ہو، میں اُس کی مدد کرنے پر تیار ہوں" قیس یہ کہہ کر آگے بڑھے رفتہ رفتہ مصر پہونچے امیر المومنین علی کا فرمان دکھلایا مصریوں کے چند فرقہ ہوگئے بعضوں نے ان کا ساتھ دیا، اطاعت قبول کی، اور چند لوگوں نے بانتظار قصاص قاتلین عثمان سکوت اختیار کیا اور بعضوں نے یہ کہا کہ جب تک ہمارے بھائی مدینہ سے واپس نہ آئیں گے اس وقت تک ہم کچھ نہ کریں گے نہ کسی کی اطاعت قبول کریں گے اور نہ کسی کی امارت سے منکر ہوں گے۔

سہیل بن حنیف جو امیر شام ہو کر جارہے تھے تبوک پہونچے۔ چند سواروں سے ملاقات ہوئی سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ سہیل نے جواب دیا "میں امیر شام ہوں" سواروں نے کہا تم کو اگر عثمان کے سوا اور کسی نے امیر مقرر کر کے روانہ کیا ہو تو لوٹ جاؤ، سہیل یہ سُنکر مدینہ کیجانب لوٹے، ان کے پہونچنے کے بعد ہی اور عمّال کی بھی اسی قسم کی خبریں آئیں، امیر المومنین علی نے طلحہ اور زبیر کو بلا کر کہا "افسوس! میں جس امر سے تم کو ڈراتا تھا وہی پیش آیا" طلحہ اور زبیر نے یہ سُنکر مدینہ سے چلے جانے کی اجازت طلب کی پھر امیر المومنین علی نے ایک خط لکھ کر معبد اسلمی کی معرفت ابو موسیٰ کی طرف روانہ کیا۔ ابو موسیٰ نے جواب لکھا "اہل کوفہ نے میرے ہاتھ پر آپ کی بیعت کی ہے اکثر نے برضا و رغبت اور بعضوں نے باکراہ" اسی زمانہ میں دوسرا خط سبرہ جہنی کے ہاتھ معاویہ کے پاس بھیجا گیا معاویہ نے شہادت عثمان کے بعد تین مہینہ تک کچھ جواب نہ دیا بعد ازاں قبیصہ عبسی کو ایک خط سر بمہر دیا جس کا عنوان یہ تھا "من معاویۃ الیٰ علی" علاوہ اس کے کچھ زبانی پیام کہکر قاصد کے ہمراہ مدینہ روانہ کیا۔ سبرہ اور قبیصہ ربیع الاول ۳۶ھ میں داخل مدینہ ہوا اور جس طرح معاویہ نے کہا تھا۔ اسی طرح قبیصہ نے پیام ادا کر کے خط دیا مہر توڑی گئی لفافہ کھولا گیا تو اس میں سوائے عنوان خط کے اور کچھ نہیں تحریر کیا تھا

امیر المومنین علی تیور چڑھا کر بولے "یہ کیا معاملہ ہے؟ قبیصہ نے عرض کی میں قاصد ہوں مجھے امن ہے آپ نے فرمایا ہاں! قبیصہ نے گزارش کی میں شام میں ایسے لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں جو کسی طرح آپ سے راضی نہ ہوں گے میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو دیکھا ہے کہ وہ لوگ عثمان کی قمیص خون آلودہ پر روتے ہیں اور یہ قمیص لوگوں میں جوش پیدا کرنے کی غرض سے جامع دمشق کے ممبر پر رکھا ہے" امیر المومنین علی نے کہا "کیا وہ لوگ مجھ سے عثمان کے خون کا بدلہ طلب کرتے ہیں؟ اے اللہ میں خون عثمان سے بری ہوں قاتلین عثمان سے اللہ سمجھے" یہ کہکر قبیصہ کو معاویہ کی طرف واپس کیا فرقہ سبیہ نے چلا کر کہا "اس کتے کو مارو! جو کتوں کی طرف سے آیا ہے" قبیصہ نے آواز بلند سے کہا اے آل مضر! اے آل قیس! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میرا بال بیکا ہوا تو میں چار ہزار آدمیوں کو میدان میں لاؤنگا اس وقت تم دیکھو گے کتنے پیادہ اور کتنے سوار ہیں، دوڑو اور مدد کرو! چنانچہ آل مضر نے قاصد کو فرقہ سبیہ کی تکلیف و ایذا رسانی سے بچا لیا، بعد اس کے اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو امیر المومنین علی کی خدمت میں جنگ معاویہ کی بابت آپ کے خیالات دریافت کرنے کو بھیجا یہ ایک مدت سے آپ کے پاس نہیں گیا تھا امیر المومنین علی تھوڑی دیر تک بیٹھائے رہے پھر مخاطب ہو کر کہا "آمادہ ہو جاؤ" زیاد نے دریافت کیا کس کام کے لئے؟ ارشاد کیا شام کی لڑائی پر! عرض کی نرمی اور ملاطفت مناسب ہے کیا آپ نے امیر المومنین یہ نہیں سنا؟

ومن لم یصانع فی امور کثیرۃ　　یضرس بانیاب ویوطا بمنسم

امیر المومنین علی نے جواب دیا۔

متی یجمع القلب الذکی وصارما　　وانفا حمیا تجتنبک والمظالم

زیادہ سمجھ گیا کہ امیر المومنین علی طرح دینے والے نہیں ہیں معاویہ سے ضرور معرکہ آرائی کریں گے، اٹھ کر اہل مدینہ کے پاس آیا جناب موصوف کی رائے سے مطلع کیا۔

بعد اس کے طلحہ اور زبیر۔ عمرہ کی اجازت لیکر مکہ روانہ ہو گئے اور امیر المومنین علی نے

شام پر فوج کشی کا قصد مصمم کر کے اہل مدینہ کو جنگ شام کی ترغیب دی سامان سفر و جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا، محمد بن حنفیہ کو سر لشکر مقرر کیا میمنہ پر عبداللہ بن عباس کو، میسرہ پر عمرو بن ابی سلمہ کو، بعضے کہتے ہیں عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو اور ابولیلی بن عمرو الجراح برادر امین الامۃ ابو عبیدہ کو مقدمۃ الجیش پر تعین کیا اس لشکر کے کسی حصہ پر ان لوگوں کو سردار نہیں مقرر کیا جنھوں نے عثمان بن عفان پر خروج کیا تھا مدینہ کو قثم بن عباس کے سپرد فرمایا قیس بن سعد کو مصر میں، عثمان بن حنیف کو بصرہ میں، ابوموسیٰ کو کوفہ میں لشکر کے فراہم کرنے اور کمک بھیجنے کو لکھ بھیجا۔ ہنوز شام پر فوجکشی کی تیاری ہو رہی تھی کہ اہل مکہ کی مخالفت کی خبر گوش گذار ہوئی امیر المومنین علی نے شام کی عزیمت فسخ کر دی۔

واقعہ جمل جس وقت اہل مکہ کی خبر امیر المومنین کو پہونچی لوگوں کو جمع کر کے بیان کیا "بیشک طلحہ، زبیر اور عائشہ بظاہر لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتے ہیں لیکن در پردہ میری خلافت کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں لیکن میں اُسوقت تک برداشت کرونگا جبتک تمہاری جماعت پر مجھے کسی امر کا اندیشہ نہ ہوگا اور میں رُکا رہونگا اگر وہ لوگ رُکے رہے امیر المومنین علی نے یہ کہہ کر مکہ کا قصد کیا، اہل مدینہ کو تیاری کا حکم دیا لیکن ان لوگوں کو یہ امر شاق گزرا، پھر آپ نے کمیل نخعی کے ذریعہ عبداللہ بن عمر کو بلا بھیجا، ہمراہ چلنے کو کہا عبداللہ بن عمر نے جواب دیا "ہم اہل مدینہ ہیں جو وہ کریں گے وہی ہم کریں گے" آپ نے ارشاد کیا اچھا تم مجھے ضمانت دو کہ تم مدینہ سے میرے خلاف خروج نہ کرو گے" ابن عمر یہ کہکر کہ واللہ ایسا نہ ہوگا اپنے گھر واپس آئے اس کے بعد ام کلثوم بنت امیر المومنین علی زوجہ فاروق اعظم نے حاضر ہو کر اہل مدینہ کی جو خبریں ملی تھیں گوش گزار کیں، اس کے دوسرے دن یہ غلط خبر مشہور ہوئی کہ ابن عمر شام کو روانہ ہو گئے، علی ابن ابی طالب نے ناکہ بندی کر لی، شام کے راستوں پر آدمیوں کو پھیلا دیا، ام کلثوم یہ سنکر حاضر ہوئیں اس وقت جناب موصوف بازار مدینہ میں کھڑے لوگوں کو ابن عمر کے گرفتاری پر روانہ کر رہے تھے۔ ام کلثوم نے

کہا اے بزرگ باپ! ابن عمر۔ حمزہ کی غرض سے کر جاتے ہیں نہ کہ تمہاری مخالفت کو، وہ تمہارے مطیع ہیں''۔ علی ابن ابیطالب کو یقین ہو گیا خیالات تبدیل ہو گئے پھر اہل مدینہ کو مخاطب کر کے اہل مکہ کیطرف خروج پر آمادہ کیا اہل مدینہ تیار و آمادہ ہو گئے سب کے پہلے جس نے مستعدی ظاہر کی وہ ابوالہیثم بن التیہان بدری اور خزیمہ بن ثابت تھے، زیاد بن حنظلہ نے یہ دیکھ کر کہ اہل مدینہ علی ابن ابیطالب کے ہمراہ بجبر روانہ ہو رہے ہیں خود آمادگی ظاہر کی اور بمواجہ عام بہ آواز بلند علی ابن ابیطالب سے مخاطب ہو کر کہا جو شخص تمہارے ساتھ چلنے سے گریز کریگا میں اس سے سمجھ لونگا اور تمہارے مخالفوں سے لڑونگا۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ زمانہ محاصرہ عثمان ابن عفان میں بقصد حج مکہ گئی ہوئی تھیں اور بعد ادائے مناسک حج مدینہ کو واپس آرہی تھیں اثناء راہ مقام سرف میں بنی لیث کے ایک شخص عبید اللہ بن ابی سلمہ نامی سے ملاقات ہو گئی دریافت کیا مدینہ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا عثمان شہید ہو گئے، مسلمانوں نے علی کی خلافت کی بیعت کر لی، ام المومنین عائشہ نے ارشاد کیا ''واللہ عثمان مظلوم مارے گئے، میں ان کے خون کا معاوضہ لونگی''۔ کسی نے کہا ''آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں اور اس سے پیشتر آپ کیا کہتی تھیں''؟ جواب دیا بے شک ان لوگوں نے پہلے عثمان سے توبہ کرائی پھر ان کو شہید کیا''۔ غرض ام المومنین عائشہ صدیقہ اس مقام سے لوٹ کر مکہ واپس آئیں لوگوں کا ایک مجمع ہو گیا آپ نے فرمایا ''افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کی شہروں اور جنگلوں اور مدینہ کے غلاموں نے مجتمع ہو کر بلوہ کیا اور اس شخص مقتول (عثمان) سے مخالفت کی اس وجہ سے کہ اس نے نوعمروں کو عامل مقرر کیا تھا پس جب ان لوگوں نے اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہ قائم کی تو اس کی عداوت پر کمر بستہ ہو گئے، بدعہدی کی جس خون کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا اس کو بہایا، جس شہر کو رسول صلعم نے ہجرت گاہ بنایا تھا وہاں پر خونریزی کی جس مہینہ میں خونریزی ممنوع تھی اس میں کشت و خون کیا جس مال کا لینا جائز نہ تھا اس کو لوٹ لیا واللہ عثمان کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام عالم سے افضل ہے اور بیشک جس وجہ

سے عثمان کی عداوت پر کمربستہ ہوئے تھے اس سے عثمان پاک وصاف ہو گیا تھا جیسا کہ سونا، کیٹ سے اور کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے" عبداللہ بن حضرمی (عثمان کی طرف سے مکہ کے عامل تھے) بولے "سب کے پہلے خون عثمان کا بدلہ لینے والا میں ہوں" اس کلام کے تمام ہوتے ہی بنی امیہ نے (جو بعد شہادت عثمان مکہ چلے آئے) سمعاً وطاعةً آمادگی ظاہر کی از انجملہ سعید بن العاصی، ولید بن عقبہ وغیرہما تھے۔ اس عرصہ میں عبداللہ بن عامر، بصرہ سے، یعلی بن منیہ یمن سے چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ دینار لے کر مکہ آئے طلحہ وزبیر بھی مدینہ سے مکہ آ گئے ام المومنین عائشہ نے دریافت کیا "تم لوگ کیسے آئے؟ جواب دیا "بلوائیوں کے خوف سے! وہ لوگ، اخیار اور شرفاء مدینہ پر مستولی ہو گئے ہیں حق کو باطل سے ممتاز نہیں کرتے" ام المومنین عائشہ نے کہا انهضوا بنا الیھم (ہمارے ساتھ اُن کی طرف خروج کرو) بعضوں نے شام جانے کی رائے دی ابن عامر بولے شام میں معاویہ ہیں وہ بلوائیوں کے روک تھام کو کافی ہیں بصرہ کی طرف چلو میری بات وہاں بنی ہوئی ہے اور لوگوں کا رجحان طلحہ کی جانب ہے" حاضرین بولے "یہی مناسب ہے کیونکہ جسقدر ہمارے ہمراہی ہیں وہ ان لوگوں کا حملہ نہ برداشت کر سکیں گے جو مدینہ میں ہیں اور جب ہم بصرہ پر قبضہ کر لیں گے تو اہل بصرہ کو بھی قصاص عثمان پر آمادہ وتیار کر لیں گے جیسا کہ اہل مکہ کو آمادہ ومستعد کر لیا ہے اُس وقت باسانی قاتلین عثمان سے ہم لڑ سکیں گے" سب نے اس رائے سے اتفاق کر کے عبداللہ بن عمر کو بلوایا اور قاتلین عثمان پر خروج کرنے کو کہا عبداللہ بن عمر نے انکار کیا اور یہ کہا کہ ہم مدینہ والوں کے ساتھ ہیں جو وہ کریں گے وہی ہم بھی کریں گے۔

امہات المومنین، جو ام المومنین عائشہ صدیقہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جانے والی تھیں بصرہ کا قصد سنکر ٹھہر گئیں، ام المومنین حفصہ نے ہمراہی کا قصد کیا لیکن اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے کہنے سے رُک گئیں۔

غرض ابن عامر اور یعلی بن منیہ نے اپنے مال واسباب سے قافلہ کی روانگی کا سروسامان

درست کیا اور یہ منادی کرائی کہ ام المومنین عائشہ، طلحہ اور زبیر بصرہ جا رہے ہیں جس شخص کو اسلام کی ہمدردی کرنا اور خون عثمان کا بدلہ لینا منظور ہو اور اُس کے پاس سواری نہ ہو وہ آئے اُس کو سواری دی جائے گی چنانچہ چھ سو آدمی چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر مکہ و مدینہ کے ایک ہزار آدمیوں کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوئے آگے چلکر اطراف وجوانب کے اور آدمی آ ملے جس سے تین ہزار کی جمعیت ہو گئی۔ ام فضل بنت الحرث مادر عبداللہ بن عباس نے قبیلہ جہنیہ کے ظفر نامی ایک شخص کو اجرت دیکر ایک خط امیر المومنین علی کے پاس مدینہ روانہ کیا۔ مکہ سے نکلتے نماز کا وقت آ گیا مروان نے اذان دی طلحہ اور زبیر کے پاس جاکر کہا تم دونوں میں سے کوئی شخص امامت کرے گا، ابن زبیر نے کہا "میرا باپ" ابن طلحہ بولے "میرا باپ" ام المومنین عائشہ کے کانوں تک یہ آواز پہونچی مروان کے پاس کہلا بھیجا "کیا تم ہمارے کام کو درہم برہم کیا چاہتے ہو امامت میرا ابن اخت (بھانجا) عبداللہ زبیر کریگا"

دیگر امہات المومنین، عائشہ صدیقہ کے ہمراہ ذات عراق تک آئیں اور اس مقام سے رُو کر رخصت ہوئیں بعد اس کے سعید بن العاص مروان بن الحکم اور اس کے ہمراہی ام المومنین عائشہ اور طلحہ وزبیر کے پاس گئے خون عثمان کا بدلہ لینے کو کہا، ان لوگوں نے جواب دیا "ہم نے اسی غرض سے خروج کیا ہے کہ قاتلین عثمان سے ہم قصاص لیں" پھر طلحہ وزبیر سے مخاطب ہو کر کہا لمن یجعلان الامر ان ظفرتما (اگر تم فتحمند ہو گئے تو خلیفہ کس کو بناؤ گے۔ جواب دیا ہم دونوں میں سے جس کو لوگ منتخب کریں گے سعید نے کہا نہیں! عثمان کے لڑکے کو حکومت دینا کیونکہ تم لوگ خون عثمان کا معاوضہ لینے کو نکلے ہو" جواب دیا "یہ کہاں ممکن ہے کہ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر نوعمر لڑکوں کو حاکم بنائیں" سعید بولے "میں خیال کرتا ہوں کہ ایسی حالت میں میں کچھ کوشش نہ کرسکونگا جبکہ تم بنی عبد مناف حکومت سے نکالنے کی کوشش کرو گے" طلحہ وزبیر نے کچھ جواب نہ دیا سعید واپس ہوئے ان کے لوٹتے ہی عبداللہ بن خالد بن اسید، مغیرہ بن شعبہ اور جو لوگ اس کے ہمراہ قبیلہ ثقیف کے

تھے واپس ہو گئے طلحہ اور زبیر معہ باقی ماندگان آگے بڑھے ان کے ہمراہ ابان اور ولید پسران عثمان بھی تھے۔ یعلی بن منیہ نے ام المومنین عائشہ کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا اور جس کو انھوں نے سو دینار اور بعضے کہتے ہیں کہ اسی دینار کو خرید کیا تھا بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہ اونٹ قبیلہ عرینہ میں سے ایک شخص کا تھا چار سو درہم اور ایک اونٹ دیکر اس سے خرید کیا تھا اور اس شخص کو رہبری پر مقرر کیا تھا رفتہ رفتہ چشمہ حواب پر پہونچے اور کتوں نے بھونکنا شروع کیا دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ چشمہ حواب ہے ام المومنین عائشہ نے سنتے ہی ارشاد کیا "مجھ کو لوٹاؤ! لوٹاؤ! رسول اللہ (صلعم) فرما رہے تھے جس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویاں بیٹھی ہوئی تھیں" کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں سے کس کو دیکھکر حواب کے کتے بھونکیں گے" یہ کہکر آپ نے اونٹ کی گردن پر ہاتھ مار کر بٹھا دیا اونٹ سے اتر پڑیں ایک شبانہ روز معہ اہل قافلہ کے قیام پذیر رہیں اتنے میں یہ غل مچا النجاء النجاء قد ادرکم علی (جلدی کرو جلدی کرو بیشک علی پہونچ گئے) پس قافلہ نے نہایت تیزی سے بصرہ کا رخ کیا جو وقت نواح بصرہ میں پہونچا عمیر بن عبد اللہ تمیمی نے کہا "اے ام المومنین! میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ آپ ہرگز ایسی قوم میں نہ جائیے جس سے آپ نے کوئی مراسلت نہ کی ہو، حالات دریافت کرنے کی غرض سے عبد اللہ بن عامر کو بصرہ بھیجئے ان کے وہاں قدیمی تعلقات ہیں" ام المومنین عائشہ نے اس رائے کو پسند کیا اور عبد اللہ بن عامر کو روانہ کیا ساتھ ہی اس کے رؤسائے بصرہ اور نیز احنف بن قیس اور صبرہ بن شیمان وغیرہم جیسے عمائدین شہر کے پاس خطوط روانہ کئے، خود بانتظار جواب حفین میں ٹھہری رہیں، بصرہ سے عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین کو جو ایک معمولی آدمی تھا اور ابو الاسود دولی کو جو معزز و ممتاز شخص تھا ام المومنین عائشہ کے پاس آنے کا سبب دریافت کرنے کو بھیجا، ام المومنین عائشہ نے فرمایا "بلوائیوں اور فتنہ پردازان قبائل نے ایسا ایسا کیا ہے پس میں مسلمانوں کو لے کر اس غرض سے

نکلی ہوں کہ مسلمانوں کو اصلی واقعات سے مطلع کروں اور ان کی اصلاح کروں اس خروج سے میرا مقصود مسلمانوں کا اصلاح حال کرنا ہے"، یہ کہہ کر آپ نے لاخیر فی کثیر من نجواھم تا آخر آیت تلاوت تا آخر آیہ کریمہ تلاوت کی پھر وہ دونوں آدمی طلحہ کے پاس آئے، آنے کا سبب دریافت کیا جواب دیا بغرض معاوضہ خون عثمان پھر انہوں نے کہا کیا تم نے علی ابن ابیطالب کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی؟ جواب دیا ہاں لیکن اس شرط اور اس حالت سے کہ قاتلین عثمان سے قصاص لیں گے اور تلوار ہمارے سر پر تھی (یعنی مجبوری و اکراہ ہم نے بیعت کی) لیکن علی نے قاتلین عثمان کا کچھ فیصلہ نہ کیا" پھر ابوالاسود اور عمران زبیر کے پاس گئے انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔ دونوں لوٹ کر عثمان بن حنیف کے پاس آئے عثمان نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر کہا بر ب کعبہ اسلام کی چکی چلی دیکھئے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ عمران بولے "خاموشی اختیار کرو" عثمان نے کہا نہیں! میں ان کو امیر المومنین علی کے آنے تک روکوں گا، عمران یہ سنکر اُٹھے اور اپنے مکان پر چلے آئے، اتنے میں ہشام بن عامر آ گئے اور یہ رائے دی کہ نرمی و ملاطفت سے اُس وقت تک چشم پوشی کیجے جبتک امیر المومنین علی کا کوئی حکم نہ آئے عثمان نے اس سے انکار کیا اور لوگوں کو مسلح ہونے اور لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب لوگ مسجد میں مجتمع ہوئے عثمان نے ایک شخص کو جو کوفہ کا رہنے والا قیس نامی تھا تقریر کرنے کو کھڑا کیا۔ اس شخص نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا" اے لوگو! اگر طلحہ اور زبیر اور اُن کے ہمراہی مکہ سے جان کے خوف سے آئے ہیں تو یہ بات خلاف قیاس ہے کیونکہ مکہ ایسا مقام ہے کہ جہاں پر چڑیوں تک کو امن ہے کوئی ذرہ بھر کسی کو نہیں ستا سکتا اور اگر خون عثمان کا بدلہ لینے کو آئے ہیں تو ہم لوگ عثمان کے قاتل نہیں ہیں بس تم لوگ میری بات سنو میرے کہنے پر عمل کرو ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں فوراً اسی طرف لوٹا دو" اسود بن سریع سعدی نے

جواب دیا تمہارا یہ خیال ہے کہ لوگ ہم کو قاتلین عثمان سمجھ کر آئے ہیں نہیں! انکا ایسا خیال نہیں ہے بلکہ ہم سے اور ہمارے سوا اور لوگوں سے قاتلین عثمان کے مقابلہ پر امداد لینے آئے ہیں''، لوگوں نے قیس کو کنکریوں سے مارا جلسہ درہم و برہم ہوگیا عثمان کو اس خیال سے کہ طلحہ اور زبیر کے معادن اور ہمدرد بصرہ میں ہیں بیحد صدمہ ہوا۔

بعد اس کے ام المومنین عائشہ معہ ہمراہیوں کے مربد پہونچیں۔ عثمان نے بصرہ سے نکلکر صف آرائی کی۔ اہل بصرہ جو ام المومنین عائشہ کا ساتھ دینا چاہتے تھے وہ بھی شہر سے نکل کر اسی مقام پر آکر مجتمع ہوئے طلحہ میمنہ پر تھے میان صف سے نکلکر پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی بعد ازاں رسول اللہ صلعم پر درود پڑھ کر عثمان بن عفان کے فضایل و مناقب بیان کئے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کی لوگوں کو ترغیب دی طلحہ کے تقریر ختم ہونے پر زبیر نے بصرہ سے نکلکر ایسا ہی بیان کیا عثمان بن حنیف کے میمنہ نے طلحہ اور زبیر کی تصدیق کی اس پر بصرہ والے بولے بایعتم علیاً ثم جئتم تقولون کذا کذا (تم لوگوں نے علی کی بیعت کی پھر یہ کہنے آئے ہو) ان کے تقریروں کے بعد ام المومنین عائشہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد بیان فرمایا عوام الناس، عثمان بن عفان کو برا کہتے تھے، اُن کے مقرر کئے ہوئے عمال پر حرف گیری کرتے تھے۔ پھر ہمارے پاس مدینہ میں آتے تھے ہم ان کو جھوٹا، مکار، دغاباز پاتے تھے اور عثمان کو نیک، پرہیزگار، عادل، وہ لوگ جو ان کے دل میں تھا اس کے خلاف ظاہر کرتے اس پر بھی اُن کو صبر نہ آیا اُس کے مکان کا محاصرہ کیا، اُس کو نہایت تکلیف سے بے آب و دانہ شہید کیا۔ محرمات کو بلا کسی خیال کے حلال کیا ئم کو اور نہ سوا تمہارے کسی اور کو یہ جائز نہیں ہے کہ عثمان کے قاتلوں سے بدلہ نہ لے اور کتاب اللہ پر عمل نہ کرے''

ام المومنین عائشہ نے اس قدر کہکر الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم آخر آیت تک پڑھی۔ عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں اس تقریر سے پھوٹ پڑ گئی اکثر ام المومنین عائشہ

کی طرف مائل ہو گئے پھر آپس میں ایک دوسرے کو ڈھیلے اور پتھر مارنے لگے ام المومنین عائشہ اپنے خیمہ میں واپس آئیں لشکریاں طلحہ و زبیر بھی مربد سے مقام دباغین چلے آئے مگر عثمان بن حنیف مقابلہ پر تلا کھڑا رہا اتنے میں جاریہ بن قدامہ آیا اور عرض کرنے لگا "اے ام المومنین! واللہ عثمان کا قتل ہونا زیادہ پسندیدہ تھا اس سے کہ تم اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر لڑائی کے لئے مکان سے نکلیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے پردہ و حرمت مقرر کیا تھا تم نے پردہ کی ہتک کی اور حرمت کو مباح کیا اور بے بیشک جو شخص تم سے لڑنا چاہتا ہو اس کا قتل کرنا مباح ہے پس اگر تم اپنی رضامندی سے آئی ہو تو بہتر ہے کہ مدینہ منورہ واپس جاؤ اور اگر بجبر و اکراہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے استعانت چاہو اور لوگوں سے واپس چلنے کو کہو"۔

ہنوز یہ تقریر تمام نہ ہونے پائی تھی کہ حکیم بن جبلہ سواروں کا رسالہ لئے آپہونچا، پہونچتے ہی سراد پر لڑائی چھیڑ دی پہلے تو ہمراہیان ام المومنین عائشہ نے مدافعت کی غرض سے تیر باری شروع کی پھر یہ خیال کر کے کہ شاید تیر باری بند کر دینے سے حکیم بن جبلہ بھی حملہ سے رک جائیگا تھوڑی دیر تک رکے رہے لیکن جب حکیم بن جبلہ نے اپنے رکاب کے سواروں کو حملہ کرنے سے نہ روکا تو مجبور ہو کر ہمراہیان ام المومنین بھی حملہ کا جواب دینے لگے، رات کی تاریکی نے فریقین کو لڑائی سے باز رکھا عثمان بن حنیف لوٹ کر قصر امارت میں آیا، ام المومنین معہ اپنے ہمراہیوں کے دار الرزق کی طرف واپس ہوئیں تمام رات امید و بیم میں گزری فریقین میں سے جو جس کو پاتا تھا گرفتار کر لیجاتا۔ اللہ اللہ کر کے سفیدہ صبح نمایاں ہوا فجر ہوتے دار الرزق کے میدان میں حکیم بن جبلہ صف آرائی کرتا نظر آیا بنی عبدالقیس میں سے ایک شخص نے تعرض[1]

---

[1] حکیم بن جبلہ صف آرائی کے وقت ایک نیزہ لئے ہوئے میان صف میں پھر رہا تھا اور ام المومنین کو گالیاں دیتا جاتا تھا عبدالقیس میں سے ایک شخص نے دریافت کیا (بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۷ میں)

کیا حکیم نے اس کو مار ڈالا پھر اور ایک عورت کو اسی الزام میں قتل کیا بعد ازاں لڑائی شروع ہوگئی دن ڈھلے تک بڑے زور و شور سے لڑائی جاری رہی عثمان بن حنیف کے ہمراہیوں میں بہت آدمی کام آئے فریقین میں بہتیرے زخمی ہوئے۔ جب لڑائی نے دونوں حریفوں کو تھکا دیا تو مجبور ہو کر صلح کی طرف مائل ہوئے یہ طے پایا "ایک معتبر شخص جس پر فریقین کو اعتماد ہو مدینہ جائے اور اہل مدینہ سے دریافت کرے کہ طلحہ و زبیر نے بکراہت بیعت کی ہے یا نہیں؟ اگر بکراہت بیعت کی ہے تو عثمان بن حنیف بصرہ کو خالی کر دے والا طلحہ اور زبیر بصرہ سے لوٹ جائیں" اقرار نامہ لکھے جانے کے بعد کعب بن سور قاضی بصرہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے۔ جمعہ کے دن پہونچے لوگوں کو جمع کر کے دریافت کیا" کسی نے کچھ جواب نہ دیا، اسامہ بن زید نے کھڑے ہو کر کہا بیشک طلحہ اور زبیر نے بکراہت بیعت کی ہے" اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی لوگ، اسامہ پر ٹوٹ پڑے اور ان کو مارنے لگے قریب تھا کہ مار ڈالتے صہیب! ابو ایوب اور محمد بن مسلمہ نے اُن کی جان بچائی اپنے گھر اٹھا لائے، کعب، بصرہ واپس ہوئے اس واقعہ کی خبر امیر المومنین علی تک پہونچی آپ نے عثمان بن حنیف کو ملامتانہ خط لکھا کہ واللہ وہ دونوں (طلحہ اور زبیر) اگر ہم کو خلافت سے معزول کرنا چاہتے ہوں تو اُن کے لئے کسی حیلہ کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کسی اور بات کے متمنی ہوں تو ہم اُن سے اور وہ ہم سے نپٹ لیں گے۔

کعب کی واپسی پر طلحہ اور زبیر نے عثمان بن حنیف کو مصالحت کی گفتگو کرنے کو بلایا اور اقرار نامہ کی شرط کے مطابق بصرہ خالی کر دینے کا پیام دیا، عثمان بن حنیف نے امیر المومنین کا فرمان پا کر

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۶۶) کس کو گالیاں دیتا ہے جواب دیا، عائشہ کو! پھر اُس شخص نے کہا اے ابن خبیثہ کیا ام المومنین کو یہ کہہ رہا ہے" حکیم نے یہ سنتے ہی ایک نیزہ مارا جس سے وہ بیچارہ مر گیا یہی واقعہ بعینہ اُس عورت کے ساتھ پیش آیا جس کو اس شخص کے بعد اس نے قتل کیا ہے۔

آنے اور بصرہ خالی کرنے سے انکار کردیا، طلحہ اور زبیر نے لوگوں کو جمع کیا اور نماز عشاء کے کے بعد مسجد کی طرف بڑھے، عبدالرحمن بن عتاب نے بڑھکر حملہ کیا، تلواروں کی جھنکار سے مسجد گونج اٹھی، تقریباً چالیس آدمی اُس وقت مسجد میں موجود تھے، لڑائی ہوئی، مارے گئے عثمان بن حنیف کو گھر میں گھسکر گرفتار کرلائے طلحہ اور زبیر کے روبرو پیش کیا چہرے کے کل بال نوچ ڈالے تھے۔ طلحہ اور زبیر نے ام المومنین کو اس سے مطلع کیا آپ نے چھوڑ دینے کا حکم دیا، بعضے کہتے ہیں کہ شہر بدر کرنے اور مارنے کا حکم دیا تھا بہرکیف جو شخص عثمان بن حنیف کو شہر بدر کرنے اور مارنے پر مامور ہوا تھا وہ مجاشع بن مسعود تھا، بعضوں نے لکھا ہے کہ فریقین میں اقرار نہیں ہوا تھا لڑائی سے تھک کر دونوں فریق نے امیرالمومنین علی ابن ابیطالب کو لکھا تھا عثمان بن حنیف نماز پڑھا رہے تھے فریق مخالف نے حالت نماز میں حملہ کیا اور پکڑ لایا پھر انکو انکار ہونے کی وجہ سے مار پیٹ کر قید کردیا واللہ اعلم۔

بصرہ میں داخل ہوکر طلحہ وزبیر نے اہل بصرہ کو جمع کرکے خطبہ دیا" اے اہل بصرہ! توبہ گنہگار کی سپر ہے ہم چاہتے تھے کہ امیرالمومنین عثمان کو بلوائیوں کے مطالبات پر غور کرنے پر راضی کرلیں اس اثناء میں کمینوں بلوائیوں نے بلوہ کرکے ان کو شہید کر ڈالا" حاضرین طلحہ کو مخاطب کرکے بولے" ہمارے پاس تو تمہارے خطوط اس کے خلاف آتے تھے" زبیر نے جواب دیا ہم نے ہرگز ایسے خطوط نہیں لکھے" زبیر نے اس فقرہ کو ختم کرکے عثمان ذی النورین کی شہادت کا واقعہ بیان کیا اور امیرالمومنین علی پر ان کی شہادت کا الزام لگانے لگے قبیلہ عبدالقیس سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا" اے گروہ مہاجرین! تم لوگ وہ ہو جنھوں نے سب کے پہلے اسلام کی دعوت قبول کی اور اس سے تم کو فضیلت حاصل ہوئی۔ بعدہ اور لوگ تمہاری طرح اسلام قبول کرتے گئے تا آنکہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تم نے یکے بعد دیگرے دو شخصوں کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُن کو خلیفہ بنایا ہم اس پر راضی ہو گئے اور اُن کو ہم نے اپنا امیر مان لیا بعد ازاں تم نے اپنے شورے سے بغیر ہمارے مشورہ کے تیسرے شخص کو امیر بنایا اور

اسی طرح اس کو بغیر مشورہ کے مار ڈالا پھر تم نے علی کے ہاتھ پر بیعت کی تم نے اس میں بھی ہم سے مشورہ نہ کیا اور اب ان کی مخالفت پر ہم کو ابھارنے آئے ہو صاف صاف بتلاؤ تم کو کس چیز نے انتقام لینے پر آمادہ کیا ہے جس کی وجہ سے ہم تمہارا ساتھ دیں اس سے لڑیں ابھی کل کا ذکر ہے کہ عثمان بن حنیف پر تم لوگوں نے حملہ کیا اور قریب قریب ستر آدمیوں کو مار ڈالا" جب عثمان بن حنیف کے ماجرا کی اطلاع حکیم بن جبلہ کو ہوئی تو وہ عثمان بن حنیف کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا عبدالقیس اور ربیعہ کو جمع کر کے دار الرزق کی طرف بڑھا اتفاقاً عبداللہ بن زبیر سے ملاقات ہوگئی دریافت کیا کس قصد سے آئے ہو؟ حکیم نے جواب دیا عثمان بن حنیف کو چھوڑ دو اور امیر المومنین علی کی تشریف آوری تک اس عہد پر قائم رہو جو ہم میں اور تم میں قرار پایا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو خون حرام تھا اس کو تم نے حلال کیا اس پر طرہ یہ ہے کہ تمہارا زعم یہ ہے کہ ہم عثمان بن عفان کے خون کا بدلہ لیتے ہیں حالانکہ ان لوگوں نے ان کو قتل نہیں کیا ہے قصہ مختصر باتوں باتوں لڑائی شروع ہوگئی حکیم بن جبلہ نے چار سپہ سالاروں کو جنگ کا ذمہ دار بنایا خود طلحہ کے مقابلہ پر رہا۔ ذریح کو زبیر کے مقابلہ پر ابن الحرش کو عبدالرحمٰن بن عتاب کے مقابلہ پر اور حرقوص بن زہیر کو عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کے مقابلہ پر متعین کیا لڑائی نہایت تیزی سے شروع ہوئی اور اسی سختی سے برابر جاری رہی اہل بصرہ کے بہت سے آدمی مارے گئے حکیم اور ذریح میدان جنگ میں کام آئے حرقوص چند آدمیوں کو لیکر اپنی قوم قبیلہ سعد میں چلا گیا، عبدالرحمٰن بن حرث نے تعاقب کیا لیکن بنی سعد کی سفارش سے حرقوص کی جان بچ گئی قبیلہ عبدالقیس اور بکر بن وائل کو اس فتح سے صدمہ ہوا، خاتمہ جنگ پر طلحہؓ اور زبیرؓ نے اپنے ہمراہیوں کو بیت المال سے کچھ روپیہ دلوائے قبیلہ عبدالقیس اور بکر بن وائل نے بیت المال کا قصد کیا ہمراہیان طلحہ اور زبیر نے لڑ کر ان کو بے نیل ومرام واپس کیا۔ بعد اس کے ام المومنین عائشہ نے اہل کوفہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا خون عثمان کے معاوضہ لینے کو بلایا اور اسی مضمون کے خطوط اہل یمامہ و مدینہ

کے پاس روانہ کئے۔ (یہ واقعہ چھبیسویں ربیع الثانی کا ہے)

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جس وقت امیر المومنین علی ابن ابیطالب کو طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہم) کے حالات سے آگاہی ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لوگ بصرہ جا رہے ہیں اسوقت آپ نے اہل مدینہ سے امداد طلب کی، خطبہ دیا ابتداءً لوگوں کو طلحہ، زبیر اور ام المومنین عائشہ کے خلاف خروج کرنا شاق گزرا لیکن اولاً جب زیاد بن حنظلہ، ابوالہیثم[1]، خزیمہ بن ثابت اور ابو قتادہ نے آمادگی ظاہر کی تو بقیہ اہل مدینہ بھی تیار و مستعد ہو گئے۔ ام المومنین ام سلمہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو امیر المومنین علی کے ہمراہ بھیجا لیکن یہ قبل روانگی لشکر، طلحہ اور زبیر کو واپس لانے کی غرض سے بصرہ روانہ ہو گئے تھے۔

آخیر ماہ ربیع الثانی ۳۶ھ میں امیر المومنین علی، مدینہ پر تمام ابن عباس کو اور بقولے ہیں سہیل بن حنیف کو، مکہ پر قثم بن عباس کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرہ روانہ ہوئے کوفہ اور مصر کے نو سو آدمیوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا۔ اثناء راہ میں عبداللہ بن سلام مل گئے، گھوڑے کی عنان پکڑ کے بولے "اے امیر المومنین! آپ مدینہ سے تشریف نہ لیجائیے واللہ اگر آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو مسلمانوں کا امیر یہاں پھر لوٹ کر نہ آئے گا" لوگ عبداللہ بن سلام کی طرف گالیاں دیتے ہوئے دوڑ پڑے آپ نے فرمایا اس سے درگزر کرو! (رسول اللہ صلعم) کا صحابی ہے اچھا آدمی ہے" اور آگے بڑھے ربذہ پہونچے اس مقام پر یہ خبر لگی کہ طلحہ اور زبیر، بصرہ پر قابض ہو گئے ہیں آپ نے اس مقام پر قیام کیا، متعدد اور مختلف احکام صادر فرمائے اس اثناء میں آپ کے لڑکے حسن آ گئے، مدینہ سے بصرہ جانے اور مشورہ نہ ماننے کی بابت عرض و معروض کرنے لگے امیر المومنین علی نے جواب دیا تم نے کس امر

---

[1] ابوالہیثم بدری ہیں اور خزیمہ ذوالشہادتین نہیں ہیں۔ شعبی کا بیان ہے کہ اس فتنہ میں چھ بدریوں کے سوا ساتواں کوئی شخص نہیں شریک ہوا واللہ اعلم۔

کی بابت مجھے مشورہ دیا جو میں نے نہیں مانا حسن بولے "میں نے آپ کو زمانہ محاصرہ عثمان میں یہ رائے دی تھی کہ مدینہ سے چلے جائیے اُن کے قتل کے وقت مدینہ میں نہ رہئے اور بعد قتل میں نے گذارش کی کہ جب تک عرب کے وفود نہ آلیں اور عمّالان بلاد اسلامیہ آپ کی خلافت کی بیعت نہ کرلیں اُس وقت تک اہل مدینہ سے بیعت نہ لیجئے پھر میں نے اس گروہ کے خروج کے وقت کہا تھا کہ آپ گھر میں خاموشی کے ساتھ بیٹھ رہئے یہاں تک کہ فتنہ وفساد فرو ہو جائے آپ نے ان میں سے ایک کا بھی خیال نہ فرمایا۔ امیر المومنین علیؓ نے جواب دیا "اُسے صاحبزادہ تم نے مدینہ سے خروج کی بابت جو کہا تو سوائے خروج کے مجھے کوئی چارہ نہ تھا اور بیشک اُن لوگوں نے مجھے بھی گھیر لیا جیسا کہ عثمان کو گھیر لیا تھا اور بیعت کا یہ جواب ہے کہ میں نے یہ خیال کیا کہ اگر میں بیعت نہیں لیتا ہوں تو اس سے خلافت اور اسلام کو سخت صدمہ پہونچتا ہے اور ارباب حل وعقد اہل مدینہ ہیں نہ کہ تمام عرب اور بلاد اسلامیہ رسول اللہ صلعم کے انتقال پر ارباب حل وعقد نے ابوبکر کی بیعت کی میں نے بھی بیعت کرلی پھر جب ابوبکرؓ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف انتقال کیا تو لوگوں نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا میں نے ان کی اتباع کی بعد ازاں عمرؓ بھی رحمت الٰہی سے جاملے میں بھی ارباب شوریٰ سے تھا لوگوں کے مشورہ سے عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی میں نے بھی بیعت کی بعدہٗ عوام نے بلوہ کر کے عثمان کو شہید کر ڈالا اور بخوشی ورغبت میری بیعت کی بس میں اُس شخص سے ضرور لڑوں گا جو میری مخالفت کریگا تا آنکہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ صادر کرے وھو خیر الحاکمین اور تمہارا یہ کہنا کہ طلحہ وزبیر کی نسبت میں سکوت اختیار کروں، بیٹھ رہوں، خروج نہ کروں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں اپنے فرائض نہ ادا کروں گا تو کون شخص اس کو ادا کرے گا" حسن یہ سن کر خاموش ہو رہے، امیر المومنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو لوگوں کے جمع کرنے کو کوفہ روانہ کیا، خود ربذہ میں ٹھہرے ہوئے لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتے رہے بعد چندے مدینہ سے اپنا گھوڑا اور ہتھیار منگوا لیا آپ کے بعض ہمراہیوں نے کہا

اُن لوگوں کی بابت ہم آپ کے قصد کو تاڑ گئے آپ نے جواب دیا میں اُن کی اصلاح کروں گا اگر وہ قبول کریں گے ورنہ ان کی بابت غور کروں گا اگر انھوں نے پیشقدمی تو میں انکو روکونگا۔

زبدہ سے ہنوز روانہ نہ ہوئے تھے کہ طے کی ایک جماعت ہمراہی کی غرض سے آئی آپ نے ان کی تعریف کی اور ساتھ لیا زبدہ سے روانہ ہوئے مقدمۃ الجیش پر عمرو بن الجراح تھے۔ فید پہونچے قبیلہ اسد اور طے نے حاضر ہو کر رکاب میں چلنے کی درخواست کی آپ نے فرمایا "اپنے اقرار پر تم لوگ ثابت وقایم رہو مہاجرین کافی ہیں" اسی مقام پر ایک شخص شیبانی کوفہ سے آیا آپ نے اس سے ابوموسیٰ کا حال دریافت فرمایا جواب دیا "ان اردت الصلح فھو صاحبک وان اردت القتال فلیس بصاحبک (اگر تم صلح کا قصد رکھتے ہو تو وہ تمہارا ساتھی ہے اگر قصد جنگ ہے تو تمہارا وہ شریک نہیں ہے) آپ نے فرمایا واللہ صلح کے سوا ہمارا اور کوئی قصد نہیں ہے بشرطیکہ ہم پر کوئی وقوعہ ہو" فید سے روانہ ہو کر ثعلبیہ و اباد میں قیام کیا عثمان بن حنیف، حکیم بن جبلہ پر جو واقعات گذرے تھے گوش گزار ہوئے پھر یہاں سے کوچ کر کے ذیقار پہونچے عثمان بن حنیف آکر ملے اپنے چہرے کو دکھا کر عرض کی "اے امیر المومنین! آپ نے مجھے داڑھی دار بھیجا تھا اور اب میں بے داڑھی کے آیا ہوں" آپ نے فرمایا تم کو اس کا اجر ملے گا مجھ سے پیشتر دو شخصوں کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا انھوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا، پھر تیسرے کو متولی کیا اس کی نسبت لوگوں نے جو کچھ کہنا چاہا کہا اور اس کے ساتھ جس طرح پیش آئے وہ تم کو معلوم ہے پھر سبھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی انھیں بیعت کرنے والوں میں طلحہؓ و زبیر بھی ہیں، انھوں نے بد عہدی کی اور مجھ پر خروج کیا تعجب ہے کہ ان لوگوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی اطاعت کی اور میری مخالفت کرتے ہیں واللہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ میں اُن سے بدا نہیں ہوں یہ کہہ کر آپ طلحہ و زبیر کے حق میں بددعا کرنے لگے اسی مقام پر قیام تھا کہ قبیلہ بکر بن وائل نے حاضر ہو کر گذارش کی "ہم لوگ جان نثاری کو طیار ہیں" آپ نے ان کو بھی وہی جواب دیا

جو قبائل طے اور اسد کو جواب دیا تھا اتنے میں یہ خبر آئی کہ قبیلہ عبدالقیس نے طلحہؓ اور زبیرؓ کا مقابلہ کیا ہے آپ نے ان کی تعریف و ثنا کی۔

محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر جو کوفہ گئے ہوئے تھے انھوں نے کوفہ میں پہونچکر ابو موسیٰ کو امیر المومنین علی کا خط دیا، اہل کوفہ کو ان کے حکم کے مطابق جنگ کی ترغیب دینے لگے، جب کسی نے آمادگی ظاہر نہ کی تو ابو موسیٰؓ سے امیر المومنین علیؓ کے ساتھ خروج کرنے کی بابت مشورہ کرنے لگے ابو موسیٰؓ نے کہا لڑائی کے لئے نکلنا دنیا کی راہ ہے اور بیٹھ رہنا آخرت کی، لوگ یہ سن کر بیٹھ رہے دونوں محمد کو غصہ آگیا، ابو موسیٰ سے بہ تشدد پیش آئے ابو موسیٰ نے کہا واللہ عثمان کی بیعت میرے گردن میں ہے اور علیؓ کے گردن میں بھی ہے اگر لڑائی ضروری ہے تو عثمانؓ کے قاتلوں سے جہاں کہیں ہوں لڑنا چاہیئے دونوں محمدؐ یہ خبر لے کر ذی قار میں امیر المومنین علیؓ کے پاس آئے امیر المومنین علیؓ نے اشتر کیطرف مخاطب ہو کر کہا "تم ابو موسیٰ کے معاملہ میں میرے قائم مقام ہو تم ابن عباس کو لیکر جاؤ اور بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کرو" چنانچہ اشتر اور ابن عباس، ابو موسیٰ کے پاس گئے ہر چند ان سے فوجی مدد طلب کی لیکن وہ اخیر تک یہی جواب دیتے رہے کہ میں سکوت اختیار کروں گا تا آنکہ فتنہ فرو ہو جائے، اور اختلاف لوگوں کا اٹھ جائے اشتر اور ابن عباس مجبور ہو کر لوٹ آئے بعد ان کے امیر المومنین علیؓ نے اپنے لڑکے حسنؓ اور عمار بن یاسر کو بھیجا ابو موسیٰ ان لوگوں کے آنے کی خبر سن کر مسجد میں آئے، حسن بن علیؓ سے معانقہ کیا اور عمار بن یاسر سے مخاطب ہو کر کہا اے ابوالیقظان تم نے امیر المومنین کی مخالفت کی مخالفوں کے ساتھ ہو گئے اور فاجروں کی رفاقت کو جائز رکھا" عمار بولے میں نے ایسا نہیں کیا، حسن بن علیؓ نے قطع کلام کر کے کہا "لوگوں نے ہم سے کچھ اس میں مشورہ نہیں کیا اور اصلاح کے سوا ہمارا کوئی اور مقصود نہیں ہے اور امیر المومنین اصلاح امت میں کسی سے ڈرتے نہیں" ابو موسیٰؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نے سچ کہا" میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے عنقریب

فتنہ ہونے والا ہے اس وقت بیٹھا ہوا شخص، کھڑے ہوئے سے بہتر ہوگا کھڑا ہوا شخص، پیادہ چلنے والے سے بہتر ہوگا، پیادہ چلنے والا، سوار سے بہتر ہوگا اور کل مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں ان کا خون و مال حرام ہے" عمار کو اس تقریر سے ایسی برافروختگی ہوئی کہ ابوموسیٰ کو گالی دے بیٹھے ابوموسیٰ سن کے خاموش ہو گئے مگر حاضرین میں سے کسی شخص نے جواب ترکی بہ ترکی دیدیا بات بڑھی۔ لوگ عمار پر ٹوٹ پڑے لیکن ابوموسیٰ نے بچا لیا۔

بعد اس کے زید بن صوحان، مسجد میں ام المومنین عائشہ کا ایک خط[1] اپنے نام کا اور ایک بنام اہل کوفہ لئے ہوئے آئے اور علی السبیل الانکار پڑھنا شروع کیا، شبث بن ربعی گالی دے بیٹھے حاضرین دلی جذبات سنبھال نہ سکے علانیہ ام المومنین کی طرفداری کا اظہار کرنے لگے، ابوموسیٰ روکتے جاتے تھے اور فتنہ فرو ہونے تک مکان میں بیٹھ رہنے کو حکم دے رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میری اطاعت کرو، عرب کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ بن جاؤ تاکہ مظلوم تمہارے سایہ میں آکر پناہ گزیں ہو، خائف تم میں آکر امن پائے۔ جب فتنہ و فساد اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو حق و باطل مشتبہ ہو جاتا ہے اور جب فرو ہو جاتا ہے تو حق و باطل ظاہر ہوتا ہے بیشک یہ فساد مثل بیماری کے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ تم لوگ اپنی تلواروں کو نیام میں کرو، اپنے نیزوں کی نوکوں کو نیچے کر لو، اپنے سواریوں کے تنگ کو کاٹ دو، اپنے گھروں میں بیٹھ رہو اگر قریش دارالہجرۃ (مدینہ) کو چھوڑ کر نکلنے اور اہل علم کی جدائی پر آمادہ ہو جائیں تو ان کا ساتھ نہ دو یہاں تک کہ آتش فتنہ فرد ہو جائے اور اصل واقعہ کا انکشاف ہو جائے" زید بن صوحان نے اٹھ کر کہا" اے عبداللہ بن قیس! فرات کو لوٹا دو جس طرف سے بڑھ کر آیا ہے اور امیرالمومنین سید المسلمین علی کی مدد کو چلو" قعقاع بن عمرو نے اس کی تائید کی اور کہا" امیر نے جو کچھ بیان کیا ہے

---

[1] ہر دو خطوط کا مضمون یہ تھا کہ اس زمانہ میں تم لوگ کسی کی مدد نہ کرو اپنے اپنے مکان میں بیٹھ رہو یا ہماری نصرت پر آمادہ ہو ہم خون عثمان کا معاوضہ لینے کو آئے ہیں۔

وہ سب درست و صحیح ہے لیکن میں تم لوگوں کو نصیحتاً کہتا ہوں اور سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا ہوں کہ امیر المومنین علی کی مدد کرو حق تک پہونچ جاؤ گے" عبد خیر نے بھی اسی قسم کی تقریر کی اور ابوموسیٰ سے مخاطب ہو کر کہا "تم جانتے ہو کہ طلحہ اور زبیر نے امیر المومنین علی کی بیعت کی تھی؟ جواب دیا ہاں! پھر دریافت کیا" کیا علی نے کوئی ایسا کام کیا ہے جس سے ان کی بیعت توڑ دی جائے؟ ابوموسیٰ بولے" میں اس معاملہ کو نہیں جانتا" عبد خیر نے سخت و تند لہجہ میں کہا اگر تم یہ نہیں جانتے ہو تو ہم تم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ تم جان جاؤ! اے لوگو! تم کو امیر المومنین نے بلایا ہے تاکہ جو معاملات ان میں اور ان کے دونوں رفیقوں (طلحہ وزبیر) میں پیش آ گئے ہیں ان کو دیکھو امیر المومنین علی فقیہ و حکیم امت ہیں جو شخص ان کی مدد کو جائے گا میں اس کے ہمراہ چلنے کو تیار ہوں" عمار بولے علی نے تم لوگوں کو حق کے دیکھنے کو بلایا ہے چلو اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑو حسن ابن علی نے کہا تم لوگ ہماری دعوت قبول کرو اور ہماری اطاعت کرو اور جس مصیبت میں تم اور ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو اور بے شک امیر المومنین کہتے ہیں کہ ہم اگر مظلوم ہیں تو ہماری مدد کرو اور اگر ہم ظالم ہیں تو ہمارا ساتھ نہ دو اور ہم سے لڑو واللہ طلحہ اور زبیر نے سب کے پہلے میری بیعت کی اور سب سے پہلے مجھ سے بد عہدی کی" لوگوں کے دلوں پر اس تقریر سے ایک قوی اثر پیدا ہوا سبھوں نے آمادگی ظاہر کر دی عدی بن حاتم اور حجر بن عدی نے اپنی اپنی قوم کو جنگ پر ابھارا چنانچہ حسن بن علی کوفہ سے نو ہزار کی جمعیت لیکر روانہ ہوئے چھ ہزار تو خشکی کے راستہ سے چلے اور باقی براہ دریا۔

بعد روانگی حسن اور عمار، امیر المومنین علی نے اشتر کو بھی کوفہ روانہ کیا تھا یہ اسوقت داخل کوفہ ہوا جس وقت حسن اور عمار، ابوموسیٰ سے مسجد میں ایک مجمع عام میں امیر المومنین کے ساتھ دینے پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے۔ اشتر جس قبیلہ پر ہو کر گزرتا تھا ان کو

قصر کی طرف بڑھا جاتا تھا ایک گروہ کثیر لئے ہوئے قصر امارت تک پہونچا۔ ابوموسیٰ کھڑے ہوئے مسجد میں خطبہ دے رہے تھے لوگوں کو خانہ نشینی کی ہدایت کر رہے تھے حسن کہتے جاتے تھے اعتزل عملنا واترک منبرنا (تم ہمارے مقرر کردہ عامل ہو ہمارے ممبر کو چھوڑ دو) اشتر نے قصر میں داخل ہو کر ابوموسیٰ کے غلاموں کو نکالنے کا حکم دیا اتنے میں ابوموسیٰ آ گئے اشتر نے چلا کر کہا لا امراتک اخرج اللہ نفسات (تری ماں مرجائے خدا تجھ کو یہاں سے نکالے) اور شام تک نکل جانے کی میعاد مقرر کی لوگ ابوموسیٰ کے اسباب لوٹنے کو ٹوٹ پڑے اشتر نے کچھ سمجھ کر منع کر دیا۔

حسن بن علی نے کوفیوں کو بطور فوج مرتب کیا اور کنانہ، اسد، تمیم، رباب اور مزینہ پر معقل بن یسار ریاحی کو قبائل قیس پر سعد بن مسعود ثقفی عم مختار کو، بکر، تغلب اور علیہ پر مخدوج ذہلی کو مذحج اور اشعریین پر حجر بن عدی کو، بجیلہ، انمار، خثعم اور ازد پر مخنف بن سلیم کو سرداری عنایت کی اور خاص کوفہ والوں پر قعقاع بن عمرو، سعد بن مالک، ہند بن عمرو، ہثیم بن شہاب کو مقرر کیا۔ جنگ کے ترغیب دینے والے زید بن صوحان، اشتر عدی بن حاتم، مسیب بن نجبہ اور یزید بن قیس جیسے لوگ تھے الغرض اہل کوفہ امیر المومنین علیؓ کی خدمت میں بہ مقام ذی قار حاضر ہوئے آپ نے استقبال کیا مرحبا کہا اور یہ ارشاد فرمایا "اے اہل کوفہ ہم نے تم کو اس غرض سے بلایا ہے کہ ہمارے ساتھ اپنے بھائیوں (اہل بصرہ) سے مقابل ہو اگر وہ لوگ اپنی رائے سے رجوع کریں تو فہوالمراد اور اگر اپنے خیال پر اصرار کریں تو ان کا علاج ہم نرمی کے ساتھ کریں گے تاکہ ہماری طرف سے ظلم کی ابتداء نہ ہو اور ہم کسی کام کو جس میں ذرہ برابر فساد ہو گا بغیر اصلاح کے نہ چھوڑیں گے انشاء اللہ تعالیٰ" اہل کوفہ نے امیر المومنین کے پاس ذی قار میں قیام کیا، قبیلہ عبدالقیس جن کی تعداد ہزاروں سے متجاوز تھی بصرہ اور امیر المومنین علیؓ کے درمیانی میدان میں ٹھہرے اس کے دوسرے دن امیر المومنین علیؓ نے قعقاع بن عمرو کو طلحہ اور زبیر کے پاس سمجھانے کو بصرہ روانہ کیا۔

قعقاع کو رسول اللہ صلعم کی شرف صحبت نصیب ہوئی تھی روانگی کے وقت آپ نے اُن سے دریافت فرمایا "تم ایسی حالت میں کیا کرو گے جب وہ کوئی ایسا امر پیش کریں جسکی نسبت تم کو کوئی ہدایت نہیں کی گئی؟ عرض کی اگر وہ باتیں اُس قسم کی ہیں جن کی آپ نے ہدایت کی ہے تو ہم اُن کا وہی جواب دیں گے اور اگر اس کے سوا کوئی نئی بات پیش کریں گے تو ہم اپنی رائے سے اور اپنے اجتہاد سے جواب دیں گے جیسا کہ دیکھتے سنتے ہیں۔ امیر المومنین علیؓ نے فرمایا بے شک تم اس کے سزاوار ہو، غرض قعقاع بصرہ پہنچکر ام المومنین عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی "اے ام المومنین! تم کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے؟ فرمایا "لوگوں کا اختلاف اور اُن کی اصلاح! قعقاع نے کہا طلحہ اور زبیر کو بلوائیے آپ کے روبرو اُن سے کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں ام المومنین عائشہ نے طلحہ اور زبیر کو بلوا بھیجا۔ باتیں ہونے لگیں۔

قعقاع میں نے ام المومنین عائشہ سے دریافت کیا تھا کہ تم کو کس چیز نے خروج پر آمادہ کیا ہے اس کے جواب میں فرمایا اختلاف امت اور ان کی اصلاح! تم لوگ اس معاملہ میں کیا کہتے ہو، انھوں نے بھی یہی جواب دیا۔

قعقاع۔ اس اصلاح کی وجہ کیا ہے اور تم کو اس کا کیا حق حاصل ہے؟

طلحہ و زبیر۔ قاتلین عثمان سے قصاص لینا! اگر وہ لوگ قصاص سے بری کر دیئے جائینگے تو عمل بالقرآن ترک کر دیا جائے گا۔

قعقاع۔ تم نے قاتلین عثمان کے شبہ میں اہل بصرہ کے چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا جس سے چھ ہزار آدمیوں کو برافروختگی ہوئی تم نے حرقوص بن زہیر کا تعاقب کیا لیکن اُن چھ ہزار نے اُس کو بچا لیا پس اگر تم اُن لوگوں سے لڑو گے بہت بڑا فساد برپا ہو گا کل مضر اور ربیعہ تمہاری لڑائی پر متفق ہو جائیں گے ایسی صورت میں اصلاح کہاں رہ گئی۔

ام المومنین عائشہ (قعقاع سے مخاطب ہو کر) پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

قعقاع اس امر کا علاج بالفعل فتنہ فرو کرنا ہے اور مصالحت سے کام لینا ہے بعد اسکے قصاص لینا تاکہ مسلمانوں کو عافیت حاصل ہو، تم لوگ خیر و برکت کی کلید ہو، ہم کو بلا میں نہ ڈالو ورنہ تم بھی آزمائش میں پڑ جاؤ گے اس سے ہم کو اور تم کو بھی نقصان پہونچے گا'' اس تقریر سے ام المومنین اور طلحہ و زبیر کے دل پر بہت بڑا اثر پڑا اور اُن لوگوں نے متفق ہو کر کہا ''بیشک تمہاری رائے صایب ہے تم علی کے پاس جاؤ وہ تمہاری رائے سے اتفاق کریں تو ابھی صلح ہوئی جاتی ہے۔ قعقاع لوٹ کر امیر المومنین کے پاس آئے اور کل حالات عرض کئے، امیر المومنین علی کو اس سے تعجب اور خوشی ہوئی۔

قبل اس واقعہ کے اہل بصرہ کے وفود امیر المومنین کی خدمت میں اہل کوفہ کی رائے دیکھنے کو آئے ہوئے تھے ان سبھوں نے بھی صلح پر اتفاق رائے ظاہر کیا تھا لیکن انھیں لوگوں میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کو مصالحت ناگوار گذر رہی تھی القصّہ امیر المومنین نے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور اگلے دن کوچ کرنے کا حکم صادر فرمایا؛ اور اُن لوگوں کی نسبت جو محاصرہ عثمان میں شریک تھے یہ حکم دیا کہ وہ ہمارے گروہ سے نکل جائیں ہمارے ساتھ نہ چلیں۔

اہل مصر کو یہ مصالحت ناگوار گذری ابن السوداء، خالد بن ملجم، اشتر معہ اُن لوگوں کے جنھوں نے عثمان بن عفان کی مخالفت کا بیڑہ اُٹھایا تھا اور بغاوت کی تھی ایک مقام پر جمع ہوئے علبا بن الہثیم، عدی بن حاتم، سالم بن ثعلبہ اور شریح بن اوفی وغیرہم سرداران بلوایان بھی شریک جلسہ تھے آپس میں مشورہ کرنے لگے اس وقت تک طلحہ و زبیر کی رائے قصاص لینے کی تھی لیکن اب تو امیر المومنین کی بھی رائے قصاص لینے کی ہو گئی اور وہ کتاب اللہ سے خوب واقف ہیں امیر المومنین نے جو فرمایا ہے وہ سُن چکے ہو پس اگر مصالحت کر لیں گے اور باہم متفق ہو جائیں گے تو ہمارے ساتھ کیا کچھ نہ کریں گے اُشتر نے کہا ''واللہ ان سبھوں کی رائے ہماری بابت ایک ہی ہے اگر مصالحت کریں گے تو ہمارے خون

پر مصالحت کریں گے پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم علی و طلحہ پر حملہ کر کے عثمان کے پاس پہونچا دیں بعد اس کے پھر خود بخود سکون ہو جائیگا" ابن السوداء نے جواب دیا کہ تم نے ذی قار میں ہزاروں کی جمعیت دیکھی ہے اور طلحہ کے ہمراہی بھی پانچ ہزار کے قریب ہیں۔ تم صرف ڈھائی ہزار کی جمعیت سے ہو تم اپنا خیال ہرگز پورا نہیں کر سکتے" علیا بولا "بہتر یہ ہے کہ فریقین کو چھوڑ دو تا آنکہ کوئی ان میں سے تمہارا حاکم بن جائے" ابن السوداء نے کہا یہ رائے صائب نہیں ہے اگر ان دونوں فریق سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو تم کو یہ ایک ایک کر کے چن لیں گے عدی نے جواب دیا" ہم نہ اس صلح سے راضی ہیں نہ اس سے کشیدہ خاطر، اگر اتفاقاً جو واقع ہونیوالا ہے وہ واقع ہو گیا ہے اور لوگ اس مقام پر اتر پڑے (یعنی لڑائی ہو گئی) تو ہمارے پاس سوار بھی ہیں، آلات حرب بھی ہیں اگر ہماری طرف بڑھیں گے تو ہم بھی بڑھیں گے اور ہم پر حملہ کریں گے تو ہم بھی حملہ کریں گے سالم اور شریح نے رائے دی کہ ناانفصال کہیں چلا جانا چاہیئے ابن السوداء نے کہا اے بھائیو! تمہاری عزت اسی میں ہے کہ لوگوں میں مل جل کر لڑا دو، میرے نزدیک بہتر ہو گا کہ کل جب فریقین مجتمع ہوں تو جس طرح ممکن ہو کسی حکمت سے لڑائی چھیڑ دو۔ لڑائی شروع ہو جانے پر تم سے وہ لوگ غافل ہو جائیں گے اور تم لوگ جس کو مکروہ جانتے ہو اس سے محفوظ ہو گے۔ الغرض حاضرین نے ابن السوداء کی رائے پسند کی اور اسی اتفاق پر علیحدہ ہوئے۔

صبح ہوتے امیر المومنین علی نے کوچ کیا، قبیلہ عبدالقیس کے فرودگاہ پر پہونچے، وہ بھی ساتھ ہو گئے پھر یہاں سے روانہ ہو کر زاویہ میں قیام پذیر ہوئے۔ پھر زاویہ سے بصرہ روانہ ہوئے طلحہ، زبیر اور ام المومنین عائشہ نے بھی فرضہ سے کوچ کیا۔ نصف جمادی الثانی ۳۶ھ کو مقام قصر عبیداللہ بن زیاد میں فریقین ملے۔ بکر بن وائل اور عبدالقیس خط و کتابت کر کے امیر المومنین علی کے لشکر میں آ گئے۔ تین روز تک بلا جدال و قتال ٹھہرے رہے زبیر کے بعض ہمراہیوں نے لڑائی چھیڑنے کی رائے دی لیکن انھوں نے

معذرت کی کہ قعقاعؓ کی معرفت صلح کی گفتگو ہو رہی ہے ہم سے غداری نہ ہوگی۔ ایسا ہی امیر المومنین سے بھی بعض لوگوں نے کہا تھا انھوں نے بھی یہی جواب دیا پھر آپؓ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کل لڑائی ہوگئی تو فریقین کے مقتولوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا "میں امید کرتا ہوں کہ ہمارا اور اُن کا کوئی شخص نہ قتل کیا جائیگا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے دلوں کو صاف کر دیا ہے اور اگر کوئی مقتول ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا" بعد ازاں اپنے لشکریوں کو لڑائی سے منع کر دیا اور حکم بن سلام، مالک بن حبیب کو طلحہؓ، زبیرؓ کے پاس پیام لے کر بھیجا کہ اگر تم لوگ اس اقرار پر قایم ہو جس کی قعقاعؓ نے خبر دی ہے تو لڑائی سے رکے رہو تا آنکہ کوئی امر طے پا جائے۔

اس کے بعد احنف بن قیس، امیر المومنین علیؓ کے پاس آئے۔ یہ اُس گروہ سے علیحدہ و کنارہ کش ہو گئے تھے، بعد شہادت امیر المومنین عثمانؓ، حج سے واپس ہو کر امیر المومنین علیؓ کی

ف۱ ابو سلامہ ودلانی نے یہ سوال کیا تھا پورا واقعہ یہ ہے کہ جب فتنہ پردازوں نے طرفین کو ابھارنا شروع کیا تو امیر المومنین نے ایک روز خطبہ دیا اثنائے خطبہ میں اعور بن بنان منقری نے کھڑے ہو کر بصرہ آنے کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا بغرض اصلاح و اطفاء آتش فتنہ آیا ہوں شاید اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے امت محمدیہ کو متفق کر دے اور اُن سے لڑائی کو اُٹھا دے۔ پھر اعور نے عرض کی" اگر وہ لوگ آپ کے کہنے پر عمل نہ کریں ارشاد ہوا ہم اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دینگے۔ اعور نے کہا اگر وہ ہم کو نہ چھوڑیں جواب دیا ہم مدافعت کرینگے اتنے میں ابو سلامہ دولانی بول اُٹھا کیا آپکے نزدیک انکے پاس کوئی دلیل اس خون کے معاوضہ لینے کی ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کیلئے یہ فعل کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں! پھر ابو سلامہ نے کہا کیا آپ کے پاس بھی کوئی دلیل خون کے معاوضہ لینے میں تاخیر کرنیکی ہے؟ ارشاد ہوا ہاں بیشک جب کوئی امر مشتبہ ہو جاتا ہے اور اسکا دریافت کرنا دشوار ہو تو ہمیں نہایت احتیاط سے فیصلہ کرنا چاہیے۔ جلدی سے نقصان ہوتا ہے ابو سلامہ نے کہا اگر کل اتفاقاً مڈبھیڑ ہو گئی تو ہمارا اور انکا کیا حال ہوگا آپنے فرمایا ہمارے اور اُنکے مقتول جنت میں ہوں گے۔

بیعت کی تھی۔ احنف کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں امیر المومنین عثمان محاصرہ میں تھے میں حج کو جا رہا تھا میں نے طلحہ و زبیر اور ام المومنین عائشہ سے کہا تھا کہ عثمان ضرور شہید کیے جائینگے بعد ان کے کس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی ان لوگوں نے کہا تھا علی کے ہاتھ پس جب میں حج کر کے واپس ہوا تو عثمان بن عفان شہید ہو چکے تھے میں نے علی کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اہل و عیال میں چلا آیا۔ اس کے بعد طلحہ، زبیر، ام المومنین بصرہ پہونچے اور مجھے امیر المومنین علی کی مخالفت کی غرض سے طلب کیا مجھے سخت تشویش ہوئی ایک طرف رسول اللہ صلعم کی زوجہ مطہرہ دوسری طرف رسول اللہ صلعم کا چچازاد بھائی اور داماد پھر کچھ سوچ سمجھکر میں نے ان لوگوں سے کہا "کیا تم لوگوں نے مجھے بیعت کرنے کی اجازت نہ دی تھی؟ جواب دیا ہاں! لیکن علی نے شرط بیعت پوری نہ کی۔ میں نے کہا واللہ نہ تو میں نقض بیعت کروں گا اور نہ ام المومنین سے لڑوں گا بلکہ سبھوں سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشین ہو جاؤنگا" اس گفتگو کے بعد احنف چھ ہزار آدمیوں کو لیکر بصرہ سے تین کوس کے فاصلہ پر مقام جلجا ریں مقیم ہو گئے پھر جب امیر المومنین علی آئے احنف آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہو ہمارے ساتھ ہو کر لڑو اور چاہو سکوت اختیار کرو۔ احنف نے سکوت پسند کیا چنانچہ قبیلہ تمیم اور بنو سعد کو لیکر دونوں فریق سے علیحدہ ہو گئے پھر جب امیر المومنین علی کامیاب ہوئے تو احنف حاضر خدمت ہوئے اور پوری پوری اتباع کی۔

جس وقت دونوں حریف مقابل ہوئے طلحہ اور زبیر صف لشکر سے نکلے امیر المومنین علی بھی اپنے لشکر سے باہر آئے دونوں فریق اس قدر قریب ہو گئے کہ ان لوگوں کی سواریوں کی گردنیں پھر گئیں (یعنی بالکل ایک دوسرے سے مل گئے) امیر المومنین علی نے کہا "تم لوگوں نے آلات حرب، سواروں پیادوں کو جمع کر کے میرے ساتھ عداوت کی کیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عداوت کی کوئی وجہ ہے؟ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں؟ تم پر میرا خون اور تمہارا خون مجھ پر حرام نہیں ہے؟ کیا کوئی ایسا امر بتا سکو گے جس سے میرا خون تم کو مباح ہو؟

طلحہ نے جواب دیا "کیا تم نے عثمان کے قتل میں سازش نہیں کی؟ بولے "اللہ تعالیٰ اپنے دین کو پورا کریگا اور قاتلین عثمان پر لعنت بھیجے گا اے طلحہ کیا تم نے میری بیعت نہیں کی؟ جواب دیا" ہاں لیکن میری گردن پر تلوار تھی (یعنی بہ مجبوری) بعد اس کے امیر المومنین نے زبیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کیا تم کو وہ دن یاد ہے جب کہ رسول اللہ صلعم نے تم سے فرمایا تھا کہ بیشک تم ایسے ایک شخص سے لڑو گے جس پر تم ہی ظلم کرنے والے ہو گے؟ جواب دیا" ہاں۔ اگر تم میری روانگی سے پیشتر اس واقعہ کو مجھے یاد دلاتے تو میں ہرگز نہ روانہ ہوتا اور اب واللہ میں تم سے ہرگز نہ لڑوں گا" اس قدر گفتگو کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گیا۔ امیر المومنین علی نے اپنے لشکر میں واپس ہو کر ہمراہیوں سے فرمایا" زبیر تو اب ہم سے نہ لڑیں گے، زبیر ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اس سے پیشتر جب سے میں نے ہوش سنبھالا سوائے اس موقع کے جس موقع پر آج گیا ہوں اپنا انجام کار جانتا تھا ام المومنین نے کہا تمہارا کیا قصد ہے تم کیا چاہتے ہو؟ جواب دیا میرا یہ قصد ہے کہ میں ان سب کو چھوڑ کر چلا جاؤں، ام المومنین نے جواب نہ دینے پائی تھیں کہ زبیر کے لڑکے عبداللہ بول اٹھے" ہاں جب دونوں کو مجتمع کر لیا اور ایک کو دوسری کی عداوت پر ابھار دیا تو اب چھوڑ کر جانے کا قصد کرتے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ ابن ابیطالب کے پھریروں سے ڈر گئے اور تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اُس کے اٹھانے والے جوانمرد جنگجو ہیں اور اُس کے نیچے چمکتی ہوئی تلواریں ہیں اس سے تم میں بزدلی آگئی ہے" زبیر نے کہا" میں نے قسم کھائی ہے جواب دیا اپنی قسم کا کفارہ دیدو، اپنے غلام مکحول کو آزاد کر دو" بعضوں کا بیان ہے کہ زبیر نے اسی وقت واپسی کا قصد کیا تھا جبکہ عمار بن یاسر کو علی ابن ابیطالب کے ہمراہ دیکھا تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا" عمار کو گروہ باغی قتل کریگا"۔

اہل بصرہ تین گروہ ہو گئے تھے کچھ لوگ طلحہ و زبیر کے ہمراہ تھے اور کچھ لوگ امیر المومنین علی کے ساتھ دینے پر تلے ہوئے تھے اور تیسرا گروہ وہ تھا جو سکوت میں تھا نہ انکے ہمراہ تھا

اور نہ ان کا ساتھ دیتا تھا احنف بن قیس اور عمر بن حصین وغیرہما اسی گروہ میں تھے۔
ام المومنین نے ازد میں قیام فرمایا ان دنوں ان کا سردار صبرۃ بن شیمان تھا کعب بن سور نے سکوت کرنے کو کہا لیکن اس نے انکار کیا۔ اس کے ہمراہ قبایل مضر، رباب بسرکردگی منجانب بن راشد، بنو عمرو بن تمیم بسرداری ابوالحرباء، بنوخظلہ بسرکردگی ہلال بن وکیع، سلیم بسرکردگی مجاشع بن مسعود، بنو عامر، غطفان بسرکردگی زفر بن الحرث، ازد بسرکردگی صبرۃ بن شیمان، بکر بسرکردگی مالک بن مشمع اور بنو ناجیہ بسرداری حریث بن راشد تھے ان سبھوں کی مجموعی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی امیر المومنین علی کے ہمراہ بیس ہزار آدمی تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے مقابل اترے ہوئے تھے مضر مضر کے مقابلہ پر ربیعہ ربیعہ کے رو در رو تھے دونوں فریق کے آدمیوں میں میل جول تھا صلح کے سوا کوئی اور گفتگو نہ کرتے تھے حکیم و مالک، جو طلحہ و زبیر کے پاس گئے تھے یہ خبر لیکر واپس ہوئے کہ ہم لوگ اسی عہد و اقرار پر ہیں جس پر قعقاع ہم سے رخصت ہو کر گئے ہیں۔ پھر شام کے وقت ابن عباس، طلحہ و زبیر کے پاس اور محمد بن طلحہ امیر المومنین علی کی خدمت میں صلح کی گفتگو کرنے آئے شرائط طے ہو گئے صبح کے وقت صلحنامہ اور معاہدہ لکھے جانے کی رائے قرار پا گئی۔ لیکن اس سے ان لوگوں کی پریشانی بڑھ گئی جنھوں نے امیر المومنین عثمان کے خلاف بلوہ کیا تھا اور ان پر خروج کیا تھا، تمام رات مشورہ کرتے رہے کہ صبح ہوتے جس طرح ممکن ہو لڑائی چھیڑ دی جائے۔ جہاں تک ممکن ہو صلح نہ ہونے پائے، چنانچہ علی الصباح فریقین کے لاعلمی میں فتنہ پردازوں نے لڑائی کا رنگ جما دیا، بلوایاں مضر نے مضر پر، فتنہ پردازان ربیعہ نے ربیعہ پر ہا غبان یمن نے یمن پر، اہل بصرہ بصرہ پر غرض ہر قبیلہ اپنے اپنے قبیلہ پر حملہ آور ہوا۔ ادھر طلحہ اور زبیر نے لڑائی کا شور و غل سنکر عبدالرحمن بن حرث کو میمنہ پر، عبدالرحمن بن عتاب کو میسرہ پر متعین کیا، خود قلب لشکر میں رہے، لوگوں نے لڑائی چھڑنے اور شور و غوغا کی وجہ دریافت کی معلوم ہوا کہ اہل کوفہ نے پو پھٹتے ہی تیر باری شروع کر دی، طلحہ و زبیر نے کہا افسوس! علی خونریزی کئے بغیر نہ

مانیں گے" یہ کہکر حملہ آور گروہ کی مدافعت کرنے لگے اُدھر امیر المومنین علی شور و غل سنکر خیمہ سے باہر تشریف لائے دریافت فرمایا فرقہ سبیہ کے ایک شخص نے کہا جس کو فتنہ پردازوں نے پہلے ہی سکھا رکھا تھا ہم کو سوائے اس کے کچھ معلوم نہیں ہے کہ ہم رات کو بے خوف ہو کر سوئے تھے صبح نہ ہونے پائی تھی کہ اہل بصرہ نے حملہ کر دیا ٹڈی دل گروہ ہم پر تیر باری کرتا ہوا اُمڈ آیا بس ہمارے ہمراہی بھی سوار ہو گئے اور لوگوں نے لڑائی چھیڑ دی امیر المومنین علی یہ سنکر سوار ہوئے افسران لشکر کو میمنہ و میسرہ پر مامور کر کے افسوس کرتے ہوئے فرمایا "بے شک طلحہ و زبیر بغیر خونریزی کئے ہوئے نہ مانیں گے قصہ مختصر دونوں فریق کو غلط فہمی ہوئی ایک دوسرے کو مجرم سمجھا اور اصل حال کسی پر منکشف نہ ہوا۔

امیر المومنین علی اور طلحہ و زبیر نے اپنے اپنے لشکروں میں منادی کرا دی کہ کوئی شخص اس معرکہ سے بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے اور اُس سے نہ لڑے، نہ کسی زخمی پر حملہ کرے اور نہ کسی کا مال و اسباب چھینے۔ لڑائی شروع ہونے پر کعب بن سور، ام المومنین کے پاس آئے، عرض کی "اے ام المومنین! لوگوں نے لڑائی شروع کر دی، آپ موقع جنگ پر تشریف لے چلئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے مصالحت کرا دے۔" ام المومنین چلنے پر آمادہ ہوئیں لوگوں نے آپ کو اونٹ پر سوار کرایا اور ہودج (عماری) کو زرہیں پہنائی اور ایسے موقع پر لا کر اونٹ کو کھڑا کیا جہاں سے لڑائی کا منظر بخوبی دکھلائی دیتا تھا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی جاری رہنے کے بعد اصحاب جمل کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ طلحہ[۵۱] کے پاؤں

---

۵۱ طلحہ کے پاؤں میں تیر لگنے پر قعقاع بن عمرو نے کہا کہ "اے ابو محمد تم اپنے مقصد کے حاصل کرنے سے معذور ہو موقع جنگ سے بصرہ جا کر کسی مکان میں قیام کرو" طلحہ نے اس رائے کو پسند کیا بصرہ چلے گئے خون اس کثرت سے جاری تھا کہ موزہ خون سے بھر گیا۔ بصرہ میں پہونچ کر اُن کے غلام نے دار خربہ میں اُتارا بیہوش تھے تھوڑی دیر کے بعد انتقال کر گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔

میں ایک تیر لگا جس کے صدمہ زخم سے مجبور ہو کر بصرہ چلے گئے۔ خون کسی طرح نہ رکا شہید ہو گئے زبیرؓ وادی السباع کی جانب چلے گئے کیونکہ امیر المومنین علی نے اُن سے رسول اللہ صلعم کی حدیث بیان کی تھی۔ راستہ میں احنف کا لشکر ملگیا عمر بن الجرموز نے لشکر سے نکلکر تعاقب کیا قریب پہونچکر مسئلہ پوچھنے لگا جب نماز کا وقت آیا اور زبیر نماز پڑھنے لگے تو عمرو بن الجرموز نے اُن کو شہید کر ڈالا۔ گھوڑا، ہتھیار، انگوٹھی لے کر احنف کے پاس آیا احنف نے کہا و اللہ میں نہیں جانتا کہ تونے یہ کام اچھا کیا یا خراب؟ ابن جرموز یہ سنکر امیر المومنین علی کے خیمہ کی طرف آیا دربان سے کہا "امیر المومنین سے کہدو کہ قاتل زبیر حاضری کی اجازت طلب کرتا ہے" آپ نے فرمایا اجازت دیدو اور جہنم میں جانے کی بشارت دیدو۔

اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی منہزم گروہ، بصرہ کے قریب پہونچ گیا تھا چونکہ سواران لشکر امیر المومنین نے ام المومنین کے ناقہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اس سے اصحاب جمل ام المومنین کے بچانے کو جوش میں آکر پھر لوٹے اور اسی زور شور سے لڑائی پھر شروع کر دی جیسا کہ اس سے پیشتر تیزی کے ساتھ جاری تھی ام المومنین نے لڑائی روکنے کی غرض سے کعب بن سور سے فرمایا "تم ناقہ کو چھوڑ دو اور قرآن لیکر صف لشکر سے نکلکر میدان میں جاؤ اور اس کے محاکمہ کی طرف لوگوں کو بلاؤ" چنانچہ کعب قرآن شریف لیکر صف لشکر سے نکلے، امیر المومنین علی کا لشکر آگے بڑھا فرقہ سبیہ نے جو سب کے آگے تھا

لہ زبیر لڑائی شروع ہوتے ہی موقع جنگ سے نکل کھڑے ہوئے تھے ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ان پر عمار بن یاسر نیزہ سے وار کرتے جاتے تھے اور زبیر صرف حملہ کو روک رہے تھے حملہ نہ کرتے تھے اسوجہ سے کہ اُن کو رسول اللہ صلعم کی حدیث "تقتل عمار الفئة الباغیة" یاد دلائی گئی تھی ورنہ زبیر عمار کے لئے کافی تھے غرض زبیر لڑائی سے کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگے ابن جرموز نے تعاقب کیا وادی السباع میں پہونچکر بحالت نماز شہید کیا آپ کے غلام عطیہ نے وہیں دفن کیا۔

کعب پر تیر باری کی، کعب شہید ہو گئے پھر ان لوگوں نے ام المومنین کے عماری پر تیر باری شروع کی ام المومنین نے بلند آواز سے اپنے ہمراہیوں کو امداد کے لئے بلایا پھر قاتلین عثمان کے حق میں بددعا کرنے لگیں اہل لشکر بھی آپ کے ہمراہ بددعا کر رہے تھے ایک طرف لڑائی کا شور برپا تھا نیزہ اور تلواروں کی آوازوں سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے دوسری طرف سے بددعا کی آواز آتی تھی جس سے میدان جنگ گونج رہا تھا امیر المومنین علی نے اس شور کو سنکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ ام المومنین عائشہ قاتلین عثمان کو دعائے بددے رہی ہیں آپ نے فرمایا اللھم العن قتلة عثمان (اے خدا قاتلین عثمان پر لعنت بھیج)

جب اس تدبیر سے لڑائی نہ رکی تو ام المومنین نے سرداران میمنہ و میسرہ (عبدالرحمن بن عتاب اور عبدالرحمن بن حرث بن ہشام) کے پاس کہلا بھیجا "تم لوگ نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہو میں تمہاری مدد کو آدمی بھیجتی ہوں" پھر اپنے لشکریوں کو ایک پُرجوش تقریر سے لڑائی پر اُبھارا اور وہ لوگ بھی یہ دیکھکر کہ فریق ثانی چاروں طرف سے سمٹ کر ناقہ ہی پر حملہ کر رہے ہیں ایک تازہ جوش سے حملہ کرنے لگے۔ کوفہ و بصرہ کے قبیلہ مضر نے بلہ کر کے ناقہ کے آگے کا میدان حملہ آور حریف سے خالی کر کے تیر باری شروع کر دی فریقین ایک دوسرے کے حملے کا جواب تیروں سے دے رہے تھے زید بن صوحان اور اُن کے بھائی سیحان مارے گئے لڑائی کا عنوان تھوڑی دیر کے لئے پھر خطرناک ہو گیا دونوں حریف جوش مردانگی میں آکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑا۔ کوفہ یمن اور ربیعہ کا گروہ لڑائی میں ابتداً پیچھے تھا لیکن پھر مستعد ہو کر لڑنے لگا ان کے علم کے نیچے دس آدمی مارے گئے پھر اس کو یزید بن قیس نے سنبھالا اور ربیعہ کے علم کے نیچے زید، عبداللہ بن رقبہ اور ابو عبیدہ بن راشد بن سلمی کام آئے۔ لڑائی لحظہ بہ لحظہ تیز ہوتی جاتی تھی صف کی ترتیب جاتی رہی تھی کوفیوں کا گروہ جو میمنہ میں تھا اپنے قلب سے اور اہل بصرہ کا میسرہ اپنے قلب سے مل جُل گیا اس فریق کے میمنہ نے اُس فریق کے میسرہ کا اور اُس کے میسرہ نے اِسکے میمنہ کا آگا روکا۔ دلاوران مضر جانبین سے رجز پڑھ پڑھ کر حملہ کرتے لگے زیادہ تر فریقین کے جنگ آزما اپنے مدمقابل کے

ہاتھ پاؤں پر حملہ کر کے کاٹ ڈالتے تھے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن عتاب کا ہاتھ قبل شہید ہونے کے کٹ گیا تھا۔ ام المومنین کے ناقہ کے پاس ازد پھر بنو ضبہ پھر تو عبد مناۃ نے اپنے اپنے حریف کا مقابلہ کیا اور اس سے ہم نبرد ہوئے کثرت سے لوگ مارے گئے ہزاروں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے میمنہ و میسرہ کا امتیاز باقی نہ رہا قلب لشکر سے اگر مل گیا گروہ کے گروہ حملہ کر کے ناقہ پر آتے تھے اور وہیں لڑ کر مارتے اور مر جاتے تھے یہاں تک کہ ناقہ کی مہار پر چالیس یا ستر آدمی کام آئے اور یہ سب قبیلہ قریش کے تھے۔ عبداللہ بن زبیر زخمی ہوئے۔ عبدالرحمن بن عتاب، جندب زبیر عامری اور عبداللہ بن حکیم بن حزام مارے گئے ان کے ساتھ قریش کا علم تھا ان کو اشتر نے مارا اور مارنے میں عدی بن حاتم نے مدد دی۔ اسود بن ابی البختری بھی مارے گئے یہ ناقہ کا مہار پکڑے ہوئے تھے بعد ان کے عمرو بن الاشرف ازدی اور ان کے تیرہ آدمی کام آئے مروان بن الحکم اور عبداللہ بن زبیر کے بدن پر بہتر زخم تیر و نیزہ کے لگے۔ اس پر بھی ہر اسیان ام المومنین کا جوش فرو نہ ہوتا تھا تب امیر المومنین علی نے بلند آواز سے پکار کر کہا ناقہ پر حملہ کرو یہ لوگ آپ ہی متفرق و منتشر ہو جائیں گے چنانچہ ایک شخص نے بڑھ کر ناقہ کو مارا ناقہ چلا کر گر پڑا۔ کوفیان ازد کا علم مخنف بن سلیم کے ہاتھ میں تھا ان کے مارے جانے پر ان کے بھائی صقعب نے لیا جب یہ بھی مارے گئے تب ان کے بھائی عبداللہ نے سنبھالا ان کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا تو علا بن عروہ نے لیا علم انہیں کے ہاتھ میں تھا کہ فتح حاصل ہو گئی، کوفیان عبدالقیس کا علم، قاسم بن سلم لئے ہوئے تھے جب یہ معہ زید و سیحان پسران صوحان مارے گئے تو اور چند لوگوں نے علم کو سنبھالا پس ان لوگوں میں سے عبداللہ بن رقیہ پھر منقذ بن نعمان نے علم لیا جب یہ بھی کام آئے تو ان کے لڑکے مرہ نے دوڑ کر علم سنبھالا علم انہیں کے ہاتھ میں تھا کہ فتح کا ڈنکا بجا۔ بکر بن وائل کا علم بنی ذہل میں حرث بن حسان کے ہاتھ میں تھا یہ معہ پانچ آدمیوں کے جوان کے خاندان سے تھے اور تیس آدمی بنی مخدوج اور بنی ذہل کے کام آئے تھے کہ کامیابی کا غل ہوا۔

بعضوں نے ناقہ کے مارے جانے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ قعقاع نے اشتر سے واپسی کی

وجہ دریافت کی جس وقت یہ ناقہ کے پاس سے لڑ کر آرہا تھا اُس نے کچھ جواب نہ دیا قعقاع نے بڑھکر حملہ کیا اُس وقت ناقہ کا مہار زفر بن الحرث کے ہاتھ میں تھا پس چند شیوخ بنی عامر کے مارے گئے قعقاع نے بجیر بن دلجہ (بنی ضبہ) سے کہا (یہ امیر المومنین علی کے ہمراہیوں سے تھا) تم اپنی قوم سے سازش کر کے ناقہ کو مار کر گرا دو قبل اس کے کہ دشمنان امیر المومنین علی یا ام المومنین کو کوئی صدمہ پہونچے" چنانچہ بجیر اپنی قوم سے امن طلب کر کے ناقہ کے پاس گیا اور اُس کے پاؤں پہ ایک تلوار ماری اور دوسرے پاؤں پر خود گر پڑا، قعقاع نے جو شخص اُن کے نزدیک کھڑا تھا امن دیکر زفر کے ساتھ عماری کی رسیاں کاٹ دیں اور عماری اُتارلی اصحاب جمل ناقہ کے گرتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے آتش جنگ فرو ہوگئی امیر المومنین علی نے منادی کرادی کہ کوئی شخص کسی مفرور کا تعاقب نہ کرے، کسی زخمی کا اسباب نہ چھینا جائے، کسی کے گھر میں کوئی نہ گھسے محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ مقتولوں کے درمیان سے عماری علیحدہ کرو اور پردہ کی وجہ سے اس پر قبہ بنا دیا بعد اس کے امیر المومنین علی نے محمد بن ابی بکر کے ذریعہ سے ام المومنین عائشہ کی خیریت دریافت کرائی۔

بعضوں نے کہا ہے کہ جس وقت ناقہ گرا تھا محمد بن ابی بکر معہ عمار بن یاسر ناقہ کے پاس گئے اور عماری کو اُٹھا کر ایسے مقام پر لیجا کر رکھا جہاں پر کوئی شخص نہ تھا امیر المومنین علی عماری کے قریب تشریف لے گئے دریافت کیا کیف انت یا امہ (اے ماں تم کیسی ہو) جواب دیا الحمد للہ خیریت سے ہوں پھر امیر المومنین نے کہا یغفر اللہ لک (اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے) ارشاد کیا ولک ایضاً (اور تم سے بھی اللہ تعالیٰ درگزر کرے) بعد اس کے سرداران لشکر اور رؤسا شہر ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے ازانجملہ قعقاع تھے قعقاع نے سلام کیا ام المومنین نے جواب دینے کے بعد فرمایا مجھے یہ منظور و محبوب تھا کہ آج کے واقعہ سے بیس برس پہلے میں مرجاتی" قعقاع نے واپس ہو کر امیر المومنین علی سے اس قول کو بیان کیا امیر المومنین علی نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

پس جب رات نے اپنے سیاہ دامن سے آفتاب کے رُخِ روشن کو چھپالیا تو ام المومنین کے بھائی محمد بن ابی بکر نے ام المومنین کو بصرہ میں لیجا کر عبداللہ بن خلف خزاعی کے مکان میں

صفیہ بنت الحرث بن ابی طلحہؓ (عبدالداری) اور طلحۃ الطلحات بن عبداللہ کے پاس ٹھہرایا اور فریقین کے زخمی مقتولوں سے علیحدہ کر کے شہر میں لائے گئے مقتولوں کے ملاحظہ کو خود امیر المومنین میدان جنگ میں تشریف لے گئے، کعبؓ بن سور، عبدالرحمٰن بن عتاب اور طلحہ بن عبیداللہ کی لاشوں کو دیکھکر فرمایا "افسوس! لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہم پر فقط عوام الناس نے خروج کیا تھا حالانکہ ان میں یہ لوگ بھی موجود ہیں" پھر آپ نے دونوں فریق کے مقتولوں کو جمع کر کے نماز پڑھی۔ دفن کرایا اور ہاتھوں کو اکٹھا کر کے ایک دوسری بڑی قبر میں مدفون کئے جانے کا حکم دیا لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا جمع کر کے جامع مسجد میں لائے اور یہ منادی کرا دی کہ جو شخص اپنے مال و اسباب کی شناخت کرے آ کر لیجائے البتہ وہ آلات حرب بیت المال میں رکھ لئے جائیں گے جن پر نشان حکومت بنا ہے بیان کیا جاتا ہے اس معرکہ میں دونوں فریق کے دس ہزار آدمی کام آئے از انجملہ ایک ہزار صرف بنوضبہ تھے۔

اختتام جنگ کے بعد احنف بن قیس، بنی سعد کو لیکر حاضر ہوئے امیر المومنین علی نے فرمایا "تم انتظار کرتے تھے"؟ عرض کی میں نے اسی میں بھلائی دیکھی تھی۔ تمہارے ہی حکم سے ہوا جو کچھ ہوا نرمی اختیار کرو، تم نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بعید و دراز ہے اور تم بہ نسبت کل کے آج ہمارے زیادہ محتاج ہو تم مجھ ایسے شخص سے ایسی باتیں نہ کرو کیونکہ میں تمہارا ہمیشہ ہمدرد و ناصح رہونگا" دوشنبہ کے دن امیر المومنین شہر بصرہ میں داخل ہوئے۔ لوگوں نے ان کے علموں کے نیچے بیعت کی یہاں تک کہ زخمی اور مستامن بھی شریک بیعت ہوئے۔ جس وقت بیعت کے لئے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ پیش کئے گئے اور انھوں نے بھی بیعت کی آپ نے دریافت کیا "تمہارے چچا زیاد کا کیا حال ہے اس کا زمانہ انتظار تمام ہوا یا نہیں"؟ عرض کی واللہ وہ بیمار ہے ورنہ ضرور حاضر ہوتا۔ امیر المومنین یہ سنتے ہی عبدالرحمٰن کو لیکر زیاد کے پاس گئے۔ بیمار پایا، ان کی معذرت قبول کی، اور ان سے حکومت بصرہ اختیار کرنے کو کہا زیاد نے انکار کر کے کہا بہتر ہوگا آپ اپنے خاندان میں سے کسی شخص کو مقرر فرمایئے میں وقتاً فوقتاً

مشورہ نیک دیتا رہوں گا" چنانچہ امیرالمومنین نے ابن عباس کو حاکم بصرہ اور زیاد کو خراج (بورڈ آف ریونیو) اور بیت المال پر مامور کیا اور ابن عباس کو زیاد سے ہر کام میں مشورہ لینے اور اسکی اتفاق رائے سے کام کرنے کی ہدایت کی۔ پھر امیرالمومنین علی ام المومنین کے پاس ابن خلف کے مکان پر گئے چونکہ اس واقعہ میں عبداللہ بن خلف کام آ گئے تھے ان کی ماں اور نیز بعض اور عورتوں نے امیرالمومنین علی کو سخت وسست کہا آپ نے کچھ توجہ نہ کی بعض ہمراہیوں نے آپ کو اُبھارنا چاہا آپ نے فرمایا عورتیں ناقص العقل ضعیف البنیان ہوتی ہیں قابل التفات نہیں ہیں ہم تو مشرکہ عورتوں سے تعرض کرنے کو منع کرتے ہیں چہ جائیکہ مسلمان عورتوں سے متعرض ہوں امیرالمومنین علی، ام المومنین کے پاس سے باہر آئے تو یہ خبر معلوم ہوئی کہ بعض عوام اور بلوائی، ام المومنین کو سخت و ناملائم الفاظ سے یاد کرتے ہیں آپ نے ان میں سے بعض لوگوں کو گرفتار کرا کے دُرّہ پٹوائے۔

غرہ رجب ۳۶ھ کو امیرالمومنین علیؓ نے سامان سفر درست کر کے ام المومنین عائشہ صدیقہ کو رؤسا بصرہ کی چالیس عورتوں اور محمد بن ابی بکر کے ہمراہ بصرہ سے روانہ کیا مشایعت کی غرض سے چند میل خود آئے اور ان کے بڑے لڑکے حسن ابن علی ایک دن کی مسافت تک پہونچانے کو گئے۔ ام المومنین عائشہ پہلے مکہ تشریف لے گئیں حج ادا کیا، واپس ہو کر مدینہ منورہ گئیں۔ بنو امیہ کا وہ گروہ جو معرکۂ جنگ سے بچ گیا تھا شام چلا گیا، عتبہ بن ابی سفیان، عبدالرحمٰن، یحییٰ برادران مروان نے عصمہ بن زبیر تیمی کے پاس پناہ لی جب زخم اچھا ہو گیا تو عصمہ بن زبیر تیمی نے شام بھیج دیا، عبداللہ بن عامر، بنی حرقوص کے امن میں اور مروان بن الحکم مالک بن مسمع کے امن میں شام روانہ ہوا۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ ابن عامر، ام المومنین عائشہ کے رکاب میں تھا۔ پس جب آپ مکہ روانہ ہوئیں تو ابن عامر ان سے علیحدہ ہو کر شام چلا گیا ابن زبیر ایک شخص ازدی کے مکان میں جا کر روپوش ہوا تھا ام المومنین کو اطلاع دی آپ نے اپنے بھائی محمد کو بھیجکر بلوا لیا۔

بعد روانگی ام المومنین، امیر المومنین علی نے بیت المال کو کھولا چھ ہزار سے زاید نقد موجود تھا آپ نے حاضرین معرکہ پر تقسیم کر دیا ہر شخص کو پانچ پانچ سو ملے۔ وقت تقسیم آپ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر تم لوگ ملک شام پر فتحیاب ہو گئے تو وظایف مقررہ کے علاوہ اسی قدر اور دیا جائیگا۔ فرقہ سبیہ نے آپ پر بھی در پردہ طعن وتشنیع کی زبان کھولی اس سے پیشتر جس وقت آپ نے مال واسباب کو لوٹنے سے منع فرمایا تھا لوگوں نے زبان طعن دراز کی تھی پھر فرقہ سبیہ نے عجلت کے ساتھ بصرہ سے کوچ کیا امیر المومنین علی بھی ان کے بعد ہی روانہ ہوئے غرض یہ تھی کہ اگر وہ لوگ کسی امر کا قصد رکھتے ہوں تو اس کی روک تھام کیجائے۔

بعضوں نے واقعہ جمل کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ جس وقت امیر المومنین علی نے محمد بن ابی بکر کو ابو موسیٰ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ کوفہ سے فوج مجتمع ومرتب کر کے لائیں اور محمد بن ابی بکر اس فعل سے روکے گئے، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے ربذہ میں امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ سے مطلع کیا آپ نے انھیں کی معرفت ابو موسیٰ کو یہ پیام بھیجا کہ میں نے تم کو گورنری اس غرض سے دی ہے کہ تم میرے حق یا نوں میں مددگار ومعاون ہو، ابو موسیٰ نے اس پر بھی توجہ نہ کی تب ہاشم نے محل بن خلیفہ طائی کو ایک خط لیکر امیر المومنین کے پاس روانہ کیا۔ امیر المومنین نے اپنے لڑکے حسن اور عمار بن یاسر کو فوجیں فراہم کرنے کی غرض سے کوفہ روانہ کیا جیسا کہ اس سے پیشتر لکھا گیا اور قرظہ بن کعب انصاری کو امیر کوفہ مقرر کر کے بھیجا اور یہ لکھا کہ میں نے حسن اور عمار بن یاسر کو لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کو روانہ کیا ہے اور قرظہ بن کعب انصاری کو کوفہ کا امیر بنایا ہے۔ پس تم کوفہ کو خواری وذلت کے ساتھ چھوڑ دو اور اگر ایسا تم نہ کرو گے تو میں نے قرظہ بن کعب کو حکم دیا ہے کہ تم سے وہ نپٹ لے گا اور اگر تم زیر ہو گئے تو تم کو سخت سزا دی جائے گی" اُدھر یہ خط کوفہ روانہ کیا گیا اور ادھر فریقین لڑائی پر تل گئے۔ امیر المومنین علی نے کہا کہ قرآن مجید میدان جنگ میں لیجاؤ اور اسکے فیصلہ کی طرف بلاؤ اگر اس سے انکار کریں گے تو صف آرائی کی جائے گی چنانچہ ایک شخص

قرآن مجید لیکر گیا کہ میمنہ نے ان کے میسرہ پر حملہ کر دیا لڑائی تیزی سے چھڑ گئی ام المومنین عائشہ کے ناقہ کو بچانے کو لشکری دوڑ پڑے جو زیادہ تر ضبہ اور ازاد تھے تقریباً عصر کے وقت اصحاب جمل یعنی ہمراہیان ام المومنین عائشہ کو ہزیمت ہوئی، ازدیں قتل کا بازار گرم ہوگیا عمار زبیر پر حملہ کر رہے تھے زبیر طرح دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ عمار نے حملہ سے ہاتھ روک لیا عبداللہ بن زبیر زخمی ہو کر گرے، ناقہ کا پاؤں کٹ گیا ام المومنین کی عماری گر پڑی محمد بن ابی بکر نے دوڑ کر سنبھالا اور اس پر ایک چادر تان دی امیر المومنین علی آئے حال دریافت کیا ام المومنین نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی معاف کیجئے امیر المومنین نے جواب دیا "ہاں تمہاری قوم نے تم کو آزمائش میں ڈال دیا جیسا کہ میرے ساتھ میری قوم نے کیا" بعد ازاں چند عورتوں اور مردوں کے ساتھ سامان سفر مہیا کر کے ام المومنین کو مدینہ کی جانب روانہ کیا۔ ھذا امر الجمل ملخص من کتاب ابی جعفر الطبری اعتمدناہ للوثوق بہ والسلامۃ من الاھواء الموجودۃ فی کتب ابن قتیبۃ وغیرہ من المورخین

(یہ واقعات جنگ جمل کے ہیں جس کو ہم نے کتاب ابوجعفر طبری سے خلاصہ کر کے لکھا ہے ہم کو اس کتاب کے معتبر ہونے پر اعتماد ہے اور یہ کتاب ان افتراؤں سے مبرا اور سلامت ہے جو اور کتب تواریخ موجودہ ابن قتیبہ وغیرہ مورخین میں پائے جاتے ہیں)

واقعہ جمل میں مشاہیر ہمراہیان ام المومنین سے عبدالرحمٰن برادر طلحہ (صحابی تھے)، محرز بن حارثہ العبشمی (ان کو فاروق اعظم نے امیر مکہ مقرر کیا تھا)، مجاشع اور مجالد پسران مسعود اور امیر المومنین علی کے مشہور ہمراہیوں سے عبداللہ بن حکیم بن حزام، ہند بن ابی ہالہ (یہ ام المومنین خدیجہ کے لڑکے تھے) کام آئے۔

اس واقعہ سے فراغت پانے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ حبلہ بن عتاب حبطی اور عمران بن الفضل البرجمی نے عرب کے عوام الناس کا ایک گروہ مجتمع کر کے بجستان کا قصد کیا امیر المومنین علی نے عبدالرحمٰن بن جرو الطائی کو روک تھام کی غرض سے روانہ

کیا باغیوں نے ان کو قتل کر ڈالا تب امیر المومنین علی نے عبداللہ بن عباس کو لکھ بھیجا کہ کسی کو سجستان کا والی مقرر کر کے روانہ کرو چنانچہ ربعی بن کاس عنبری کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا ان کے ہمراہ حصین بن ابی الحر بھی تھے پس جبلہ عین معرکہ میں ان کے ہاتھ سے مارا گیا اُس کے ہمراہی بھاگ گئے ربعی نے سجستان پر قبضہ کر لیا۔

قتل محمد بن ابی حذیفہ جنگ یمامہ میں ابو حذیفہ کی شہادت کے بعد ان کا لڑکا محمد امیر المومنین عثمان کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگا تا آنکہ سنِ شعور کو پہونچا اتفاق سے ایک دن اس نے شراب پی، امیر المومنین عثمان نے دُرّہ پٹوائے، اس نے توبہ کی۔ ورع تقویٰ و عبادت کی طرف مائل ہوا اور امیر المومنین عثمان سے کسی شہر کی حکومت کی درخواست کی، امیر المومنین عثمانؓ نے نااہل سمجھ کر امارت نہ دی اس وقت اس نے براہ دریا جہاد کرنے کی غرض سے مصر جانے کی اجازت طلب کی، امیر المومنین عثمانؓ نے سامان سفر درست کر کے روانہ کیا عوام الناس اس کی عبادت و تقویٰ دیکھ کر بہ تعظیم پیش آنے لگے پھر اس نے ہمراہی ابن ابی سرح غزوہ صواری میں جہاد کیا جیسا کہ بیان کیا گیا۔

بوجوہات مذکورہ محمد بن ابی حذیفہ، ابن ابی سرح اور نیز امیر المومنین عثمان پر طعن و تشنیع کیا کرتا اور محمد بن ابی بکر اس معاملہ میں اس کا ساتھ دیتے تھے ابن ابی سرح نے امیر المومنین عثمان کو ان کی شکایت لکھی امیر المومنین نے لکھا کہ محمد بن ابی بکر ام المومنین عائشہ کا بھائی ہے اور محمد بن ابی حذیفہ کی میں نے پرورش کی ہے تم ان دونوں کی حرکات سے چشم پوشی کرو۔ امیر المومنین عثمانؓ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بہ نظر تالیف قلوب تیس ہزار درہم اور ایک گرانبہا خلعت روانہ کیا محمد بن ابو حذیفہ نے اس عطیہ کو مسجد میں رکھ کر کہا " اے گروہ مسلمانان تم لوگ دیکھتے ہو عثمان مجھے حیلہ و فریب میں پھنسایا چاہتے ہیں میں کیسے رشوت لوں " مصریوں کا اس سے میلان خاطر اس کی طرف اور بڑھ گیا اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو کر طعن و تشنیع کرنے لگے امیر المومنین عثمان نے محمد بن ابی حذیفہ کو خط لکھا جس میں اپنے حقوق و احسانات

تحریر کئے، محمد بن ابی حذیفہ نے کچھ جواب نہ دیا پر لوگوں کو امیرالمومنین عثمان کے خلاف ابھارتا رہا یہاں تک کہ مصریوں نے امیرالمومنین عثمان کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور علم بغاوت بلند کر دیا اور محاصرہ کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے (محمد بن ابی حذیفہ) مصر میں ٹھہرا رہا جب مصریوں کی روانگی کے بعد ابن ابی سرح بھی امیرالمومنین عثمان کی خدمت میں حاضر ہونے کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا تاآنکہ امیرالمومنین عثمان شہید ہو گئے اور امیرالمومنین علیؓ کی بیعت لی گئی۔

عمرو بن العاص، معاویہ کی امارت کی بیعت لینے کو قیس بن سعد کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچا محمد بن ابی حذیفہ نے مزاحمت کی عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو بحکمت عملی مصر سے عریش بلایا محمد بن ابی حذیفہ ایک ہزار آدمی لیکر عریش آیا عمرو بن العاص نے گھیر لیا اور اس کو حکمت عملی سے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ میرے نزدیک اس روایت میں صحت کا ذرہ بھر وجود نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ عمرو بن العاص نے مصر پر بعد واقعہ صفین قبضہ حاصل کیا تھا اور امیرالمومنین علیؓ نے قیس کو بیعت خلافت لیتے ہی مصر کا والی مقرر کر کے قبل واقعہ صفین مصر بھیجا تھا۔

بعضوں نے بیان کیا ہے کہ جس وقت امیرالمومنین عثمان کا مدینہ منورہ میں مصریوں نے محاصرہ کیا تو ابن ابی حذیفہ نے ابن ابی سرح کو مصر سے بیدخل کر کے بآسانی قبضہ کر لیا تھا اور ابن ابی سرح، فلسطین جا کر ٹھہر گئے تاآنکہ امیرالمومنین عثمان کی شہادت اور امیرالمومنین علیؓ کی بیعت اور قیس بن سعد کے والیِ مصر ہونے کی خبر آئی پس ابن ابی سرح نے معاویہ کے پاس جا کر قیام کیا، بعضوں نے روایت کی ہے کہ عمرو بن العاص نے بعد واقعہ صفین، مصر پر چڑھائی کی تھی اور ابن ابی حذیفہ مقابلہ پر لشکر لیکر نکلا تھا عمرو بن العاص نے کہلا بھیجا کہ میں امیرالمومنین علیؓ کی بیعت کرنے پر تیار ہوں، میں معاویہ سے بعض وجوہ سے ناراض ہوں تم بلا لشکر تن تنہا عریش میں فلاں روز آجاؤ محمد ابن ابی حذیفہ اس فریب میں آگیا اور اس کو منظور کر لیا عمرو بن العاص وقت مقررہ پر عریش میں آئے موقع

سے لشکر چھپا دیا ابن ابی حذیفہ کو عریش میں پہونچنے کے بعد اس کی اطلاع ہوئی مجبور ہو کر قصر عریش میں قلعہ بند ہو گیا عمرو بن العاصی نے چاروں طرف سے گھیر لیا عمرو بن العاصی کے کہنے سے قصر سے نکلا عمرو بن العاصی نے گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجدیا معاویہ نے قید کر دیا بعد چندے قید خانہ سے بھاگ نکلا اور اثنار راہ میں مارا گیا۔ بعض مورخ نے یہ لکھا ہے کہ عمرو بن العاصی نے محمد ابن ابی حذیفہ کو وقت قتل محمد بن ابی بکر گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجا تھا حالانکہ اس سے پہلے عمرو بن العاصی نے اس کو امن دیا تھا اور جب وہ امن حاصل کر کے آ گیا تو اس کو گرفتار کر کے معاویہ کے پاس بھیجدیا چنانچہ معاویہ نے فلسطین میں قید کر دیا۔

قیس بن سعد مصر کے والی ماہ صفر ۳۶ھ میں بیعت خلافت کے لیتے ہی امیر المومنین علی نے قیس بن سعد کو امیر مصر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور لشکریوں کو ہمراہ لیجانے کی اجازت دی تھی کہ تم اپنے ہمراہی کے لئے جس پر تم کو اعتماد ہو اس کو منتخب کر لو اور مدینہ سے لشکر مرتب کر کے لیجاؤ قیس نے گذارش کی کہ اگر بلا ہمراہی اس لشکر کے جس کو میں مدینہ سے مرتب کر کے لیجاؤنگا میرا داخلہ ناممکن ہے تو یہ یاد رکھئے کہ مصر میں میرا داخلہ محال ہو گا میں اس لشکر کو آپ ہی کے لئے چھوڑتا ہوں اور صرف سات آدمیوں کو لیکر مصر جاتا ہوں چنانچہ قیس سات آدمیوں کی ایک جماعت اپنے ہمراہ لئے مصر میں داخل ہوئے اور مصریوں کو امیر المومنین علی کا فرمان پڑھکر سنایا، ان کی بیعت امارت اور واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا پھر ممبر پر چڑھکر خطبہ دیا جس میں بعد حمد کے بیان کیا کہ اے لوگو! ہم نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کی بیعت کی ہے جس کو ہم افضل جانتے تھے۔ پس اے لوگو! تم بھی اس کی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر بیعت کرو،، حاضرین نے اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی بیعت کر لی اور اس صورت سے پورے مصر پر ان کا قبضہ ہو گیا

قیس نے بیعت لینے کے بعد مصر کے تمام نواح میں اپنے عمال روانہ کئے صرف

اُن مقامات کو چھوڑ دیا جہاں وہ گروہ تھا جو خون عثمان کا بدلہ طلب کر رہا تھا مثلاً یزید بن الحرث، مسلمہ بن مخلد وغیرہما۔ ان لوگوں سے ایک میعادی مصالحت کرلی گئی کسی نے کسی سے کچھ تعرض نہ کیا تا آنکہ جنگ جمل ختم ہوگئی اور وہ مصر ہی میں تھے۔

قیس کی گورنری مصر اور واقعہ جمل میں امیر المومنین علی کی کامیابی سے معاویہ کو یہ خطرہ و خیال دامنگیر ہوا کہ مبادا ایک طرف سے علی اہل عراق کو لے کر اور دوسری طرف سے قیس اہل مصر کے ساتھ شام پر حملہ نہ کردیں، معاویہ کا یہ خیال ایک حد تک صحیح بھی تھا پس معاویہ نے بہ نظر حفظ ماتقدم قیس کو ایک خط لکھا جس میں امیر المومنین عثمان کی شہادت کی اہمیت اور امیر المومنین علی کی شرکت کا اظہار کرکے اپنی متابعت کی ترغیب دی تھی اور یہ لالچ دی تھی "درصورت فتحیابی تم کو عراقین کی حکومت دی جائے گی اور تمہارے خاندان میں سے جس کو تم پسند کرو گے اس کو حجاز کی ولایت سپرد کی جائے گی علاوہ اس کے جو چاہو گے وہ دیا جائے گا" قیس نے اپنے خاندان والوں سے معاویہ کی موافقت اور مخالفت کی بابت مشورہ کرکے لکھا "بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ جو تم نے عثمان کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے اس سے مجھے آگاہی ہوئی لیکن یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس سے مجھ کو تعلق نہ تھا اور نہ مجھ کو اپنے دوست علی کی شرکت اس میں محسوس ہوئی ہے، تمہاری متابعت اور موافقت کی بابت غور کرتا ہوں یہ کام عجلت کا نہیں ہے حالانکہ میں تمہارے لئے کافی ہوں تاہم میری طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ بلا سمجھے ہوئے ایسا کوئی امر واقع نہ ہوگا جو تمہیں ناگوار و شاق گزرے" معاویہ نے جواب میں لکھا۔ میں نے تمہارا خط پڑھا اس میں کوئی امر صاف اور واضح نہیں ہے پس تم کو صلح و مصالحت کے لئے بلاتا ہوں تم اس سے دور نہ بھاگو میں لڑائی سے تمہیں بچاتا ہوں۔ مجھ ایسا شخص فریب و مکر میں نہیں آسکتا اور نہ کسی حیلہ میں گرفتار ہوسکتا ہے اس وقت میرے پاس پیادوں اور سواروں کی ایک تعداد کثیر موجود ہے والسلام۔ قیس نے اس سے سمجھ لیا کہ اب حیلہ و حوالہ سے کام نہ چلیگا

اور نہ یہ مدافعت کچھ کام دے گی اس وجہ سے جو ان کے دل میں تھا اس کو نہایت صفائی سے ظاہر کر دیا اور کمال سختی طعن و تشنیع سے معاویہ کے خط کا جواب لکھا جس میں بالتصریح امیر المومنین علی کی افضلیت اور لڑائی کی دھمکی دی تھی۔

جواب کا خلاصہ نفس ترجمہ میں تم پڑھ آئے ہو لیکن بہ نظر دلچسپی اس موقع پر ہم اصل جواب کو تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کرتے ہیں وھو ہذا۔

اما بعد فانی عجب من اغترارک بی و طمعک فی واستسقاطک ایای تتمنی الخروج عن طاعة اولی الناس بالامارة واقولھم بالحق واھداھم سبیلا واقربھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلة وتامرنی بالدخول فی طاعتک طاعة ابعد الناس من ھذا الامر واقولھم بالزور واضلھم سبیلا وابعدھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلة ولد ضالین مضلین طاغوت من طواغیت ابلیس واما قولک انی املأ علیک مصر خیلا ورجالا فواللہ ان لم اشغلک بنفسک حتی تکون اھم الیک انک لذ وجد والسلام

(ترجمہ) امابعد مجھے تعجب ہے کہ تو مجھے فریب دینا چاہتا ہے اور تو مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں تیرے دام تزویر میں آجاؤنگا اور تو مجھے اپنی کوششوں سے ہزیمت دیدے گا کیا تو مجھ سے امید رکھتا ہے کہ میں اس شخص کی طاعت سے نکل جاؤنگا جو امارت کے لئے بہترین آدمیوں سے ہے اور زیادہ سچ کہنے والا ہے اور راہ حق کا بہت بڑا ہادی ہے اور از روئے تعلق کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم سے زیادہ قریب ہے اور مجھ کو اپنی طاعت میں داخل ہونے کا حکم دیتا ہے کس کی طاعت؟ جو اس امر میں لوگوں سے بعید تر ہے اور بہت بڑا مکار اور بہت بڑا گمراہ ہے اور رسول اللہ صلعم سے از روئے قرابت و تعلق کے بہت بعید ہے۔ گمراہ اور گمراہ کرنے والے کا لڑکا ایک طاغوت طواغیت ابلیس سے ہے

اور تیرا یہ کہنا کہ میں تیرے امداد پر مصر کو پیادوں سواروں سے بھرنے والا ہوں بس واللہ اگر میں نے تجھے ایسا مصروف نہ کر دیا کہ تجھے جان کے لالے پڑ جائیں تو یہ سمجھنا کہ تو بڑا خوش نصیب ہے والسلام۔

معاویہ کو اس خط سے ناامیدی ہوگئی اور انھوں نے قیس کو امیر المومنین علی کا ہمدرد و مطیع سمجھ لیا مگر اس موقع پر اس امر کا اظہار نامناسب خیال کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ قیس ہمارے ساتھی ہیں ان کے خطوط اور قاصد ہمارے پاس آتے ہیں وقتاً فوقتاً اہم امور میں اپنی رائے لکھ بھیجتے ہیں تم لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ تمہارے ان بھائیوں کیساتھ جو خون عثمان کے طالب ہیں کیا برتاؤ کرتے ہیں ان کو وظائف اور ان کو تنخواہیں برابر دیتے جاتے ہیں اور عزت سے رکھتے ہیں۔

محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر اور اُن لوگوں نے جو مخبری کی غرض سے شام میں تھے واپس ہو کر امیر المومنین علی کو مطلع کیا آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر کو ان حالات سے مطلع کیا عبداللہ بن جعفر نے کہا "اے امیر المومنین جو امر آپ کو پریشانی میں ڈالتا ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور جس میں آپ کو اطمینان ہو اُس پر عمل کیجئے مصلحت یہ ہے کہ قیس بن سعد کو حکومت مصر سے معزول کر دیجئے" امیر المومنین علی نے جواب دیا مجھ کو قیس کی صداقت پر شبہہ ہے" عبداللہ بن جعفر بولے اب اس کو معزول کر دیجئے اگر یہ واقعہ صحیح ہو گا تو وہ آپ ہی جھیلے گا" مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ قیس کی عرضداشت آپہونچی جس میں غیر جانب دار اور آزاد رہنے والوں کے حالات لکھے تھے اور اُن سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا" ابن جعفر نے کہا آپ اُس کو اِن سے لڑنے کا حکم دیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ لوگ خطرناک نہ ہو جائیں" چنانچہ امیر المومنین علی نے قیس کو غیر جانب دار اور آزاد رہنے والوں سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا" قیس بن سعد نے اس سے مخالفت کی، جواب میں لکھا کہ فی الحال وہ لوگ غیر جانب دار ہیں لیکن اگر ہم اُن سے

اعلان جنگ کر دیں گے تو وہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر مقابلہ کریں گے مناسب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں'' ابن جعفر نے خط پڑھ کر کہا آپ قیس کو معزول کرنے میں تاخیر نہ کیجئے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر کر کے فوراً روانہ فرمایئے'' (محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن جعفر کے اخیافی بھائی تھے) چنانچہ امیر المومنین علی نے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر کر کے روانہ کیا بعضے کہتے ہیں کہ ان کی روانگی کے پیشتر اشتر نخعی کو امیر مصر کر کے بھیجا تھا جب اثنا رراہ میں اشتر نخعی مرگیا تو محمد بن ابی بکر کو روانہ کیا۔

محمد نے مصر میں پہونچکر امیر المومنین علی کا فرمان قیس بن سعد کو دکھلایا قیس بن سعد ملول خاطر مصر سے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں مروان بن الحکم تھا اس نے قیس کو دھمکایا۔ قیس اور سہیل بن حنیف، مدینہ سے امیر المومنین علی کی خدمت میں کوفہ چلے آئے۔ معاویہ نے مروان بن الحکم کو عتاب آمود خط لکھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا لو امددت علیا بمایۃ الف مقاتل کان الیسر علی من قیس بن سعد (ترجمہ) اگر تو علی کی مدد ایک لاکھ جنگ آوروں سے کرتا تو مجھے گوارا تھا اس سے کہ قیس بن سعد علی کے پاس چلے گئے) الغرض قیس نے امیر المومنین علی کے پاس پہونچکر کل واقعات بیان کئے امیر المومنین علی نے ان کے عذرات اور دلایل غور سے سنے اور آیندہ ہر کام میں اُن سے مشورہ لینے اور اُسی کے موافق کرنے لگے۔

محمد بن ابی بکر نے امیر المومنین علی کا خط مصریوں کو پڑھکر سنایا رؤسا شہر کو مجتمع کر کے خطبہ دیا بعد ازاں اُس گروہ سے کہلا بھیجا (جو بیعت کی بابت سکوت اختیار کئے ہوئے تھا اور جن کو قیس نے مہلت دے رکھی تھی) کہ تم لوگ ہماری اطاعت قبول کر و اور امیر المومنین علی کی بیعت میں داخل ہو یا ہمارا ملک چھوڑ دو'' اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں عجلت نہ کرو بالفعل ہم کو چند دنوں کی مہلت دو ہم انجام کار پر غور کریں تو تمہاری اطاعت قبول کریں'' محمد بن ابی بکر نے اُن کو مہلت نہ دی ان لوگوں نے بھی

اپنی حفاظت کا انتظام معقول کر لیا پس جب واقعہ صفین ختم ہو گیا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کئے گئے تو ان لوگوں نے علم مخالفت بلند کیا اور محمد بن ابی بکر کی طرف بڑھے محمد بن ابی بکر نے ایک لشکر بسرداری حرث بن جمہان ان کے مقابلہ پر روانہ کیا یزید بن الحرث کنانی نے (فریق ثانی کا سردار تھا) حرث کو ہزیمت دی اثناء دار و گیر میں حرث مارا گیا۔ محمد بن ابی بکر نے دوسرا لشکر بسر کردگی ابن مضاہم کلبی روانہ کیا ان لوگوں نے اس کو بھی قتل کر ڈالا لشکر مصر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

عمرو بن العاص اور معاویہ چونکہ عمرو بن العاص کو بلوائیان مصر کی کامیابی اور امیر المومنین عثمان کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اس وجہ سے مع اپنے دونوں لڑکوں عبد اللہ اور محمد مدینہ سے فلسطین چلے گئے پس جب امیر المومنین عثمان شہید ہو گئے بحال پریشان روتے عورتوں کی طرح بین کرتے دمشق پہونچے امیر المومنین علی کی بیعت کا حال سنا۔ اور زیادہ رنجیدہ ہوئے تھوڑے دنوں تک کیا انتظار میں رہے کہ عوام الناس کیا کرتے ہیں پھر ام المومنین عائشہ اور طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہم) کی روانگی سے مطلع ہوئے اس سے ایک گونہ طبیعت کو شگفتگی پیدا ہوئی اس کے بعد ہی واقعہ جمل کی خبر سنائی دی اس سے ان کے حالات میں تذبذب واقع ہوا اتنے میں یہ سنا گیا کہ معاویہ گورنر شام امیر المومنین علی کی بیعت کے مخالف ہیں اور ان کو امیر المومنین عثمان کا شہید ہونا شاق گزرا ہے۔ عمرو بن العاص یہ سنکر اچھل پڑا لڑکوں سے معاویہ کے پاس جانے کا مشورہ کیا عبد اللہ بولا " رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا اور ان کے بعد شیخین نے دنیا سے کوچ کیا، اور یہ سب تم سے راضی و خوش گئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنا ہاتھ کھینچے ہوئے گھر میں بیٹھے رہو تا آنکہ مسلمانوں کا کسی شخص پر اتفاق و اجماع ہو، محمد بولا " تم عرب کے ممتاز اور عمائدین سے ہو یہ امر کیسے متفق علیہ ہو سکتا ہے جب تک تم اس میں دخل نہ دو گے " عمرو بن العاص نے اپنے دونوں لڑکوں کی تقریریں سنکر کہا اے عبد اللہ! تم نے مجھے ایسے امر کی ہدایت کی ہے جس سے میرے دین کی بھلائی ہے اور اے محمد تم نے

رائے دی ہے جس سے دنیا کی بہتری اور آخرت کی برائی ہے" یہ کہکر مع اپنے دونوں لڑکوں کے معاویہ کے پاس چلے گئے۔ اہل شام اور معاویہ خون عثمان کا بدلہ لینے پر تلے ہوئے تھے عمرو بن العاص دل ہی دل میں توش ہوا۔ مخاطب کر کے بولا" تم لوگ حق پر ہو خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے، معاویہ مصلحتاً چند دنوں تک عمرو بن العاص سے مخلی بالطبع نہ ہوئے پھر غور وفکر کر کے مل جل گئے اور اپنی حکومت کا ایک رکن بنا لیا۔

واقعہ صفین امیر المومنین علی جنگ جمل سے فارغ ہو کر بقصد شام کوفہ واپس آئے جریر بن عبد اللہ البجلی گورنر ہمدان اور اشعث ابن قیس گورنر آذربیجان کو (یہ دونوں امیر المومنین عثمان کے مقرر کئے ہوئے تھے) لکھا تم مسلمانوں سے ہماری امارت کی بیعت لیکر ہمارے پاس چلے آؤ" پس جب جریر اور اشعث حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے جریر کو ایک خط لیکر معاویہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی خلافت اور طلحہ وزبیر کی عہد شکنی کا حال لکھا تھا اور معاویہ کو بیعت خلافت کرنے کا حکم دیا تھا، جریر یہ خط لیکر معاویہ کے پاس پہونچے، معاویہ نے جواب دینے میں تاخیر کی، ایک مدت تک کچھ جواب نہ دیا مقصود یہ تھا کہ جریر اپنی آنکھوں سے اہل شام کی مستعدی، خون عثمان کے معاوضہ لینے کا جوش دیکھیں اور اپنے کانوں سے خون عثمان کا اتہام علی پر اہل شام کی زبانوں سے سنیں۔

اہل شام کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت نعمان بن بشیر، امیر المومنین عثمان کا خون آلودہ قمیص اور اُن کی بیوی نائلہ کی انگلیاں لیکر ملک شام پہونچے اور معاویہ نے لوگوں کو اُبھارنے کی غرض سے قمیص کو ممبر پر رکھا اور اُس کے اوپر انگلیاں رکھیں، مسلمانان شام یہ دیکھ کر رو پڑے اور انھوں نے متفق ہو کر قسمیں کھائیں کہ جب تک خون عثمان کا معاوضہ نہ لیں گے اُس وقت تک ٹھنڈا پانی نہ پئیں گے سوائے غسل جنابت کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں گے، نرم بچھونے پر نہ سوئیں گے اور جو شخص اس معاوضہ لینے میں سدِ راہ ہوگا اس کو مار ڈالیں گے

جریر یہ ماجرا دیکھ کر واپس ہوئے امیر المومنین علی سے کل حالات بیان کئے، اشترؒ[1] نے امیر المومنین علی کو جریر کے بھیجنے پر نصیحت کی اور یہ کہا کہ جریر نے زیادہ دنوں تک شام میں اس غرض سے قیام کیا کہ اہل شام اپنا انتظام کرلیں جریر اس تقریر سے کشیدہ خاطر ہو کر قرقیسا اور وہاں سے معاویہ کی طلبی پر شام کو چلے گئے۔

بعض مورخوں نے لکھا ہے کہ شرجیل بن السمط الکندی کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو طلب کیا تھا عہد خلافت فاروق اعظم سے ان دونوں میں اتحاد کے مراسم تھے۔

عہد خلافت فاروقی میں شرجیل عراق میں سعد کے پاس بھیجے گئے، سعد نے ان کی آؤ بھگت کی اور اپنا ہمنشین و مقرب بنا لیا اشعث بن قیس کو شرجیل کا رسوخ ناگوار گذرا، کشیدگی پیدا ہوئی جب جریر عراق سے مدینہ آنے لگے تو اشعث نے جریر سے شرجیل کی شکایت کرنے کی ہدایت کی لیکن انھوں نے بوجہ مراسم اتحاد شرجیل کی شکایت نہ کی پس جب جریر، امیر المومنین علی کا خط لیکر معاویہ کے پاس آگئے تو شرجیل کی رائے سے معاویہ نے جواب تحریر کرنے میں تاخیر کی اور خون عثمان کے معاوضہ لینے پر آمادہ ہوئے بعد چندے جب پھر مدینہ سے جریر کے قرقیسا آنے کی خبر معلوم ہوئی تو شرجیل کی تحریک سے معاویہ نے

---

[1] اشتر نے جریر کے روانگی کی وقت کہا تھا "مجھے بھیجئے" جریر آپ کا ہوا خواہ نہیں ہے لیکن امیر المومنین علی نے کچھ خیال نہ کیا پس جب جریر شام سے واپس آیا تو اشتر نے کہنا شروع کیا اگر آپ مجھے بھیجتے تو میں معاویہ کو راضی کر کے بیعت لے لیتا۔ میں نے پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو نہ بھیجئے یہ لیجائیگا۔ اس کے جانے سے ایسا دروازہ کھل گیا جس کے کھلنے کی امید نہ تھی۔ جریر نے جواب دیا اگر تم جاتے تو تمکو معاویہ قتل کر ڈالتے کیونکہ تمکو وہ قاتلین عثمان میں شمار کرتے ہیں اشتر بولا اگر مجھے امیر المومنین اجازت دیتے تو میں تم جیسے آدمیوں کو قید کر دیتا تا آنکہ یہ معاملہ طے ہو جاتا۔ جریر اس تقریر سے رنجیدہ ہو کر قرقیسا چلے گئے اور معاویہ کو کل حالات لکھ بھیجے معاویہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا۔

جریر کو اپنے پاس بلا لیا۔

امیر المومنین علی کوفہ میں ابومسعود انصاری کو بجائے اپنے مقرر کرکے نخیلہ تشریف لے گئے ترتیب لشکر میں مصروف ہوئے عبداللہ بن عباس اہل بصرہ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے معاویہ کو اس کی خبر لگی وہ بھی آراستگی لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔

عمرو بن العاص نے معاویہ کو خط لکھا کہ اہل عراق میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے اُن کی اجتماعی صورت باقی نہیں ہے چونکہ واقعہ جمل میں اہل بصرہ کے نامی نامی سردار مارے گئے ہیں اس وجہ سے علی کی مخالفت پر تل گئے ہیں علی ایک قلیل گروہ لے کر نکلے ہیں" معاویہ نے ایک علم عمرو بن العاص کے لئے اور ایک ایک اُن کے لڑکوں عبداللہ اور محمد اور ان کے غلام وردان کے لئے روانہ کیا۔ اور سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوئے۔

امیر المومنین علی نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو بطور مقدمۃ الجیش معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد چار ہزار کی جمعیت سے شریح بن ہانی کو بھیجا اور خود نخیلہ سے کوچ کرکے مداین آئے یہاں معد بن مسعود ثقفی (عم مختار) کو اپنا نایب مقرر کیا اور معقل بن قیس کو بسرکردگی تین ہزار لشکر آگے بڑھنے کا حکم دیکر یہ ہدایت کی کہ موصل ہوتے ہوئے رقہ میں مجھ سے ملجانا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد امیر المومنین علی ؓ مداین سے روانہ ہو کر رقہ پہونچے اہل رقہ نے پل بنا دیا آپ مع لشکر عبور فرما گئے۔ فرات پر پہونچے تو زیاد اور شریح ملے ان کے پیچھے رہجانے کا یہ سبب ہوا کہ انھوں نے معاویہ کی روانگی کی خبر سنکر اس خیال سے کہ معاویہ سے ایسی حالت میں مقابلہ نہ ہو جائے کہ معاویہ اور علی میں دریا حایل ہو جائے ہیت کی طرف لوٹ گئے اور وہاں سے دریائے فرات عبور کرکے امیر المومنین علی سے آکر ملے۔ امیر المومنین علی نے اُن کو پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا جب یہ لوگ حدود روم میں پہونچے ابوالاعور السلمی امیر لشکر شام ملا زیاد اور شریح نے امیر المومنین علی کو مطلع کیا آپ نے اُشتر کو روانگی کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جس وقت تم زیاد اور شریح کے پاس

پہونچ جانا تو زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور تم خود پورے لشکر کی افسری کرنا لیکن خبردار جنگ کرنے میں تم پیش دستی نہ کرنا جب تک فریق مقابل حملہ نہ کرے ہرگز نہ لڑنا'' اشتر کے پہونچنے پر زیاد و شریح اشتر کے حکم سے میمنہ و میسرہ کے سردار ہوئے دونوں لشکر ایک دوسرے مقابل پڑا رہا دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی شام کے وقت ابوالاعور نے حملہ کر دیا تھوڑی دیر تک لڑائی لڑ کر علیحدہ ہو گئے دوسرے دن صبح ہوتے اشتر کی جانب سے ہاشم بن عتبہ المرقال اور لشکر شام سے ابوالاعور میدان میں آئے تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب فریقین واپس ہو رہے تھے کہ اشتر نے پھر حملہ کیا ابوالاعور نے بھی مراجعت کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ اشتر نے سنان بن مالک نخعی کو ابوالاعور کے پاس بھیجا اگر تم کو دعوائے مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکل کر میدان میں ہمارے مقابلہ پر آؤ۔ ابوالاعور نے جواب نہ دیا لڑائی جس صورت سے جاری ہوئی تھی اُسی کیفیت سے جاری رہی رات ہو گئی دونوں حریف کشت و خون سے رُک گئے۔ اگلے دن امیر المومنین علی بھی آ گئے اور اشتر کو معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن ان کے پہونچنے سے پہلے دریائے فرات پر معاویہ پہونچ گئے تھے اور قبضہ کر لیا تھا امیر المومنین علی کے لشکریوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے صعصعہ بن صوحان کی معرفت معاویہ سے کہلا بھیجا کہ ہم تم سے اس وقت تک نہ لڑتے جب تک تمہارے عذرات نہ سن لیتے مگر تمہارے لشکریوں نے پہونچتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ پھر بھی ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تم کو راہ حق کی دعوت دیں اور جب تک قطع حجت نہ کر لیں ہرگز لڑائی شروع نہ کریں تم نے فرات پر قبضہ کر کے پانی روک دیا ہے لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے تم اپنے ہمراہیوں کو حکم دیدو کہ جب تک امور متنازعہ کا فیصلہ نہ ہو اسوقت تک پانی لینے سے ہم کو نہ روکیں اور اگر تمہارا یہ مطلب ہو کہ جس غرض سے ہم آئے ہیں اُس کو چھوڑ کر پانی ہی پر لڑیں اور جو شخص غالب ہو وہ پانی اپنے صرف میں لائے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں'' معاویہ نے اپنے رفیقوں سے رائے طلب کی عمرو بن العاص نے پانی سے قبضہ اُٹھا لینے کی

رائے دی، ابن ابی سرح اور ولید بن عقبہ بولے" پانی سے قبضہ نہ اٹھایا جائے اور ان کو پانی نہ دیا جائے جس طرح ان لوگوں نے امیر المومنین عثمان کو پانی نہیں دیا اور حالت تشنگی میں شہید کیا ہے ویسا ہی ان لوگوں کو بھی پیاسا مارنا چاہیئے" صعصعہ اور ولید و ابن ابی سرح سے سختی کے ساتھ گفتگو ہونے لگی رفتہ رفتہ سب وشتم کی نوبت آگئی بالآخر ادھر صعصعہ نے واپس ہو کر اشتر سے کل ماجرا بیان کیا اور امیر المومنین علی کو اس سے مطلع کیا اُدھر معاویہ نے ابوالاعور السلمی کو حکم دیا کہ امیر المومنین علی کی فوج پانی نہ لینے پائے"، اشعث بن قیس چند سواروں کو لیکر پانی لینے گئے۔ لڑائی ہونے لگی معاویہ نے ابوالاعور کی مدد پر یزید بن اسد قسری (جد خالد بن عبداللہ) کو اور ان کے بعد عمرو بن العاص کو روانہ کیا امیر المومنین علی نے اشعث کی کمک پر شبث بن ربعی کو بعدہٗ اُشتر کو بھیجا، فریقین میں لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے تیر باری ہوتی رہی جب ترکش تیر سے خالی ہو چلے تو جنگ آوروں نے جھپٹ جھپٹ کر نیزہ کے وار شروع کر دئے جب نیزوں نے بھی جواب دیدیا تو فریقین ایک دوسرے سے گتھ گئے تلواریں چلنے لگیں ہمراہیان امیر المومنین نے اس تیزی سے حملے شروع کئے کہ لشکر شام کے پاؤں اُکھڑ گئے دریائے فرات سے ان کا قبضہ اُٹھ گیا اُشتر اور اُن کے ہمراہی پانی پر قابض ہو گئے۔ ان لوگوں کا بھی قصد ہوا کہ ہمراہیان معاویہ کو پانی نہ دیں لیکن امیر المومنین علی نے اس فعل سے باز رکھا۔

دو دن تک بلا جدال وقتال فریقین ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑے رہے تیسرے روز (پہلی ذی الحجہ ۳۶ھ) کو امیر المومنین علی نے ابو عمر بشیر بن عمرو بن محصن الصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی تمیمی کو معاویہ کے پاس بیعت واطاعت کا پیام لیکر بھیجا بشیر بن عمر نے بعد حمد وثنا کے نصیحتیں کیں اور خدا کی قسم دلا کر کہا کہ تفریق جماعت نہ کرو خونریزی سے باز آؤ، معاویہ نے قطع کلام کر کے کہا ہلا وصیت بذلك صاحبك

(کیا تم نے اپنے دوست (امیرالمومنین علی) کو بھی اس کی ہدایت کی ہے؟)

بشیر۔ وہ تمہاری طرح نہیں ہے وہ بوجہ سابق الاسلام اور رسول اللہ صلعم سے قریب ہونے کے امارت کا حق دار ہے۔

معاویہ۔ پھر تمہاری کیا رائے ہے۔

بشیر۔ جس راہ حق کی طرف تم کو وہ بلاتے ہیں اُس کو قبول کرو۔

معاویہ۔ اور کیا ہم خون عثمان کا مطالبہ نہ کریں؟ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

شبث۔ اے معاویہ! تم خون عثمان کو چند کمینوں، اوباش طبیعتوں کے ذریعہ سے طلب کرتے ہو ہم تمہارے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں۔ ہم کو معلوم ہے تم نے عثمان کی امداد میں اسی امر کے حاصل کرنے کے خیال سے تاخیر کی تھی۔ اللہ کا خوف کرو جس خیال کا تیرا دل پابند ہے اُس کو چھوڑ دے اور اس شخص سے جو امارت کا مستحق ہے جھگڑا نہ کر۔

معاویہ۔ ہم کو تمہاری شرافت کا حال معلوم ہے اے عرب کے کمینہ۔ ہمارے پاس سے ابھی چلا جا ہمارے اور تیرے درمیان تلوار ہے۔

شبث۔ کیا تو ہم کو تلوار سے ڈراتا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم بہت جلد تمہارے بدبخت سروں پر چمکتی ہوئی تلواریں دکھا دیں گے۔ معاویہ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ شبث مع اپنے ہمراہیوں کے اُٹھکر چلے آئے اور امیرالمومنین علی کو کل حالات سے آگاہ کیا فریقین میں پھر لڑائی چھڑ گئی ذی الحجہ کا پورا مہینہ لڑائیوں میں صرف ہوگیا ایک ایک دستہ فوج دونوں لشکروں سے نکلکر لڑتا تھا جنگ مغلوبہ کسی طرف سے شروع نہیں ہوئی خیال یہ تھا کہ اگر کل اہل عراق۔ اہل شام کے پورے لشکر سے لڑیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں فوجوں کا تقریباً کل حصہ تلف ہو جائے گا۔ ماہ محرم ۳۷ھ کے آجانے سے بہ امید صلح لڑائی بند ہوگئی مگر یہ زمانہ بھی منقضی ہوگیا اور صلح نہ ہوئی۔ امیرالمومنین علی نے دوبارہ عدی بن حاتم زید بن قیس الارحبی، شبث بن ربعی، زیاد ابن حفصہ کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ عدی نے

بعد حمد وثنا کے کہا "اے معاویہ امیر المومنین علی کی اطاعت قبول کر لو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری بیعت کرنے سے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کر دے اور واقعی تمہارے سوا کسی اور شخص نے بیعت سے انکار نہیں کیا۔ اے معاویہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سامنے وہی واقعہ پیش آئے جو اصحاب جمل کے آگے آیا تھا" معاویہ نے قطع کلام کر کے غصہ کے لہجے میں کہا "اے عدی تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ گویا لڑنے کو آئے ہو نہ کہ صلح کو۔ اے عدی تو نہیں جانتا میں حرب کا بیٹا اور صخر کا پوتا ہوں واللہ مجھے لڑائی سے مطلق ہراس نہیں اور میں جانتا ہوں کہ تو عثمان کے قاتلوں میں سے ہے مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں تجھے بھی قتل کرائے گا"

یزید بن قیس۔ ہم لوگ سفیر ہو کر آئے ہیں سوائے اس کے ہم کو اور کچھ حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیام ہم لیکر آئے ہیں تم سے کہہ دیں اور جو تم جواب دو اس کو امیر المومنین علی تک پہونچا دیں ہم تم سے بحث ومباحثہ نہیں کرتے آئے۔ لیکن اس امر کی ضرور کوشش کریں گے کہ تفریق جماعت نہ ہونے پائے آپس میں ربط واتحاد بڑھے (اس قدر کہہ کر) امیر المومنین علی کی فضیلت، تقویٰ اور زہد کی وجہ سے خلافت کا مستحق ہونا بیان کیا۔

معاویہ۔ (حمد وثنا کے بعد) جماعت کی بابت تم کیا کہتے ہو اور تم ہم کو اس کی طرف کیا بلاتی ہو۔ جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے۔ باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کر لیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کو اس کا مستحق نہیں سمجھتے کیونکہ اُنھوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اُس کے قاتلوں کو پناہ دی باوجود اس کے تم ہم کو اس کی اطاعت اور جماعت کی طرف بلاتے ہو، صلح اُس وقت ہو سکتی ہے جبکہ وہ عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دیں"

شبث بن ربعی۔ معاویہ! اللہ تجھے ہدایت دے کیا تو عمار کو قتل کریگا؟

معاویہ۔ مجھ کو کون چیز اُس کے قتل سے منع کرے گی واللہ اگر مجھے موقع ملا تو میں

عثمان کے غلاموں کے بدلے اُس کو مار ڈالونگا

شبث۔ قسم ہے اُس اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تو اس امر پر اسوقت تک قادر نہ ہوگا جب تک زمین تجھپر تنگ نہ ہوگی۔

معاویہ۔ اگر ایسا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اُس میں ضرور مبتلا کرے گا۔ شبث اور اس کے ہمراہی اس خشونت آمیز تقریر سے برانگیختہ ہو کر اُٹھ کر چلے آئے بعد اس کے معاویہ نے زیاد بن حفصہ کو تنہائی میں بلا کر امیر المومنین علی کی شکایت کی اور اُن کے قبیلہ سے مدد طلب کی اور یہ کہا کہ کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں میں جس کو پسند کرو گے میں اُس کا تم کو والی مقرر کروں گا۔ زیاد نے کہا "میں موید من اللہ ہوں میں گنہگاروں کا معین نہیں ہو سکتا اور نہ مجھے حکومت کی پرواہ ہے" اور اُٹھ کر چلے آئے۔ معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا "میں علی کے ہمراہیوں میں سے جس سے کچھ بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہے گویا اُن سبھوں کا دل ایک ہی ہے"۔

پھر معاویہ نے حبیب بن مسلمہ، شرحبیل بن السمط، معن بن زید بن الاخنس کو امیر المومنین علی کے پاس بھیجا۔ حبیب نے حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ عثمان، خلیفہ برحق تھے کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور اُس کے موافق حکم دیتے تھے اُس کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور اُس کی موت کو تم نے جلد بلا لیا بس تم نے اس کو قتل کر ڈالا اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو اُس کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دو اور مسلمانوں کی امارت چھوڑ دو وہ جس کو چاہیں گے متفق ہو کر امیر بنا لیں گے" امیر المومنین علی نے برہم ہو کر جواب دیا تو کون ہے؟ اور تجھکو امارت کی بابت ایسے کلام کرنے کا کیا حق ہے؟ خاموش ہو جا! تو ایسی تقریر کرنے کا مستحق نہیں ہے" جواب دیا" واللہ مجھے تم عنقریب ایسی حالت میں دیکھو گے جو تم کو ناگوار گذرے گا" امیر المومنین علی نے ارشاد کیا اللہ اللہ تیرا یہ دماغ؟ اللہ تجھے اس دن کے لئے زندہ نہ رکھے۔ جا! جو تیرے امکان میں ہو کر گزر" پھر امیر المومنین

علی نے ممبر پر چڑھکر حمد وثنا کے بعد رسول اللہ صلعم کے مبعوث ہونے اور خلافت شیخین اور اُن کے خصایل پسندیدہ کو بیان کر کے فرمایا چونکہ ہم نے اُن دونوں (یعنی ابوبکر وعمر) کو خلافت کے فرایض منصبی عمدگی سے ادا کرتے ہوئے دیکھا اگرچہ ہم اُن کی بہ نسبت رسول اللہ صلعم سے قریب تر تھے اس وجہ سے ہم نے اُن کی امارت میں کچھ دست اندازی نہ کی پھر لوگوں نے ان دونوں کے بعد عثمان کو خلیفہ کیا عوام الناس کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے بلوہ کر کے قتل کر ڈالا بعد اس کے لوگوں نے بخیال تفرقہ میرے ہاتھ پر بیعت کی درخواست کی میں نے قبول کر لیا۔ بیعت کے بعد دو شخصوں (طلحہ وزبیر) نے عہد شکنی کی اور تمہارے رفیق (معاویہ) نے میری مخالفت کی حالانکہ اُس کو میری طرح اسلام کی سبقت نصیب نہیں ہوئی مجھے تعجب ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس کے کیسے مطیع ہو گئے تم کو یہ سزاوار نہ تھا میں تم کو کتاب وسنت اور ارکان دین اور باطل کے مارنے اور حق کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں" معاویہ کے سفیروں نے کہا "کیا تم اُس کی شہادت دیتے ہو کہ عثمان مظلوم نہیں مارے گئے؟ امیر المومنین علی نے جواب دیا " میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم" اس پر وہ لوگ یہ کہکر کہ "جو شخص عثمان کو مظلوم نہیں کہتا ہم اُس سے بیزار ہیں،، اُٹھے اور اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے امیر المومنین علی نے اُن کے واپس ہوتے پر آیہ کریمہ انک لا تسمع الموتی فھم مسلمون تک پڑھکر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ لوگ گمراہی میں اُسی قدر برابر کوشش کرتے رہیں گے جس قدر تم لوگ طلب حق اور اطاعت رب میں سعی کرو گے۔

عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن قیس حرمزی بنو حرمز کے ساتھ امیر المومنین علی کے ہمراہ صفین میں تھا عدی اور عامر میں سرداری کی بابت جھگڑا ہو گیا بنو حرمز نسبتاً قبیلہ طے سے زیادہ تھے عبداللہ بن خلیفہ نے کہا کہ "حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں کوئی شخص نہ عدی سے افضل ہے اور نہ اس کے باپ حاتم سے، عدی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں وفد ہو کر گیا۔ بخیا

قادسیہ۔ مداین۔ جلولار۔ نہاوند و تستر میں اہل طے کا سردار تھا" امیر المومنین علی نے یہ سنکر لوگوں سے دریافت کیا لوگوں نے عدی کے قول کی تصدیق کی پس جناب موصوف نے طے اور حرمز کی سرداری عدی بن حاتم کو مرحمت فرمائی۔

ماہ محرم ۳۷ھ کے ختم ہونے پر امیر المومنین علی نے اعلان جنگ کیا رسالوں کو تیاری کا حکم دیا، عام طور سے ہدایت کی کہ جب تک حریف تم سے نہ لڑے تم لوگ ہرگز حملہ نہ کرنا اور جب انکو ہزیمت ہو تو بھاگنے والوں کا تعاقب اور قتل نہ کرنا، زخمیوں کا اسباب نہ چھیننا کسی کا ستر نہ کھولنا اور نہ مثلہ کرنا اور نہ کسی کے مال و اسباب کو لوٹنا اور نہ کسی عورت پر دست درازی کرنا اگرچہ وہ تم کو گالیاں دیں کیونکہ وہ ضعیف النفس والقوی ہیں۔ بعد اس کے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دی ان کے حق میں فتحیابی کی دعا کی، اشتر کو سواران کوفہ پر، سہیل بن حنیف کو سواران بصرہ پر، قیس بن سعد کو پیادہ فوج بصرہ پر، عمار بن یاسر کو پیادہ فوج کوفہ پر متعین فرمایا، ہاشم بن عتبہ کو پورے لشکر کا علم دیا اور مسعر بن فدکی کو قاریوں پر مامور کیا۔

معاویہ نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا۔ میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو، میسرہ پر حبیب بن مسلمہ کو مقدمہ پر ابوالاعور کو، سواران دمشق پر عمرو بن العاصی کو، پیدل فوج پر مسلم بن عقبہ المری کو مامور کیا اور پورے لشکر کی افسری ضحاک بن قیس کو دی۔ لشکر شام کے سپاہیوں نے مرجانے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اپنے کو عماموں سے باندھکر جنگ کرنے کو نکلے ان کی پانچ صفیں تھیں،

پہلی صفر ۳۷ھ سے لڑائی شروع ہوئی اس لڑائی میں لشکر کوفہ کی سرداری کا علم اشتر کے ہاتھ میں تھا اور اہل شام، حبیب بن مسلمہ کے علم کے نیچے تھے تمام دن لڑائی ہوتی رہی کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیادوں کو لیکر نکلا اہل شام کی طرف سے ابوالاعور السلمی ستے صف لشکر سے نکلکر مقابلہ کیا تمام دن کشت و خون کا بازار گرم رہا عصر کے قریب دونوں فریق میدان سے واپس ہوئے تیسرے روز عمار بن یاسر کا اور عمرو بن العاصی کا مقابلہ ہوا یہ لڑائی بہ نسبت جنگ ہائے سابقہ نہایت سخت و خونریز

تھی۔ آخر میں عمار نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا چوتھی لڑائی میں محمد بن الحنفیہ اور عبیداللہ بن فاروق اعظم کا سامنا ہوا دونوں حریف کے جنگ آور جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے شام ہوتے ہوتے عبیداللہ بن عمر نے صف لشکر سے نکلکر محمد بن الحنفیہ کو للکارا "مردانگی کا دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آؤ" محمد بن الحنفیہ جوش میں آکر نکلے لیکن امیر المومنین علی نے گھوڑا دوڑا کر واپس بلا لیا اِن کے واپس ہوتے ہی عبیداللہ بن عمر بھی لشکر شام لیکر لوٹ گئے پانچویں روز عبداللہ بن عباس اور ولید بن عقبہ سے لڑائی ٹھنی تمام دن تھی سے لڑائی جاری رہی آفتاب غروب ہونے کے قریب فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ کو واپس گئے۔ چھٹے روز اشتر اور حبیب اپنے اپنے رکاب کی فوج لیکر میدان جنگ میں آئے شام تک لڑتے رہے آخر کار رات نے دونوں فریق کو جنگ سے روک کر ہر ایک کو اُن کے لشکر گاہ کی طرف واپس کر دیا اسی شب میں امیر المومنین علی نے تمام لشکر کو جمع کر کے خطبہ دیا، صبح ہوتے مجموعی قوت سے حملہ کرنے اور تمام رات اللہ جلشانہ کی عبادت اور دعا کرنے اور قرآن شریف پڑھنے کی ہدایت کی، تمام رات لشکر میں تلاوت و عبادت و دعا ہوتی رہی۔ نماز فجر کی پڑھکر لشکریوں نے آلات حرب سنبھالے۔ زرہ، خود جس کے پاس جو سامان تھا زیب بدن کیا امیر المومنین علی نے بعد ترتیب لشکر ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے لشکر کے اسی دستہ فوج پر حملہ کرے جس میں اس کے قبیلہ والے ہوں اور اگر اتفاق سے اس کے قبیلہ والے لشکر شام میں نہ ہوں تو وہ عراقیوں پر (جو اس کے مقابل ہوں) حملہ آور ہو مثلاً بجیلہ کو لخم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

چہار شنبہ کو صبح ہوتے معاویہ نے لشکر شام لیکر حملہ کیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام ہونے کے بعد فریقین اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے پنجشنبہ کو اول وقت نماز فجر پڑھکر امیر المومنین علی نے لشکر مرتب کر کے لشکر شام پر حملہ کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن بدیل ابن ورقاء خزاعی میسرہ پر عبداللہ بن عباس مامور تھے، قاریوں کا گروہ۔ عمار، قیس بن سعد اور عبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا ہر قبیلہ کا لشکر اپنے اپنے پھریروں اور مورچوں پر مستعدی کے ساتھ موجود تھا،

امیر المومنین علی قلب لشکر میں مع سرداران کوفہ، بصرہ اور مدینہ رونق افروز تھے مدنی فوج میں اکثر انصار اور کچھ لوگ خزاعہ وکنانہ کے بھی تھے۔

معاویہ نے ایک پُر تکلف خیمہ استادہ کرایا تھا اور اُس میں بیٹھ کر لوگوں سے مرجانے پر بیعت لے رہے تھے۔ امیر المومنین علی کی طرف سے عبداللہ بن بدیل نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھا کر حبیب بن مسلمہ پر جو لشکر شام کے میسرہ کے افسر تھے حملہ کیا۔ دوپہر تک نہایت سرگرمی سے لڑتے رہے بعد ظہر عبداللہ بن بدیل نے اپنے ہمراہیوں کو جنگ پر اُبھار کر مجموعی قوت سے حملہ کیا، حبیب بن مسلمہ کے پاؤں اکھڑ گئے مجبور ہو کر معاویہ کے خیمہ کی طرف پسپا ہو کر لوٹے معاویہ نے اُن لوگوں کو حبیب بن مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا جنھوں نے موت پر بیعت کی تھی پس اس گروہ نے حبیب کے ساتھ ہو کر اس شدت کا حملہ کیا کہ میمنہ اہل عراق (ہمراہیان عبداللہ بن بدیل) کی ترتیب جاتی رہی۔ عبداللہ بن بدیل کے رکاب میں صرف تین یا دو سو سپاہی باقی رہ گئے باقی ہزیمت کھا کر امیر المومنین علی کے پاس جا پہونچے، آپ نے سہیل بن حنیف کو اہل مدینہ کا سرگروہ مقرر فرما کے عبداللہ بن بدیل کی مدد کو بھیجا۔ اہل شام کی لشکر سے ایک جم غفیر نے صف لشکر سے نکل کر سہیل بن حنیف کا آگا روکا اور اُنکو عبداللہ تک نہ پہونچنے دیا۔ لڑائی کا عنوان فریقین کے لئے خطرناک نظر آرہا تھا تھوڑی دیر کے بعد مضر کو جو امیر المومنین کے لشکر کے میسرہ میں تھے ہزیمت ہوئی ربیعہ کمال استقلال سے لڑتے رہے حسن، حسین اور محمد پسران امیر المومنین علی اپنے بزرگ باپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے میسرہ کی کمک کے خیال سے قدم بڑھایا احمر (خادم ابوسفیان) آپ کو تنہا بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے جھپٹا لیکن کیسان (امیر المومنین علی کا خادم) نے بڑھکر اُس پر وار کیا۔ دونوں میں تلواریں چلنے لگیں احمر نے کیسان کا کام تمام کر دیا۔ امیر المومنین علی نے لپک کر احمر کی زرہ پکڑلی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہاتھ اور بازو بیکار ہو گیا۔ لشکر شام نے امیر المومنین علی کو مصروف جنگ دیکھکر تیزی سے حرکت کی لیکن قبیلہ ربیعہ نے بڑھکر

روک لیا اس دار وگیر میں میدان جنگ سے اس قدر غبار اٹھا کہ کسی کا علم پہچانا نہیں جاتا تھا امیر المومنین علی نے دریافت فرمایا کہ کون قبیلہ لڑ رہا ہے اور کس کا علم ہے؟ کسی نے جواب دیا ربیعہ کا علم ہے! آپ نے فرمایا "نہیں بلکہ ان کا علم ہے جن کا آج اللہ تعالیٰ حافظ وناصر ہے" پھر آپ نے لشکریوں کو مخاطب کر کے استقلال اور جوانمردی سے لڑنے کی ہدایت کی سردار قبیلہ ربیعہ نے للکار کر کہا "دیکھنا دشمنوں کا زور زیادہ ہے اگر امیر المومنین علی کو کوئی صدمہ پہونچ گیا اور تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب میں کوئی بے عزت نہ ہوگا۔ لڑو! لڑو!! آگے بڑھو قدم پیچھے نہ پڑیں" اتنے میں اشتر، اہل میمنہ کی ہزیمت سے برداشتہ خاطر آہستہ آہستہ چلتا دکھائی دیا۔ امیر المومنین علی نے بلا کر کہا "جاؤ منہزم گروہ سے میرا یہ پیام کہو کہ تم لوگ اس موت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم حیات کے ذریعہ سے مجبور وعاجز نہ کر سکو گے اور یہ حیات تمہاری ہمیشہ باقی نہ رہے گی" اشتر نے یہ پیام بآواز بلند ادا کیا اور جوش میں آکر چلا اٹھا اذا الا شترانا الا شترفا قبلوا الی (میں اشتر ہوں میں اشتر ہوں میرے پاس آجاؤ) چنانچہ بعض سپاہی اشتر کے پاس لوٹ آئے پھر اشتر نے مذحج کو جنگ کے لئے پکارا مذحج نے بڑھ کر لشکر شام کے سب سے بڑے گروہ پر حملہ کیا، ہمدان کے نو سو جوان جو میمنہ میں تھے اور جس کے ایک سو آٹھ آدمی اور گیارہ نامی سردار معرکہ میں کام آگئے تھے میمنہ کی ہزیمت سے برداشتہ خاطر ہو کر میدان جنگ سے یہ کہتے ہوئے واپس جا رہے تھے "کاش! عرب میں ہمارا کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو موت پر بیعت کرتا اور مر کر یا نجات پا کر میدان جنگ سے واپس ہونے کا حلف لیتا، اشتر نے جواب دیا تم لوگ برداشتہ خاطر نہ ہو ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ جب تک فتح نہ حاصل کریں گے میدان جنگ سے نہ لوٹیں گے" اہل ہمدان اشتر کے ہمراہ ہو لئے، اشتر نے میمنہ اہل شام پر حملہ کیا اشتر کے حملہ کرتے ہی اور لوگوں نے بھی حملے شروع کر دئے لڑائی کا بازار جو چند لمحہ کے لئے ٹھنڈا ہو گیا تھا از سر نو پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا ابن عمرو معرب لشکر شام غیر مرتب ہو کر میدان سے بھاگ نکلا اشتر نے

ہزیمت یافتوں کو مار دھاڑ کرتے معاویہ تک پہونچا دیا اور ابن بدیل کے پاس لڑتے بھڑتے جا پہونچے جو معہ دو تین سو سپاہیوں کے اہل شام کے محاصرہ میں تھے پس جس وقت لشکر شام سامنے سے ہٹ گیا اور ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا فرط مسرت سے تکبیر کہہ اُٹھے امیر المومنین علی کو دریافت کیا جواب دیا گیا کہ اس وقت میسرہ میں ہیں اور جنگ کر رہے ہیں ابن بدیل نے آگے بڑھنے کا قصد کیا اشتر نے مخالفت کی لیکن ابن بدیل، اشتر کی مخالفت کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے ہمراہیوں کو لئے لڑتے بھڑتے معاویہ کی طرف بڑھے لشکر شام آگا رو کنے کو بڑھا ابن بدیل ان کو مارتے اور ان کے صفوں کو پھاڑتے معاویہ کے قریب پہونچ گئے شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ابن بدیل اور اُن کے ہمراہیوں میں سے اکثر آدمیوں کو مار ڈالا، باقی زخمی ہو کر لوٹے اہل شام نے تعاقب کیا اشتر نے ان کو بچانے اور بحفاظت امیر المومنین علی کے لشکر میں لانے کی غرض سے حرث بن جمہان جعفی کو بھیجا چنانچہ بقیۃ السیف بحفاظت تمام امیر المومنین علی کے لشکر میں آ گئے۔ بعد اس کے اشتر نے قبیلہ ہمدان اور دوسرے قبایل سے منتخب سپاہیوں کو لیکر اہل شام پر اس شدت کا حملہ کیا کہ اہل شام مجبور ہو کر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ اُن کی اس جماعت سے مل گئے جنھوں نے موت پر بیعت کی تھی اور عماموں سے معاویہ کے ارد گرد اپنے کو باندھ رکھا تھا، اشتر نے دوبارہ حملہ کر کے ان میں سے چار صفیں کاٹ ڈالیں۔ معاویہ نے گھبرا کر اپنا گھوڑا منگوایا سوار ہوئے عبداللہ بن ابی الحصین ازدی (جو عمار بن یاسر کے ہمراہیوں میں سے تھے) صف لشکر نکلکر رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے عقبہ بن حدید نمیری نے معہ اپنے بھائیوں کے آگے بڑھکر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ جب یہ سب مارے گئے تو شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح ڈکارتا ہوا میدان جنگ میں آیا ادہم بن محرز باہلی نے تلوار چلائی شمر بن ذی الجوشن نے وار خالی دیکر ادہم پر ایسا ہاتھ مارا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہوا۔ قیس بن مکشوح کے ہاتھ میں بجیلہ کا علم تھا جب لڑتے لڑتے یہ بھی کام آ گئے تو عبداللہ بن قلع احمسی نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے یہ بھی مارے گئے تب عفیف بن ایاس

نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور آخر جنگ تک انھیں کے ہاتھ میں علم رہا۔ امیر المومنین علی نے یہ دیکھکر کہ اہل میمنہ لڑتے بھڑتے پھر اپنے مورچہ پر آ گئے اور اپنے مقابلہ سے دشمنوں کو پسپا کر دیا اُن کی طرف تشریف لائے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے پہلے بھاگنے پر ملامت ونصیحت کی اور پھر لوٹ کر کمال مردانگی سے مقابلہ کرنے پر تعریف وتوصیف فرمائی اور دوبارہ کمر ہمت باندھکر جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ لڑائی کا بازار جو تھوڑی دیر کے لئے سرد ہو گیا تھا اور میدان کارزار میں چاروں طرف خموشی کا عالم چھایا ہوا تھا پھر گرم ہو گیا تلواروں اور نیزوں کی آوازوں اور بارباؔ تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤں سے میدان جنگ دوبارہ گونجنے لگا فریقین سے دلاوران نبرد آزما شوق جنگ میں بڑھ بڑھکر حملے کرنے لگے قبیلہ طے اور نخع امیر المومنین علی کے لشکر سے نکلکر شامیوں کی طرف بڑھا، اہل شام کے میمنہ سے حمیر نے جن کا سردار ذوالکلاع تھا اور جس میں عبید اللہ بن عمر بن خطاب بھی تھے ربیعہ پر جو میسرہ اہل عراق میں بسرگردہی ابن عباس تھے حملہ کیا ربیعہ نے ایسی مردانگی سے مقابلہ کیا کہ لشکر شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا عبید اللہ بن عمر نے للکارا " اے اہل شام انھیں لوگوں نے امیر المومنین عثمان کو قتل کیا ہے۔ ذرا اللہ کا خیال کرو اسی مردانگی پر امیر المومنین عثمان کے خون کا بدلہ لینے آئے تھے " لشکر شام کا دل ان پر جوش فقروں سے بھر آیا اور انھوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ خالد بن معمر معہ چند لوگوں کے بھاگ نکلا لیکن ربیعہ کا علم بردار اور حفاظ نہایت استقلال سے لڑتے رہے پھر منہزموں کو ربیعہ کے کسی شخص نے للکارا اور جنگ کی ترغیب دے کر میدان کی طرف واپس کیا اس عرصہ میں قبیلہ عبد القیس نے پہونچکر قبیلہ ربیعہ کی گئی ہوئی قوت کو سنبھال دیا عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ان کے حق میں نقصان رساں محسوس ہو رہا تھا موافق ہو گیا قبیلہ حمیر کو جان کے لالے پڑ گئے ذوالکلاع اور عبید اللہ بن عمر عین معرکہ میں محرز بن الصحصح کے ہاتھ مارے گئے۔ محرز نے ذوالکلاع کی تلوار ذوالوشاح لیلی تھی جو فاروق اعظم کی دی ہوئی تھی پھر جب معاویہ کو عراق کی حکومت بھی مسلم ہو گئی تو اس تلوار کو محرز سے لے لیا۔

اس جنگ کے بعد عمار بن یاسر صف لشکر سے یہ کہتے ہوئے نکلے" اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اس میں ہے کہ میں اپنے کو دریا میں پھینک دوں تو میں بے شک ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! تجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ تلوار کی دھار اپنے پیٹ پر رکھ لوں اور اس کو اس زور سے دباؤں کہ پشت سے نکل آئے تو میں بلاشبہ ایسا ہی کرتا۔ اے اللہ! آج میں ایسا کام کیا چاہتا ہوں کہ تو ان فاسقوں کی جنگ سے زیادہ اس سے راضی ہوگا" پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر آواز بلند سے کہا" کوئی شخص ایسا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو اور جو شخص اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے اس کو چاہیئے کہ وہ مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی امید نہ رکھے" عمار کی زبان سے یہ فقرے تمام ہونے ہی کو تھے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہو کر کہا اقصدوا بنا ھؤلاء الذین یطلبون بدم عثمان یخادعون بذالک عما فی نفوسھم من الباطل (ہمارے ساتھ ہو کر ان لوگوں پر حملہ کرو جو خون عثمان کے طالب ہیں اور اس ذریعہ سے اپنے دلی خواہشات باطلہ کے مکر کو پھیلاتے ہیں) چنانچہ عمار اس گروہ کو لیکر لشکر شام کی طرف چلے صفین کی وادیوں میں سے جس وادی پر گزرتے تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہو جاتے تھے، رفتہ رفتہ ہاشم بن عتبہ تک پہونچے (جن کے ہاتھ میں امیر المومنین علی کے لشکر کا علم تھا) ان کو بھی ترغیب جنگ دی، مستعد ہو گئے اور عمار کے ہمراہ ہو کر لشکر شام پر حملہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص تک پہونچ گئے عمار نے پکار کر کہا" اے عمرو! تف ہو تجھ پر تو نے اپنے دین کو مصر کے عوض فروخت کر ڈالا" عمرو بن العاص نے جواب دیا" نہیں! بلکہ میں خون عثمان کا معاوضہ طلب کرتا ہوں" عمار بولے" میں اپنے علم و یقین سے شہادت دیتا ہوں کہ تو اپنے ان فعلوں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں چاہتا ہے۔ مرنے کے بعد تجھکو اس کا حال ظاہر ہوگا تو نے آج ہی اس لشکر کے علم بردار سے نبرد آزمائی نہیں کی تین بار رسول اللہ صلعم کے ساتھ اس علم بردار سے لڑ چکا ہے اور آج

یہ چوتھا مرتبہ ہے کیا تجھے یہ یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے "عمار کو گروہ باغی مارے گا" عمرو بن العاص نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے امیر المومنین علی اور ان کے ساتھ قبایل ربیعہ، مضر اور ہمدان نے متفق ہو کر حملہ کیا جس سے لشکر شام کی صف الٹ گئی۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے امیر المومنین علی لشکر شام کو قتل کرتے اور ان کی جماعت کو منتشر کرتے معاویہ کے قریب پہونچ گئے اور جوش میں آکر للکار اٹھے اے معاویہ! ناحق لوگوں کی خونریزی سے کوئی فایدہ نہیں ہے آؤ ہم تم نپٹ لیں جو اپنے مقابل کو مارے وہی صاحب الامر (یعنی امیر) ہو" عمرو بن العاص نے معاویہ سے خطاب کر کے کہا یہ فیصلہ تو اچھا ہے، معاویہ نے جواب دیا "تم کیوں اس فیصلہ کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو، کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علی کے مقابلہ پر جو جاتا ہے اس کو وہ جانبر نہیں ہونے دیتے" دوران جنگ میں امیر المومنین علی کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا معاویہ نے ان کو رہا کر دیا ایسا ہی امیر المومنین علی نے معاویہ کے قیدیوں کے ساتھ معاملہ کیا۔

امیر المومنین علی لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالہ کی طرف گزرے دیکھا کہ وہ نہایت مردانگی اور ثابت قدمی سے لڑ رہا ہے آپ نے آواز بلند سے ارشاد کیا "کہاں ہیں مردان خدا جو آخرت کے خواہش میں اپنی جانوں کا خیال نہیں کرتے" مسلمانوں کا ایک گروہ لبیک کہکر حاضر ہو گیا آپ نے اپنے لڑکے محمد بن الحنفیہ کو ان پر افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ محمد بن الحنفیہ نے لڑ کر رسالہ کو پیچھے ہٹا دیا اور مورچہ پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ میں بہت سے آدمی فریقین کے کام آگئے از انجملہ عبداللہ بن کعب مرادی تھا اتفاق سے اسود بن قیس ان کی طرف ہو کر گزرا دیکھا کہ عبداللہ بن کعب خاک و خون پر لوٹ رہے ہیں گھوڑے سے اتر کے پاس آیا۔ عبداللہ نے آنکھیں کھولیں صاحب سلامت ہوئی دریافت کیا" امیر المومنین علی کہاں ہیں؟ اسود نے جواب دیا لڑ رہے ہیں! عبداللہ نے کہا "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر المومنین کے ہمراہ ہو کر لڑنے کی وصیت کرتا ہوں یہ کہکر بیہوش ہو گئے تھوڑی دیر کے

بعد ہوش آیا تو بولے" امیر المومنین علی کو میرا سلام پہونچانا اور میرے طرف سے کہدینا قاتل علی المعرکۃ حتی تجعلہا خلف ظہرک فانہ من اصبح غدا والمعرکۃ خلف ظہرہ فانہ العالی (ترجمہ) میدان جنگ میں اس قدر لڑو کہ میدان جنگ پس پشت ہوجائے پس بیشک جس شخص کی صبح اس حال سے ہوئی کہ میدان جنگ اس کے پس پشت رہا تو وہی فتحمند ہوگا) عبداللہ یہ کہکر انتقال کر گئے اسود نے یہ پیام امیر المومنین علی تک پہونچایا آپ نے سنکر ارشاد کیا اللہ تعالی اس پر رحم کرے زندگی میں ہمارے مخالفین سے لڑتا رہا اور مرنے کے بعد وصیت کر گیا۔

غرض تمام رات لڑائی ہوتی رہی۔ یہ رات جمعہ کی تھی۔ اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ تمام شب امیر المومنین علی صفوف لشکر میں چکر لگاتے اور سواروں و پیادوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور لڑائی جس عنوان سے جاری ہوئی تھی اسی طرح جاری رہی۔ اشتر بدستور میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے اور پورا لشکر ہر چہار طرف سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا اور یہ دن جمعہ کا تھا۔ دوپہر ڈھلے اشتر نے علم حیان بن ہوذہ نخعی کو سپرد کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سواروں کی طرف گیا اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی، ایک گروہ کثیر جان دینے اور لینے پر مستعد ہوگیا۔ چنانچہ اشتر ان کو لئے ہوئے اپنے مورچہ پر آیا اور نعرہ تکبیر مار کر ایک قوی حملہ کیا جس سے لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے اشتر مع اپنی رکاب کے فوج کے لڑتا ہوا شامیوں کی لشکر گاہ تک پہونچگیا ان کے علمبردار کو مار ڈالا۔ امیر المومنین علی نے اشتر کو فتحیاب ہوتے ہوئے دیکھکر پیہم مدد بھیجنا شروع کیا۔ عمرو بن العاص کو اشتر کے حملہ سے اضطراب پیدا ہوا اور اپنے ہمراہیوں کے کشت و خون سے ڈر کر معاویہ سے کہا "کیا دیکھتے ہو۔ تمہارے ہاتھ میدان نہ آئے گا لوگوں کو حکم دو کہ قرآن شریف کو نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں ھذا کتاب اللہ بیننا و بینکم (ہمارے تمہارے درمیان میں یہ قرآن شریف ہے) اگر اس کو وہ لوگ منظور کرلیں گے تو سردست لڑائی بند ہوجائے گی۔ کشت و خون سے نجات ملجائے گی۔ اور اگر اس سے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے بھی

ہم کو فایدہ پہونچے گا۔ چنانچہ مصاحف نیزوں پر اُٹھائے گئے۔ امیر المومنین کے ہمراہی بولے ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہیں امیر المومنین علی نے للکارا اے اللہ کے بندو! اپنے حق کے حاصل کرنے کو بڑھو اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں تامل نہ کرو کیونکہ معاویہ، ابن ابی معیط، حبیب، ابن ابی سرح اور ضحاک، نہ دیندار ہیں اور نہ عامل بالقرآن اور نہ صاحب ایمان، ہم ان کی حالت سے بخوبی واقف ہیں ہم اور یہ لڑکپن سے بڑے ہونے کے بعد تک ایک ہی صحبت میں رہے ہیں لڑکپن میں یہ لوگ نہایت شریر لڑکوں سے تھے اور سن شعور پر پہونچکر بھی بجا شریر آدمیوں سے ہوئے افسوس ہے۔ تم کو یہ سمجھ نہیں پڑتا۔ یہ لوگ قرآن شریف کو براہ مکر و فریب درمیاں میں لائے ہیں لوگوں نے کہا" یہ ناممکن ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائیں اور اس کو منظور نہ کریں" امیر المومنین علی نے ارشاد کیا" ہم ان لوگوں سے اسی لئے لڑتے ہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں کیونکہ انھوں نے اُس کو پس پشت ڈالدیا ہے" مسعر بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی مع اُن لوگوں کے جو بعد کو فرقہ خارجی میں داخل ہوگیا تھا بولا" اے علی! کتاب اللہ کو قبول و منظور کرو ورنہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ابن عفان کے ساتھ ہم نے کیا تھا" امیر المومنین علی نے فرمایا" اگر تم میرے مطیع ہو تو برابر لڑتے رہو اور اگر باغی ہوا چاہتے ہو تو جو تمہارے سمجھ میں آئے کرو" مسعر وغیرہ نے جواب دیا" آپ اشتر کو بلوا لیجئے اور اُس کو لڑائی سے روک دیجئے" امیر المومنین علی نے یزید بن ہانی کو اشتر کے بلانے کو بھیجا اشتر نے کہلا بھیجا" یہ وقت میری طلبی کا نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں معرکۂ جنگ سے ہٹایا جاؤں مجھے قوی اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عنایت فرمائے گا" یزید نے جوں ہی یہ پیام پہونچایا مسعر کے ہمراہیوں نے شور و غل مچانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ بیشک تم ہی نے اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے بہتر ہے کہ اُس کو جلد واپس بلاؤ ورنہ ہم تم کو معزول کر دیں گے"۔ امیر المومنین علی نے یزید کو جھڑک کر کہا" جا۔ اشتر سے کہہ دے کہ جہانتک جلد ممکن ہو میرے پاس آجے کیونکہ فساد کا دروازہ کھلا چاہتا ہے" اشتر نے دریافت کیا، کیا قرآن شریف کے اٹھانے سے؟

یزید نے جواب دیا ہاں اشتر بولا " مجھے اس کا خیال پہلے ہی ہوا تھا کہ لوگوں میں اختلاف پڑ جائیگا اور اتفاق و اتحاد کا خاتمہ ہو جائے گا میں کسی طرح جنگ چھوڑ کر واپس چلوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے فتح حاصل ہوا چاہتی ہے" یزید نے کہا " کیا تم یہ دوست رکھتے ہو کہ تم تو فتحیاب ہو اور اور امیر المومنین علی دشمنوں کے حوالہ ہو جائیں یا شہید کر ڈالے جائیں اشتر یہ سنتے ہی مسعر وغیرہ کے پاس چلے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا " اے اہل عراق! بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں پر غالب کیا اس وقت تم لوگ اہل شام کے فریب میں آ گئے تم لوگ مجھے دو چار گھنٹوں کی مہلت دو مجھے اپنی کامیابی کا یقین کامل ہے، ان لوگوں نے مہلت نہ دی اشتر نے دوبارہ مہلت طلب کی اس پر ان لوگوں نے جھلا کر کہا " اے اشتر کیا تو ہم کو اپنے ساتھ جنگ کرنے کو بلاتا ہے"؟ اشتر نے جواب دیا " افسوس تم کو ان لوگوں نے فریب دیا اور تم ان کے دام مکر میں آ گئے، اس فقرہ سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہو گئی ایک دوسرے کو سخت وسست کلمات کہنے لگا رفتہ رفتہ سب وشتم کی نوبت آ گئی عجب نہ تھا کہ باہم جنگ چھڑ جاتی لیکن امیر المومنین کے ڈانٹنے سے شور و غل فرو ہو گیا۔

تقرر حکمین

اب اس وقت لڑائی بند ہو گئی تھی چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا سوائے آہ وزاری کے نہ تو ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی اور نہ للکارنے اور رجز کی صدا کانوں تک پہونچتی تھی۔ اتنے میں اشعث بن قیس نے بڑھ کر عرض کی " امیر المومنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے جس کی طرف بلائے گئے (یعنی قرآن کو انھوں نے حکم مان لیا) اگر آپ اجازت دیجئے تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور ان سے ان کے منشا دلی کو دریافت کروں " آپ نے اجازت دی۔ اشعث معاویہ کے پاس پہونچے دریافت کیا " تم نے کس غرض سے قرآن شریف کو اٹھایا؟ جواب دیا تاکہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کرو اور ہم اپنی طرف سے۔ اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں اس پر ہم اور تم دونوں

راضی ہو جائیں۔ اشعث معاویہ کے پاس سے اُٹھے۔ امیر المومنین علی کی خدمت میں آئے اور معاویہ کا پیام پہونچایا۔ حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور اس فیصلہ کو قبول کرتے ہیں۔ اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاصی کو منتخب کیا۔ اشعث اور اُن لوگوں نے جو بعد کو خارجی ہو گئے تھے ابو موسیٰ اشعری کو انتخاب کیا امیر المومنین علی نے ارشاد کیا "میں اس انتخاب سے راضی نہیں ہوں۔ اشعث، زید بن الحصین، مسعر بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے "ہم تو انھیں کو انتخاب کرتے ہیں دوسرے کو اپنی طرف سے ہم حکم نہ بنائیں گے۔ امیر المومنین علی نے جواب دیا میں اسکو ثقہ نہیں سمجھتا اُسنے میری رفاقت ترک کر دی لوگوں کو میرے ساتھ واقعہ جمل میں جانیسے روکا مجھ سے متنفر ہو کر بھاگا۔ پھر بھی میں نے ایک ماہ کے بعد اُسے امن دی۔ میں اسکو حکم ہرگز نہ بناؤنگا۔ البتہ ابن عباس کو میں اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں۔ اشعث اور اسکے ہمراہی کہنے لگے ابن عباس تمھارے عزیز ہیں ہم انکو حکم نہ بنائینگے ہم ایسے شخص کو حکم مقرر کیا چاہتے ہیں جسکا تعلق تمھارے اور معاویہ کے ساتھ یکساں ہو۔ امیر المومنین بولے اچھا اُشتر تو میرا عزیز نہیں ہے، اشعث نے کہا کیا اشتر کے سوا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہیں ملتا۔ امیر المومنین نے جواب دیا۔ پھر کیا سوائے ابو موسیٰ کے اور کسی کو حکم نہ بناؤ گے۔ اشعث اور انکے ہمراہی کہنے لگے ہمیں اسکو رسول اللہ صلعم کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور اُشتر اس سے محروم ہے۔ امیر المومنین علی ان مباحث سے تنگ ہو گئے۔ مجبور ہو کر ارشاد کیا۔ اچھا جو چاہو اور جو تمھاری سمجھ میں آئے کرو الغرض حاضرین نے ابو موسیٰ کو بلایا ابو موسیٰ نے اسوقت لڑائی موقوف کر دی تھی لوگوں نے اُنسے کہا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی ابو موسیٰ بولے الحمد للہ پھر کہا گیا کہ تم حکم مقرر کئے گئے اسپر ابو موسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور لشکر کی طرف آئے۔ احنف بن قیس نے امیر المومنین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھکو بھی ابو موسیٰ کے ساتھ حکم بنائیے لیکن لوگوں نے اس سے مخالفت کی امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضؓ کے لشکر میں

یہ قصہ پیش ہی تھا کہ عمرو بن العاصی امیر المومنین علی کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے کاتب نے بسم اللہ کے بعد لکھا۔ ھذا ما تقاضی علیہ امیر المومنین۔ عمرو بن العاصی نے جھٹ قلم پکڑ لی کہنے لگا یہ ہمارے امیر نہیں ہیں تمہارے امیر ہوں تو ہوں۔

احنف اس لفظ کو محو نہ کرو مجھے اسکے محو کرنے سے بدفالی کا خیال ہوتا ہے۔

اشعث امیر المومنین کا لفظ ضرور محو کر دو۔

امیر المومنین۔ اللہ اکبر صلح حدیبیہ میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ کفار نے رسول اللہ صلعم کے اسم مبارک کیساتھ رسول اللہ کو نہیں لکھنے دیا تھا۔ کیوں عمرو بن العاصی اس واقعہ میں تم بھی ایسا ہی چاہتے ہو۔

عمرو بن العاصی۔ سبحان اللہ آپ کفار سے ہماری تشبیہ دیتے ہیں حالانکہ ہم لوگ مومن ہیں۔

امیر المومنین۔ اے ابن النابغہ تو کب فاسقین کا ولی اور مومنین کا دشمن نہ تھا۔

عمرو بن العاصی۔ خدا کرے آج کے بعد پھر تمہاری صورت دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔

امیر المومنین۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالے میری مجلس تجھسے اور تجھ ایسے لوگوں سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو بن العاصی یہ سنکر خاموش ہو گیا اور کاتب نے لکھنا شروع کیا

ھذا ما تقاضی علی ابن ابیطالب ومعاویۃ بن ابی سفیان۔ قاضی علی علی اھل الکوفۃ ومن معھم ومعاویۃ علی اھل شام ومن معھم اننا ننزل عند حکم اللہ وکتابہ وان لا یجمع بیننا غیرہ وان کتاب اللہ بیننا من فاتحتہ الی خاتمتہ نحیی ما احیا ونمیت

یہ وہ تحریر ہے جسکو علی ابن ابیطالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے علی نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی طرف سے جو ان کے ہمراہ تھے حکم مقرر کیا اور معاویہ نے اہل شام اور ان لوگوں کیجانب سے جو اُن کے ہمراہ ہیں حکم مقرر کیا بیشک ہم لوگ اللہ تعالے کے حکم اور اسکی کتاب کو منحصر علیہ قرار دیتے ہیں اور اس امر کا اقرار

مااماتا فما وجد الحکمان فی کتاب اللہ وھما ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس و عمرو بن العاصی عملا بہ ومالم یجداہ فی کتاب اللہ فالسنۃ العادلۃ الجامعۃ غیر المفرقۃ۔

...... اقرار کرتے ہیں کہ سوائے انکے دوسرے کو کوئی دخل نہوگا اور قرآن مجید شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان میں ہے ہم زندہ کرینگے اسکو جسکو اُسنے زندہ کیا اور مارینگے اسکو جسکو اس نے مارا ہے بس جو کچھ حکمین کتاب اللہ میں پائیں اسپر عمل کریں اور وہ حکم ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاصی ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں تو سنت عادلہ جامعہ غیر مختلف فیہا پر عمل کریں

حکمین نے بعد تحریر اقرارنامہ امیر المومنین علی، امیر معاویہ بن ابی سفیان[1] اور اُنکے لشکریوں سے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو ان کے جانوں اور اہل و عیال کا امن دیا جائے اور امت مرحومہ پر یہ فرض ہے کہ جو فیصلہ کریں اسکے نفاذ پر اعانت و مدد کرے اور حکمین پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھکر حق حق موافق کتاب اللہ کے فیصلہ کریں اور امت مرحومہ کو لڑائی و فساد اور تفرقہ میں نہ ڈالیں اگرچہ میعاد منفصلہ کی رمضان تک ہے لیکن حکمین کو اختیار ہے کہ اسکے بعد جب چاہیں منفصلہ کریں اور مقام فیصلہ ایسا ہو جو کہ مابین اہل کوفہ و اہل شام کے نصف پر واقع ہو ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سر برآوردہ لوگوں نے دستخطیں کیں لیکن اشتر نے دستخط کرنے سے انکار کیا اشعث مصر ہوئے

[1] امیر المومنین علی کی طرف سے اشعث بن قیس، سعد بن قیس ہمدانی، ورقا بن سمی البجلی، عبداللہ ابن فحل العجلی، حجر بن عدی کندی، عبداللہ بن الطفیل عامری، عقبہ بن زیاد حضرمی، یزید بن حجیہ تمیمی، مالک بن کعب ہمدانی، اور معاویہ کیطرف سے ابو الاعور، حبیب بن سلمہ، زمل ابن عمرو عذری، حمزہ بن مالک ہمدانی، عبدالرحمان بن خالد مخزومی، سبیع بن یزید انصاری، عتبہ بن ابی سفیان اور یزید بن الحر عبسی نے اقرارنامہ پر دستخط کیا تھا۔

اشتر نے سختی سے جواب دینا شروع کیا دونوں آدمیوں میں سخت و سُست گفتگو ہونے لگی۔ یہ وثیقہ تیرہویں صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اور یہ رائے قرار پائی کہ امیر المومنین علی مقام دومۃ الجندل یا اذرح میں حکمین کے پاس وقت فیصلہ ماہ رمضان میں موجود رہیں۔ بعد تحریر اس وثیقہ کے چند لوگ امیر المومنین علی کے پاس آئے اور ان کو جنگ کرنے کی رائے دی آپ نے فرمایا صلح کے بعد جنگ کرنا اور اقرار کرنے کے بعد پھر جانا مناسب نہیں ہے۔ لوگ یہ جواب سنکر خاموش ہو گئے فریقین صفین سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے۔ امیر المومنین علی صفین سے مع اپنے لشکر کے کوفہ کو روانہ ہوئے حروریہ نے واپسی سے اختلاف کیا۔ تقرر حکمین سے بیزاری ظاہر کی اور امیر المومنین علی سے علیحدہ ہو کر دوسری راہ کو اختیار کیا اثنار راہ میں امیر المومنین علی کو خباب بن الارت کی قبر پر نظر پڑی آپ نے دریافت فرمایا کسکی قبر ہے؟ کسی نے جواب دیا خباب بن الارت کی قبر ہے جنکا آپ کی روانگی کے بعد انتقال ہوا۔ امیر المومنین علی یہ سنکر ٹھہر گئے اور انکے حق میں دعا کی بعد ازاں روانہ ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے ایک مکان سے رونے کی آواز سنائی دی استفسار سے معلوم ہوا کہ مقتولین کے ورثا رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر رحم کرے میں شہادت دیتا ہوں کہ جو لوگ میرے ساتھ کے صفین میں کام آئے شہید ہوئے۔ غرض لوگوں کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے قصر خلافت میں داخل ہوئے۔

خوارج آپ سے علیحدہ ہو کر حروراء کیطرف آئے جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو اور وہیں بارہ ہزار کی جمعیت سے قیام کیا امیر جنگ شبث بن ربعی التمیمی اور عبداللہ بن الکوا الیشکری امام نماز مقرر کیا گیا پھر منادی نے ندا کی کہ بیعت اللہ عزوجل کی ہے نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچانا ہمارا فرض ہے بعد فتح کے شوریٰ سے کل کام انجام دیا جائیگا شیعان امیر المومنین علی نے کہا کہ ہماری گردنوں میں امیر المومنین علی کی بیعت ہے جسکے وہ دوست ہونگے ہم بھی اُسکے دوست ہیں جسکے وہ مخالف ہونگے ہم بھی اسکی مخالفت کریں گے۔ خوارج بولے کیا خوب! تم لوگوں نے علی کی بیعت کی جس سے یہ تم پر فرض ہو گیا کہ جسکے وہ دوست ہوں تم بھی اسکے دوست ہو اور جس کے وہ

دشمن ہوں تم بھی اسکی دشمنی کرو اور اہل شام نے جسکو دوست رکھا اسکی بیعت کی اور علی کی بیعت کو نکروہ جانا پس ہمارے نزدیک تم دونوں حق سے منزلوں دور ہو۔ زیاد بن النضر نے جواب دیا واللہ ہم نے علی کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم پر کی ہے لیکن جب تم لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو شیعیان امیر المومنین علی نے کہنا شروع کیا جسکے وہ دوست ہیں ہم بھی اسکے دوست ہیں اور جس کے وہ مخالف ہیں ہم بھی اسکے مخالف ہیں اور در حقیقت ہمارا اعتقاد یہی ہے اور یہ حق اور راست ہے اور جو اسکا مخالف ہے وہ خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالا ہے بعد اسکے امیر المومنین علی نے عبد اللہ بن عباس کو خوارج کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کردی کہ جب تک میں نہ آؤں اُسوقت تک اعتراضات کے جوابات دینے میں عجلت نہ کرنا لیکن عبد اللہ بن عباس جسوقت خوارج کے پاس پہونچے اور خوارج نے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کئے عبد اللہ بن عباس سے صبر نہ ہو سکا بول پڑے تم لوگ تقرر حکم پر کیوں حرف گیری کرتے ہو اللہ جل شانہ نے جب کہ تقرر حکم کا زوجین (بیوی و میاں) میں بحالت منازعت حکم دیا ہے تو امت مرحومہ کے نزاعات میں حکم مقرر کرنا بہت زیادہ مناسب ہے۔ خوارج نے جواب دیا جس چیز میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کو اختیار دیا ہے اسمیں وہ مختار ہیں اور جسکا حکم اسنے خود صادر فرمایا ہے اسمیں بندوں کو چون وچرا کرنے کا مطلق اختیار نہیں ہے اور نہ اپنی قیاس ورائے کو کچھ دخل ہے۔ مسئلہ مبحوث عنہ میں رائے وقیاس کو کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے جیسا کہ زانی اور چور کی سزائیں مقرر کردی ہیں اسمیں کسیکو کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے۔ ابن عباس بولے اللہ تعالٰی فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم تم میں ہر جو صاحب عدل ہوں وہ حکم بنائے جائیں خوارج نے جواباً کہا کیا خوب! یہ حکم تو صید و زوجین کا ہے مسلمانوں کا خون اسمیں داخل نہیں ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاصی سے ہم لوگ لڑ رہے تھے۔ پس اگر وہ عادل ہے تو اس سے لڑائی کیوں کیگئی اور اگر عادل نہیں ہے تو اسکا حکم بنانا کیا معنی اور اسکا فیصلہ کیسے حق پر مبنی ہو سکتا ہے۔ تم نے معاویہ اور

انکے ہمراہیوں کے بابتہ آدمیوں کو حکم مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسکے بابتہ حکم صادر فرمایا کہ
کہ اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع کرے تم نے اس سے عہد و پیمان
کر لیا اور لطف یہ ہے کہ لکھا پڑھی بھی ہو گئی اور اللہ جل شانہ نے مسلمانوں اور اہل حرب
سے بعد نزول سورہ برات اس سلسلہ کو منقطع کر دیا ہے یہ باتیں ہنوز تمام نہ ہوئی تھیں کہ امیر المومنین
علی نے یہ دریافت کر کے کہ خوارج پر یزید بن قیس کا زیادہ اثر ہے اسکے خیمہ میں آئے دو
رکعت نماز پڑھی بعد ازاں یزید بن قیس کو اصفہان و رے کی حکومت سپرد کر کے اس جلسہ
کی طرف تشریف لائے جہاں پر خوارج اور ابن عباس سے بحث و مناظرہ ہو رہا تھا آپ
نے خوارج سے خطاب کر کے ارشاد کیا۔ تمہارا مشیر اور سردار کون ہے خوارج نے جواب دیا
ابن الکواء! آپ نے فرمایا بیعت کر کے پھر اس سے خروج کرنے کا کیا سبب ہے خوارج نے
کہا۔ جنگ میں تمہارے بیجا تحکم کی وجہ سے۔ آپ نے کہا کہ میں تمکو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر
کہتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری رائے نہ تھی بلکہ تمہاری رائے تھی۔ بایں ہمہ میں نے
حکمین سے یہ عہد لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کرینگے۔ پس اگر ان لوگوں
نے ایسا ہی کیا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر مخالفت کی تو ہم اسکے پابند نہ ہوں گے
اور ہم انکے فیصلہ سے بری اور بیزار ہیں خوارج بولے کیوں صاحب مسلمانوں کی خونریزی
میں حکم مقرر کرنے کے کیا معنی اور اسمیں حکم مقرر کرنا عدل ہے۔ امیر المومنین نے جواب دیا ہم
نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے مگر یہ کہ وہ بولتا نہیں ہے۔ بولنے
والا آدمی ہی ہیں اسپر خوارج نے مدت مقرر کرنے کا اعتراض پیش کیا۔ امیر المومنین نے ارشاد
کیا اس وجہ سے کہ شاید اللہ تعالیٰ زمانہ صلح میں امت مرحومہ کا اختلاف باہمی دفع کر دے
خوارج کے دلکو اس تقریر سے ایک گونہ تسکین ہو گئی اور انھوں نے امیر المومنین علی کی رائے
سر دست پسند کر لی۔ آپ نے پھر اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو شہر میں قیام کرو چھ مہینہ تک
ٹھہرے رہنا جب مال و اسباب مجتمع اور زیجیر اموٹا ہو جائیگا تو پھر اپنے دشمنوں کی طرف

خروج کریں گے چنانچہ سب کے سب امیر المومنین علی کیساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

اجتماع حکمین اور فیصلہ

جس وقت میعاد مقررہ قریب اختتام پہونچی اور حکمین کے مجتمع ہونے کا زمانہ آیا تو امیر المومنین علی نے ابو موسیٰ اشعری کو چار سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا شریح بن ہانی الحارثی کو ان کی سرداری پر اور عبداللہ بن عباس کو امامت پر مامور فرمایا روانگی کے وقت شریح بن ہانی سے ارشاد کیا کہ عمرو بن العاصی سے میری طرف سے کہدینا کہ راستی اختیار کرو ایک دن تم کو مرنا ہے اور احکم الحاکمین کے روبرو جانا ہے پس جب شریح نے عمرو بن العاصی کو امیر المومنین کا پیام پہونچایا تو عمرو بن العاصی غصہ سے سُرخ ہو کر بولا تم کو مجھے مشورہ دینے کا کیا حق ہے شریح نے جواب دیا تجھکو کون امر سید المسلمین امیر المومنین کی نصیحت قبول کرنے سے روک رہا ہے عمرو بن العاصی نے اسکا جواب درشتی سے دیا اور انکی نصیحتوں پر مطلق توجہ نہ کی اور اپنی رائے پر عمل کیا۔ معاویہ نے بھی چار سو شامیوں کی جمعیت سے عمرو بن العاصی کو روانہ کیا تھا۔ حکمین نے اپنے ہمراہیوں کے مقام اذرح (مضافات دومۃ الجندل) میں قیام اختیار کیا عمرو بن العاصی کے ہمراہی ہمراہیان ابن عباس سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار تھے جب کبھی معاویہ کا کوئی خط آتا تھا تو عمرو بن العاصی اسکے مضامین کو دریافت نہ کرتے تھے لیکن اہل عراق ابن عباس سے امیر المومنین علی کے خطوط کے مضامین کو پوچھتے اور بایں ہمہ انکو اخفائے مضامین کیساتھ متہم بھی کرتے تھے حکمین کیساتھ مجلس حکم میں عبداللہ بن عمر عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن زبیر عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام عبدالرحمٰن بن عبد یغوث زہری، ابو جہیم بن حذیفہ عدوی۔ مغیرہ بن شعبہ سعد بن ابی وقاص[1] موجود تھے عمرو بن العاصی نے کہا اے ابو موسیٰ تم جانتے ہو کہ عثمان ظلماً شہید کئے گئے ہیں اور معاویہ انکے یک جدی ولی اور وارث ہیں۔ ابو موسیٰ نے کہا ہاں پھر عمرو بن العاصی بولے بس

---

[1] مورخین نے سعد بن ابی وقاص کی حاضری میں اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص مجلس حکم میں آئے تھے اور وہیں سے احرام باندھ کر چلے گئے تھے۔ منہ رحمۃ اللہ علیہ

کون امر تم کو اُن کی خلافت سے روکتا ہے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہیں جیسا کہ تم جانتے ہو اگرچہ سابق الاسلام نہیں ہیں لیکن ان میں سیاست اور ملک داری کا مادہ بہت بڑا ہے اور وہ ام المومنین ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں اس سے زیادہ قریب قرابت اور کیا ہو سکتی ہے اور مدتوں رسول اللہ صلعم کے کاتب رہے ہیں اور شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے ہیں۔ اسقدر کہنے کے بعد کہا اگر تم میری رائے سے موافقت کرو گے اور معاویہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کرو گے تو جس شہر کی حکومت تم پسند کرو گے فوراً دیجائے گی۔

ابو موسیٰ اے عمرو! اللہ سے ڈرو اور یہ جان رکھو کہ امارت خلافت اسیاست و ملک داری کی وجہ سے نہیں دیجاتی اگر ایسا ہوتا تو آل ابرہہ بن الصباح زیادہ اسکے مستحق تھے بلکہ دینداری، تقویٰ، ایمانداری کے لحاظ سے امیر و خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اگر شرافت قریش کا پاس کیا جائے تو بھی علی بن ابیطالب اسکے زیادہ مستحق ہیں باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ چونکہ معاویہ خون عثمان کے طالب ہیں اسوجہ سے انکو امارت دیجائے تو میں اسکو بھی نہیں پسند کرتا کہ مہاجرین سابقین اسلام کو چھوڑ کر امارت معاویہ کو دیجائے اور تمہارا یہ کہنا کہ اگر معاویہ کو امیر بناؤ گے تو تم کو حکومت دیجائیگی تو اسکی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ واللہ اگر معاویہ مجھکو اپنی کل حکومت و سلطنت دینے کہیں تو بھی میں ہرگز اسکو امیر و خلیفہ نہ بناؤنگا اور میں اللہ تعالےٰ کے کاموں میں رشوت نہیں لیتا۔ بہتر ہوگا کہ عبداللہ بن عمر کو حاکم بناؤ۔

عمرو بن العاصی۔ تمکو میرے لڑکے کے والی مقرر کرنے میں کیا عذر ہے؟ تم اس کی حالت و صلاحیت و فضیلت سے بخوبی واقف ہو۔

ابو موسیٰ تمہارا لڑکا ضرور نیک اور سچا تھا لیکن تم نے اسکو بھی تو اس فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے

عمرو بن العاصی۔ یہ کام تو ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہیئے کہ جس کے دانت ہوں جس سے وہ

کھاتا پیتا ہو"

ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی، عبداللہ بن عمر خاموش، سکوت کے عالم میں آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ عبداللہ ابن الزبیر ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابن الزبیر نشار گفتگو سمجھ گئے عبداللہ بن عمر کو ذرا چونکا دیا، ابن عمر چلا اٹھے واللہ میں اس معاملہ میں رشوت ہرگز نہ لوں گا" ابو موسیٰ نے کہا" اے ابن العاص! عرب نے بعد جدال وقتال اپنی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اس کو پھر فتنہ میں نہ ڈالو۔

عمرو بن العاص۔ تم پہلے اپنی رائے ظاہر کرو تمہارا کیا مقصد ہے؟

ابو موسیٰ۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ان دونوں شخصوں کو ہم لوگ معزول کر دیں اور اس کام کو عام مسلمانوں کے سپرد کر دیں جن کو وہ چاہیں مشورہ کر کے امیر مقرر کریں" عمرو بن العاص یہ سنکر اچھل پڑے، بہت خوشی سے اس رائے کو پسند کیا، دونوں آدمی ایک ساتھ باہر آئے ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو موجود تھا عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ سے کہا چونکہ آپ کو رسول اللہ صلعم کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور مجھ سے آپ سن رسیدہ ہیں مناسب ہوگا کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر اس امر کو بیان فرما دیجئے جس پر ہم نے اور آپ نے اتفاق کیا ہے" ابو موسیٰ بیچارے دنیا کے جھکے پنجے سے واقف نہ تھے سادگی کے ساتھ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا" ہم لوگ ایسے امر پر متفق ہوئے ہیں عجب نہیں کہ اللہ جلشانہ اس کے ذریعہ سے امت مرحومہ میں صلح کرا دے" ابو موسیٰ اس قدر کہنے پائے تھے کہ ابن عباس نے قطع کلام کر کے کہا" واللہ مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ تمہیں دھوکا دیا جائے گا اگر فی الواقع تم لوگوں نے کسی امر پر اتفاق کر لیا ہے تو اسی کو (یعنی عمرو بن العاص کو) پہلے تقریر کرنے دو" ابو موسیٰ نے کچھ توجہ نہ کی، ابن عباس خاموش ہو گئے پھر ابو موسیٰ بولے" اے لوگو! ہم لوگوں نے بہت کچھ غور وخوض کیا لیکن سوا اس کے کہ جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ہم اور عمرو بن العاص دونوں علی اور معاویہ کو معزول کر دیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ جس کو وہ چاہیں متفق ہو کر خلیفہ بنا لیں چنانچہ

میں نے علی اور معاویہ کو معزول کر دیا پس تم جس کو لائق سمجھو اُس کو خلیفہ بناؤ" اس تقریر کے ختم ہوتے ہی عمرو بن العاص نے کھڑے ہو کر کہا "حاضرین جلسہ تم لوگ گواہ رہنا (ابو موسیٰ کی طرف اشارہ کر کے) کہ اس شخص نے اپنے رفیق (علی) کو معزول کر دیا ہے اور بیشک میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں جیسا کہ اس نے معزول کیا ہے اور معاویہ کو معزول نہیں کرتا اور اسی کو امیر المسلمین تسلیم کرتا ہوں کیونکہ وہ عثمان ابن عفان مظلوم کا ولی ہے اور وہ اس کا قایم مقام ہونے کا مستحق ہے۔"

ابن عباس اور سعد، ابو موسیٰ کو ملامت کرنے لگے ابو موسیٰ نے معذرت کی "میں کیا کروں مجھے عمرو بن العاص نے دھوکا دیا۔ اقرار کر کے مکر گیا" پھر عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا "اللہ تجھے ہدایت دے تو نے مجھ سے اقرار کر کے بدعہدی کی۔ تیری مثال بعینہ اس کتے کی ہے جو ایکبار کسی چیز کو پکڑ لیتا ہے پھر دوبارہ اُس کو چھوڑ دیتا ہے" عمرو بن العاص نے جواب دیا "تو مثل گدھے کے ہے جو بار برداری کرتا ہے" شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص پر تلوار چلائی عمرو بن العاص نے جواب ترکی بہ ترکی دیا لوگ درمیان میں پڑ گئے قصہ طول نہ کھینچنے پایا رفع دفع ہو گیا۔

ابو موسیٰ مجلس حکم سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عمرو بن العاص مع اہل شام، شام کی طرف واپس ہوئے معاویہ سے کل ماجرا بیان کر کے خلافت سپرد کر دی۔ ابن عباس اور شریح امیر المومنین علی کی خدمت میں آئے اور کل واقعہ بیان کیا امیر المومنین علی نماز میں قنوت پڑھنے اور بددعا[1] کرنے لگے اللھم العن معاویۃ وعمروا وحبیبا وعبد الرحمٰن

---

[1] ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کی تردید کی ہے اور صاف صاف لکھا ہے ان ھذا لم یصح اور علامہ نصر نے لکھا ہے کہ اگر یہ دعا ایک حد تک صحیح مان بھی لی جائے تو غالباً بغیر لعن کی تھی۔ حقیقت میں امر خلاف شان جناب امیر علیہ السلام معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی طرح سے بیٹھے ہوئے کوسنا دیا کریں (بقیہ صفحہ ۳۳۱ میں)

ابن مخلد والضحاک بن قیس والولید وابا الاعور معاویہ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ بھی علی وابن عباس وحسن وحسین واشتر پر لعن کرنے لگے۔

جنگ نہروان | امیر المومنین علی جس وقت ابو موسیٰ کو حکم بنا کر روانہ کرنے لگے زرعہ ابن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی، خوارج کی طرف سے آپ کی خدمت میں آئے اور کہا اے علی! تم اپنے گناہ سے توبہ کرو اور اپنے قول واقرار سے جو تم نے معاویہ کے ساتھ کیا ہے پھر جاؤ اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں کی طرف لڑنے کو چلو، جب تک ہماری جان باقی ہے ہم ان سے جنگ کریں گے۔"

امیر المومنین۔ میرا بھی قصد تھا لیکن تم نے اس کی مخالفت کی اور اب تو ہم اقرار نامہ لکھ چکے ہیں اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔

حرقوص۔ یہی تو گناہ ہے جس کی بابت ہم توبہ کرنے کو کہتے ہیں۔

امیر المومنین۔ یہ گناہ نہیں ہے۔ یہ رائے کی لغزش ہے۔

زرعہ۔ اے علی اگر تم آدمیوں کے حکم کو نہ چھوڑو گے اور توبہ نہ کرو گے تو ہم تم سے محض اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو لڑیں گے۔

امیر المومنین۔ تف ہے تجھ پر۔ کیا تو نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر تو جس قدر چاہے گا مٹی ڈالے گا، جا میں اپنے قول سے نہیں پھر سکتا اگرچہ یہی ہو" حرقوص اور زرعہ اٹھے اور لاحکم الا للہ لاحکم الا للہ چلاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس واقعہ کے بعد ایک روز امیر المومنین علی مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے خوارج نے مسجد کے ایک گوشہ سے چلا کر کہا لاحکم الا للہ آپ نے فرمایا اللہ اکبر کلمہ حق سے اظہار

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۳۰) کہیں ارفع ہے میرے خیال میں جہاں تک مجھے تفحص سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ نہ تو امیر المومنین علی نے معاویہ پر لعن کیا اور نہ معاویہ نے جناب موصوف پر۔ یہ لوگوں کا حاشیہ ہے۔ واللہ اعلم۔

باطل کا کرتے ہیں پھر دوبارہ خطبہ دینے لگے تو خوارج نے پھر ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا یہ تیسرا موقع یاد رہے تم ہمارے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے ہو، ہم تم کو مساجد میں آنے سے نہ روکتے ہیں کہ وہاں اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرو اور نہ ہم نے تم کو مال غنیمت سے روکا جب تک ہمارے ساتھ تھے برابر دیتے رہے اور نہ اب تم سے اس وقت تک ہم لڑیں گے جب تک تم ہم سے مخالفت نہ کرو گے اور تمہارے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں گے کہ کیا فیصلہ کرتا ہے" امیر المومنین علی یہ کہہ کر قصر امارت میں چلے آئے اور خوارج مسجد سے نکل کر عبداللہ بن وہب راسبی کے خیمہ میں گئے اس نے ان کو سمجھایا اور بعض پہاڑیوں کی طرف نکل جانے کی رائے دی اس سبب سے کہ امیر المومنین علی ان شہروں کے حاکم تھے۔ حرقوص بن زہیر نے اس سے اتفاق کیا حمزہ بن سنان اسدی نے کہا "تمہاری جو رائے ہے وہ نہایت موزوں ہے لیکن یہ ضروری امر ہے کہ کسی کو تم اپنا امیر بنا لو اور اس کے ہاتھ میں اپنا علم دو" خوارج نے زید بن حصین الطائی کو پھر حرقوص، زہیر اور شریح بن اوفی عبسی کو یکے بعد دیگرے امارت کے لئے نامزد کیا۔ لیکن ان لوگوں نے انکار کیا تب عبداللہ بن وہب سے کہا گیا اس نے قبول کر لیا چنانچہ دسویں شوال ۳۸ھ کو خوارج نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی بعد ازاں شریح کے پاس مشورہ کی غرض سے مجتمع ہوئے۔ عبداللہ بن وہب نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ ایسے شہر میں چلو جہاں پر ہم اللہ کے حکم کو جاری کر سکیں کیونکہ ہم لوگ اہل حق ہیں۔ شریح بولا" مداین چلو ہم اس پر باسانی قبضہ کر لیں گے اور وہاں کے رہنے والوں کو دم بھر میں نکال دیں گے اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط و کتابت کر کے بلا لیں گے جو بصرہ میں ہیں زید بن حصین نے رائے دی کہ اگر تم لوگ مجتمع ہو کر نکلو گے تو عجب نہیں ہے کہ تمہارا تعاقب کیا جائے مناسب ہے کہ متفرق طور پر نکلو اور مداین نہ جاؤ بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعہ سے بلا لو عبداللہ بن وہب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر عملدرآمد ہوا اس کارروائی کے بعد خوارج نے روانگی کا عزم کیا شب جمعہ اور جمعہ کو پورے دن عبادت

میں مصروف رہے۔ شنبہ کے روز ایک ایک، دو دو، پانچ پانچ، دس دس، بیس بیس روانہ ہوئے۔ انھیں لوگوں کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتم بھی روانہ ہوا اس کا بیچارہ بڈھا باپ عدی بن حاتم مداین تک پیچھا کرتا گیا لیکن واپس نہ لا سکا واپسی کے وقت عبداللہ بن وہب مقام ساباط میں بیس سواروں کی جمعیت سے ملا اور اس غریب کے قتل کا قصد کیا۔ قبیلہ طے کے بعض آدمیوں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس فعل سے باز رکھا۔

خوارج کی روانگی کے بعد امیر المومنین علی نے سعد بن مسعود گورنر مداین کو ان کے روک تھام کو لکھا چنانچہ سعد بن مسعود نے اپنے برادر زادہ کو اپنا نائب مقرر کر کے پانچسو سواروں سے خوارج کا آگا روکا خوارج نے اس راستہ کو چھوڑ کر بغداد کا رخ کیا۔ سعد بن مسعود یہ سنکر ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے طے مسافت کر کے شام کے وقت مقام کرخ میں خوارج کو پکڑ لیا، اتنے میں عبداللہ بن وہب بیس سواروں کی جمعیت سے پہونچ گیا۔ لڑائی شروع ہوگئی سعد بن مسعود کے ہمراہیوں نے کہا کہ جب تک امیر المومنین علی کا کوئی حکم جنگ کی بابت نہ آئے جنگ نہ کرنا۔ سعد نے اس پر توجہ نہ کی برابر لڑتے رہے یہانتک کہ رات ہوگئی فریقین نے مجبور ہو کر لڑائی بند کر دی عبداللہ بن وہب دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے رفیقوں سے جاملا اور ان کے ہمراہ نہروان کی طرف روانہ ہوا۔

خوارج بصرہ نے پانچسو کی جمعیت سے بسرگروہی مشعر بن فدکی تمیمی، بصرہ سے خروج کیا ابن عباس کے حکم سے ابوالاسود الدولی نے تعاقب کیا دجلہ کے بڑے پل پر مقابلہ ہوا عصر کے بعد سے عشاء کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب رات کی تاریکی نے حملہ آوروں کی نظر سے ایک سے دوسرے کو چھپا دیا تو لڑائی خود بخود بند ہوگئی اور مشعر بن فدکی مع اپنے ہمراہیوں کے دجلہ عبور کر کے نہروان میں عبداللہ بن وہب سے جاملا۔

امیر المومنین علی کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے لشکریوں سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت لی پھر حکمین کے فیصلہ کا خیال آگیا تھا جو شاق و ناگوار گذر رہا تھا

آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں بعد حمد و درود اور نصائح و پند کے بیان فرمایا "اے لوگو! آگاہ ہو کہ حکمین نے قرآن کے حکم کو چھوڑ کر ہر ایک نے اپنی خواہش کی اتباع کی اور دونوں نے فیصلہ کرنے میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے علیحدہ رہے پس اس حکم و فیصلہ سے اللہ اور اس کا رسول اور صلحاء امت بری ہیں لہذا تم لوگ شام پر حملہ کرنے کی تیاری کرو" خطبہ دینے کے بعد خوارج کے پاس نہروان میں ایک فرمان بھیجا جس میں اس خطبہ کا مضمون تھا اور ان کو اہل شام پر حملہ کرنے کو ابھارا تھا اور صاف الفاظ میں یہ لکھ دیا تھا نحن علی الامر الاول الذی کنا علیہ (ہم اسی پہلی رائے پر ہیں جس پر اس سے پیشتر تھے یعنی اہل شام سے جنگ کریں گے) خوارج نے جواب لکھا "تم نے بوقت تقرر حکمین اللہ تعالیٰ کا پاس نہ کیا اور اب اپنے نفس کی اتباع سے لڑنے کو کہتے ہو پس اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کرو اور توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تم سے لڑنے کو طیار ہیں" امیر المومنین علی کو اس خط کے پڑھنے سے ناامیدی ہوگئی لیکن ان کو زیادہ خطرناک تصور نہ کر کے شام پر حملہ کرنے کا قصد کیا، لوگوں کو برابر جنگ کی ترغیب دیتے رہے، ابن عباس کو لشکر گاہ نخیلہ سے فوج مرتب و مہیا کرنے کو لکھا۔ انھوں نے ایک ہزار پانچسو جنگ آور بسر گروہی احنف بن قیس مجتمع و مرتب کیا پھر دوبارہ ابن عباس نے لوگوں کو جمع کر کے امیر المومنین علی کا فرمان پڑھا اور یہ بیان کیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ ساٹھ ہزار ہو جس میں صرف ایک ہزار پانچسو نے جنگ پر آمادگی ظاہر کی ہے اس قلیل تعداد کو میں کیا بھیجوں" اس فقرہ کے تمام ہوتے ہی ایک ہزار چھ سو آدمیوں نے سینہ سپر ہو کر کہا ہم جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔ پس ابن عباس نے ان کو حارثہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ احنف و حارثہ تین ہزار ایک سو کی جمعیت سے امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہوئے امیر المومنین علی نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اہل بصرہ کے امداد کا حال بیان کیا بعد ازاں نہایت نرم الفاظ میں پند و نصیحت کر کے ارشاد کیا "تم لوگ میرے معاون و مددگار رہو مناسب ہے کہ ہر سردار اپنے

گروہ اور قبیلہ کی ایک فہرست تیار کر کے پیش کرے کہ اُن میں کس قدر جنگ آور ہیں" سعد بن قیس ہمدانی، معقل بن قیس، عدی بن حاتم، زیاد بن حفصہ، حجر بن عدی، اور بڑے بڑے سرداروں، رئیسوں نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور کسی متنفس کو جو قابل جنگ تھا باقی نہ چھوڑا فہرست تیار ہونے پر معلوم ہوا کہ چالیس ہزار مرد آزما تجربہ کار، سترہ ہزار نوعمر، آٹھ ہزار غلام میدان جنگ میں جا سکتے ہیں۔ علاوہ ان کے تین ہزار ایک سو سپاہی بصرہ کے تھے۔

بعد اس کے امیر المومنین علی نے یہ خبر پا کر کہ لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجھتے ہیں ارشاد کیا "اہل شام پر فوج کشی زیادہ ضروری ہے کیونکہ انھوں نے تم سے مقابلہ کیا۔ برابر لڑتے رہے اور ان کا مقصود یہ ہے کہ وہ بزور و جبر بادشاہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنائیں" لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور متفق ہو کر بولے "ہم آپ کے ہمراہ ہیں جہاں اور جس طرف مناسب سمجھئے رخ کیجئے" ہنوز امیر المومنین علی اہل شام کی طرف روانہ نہ ہوئے تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ خوارج بصرہ اور عبداللہ بن خباب صحابی سے نہروان کے قریب اتفاقاً ملاقات ہوگئی۔ صاحب سلامت کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بزرگ عبداللہ بن خباب ہیں خوارج نے ابوبکر و عمر کی نسبت سوال کیا "کیسے تھے"؟ عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے پھر اول و آخر زمانہ خلافت عثمان بن عفان کی بابت دریافت کیا جواب دیا از اول تا آخر حق جو، حق پسند تھے پھر علی کی بابت حکم مقرر کرنے کے قبل اور بعد دریافت کیا جواب دیا وہ تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم کو سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہیں، خوارج جھلا کر بولے "تم شخصیت کی پرستش کرتے ہو اور ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کو اچھا کہتے ہو" یہ کہہ کر اُن کو ذبح کر ڈالا ان کی بیوی اور تین عورتوں کا جو قبیلہ طے کی تھیں پیٹ پھاڑ ڈالا جان بحق تسلیم کر دی۔ امیر المومنین علی کو اس سے سخت صدمہ ہوا آپ اسی وقت بغرض تحقیق حال حرث بن مرۃ العبدی کو روانہ کیا خوارج نے ان کو بھی مار ڈالا تب لشکریوں نے متفق ہو کر گذارش کی، ہم کیسے ان خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کی طرف بڑھیں اور

ان کے مکر و فریب سے اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال سے کیسے بخوف و بے فکر ہو جائیں ان کی لڑائی کو ہم اہل شام کی لڑائی پر مقدم کیا چاہتے ہیں" اشعث بن قیس نے اس قول کی تائید کی پس امیر المومنین علی نے اس رائے کو پسند فرمایا اور جنگ شام ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔ خوارج کے لشکر کے قریب پہونچکر کہلا بھیجا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دو۔ ہم قصاص لے لیں گے اور تم کو چھوڑ کر اہل مغرب (شام) پر حملہ آور ہوں گے اور تم سے اُس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک ہم شام کے جنگ سے واپس نہ آئیں گے شاید اللہ تعالیٰ اس اثنار میں تم کو راہ راست کی ہدایت کر دے" خوارج نے جواب دیا ہم سب نے ملکر ان کو مارا ہے اور ہم سب تمہارے خون اور ان کے خون کو مباح سمجھتے ہیں" بعد اس کے قیس بن سعد بن عبادہ اور ابو ایوب انصاری نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں کو وعظ و پند کیا پھر خود امیر المومنین علی نے خشونت آمیز الفاظ میں ان لوگوں کو سمجھایا ان کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور حکمین کی نسبت فرمایا کہ چونکہ انھوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کے خلاف حکم دیا ہے اس وجہ سے ہم نے ان کے فیصلہ کو منظور نہیں کیا اور ہم اپنے اُسی خیال پر ہیں جو اس سے پیشتر تھا علاوہ بریں حکم کے مقرر کرنے پر تو تم ہی لوگوں نے زیادہ زور دیا تھا خیر جو گذرا۔ گذرا۔ اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو اور دشمنوں سے لڑو" خوارج نے کہا بیشک ہم لوگوں نے حکم کے مقرر کرنے میں غلطی کی اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ کافر ہوئے لیکن توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے پس اگر تم بھی توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر اس سے انکار کرو گے تو ہم تمہاری مخالفت کریں گے امیر المومنین علی نے ارشاد کیا میں کیسے اپنے کو کافر کہوں حالانکہ میں مومن ہوں ہجرت کی۔ اُس کی راہ میں جہاد کیا۔ خوارج نے جب اس کا کچھ جواب نہ دیا تو امیر المومنین علی واپس آئے۔

بعضے کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علی نے خوارج کو خشونت آمیز لہجہ میں سمجھایا ان کو ان غریبوں کے قتل کرنے پر ملامت کی تو خوارج نے چلا کر کہا اس سے باتیں نہ کرو اللہ سے ملنے

کو دوڑو (یعنی جنگ کرو) امیر المومنین علی یہ سنکر واپس آئے۔ پھر خوارج نے پل عبور کرنے کا قصد کیا امیر المومنین علی آپہونچے، میمنہ پر حجر بن عدی، میسرہ پر شبث بن ربعی، سواروں پر معقل بن قیس، پیادوں پر ابوایوب، اور اہل مدینہ پر ابوقتادہ تھے جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی قیس بن سعد بن عبادہ بھی اسی جماعت میں تھے خوارج کے لشکر پر اس تفصیل سے سردار تھے میمنہ پر زید بن حصین الطائی، میسرہ پر شریح بن اوفی العبسی، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی پیادوں پر ہر قوص بن زہیر۔ امیر المومنین علی نے امان کا علم ابوایوب کو مرحمت فرمایا ابوایوب نے آپ کے ارشاد کے مطابق پکار کر کہا جو شخص بلا جنگ کئے آئے گا اُس کو امن دی جائیگی اور جو شخص معترض نہ ہوگا اُس کو بھی امن دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مداین کی طرف لوٹ جائے گا وہ بھی مامون ہو گا فروہ بن نوفل اشجعی سنتے ہی پانچسو سواروں کو لے کر خوارج سے علیحدہ ہو کر دسکرہ میں جاکر قیام پذیر ہوا اور کچھ لوگ کوفہ چلے گئے اور کچھ لوگ امیر المومنین علی کے لشکر میں آ گئے ان سبھوں کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی ان لوگوں کے علیحدہ ہونے سے خوارج کے گروہ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔ امیر المومنین علی نے اُن پر حملہ کیا اُن کی جماعت منتشر ہو گئی میمنہ اور میسرہ کی ترتیب جاتی رہی پریشان ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے تیر اندازوں نے تیر بازی شروع کر دی سواروں نے دونوں بازوؤں میمنہ و میسرہ سے گھیر کر بھاگنے نہ دیا پیادوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ایک ساعت میں سبھوں کو ڈھیر کر دیا اس طرح پر کہ گویا اُن سے کہدیا کہ تم لوگ مر جاؤ۔ عبداللہ بن وہب، زید بن حصین، حرقوص بن زہیر عبداللہ بن شجرہ، شریح بن اوفی نامی نامی سردار مارے گئے مال اسباب، سامان جنگ اور مویشیاں لوٹ لے گئیں اور مسلمانوں میں تقسیم کر دی گئیں، البتہ خوارج کے غلاموں اور عورتوں کو واپس کر دیا۔ عدی بن حاتم نے اپنے لڑکے طرفہ اور چند آدمیوں کو دفن کرنے کا قصد کیا امیر المومنین علی نے منع فرمایا اور کامیابی کے بعد اس مقام سے کوچ کر گئے، آپ کے ہمراہیوں میں سے صرف سات آدمی کام آئے۔

جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین علی نے جنگ شام کی تیاری شروع کی اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر گذارش کی "فوج تھک جانے اور زخموں کی وجہ سے کوفہ واپس چلنے کی درخواست کرتی ہے تاکہ تھوڑے دنوں آرام کر کے کمال مردانگی و مستعدی سے دشمنوں پر حملہ کریں اور شاید اس اثنا میں ہماری تعداد بھی بڑھ جائے، امیر المومنین علی نے یہ درخواست منظور نہ کی لیکن شام کی طرف بھی روانہ نہ ہوئے بلکہ کوفہ کی طرف مراجعت کی مقام نخیلہ میں پہونچکر قیام کیا اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مکان پر نہ جائے جب تک دشمنوں کی طرف خروج کر کے فتحیاب نہ ہو آئے اس حکم کی تعمیل پوری طور سے نہ کی گئی بہتیرے لشکر گاہ چھوڑ کر اپنے مکان چلے گئے امیر المومنین علی ان لوگوں کے پاس کوفہ آئے دوبارہ لڑائی کی ترغیب دی۔ معدودے چند آدمیوں نے مستعدی ظاہر کی پھر چند روز ٹھہر کر اس کے سرداروں اور رئیسوں کو طلب کر کے ان کی رائے دریافت کی اور تاخیر کرنے کی وجہ استفسار کی۔ ان لوگوں میں سے نہایت کم آدمیوں نے شام پر فوج کشی پر آمادگی ظاہر کی، امیر المومنین علی کا چہرہ اس سے سرخ ہو گیا ملول خاطر اٹھے خطبہ دیا پر زور تقریر کی۔ ان کے فرائض سے ان کو مطلع کیا نصیحت فضیحت بہت کچھ کی لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بت کیطرح خاموش بیٹھے رہے۔

مصر پر عمرو بن العاصی کا قبضہ

اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ اطراف مصر میں ہوا خواہان امیر المومنین عثمان بن عفان۔ معاویہ بن خدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے تھے، محمد بن ابی بکر گورنر مصر نے فسطاط سے ایک لشکر بسرکردگی ابن مضاہم مجمع منتشر کرنے کو روانہ کیا معاویہ بن خدیج نے ہزیمت دی اور اس کے سردار ابن مضاہم کو مار ڈالا۔ اس چھیڑ چھاڑ سے مصر میں شورش پیدا ہو گئی۔ لوگ ہر چہار طرف سے محمد بن ابی بکر پر ٹوٹ پڑے امیر المومنین علی کو یہ خبر معلوم ہوئی آپ نے بعد واقعہ صفین اشتر کو لکھ بھیجا کہ جزیرہ میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر فوراً چلے جاؤ، تمہارے سوا کوئی شخص مصر کی اصلاح کی قابلیت نہیں رکھتا معاویہ

کو اس خبر سے مصر کے قبضہ سے ناامیدی ہوگئی کیونکہ اشتر کی سیاسی چالوں سے معاویہ کو واقفیت تھی اتفاق پیش آیا کہ اشتر کوچ اور قیام کرتا ہوا جوں ہی قلزم کے افسر مال کے پاس پہونچا اشتر کا انتقال ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ معاویہ کی سازش سے حاکم خراج قلزم نے اشتر کو زہر دیا تھا طمع یہ دلائی گئی تھی کہ خراج معاف کر دیا جائے گا لیکن یہ دور از قیاس اور خلاف واقعہ روایت ہے۔

محمد بن ابی بکر کو بھی اُشتر کا حاکم مصر ہو کر آنا شاق تھا اور اس وجہ سے ذرا کشیدہ ہو گئے تھے جب اُشتر کے انتقال کی خبر امیر المومنین علی کو پہونچی تو آپ نے اناللہ پڑھ کر اُس کے حق میں دعاء مغفرت کی اور محمد بن ابی بکر کو معذرت کا خط لکھا کہ میں نے اشتر کو حاکم مصر اس وجہ سے نہیں مقرر کیا تھا کہ تمہاری طرف سے مجھے کچھ بدظنی تھی بلکہ اس کی سیاست داں اور کار آزمودہ ہونے کی وجہ سے میں نے مصر کی گورنری دی تھی لیکن اتفاق سے اس نے سفر آخرت اختیار کیا ہم اس سے بیحد خوش تھے اللہ تعالیٰ بھی اُس سے راضی ہو اور اس کو ثواب دوچند عطا کرے تم کو لازم ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلہ پر صبر و تحمل سے کام لو اور اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت اور نصیحت نیک سے بلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور اُس سے مدد کے خواہاں رہو وہ تمہارے اہم امور میں مددگار اور جس کا ہم نے تم کو والی بنایا ہے اُس کا معین ہوگا" محمد بن ابی بکر نے جواب لکھا کہ میں آپ کے حکم کا مطیع اور آپ کی رائے کا پابند ہوں اور جو شخص آپ کا مخالف ہوگا اُس سے جنگ کرنے کو تیار ہوں۔

قصہ مختصر جب حکمین نے فیصلہ کر دیا، اہل عراق، امیر المومنین علی کے مخالف ہو گئے اور اہل شام نے خلافت معاویہ کی بیعت کر لی تو معاویہ نے مصر کو اس کی زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے اپنے ممالک محروسہ میں داخل کرنے کا قصد کیا۔ مشورہ کی غرض سے ابوالاعور السلمی، حبیب بن سلمہ، بسر ابن ارطاۃ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمن بن خالد بن الولید اور شرحبیل بن السمط، کو بلایا عمرو بن العاص نے کہا کسی کار آزمودہ شخص کو مصر پر فوج کشی کا حکم دیدو۔

معاویہ بولے "مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہم ہوا خواہان عثمان بن عفان سے خط کتابت کر کے اپنا ہم آہنگ بنائیں اور دشمنوں سے صلح کا نامہ و پیام کریں لڑائی سے ڈرائیں بعد ازاں میدان کارزار میں بر سر جنگ آئیں" پھر عمرو بن العاصی سے مخاطب ہو کر کہا "اے ابن العاصی! تمہاری عجلت میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے بہتر ہوگا کہ تم مصر کا رخ کرو، عمرو بن العاصی نے جواب دیا "تمہارے نزدیک جو مناسب ہو، کرو لیکن میرا خیال یہ ہے کہ مصر پر بغیر جنگ قبضہ نہ حاصل ہوگا۔

جلسہ برخاست ہونے کے بعد معاویہ نے معاویہ بن خدیج اور مسلمہ بن مخلد کو خط لکھا، امیر المومنین علی کی مخالفت کرنے پر شکر گزاری ظاہر کی، ان کو امیر المومنین کی مخالفت پر ابھارا اور امیر المومنین عثمان بن عفان کے معاوضہ خون طلب کرنے پر قائم رہنے کی تاکید کی، معاویہ اور مسلمہ خط پا کر بہت خوش ہوئے، معاویہ سے مدد طلب کی، معاویہ نے اپنے ارباب شوریٰ کو جمع کیا لوگوں نے عمرو بن العاصی کیطرف اشارہ کیا چنانچہ معاویہ نے عمرو بن العاصی کو چھ ہزار کی جمعیت سے مصر روانہ کیا اور روانگی کے وقت ترک عجلت اور آسانی اختیار کرنے کی ہدایت کی۔

عمرو بن العاصی لشکر شام لئے مصر کے قریب پہونچکر ایک میدان میں مقیم ہوا ہوا خواہان عثمان آکر جمع ہو گئے، عمرو بن العاصی نے اپنا خط معاویہ کے خط کے ساتھ محمد بن ابی بکر کے پاس بھیجا اپنے آنے اور جنگ سخت کی دھمکی دی، محمد بن ابی بکر نے ایک عرضداشت کے ساتھ ان دونوں خطوں کو دربار خلافت میں بھیجدیا امیر المومنین علی نے لشکر و امداد بھیجنے کا وعدہ کیا اور نہایت استقلال و صبر سے لڑائی شروع کرنے کا حکم دیا چنانچہ محمد بن ابی بکر نے میدان لیا دو ہزار کی جمعیت سے کنانہ بن بشر کو حملہ کرنے کا حکم دیا، معاویہ بن خدیج نے عمرو بن خدیج کو بسر افسری سواران شام کنانہ کے روک تھام کو بھیجا سواران شام نے کنانہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا جنگ شروع ہو گئی کنانہ گھبرا کر پیادہ پا ہو کر لڑنے لگا۔ اور لڑتے لڑتے

کام آگیا یہ خبر محمد بن ابی بکر تک پہونچی اُن کے ہمراہی لشکر شام کے خوف سے علیحدہ ہو گئے محمد بن ابی بکر میدان جنگ سے بھاگ کر ایک ویران کھنڈل میں جا چھپے ابن خدیج نے پہونچکر گرفتار کر لیا اور پا بزنجیر فسطاط لائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اپنے بھائی کی سفارش کی لیکن عمرو بن العاصی نے سماعت نہ کی۔ محمد بن ابی بکر نے پانی مانگا۔ ابن خدیج نے اس بدلہ میں کہ امیرالمومنین عثمان کو محمد اور ان کے ہمراہیوں نے پانی نہیں دیا تھا ان کو بھی پانی نہ دیا اور ایک مردار گدھے کی کھال میں بھر کر جلا دیا۔

بعضوں کا یہ بیان ہے کہ جس وقت محمد بن ابی بکر کو ہزیمت ہوئی اور جبلہ بن مسروق کے مکان پر جا کر چھپے معاویہ بن خدیج نے مع اپنے ہمراہیوں کے پہونچکر محاصرہ کیا محمد بن ابی بکر جوش مردانگی میں مکان سے نکلکر میدان میں آئے اور لڑ کر راہ آخرت اختیار کی۔

تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ امیرالمومنین علی نے محمد بن ابی بکر کو جنگ کرنے کو لکھا تھا اور امداد بھیجنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ جناب موصوف نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا، لوگوں کو اہل شام کی جنگ پر اُبھارا اور یہ ارشاد کیا کہ ہم کل صبح جرعہ کی طرف روانہ ہوں گے تم لوگ بھی وہیں آجانا چنانچہ آپ کوفہ سے صبح کو جرعہ روانہ ہوتے دوپہر کے وقت پہونچے قیام کیا شام تک انتظار کرتے رہے مگر ایک شخص بھی نہ آیا بعد غروب آفتاب واپس آئے، اشرار کوفہ کو جمع کر کے نصیحت و فضیحت کی، معاویہ کے لڑائی پر دوبارہ اُبھارا۔ مالک بن کعب الارحبی نے دو ہزار آدمیوں کو تیار کر کے کہا "ہم آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں" امیرالمومنین علی نے فرمایا اچھا جاؤ لیکن مجھے یہ امید نہیں ہے کہ تم محمد بن ابی بکر کی مدد پر پہونچ سکو گے۔ مالک بن کعب نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہو گا کہ حجاج بن عرفہ انصاری سے ملاقات ہو گئی (یہ مصر سے آرہے تھے) انھوں نے محمد کے مارے جانے کا واقعہ تبلایا[1] کے بعد عبدالرحمٰن ابن شبیت فزاری جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے جو شام میں مخبری کی خدمت پر مامور تھے انھوں نے محمد کے قتل اور عمرو بن العاصی کے مصر پر قبضہ کرنے کے مفصل واقعات تبلائے۔ امیرالمومنین علی کو تحت

صدمہ ہوا اور آپ نے اُسی وقت مالک بن کعب کو معہ لشکر جو مصر کو جارہا تھا واپس بلا لیا۔ بعد ازاں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا مصر کی سرگذشت بیان کی اور ان کو سستی، غفلت پر ملامت کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ یہ تمہاری غفلت و کاہلی کا نتیجہ تھا کہ مصر ہاتھ سے جاتا رہا۔ (یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے)۔

ابن حضرمی بصرہ گئے اور مارے گئے

فتح مصر کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ ازد کی تالیف قلوب کرنا ربیعہ سے علیحدہ رہنا اس وجہ سے کہ وہ علی ابن ابیطالب کے طرفدار و ہوا خواہ ہیں اہل بصرہ بوجہ واقعہ جمل، امیر المومنین علی سے کشیدہ خاطر تھے اور وہ بھی معاویہ کی طرح، عثمان ابن عفان کے خون کا معاوضہ طلب کر رہے تھے۔ ابن حضرمی، معاویہ سے رخصت ہو کر بصرہ پہونچے بنی تمیم میں فروکش ہوئے ان دنوں ابن عباس، بصرہ کی گورنری پر تھے۔ لیکن زیاد کو اپنا نائب بنا کے کسی ضرورت سے امیر المومنین علی کے پاس چلے گئے تھے۔ ابن حضرمی کے آنے کی خبر سنکر کل ہوا خواہان عثمان بن عفان آکر جمع ہو گئے ابن حضرمی بعد حمد و نعت کے لوگوں کو خون عثمان کے معاوضہ طلب کرنے پر اُبھارنے لگے ضحاک بن قیس ہلالی نے قطع کلام کر کے کہا "اللہ تجھ سے سمجھے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے کیا تو ہم کو بعد اتفاق کے تفریق جماعت اور موت کی طرف بلاتا ہے تاکہ معاویہ امیر ہو"، عبداللہ بن حازم السلمی نے ترش رو ہو کر ضحاک سے کہا چپ ہو جا! تو اس کے کہنے کے لائق نہیں ہے، پھر ابن الحضرمی سے مخاطب ہو کر کہا "ہم تمہارے معین و مددگار ہیں تمہارا قول قابل قبول و عمل ہے تم بے خوف معاویہ کا خط پڑھو" اس پر ابن الحضرمی نے معاویہ کا خط نکال کر پڑھنا شروع کیا جس میں عثمان بن عفان کے فضائل اور اُن کے انتظامات کی خوبیاں لکھیں تھیں اور اہل بصرہ کو خون عثمان کے معاوضہ طلب کرنے پر اُبھارا تھا اور ان کو وظائف بڑھانے کی لالچ دی تھی" ابن الحضرمی جب خط پڑھ چکے تو احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا "میں اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں، عمر بن مرحوم چلائے تھے "اے لوگو جماعت سے علیحدہ نہ ہو

امیر المومنین علی کی بیعت نہ توڑو، عباس بن حجر بولے "میں ابن الحضرمی کا معین و مددگار ہوں مثنی بن مخرمہ نے ابن الحضرمی کو مخاطب کر کے کہا تم ابن حجر کی پشت گری پر نازاں نہ ہو، بہتر ہے کہ جہاں سے آئے ہو واپس جاؤ، ابن الحضرمی نے صبرہ بن ازدی سے خطاب کر کے کہا، کیا تم میری مدد نہ کرو گے؟ جواب دیا اگر تم میرے یہاں آجاؤ گے تو میں ضرور مدد کروں گا۔ زیاد (جو ابن عباس کی نیابت میں امیر بصرہ تھا) یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر فتنہ ہونے سے ڈرا حصین بن المنذر، مالک بن مسمع اور سرداران بکر بن وائل کو بلا کر ابن الحضرمی کے آنے اور جلسہ عام کرنے کا ماجرا بیان کیا اور ابن الحضرمی کو تا صدور حکم امیر المومنین علی اس فعل سے باز رکھنے کو کہا حصین نے اس امر کو منظور کر لیا لیکن مالک بن مسمع نے حیلہ و حوالہ سے ٹالنا چاہا اس وجہ سے کہ اس کا میلان طبع بنی امیہ کی طرف تھا زیاد نے گھبرا کر صبرہ بن شیمان کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو اور بیت المال کو اپنے امن میں لیلو صبرہ نے کہا! بہتر البشرطیکہ تم اسکو میرے گھر اٹھالاؤ" زیاد نے بیت المال اور منبر بصرہ کے گھر پہنچا کر رکھا اور اُسی کی قوم کی مسجد میں جمعہ پڑھنے لگے اور تالیف قلوب کر کے انہیں لوگوں سے ایک لشکر مرتب کر لیا اور اسکی اطلاع امیر المومنین علی کو بھیجدی، آپ نے اعین بن ضبیعہ کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تمیم اور ابن الحضرمی میں نفاق ڈالدو اور جو شخص اسکی مخالفت کرے اس سے بے تامل لڑو غرض اعین بن ضبیعہ نے بصرہ پہنچکر تمیم کو ابن الحضرمی سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ابن الحضرمی کے ہمراہی مخالف ہو گئے ایک دن یا دو دن لڑائی ہوتی رہی ابن الحضرمی کو شکست ہوئی بعض لوگوں نے مکر و فریب سے بلا کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الحضرمی کو خوارج نے قتل کیا تھا

زیاد فارس کا عامل ہوا جس وقت ابن الحضرمی، بصرہ میں مارے گئے اور امیر المومنین کی بابت لوگوں میں اختلاف بدستور قائم رہا تو اہل عجم نے (۳۹ھ میں)، اپنے گورنر سہیل بن حنیف کو نکال دیا امیر المومنین علی نے لوگوں سے مشورہ کیا جاریہ بن قدامہ نے گزارش کی، زیاد کو فارس کا عامل بنا کر بھیجئے" آپ نے اس سے اتفاق کر کے ابن عباس کو حکم دیا کہ بسر کردگی ایک لشکر عظیم زیاد کو فارس کی طرف روانہ کرو۔ چنانچہ زیاد ایک لشکر جرار لے کر فارس کی طرف

بڑھا۔ ایرانیوں میں سے بعض نے مقابلہ کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی رہے انھوں نے اطاعت قبول کر لی بعد ازاں زیاد نے کرمان کا قصد کیا اور اس کو بھی بزور تیغ مطیع کیا اور ایرانیوں کے جوش کو جو دودھ کے اُبال کی طرح اُٹھا تھا اپنی ابدار تیغ سے بجھا کر اصطخر میں آکر قلعہ موسومہ زیاد میں قیام پذیر ہوا۔

ابن عباس کی امیر المومنین سے علیحدگی

سنہ ۴۰ھ میں عبداللہ بن عباس، امیر المومنین علی سے ناراض ہو گئے علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے یہ ناگوار واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز عبداللہ بن عباس ابوالاسود کی طرف ہو کر گذرے اور کسی امر پر ناراض ہو کر جھڑک دیا ابوالاسود نے امیر المومنین علی کو شکایت لکھی کہ عبداللہ بن عباس نے جو ان کے قبضہ میں مال تھا بلا اطلاع و اجازت دربار خلافت صرف کر ڈالا ہے"۔ امیر المومنین علی نے ابوالاسود کو شکریہ کا خط لکھا اور ابن عباس کو لکھا" مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم نے بیت المال کا روپیہ خرچ کر ڈالا ہے میں نے شکایت کنندہ کا نام بخوف فتنہ ابھی ظاہر نہیں کیا تم یہ لکھو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے" ابن عباس نے جواب لکھا کہ" جو خبر آپ کو پہونچی ہے وہ محض غلط اور بے بنیاد ہے میں نے جس مال کو صرف کیا ہے اس کا میں مالک و محافظ ہوں"۔ امیر المومنین علی نے دوبارہ لکھا کہ اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم نے کیا پایا اور کیسے پایا اور کہاں سے پایا ہے اور کہاں رکھا ہے" ابن عباس نے جواب بھیجا" میں آپ کے مطلب کو سمجھ گیا میں ایسی گورنری نہیں کیا چاہتا جسکو آپ مناسب سمجھئے بھیج دیجئے اور یہ مال جو میں نے صرف کیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے" ابن عباس یہ جواب لکھکر مع مال و اسباب مکہ روانہ ہو گئے اہل بصرہ نے مال چھیننے کی غرض سے تعاقب کیا، قیس نے للکار کر کہا" ابن عباس تک کوئی نہ پہونچ سکے گا جب تک ہم میں ایک آنکھ بھی دیکھنے والی باقی رہے گی، صبرہ بن شیمان نے اپنی قوم سے کہا کہ قیس ہمارے بھائی ہیں اور ان کا پاس، مال کے لینے سے بہتر ہے آؤ ہم لوگ بصرہ لوٹ چلیں، صبرہ بن شیمان کے واپس ہوتے ہی بکر اور عبدالقیس بھی واپس

ہوئے بنو تمیم کے چند لوگوں نے تعرض کیا دو دو چار چار ہاتھ چلے لیکن احنف نے درمیان میں پڑ کر لڑائی بند کرا دی اور ان کو اپنے ہمراہ بصرہ واپس لا یا۔

امیر المومنین علی کی شہادت

۴۰ھ میں سترھویں یا گیارھویں رمضان المبارک یا ربیع الثانی میں امیر المومنین علی شہید کئے گئے روایت اول بہ نسبت پچھلی روایتوں کے صحیح ہے امیر المومنین علی کے شہید کئے جانے کا یہ سبب ہوا کہ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف خوارج عبداللہ بن ملجم مرادی، برک بن عبداللہ تمیمی (اس کو حجاج بھی کہتے تھے) اور عمرو بن بکر تمیمی سعدی حجاز میں ایک مقام پر اکٹھا ہوا اعظما، اور امراء اسلام کے معایب بیان کرنے لگے، نہروان کے مقتولوں پر افسوس ظاہر کیا بہت دیر تک خاموش اور مغموم بیٹھے رہے پھر ان میں سے ایک نے مہر سکوت توڑ کر کہا "کاش ہم لوگ اپنی جانوں پر کھیل کر آئمۃ الضلال (سرداران گمراہی) کو مار ڈالتے تو بہت اچھا ہوتا، مسلمان ان کے ظلم کے ہاتھوں نجات پا جاتے" ابن ملجم (یہ مصر کا رہنے والا تھا) بولا "میں علی کے لئے کافی ہوں، برک نے کہا میں معاویہ کا کام تمام کردوں گا، عمرو بن بکر تمیمی نے عمرو بن العاص کے قتل کا بیڑہ اٹھایا بعد اس کے سبھوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ جب تک ہر شخص آئمۃ الضلال کو نہ مارلے واپس نہ آئے یا وہیں مرجائے اور یہ کام سترھویں تاریخ رمضان المبارک کو نماز فجر کے وقت انجام دیا جائے۔ چنانچہ اس اقرار و عہد کے مطابق ابن ملجم کوفہ آیا اپنے دوستوں سے ملا، لیکن اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا پھر شبیب بن نجرہ اشجعی کے پاس گیا اپنے قصد سے واقف کیا اعانت کی درخواست کی، شبیب نے کہا "تیری ماں مرجائے! تو کیسے ان کو شہید کرنے پر قادر ہوگا؟ ابن ملجم نے جواب دیا۔ نماز فجر کے قبل مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جس وقت وہ (امیر المومنین علی) مسجد میں آئیں گے میں فوراً حملہ کردوں گا بس اگر میں نے ان کو مار ڈالا اور بچ کر نکل گیا تو فبہا ورنہ شہادت نصیب ہوگی۔ لوگ ان کے ظلم کے ہاتھ سے نجات پا جائیں گے شبیب نے کہا "تف ہو تجھ پر! تو ایسے شخص کو مارنے آیا ہے جو

سابق الاسلام اور سب لوگوں سے افضل ہے، ابن ملجم نے جواب دیا کیا خوب! کیا انھوں نے جنگ نہروان میں نیک بندوں کو قتل نہیں کیا؟ شبیب نے کہا "ہاں" پھر ابن ملجم نے کہا "ہم اس کو انھیں مقتولوں کے عوض قتل کیا چاہتے ہیں، شبیب ان فقروں میں آگیا اور اس کا ہم آہنگ بن گیا۔ اس واقعہ کے بعد ابن ملجم کی نظر ایک حسین عورت پر پڑی جو قبیلہ تیم رباب کی تھی جس کے باپ بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے ابن ملجم اس کو دیکھکر فریفتہ ہو گیا نکاح کا پیام دیا عورت نے اس شرط سے منظور کیا کہ ایک غلام اور ایک لونڈی مہر میں دو اور امیر المومنین علی کو شہید کر ڈالو، ابن ملجم نے کہا "علی کا قتل کرنا تو کچھ مشکل نہیں ہے میں اسی غرض سے آیا ہوں، البتہ پہلی دو شرطوں میں مجھے کلام ہے اور وہ شاید مجھ سے ادا نہ ہو سکیں"، عورت نے کہا بہتر! تم اسی پچھلی شرط کو پورا کرو اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو کافی ہے اور میں تمھارے ساتھ ایسے شخص کو مقرر کرتی ہوں جو تمہاری مدد کریگا یہ کہکر اس نے اپنے قبیلہ سے ایک شخص وردان نامی کو ابن ملجم کے ہمراہ متعین کیا جب وہ شب آئی جس میں ابن ملجم نے اپنے ہمراہیوں سے امیر المومنین علی کے شہید کرنے کا اقرار کیا تھا اور یہ رات جمعہ کی تھی تو ابن ملجم معہ شبیب اور وردان مسجد میں آیا دروازہ کے قریب چھپکر بیٹھا جس طرف سے امیر المومنین علی، مسجد میں آتے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد امیر المومنین علی تشریف لائے آواز بلند سے فرمایا ایہا الناس الصلوٰۃ الصلوٰۃ شبیب نے لپک کر تلوار چلائی آپ آگے بڑھ گئے تھے دروازہ پر پڑی، ابن ملجم نے بڑھکر پیشانی پر تلوار کا وار کیا اور چلا کر کہا الحکم للہ لا لک یا علی و لا لاصحابک وردان بھاگ کر اپنے مکان آیا اور اپنے بعض احباب سے اس واقعہ کو بیان کیا انھوں نے اس کو مار ڈالا شبیب اسی تاریکی میں بھاگا ہوا چلا جاتا تھا لوگوں نے دوڑو، پکڑو چلانا شروع کیا ایک حضرمی شخص نے پہونچکر شبیب کی تلوار چھین لی اور اس کو گرفتار کر لیا پھر

لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اس خوف سے کہ مجھ ہی کو قاتل نہ سمجھ لیں چھوڑ دیا شبیب موقع پا کر بھاگ گیا اور لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا۔

امیر المومنین علی نے زخمی ہونے کے بعد جعدہ بن ہبیرہ (اپنے ہمشیرہ ام ہانی کے لڑکے) کو نماز پڑھانے پر مامور کیا۔ جعدہ نے نماز پڑھائی۔ آپ کو گھر اٹھا لائے۔ اب اس وقت آفتاب نکل آیا تھا ابن ملجم مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا آپ نے ارشاد کیا "اے اللہ کے دشمن! تجھ کو کس چیز نے میرے قتل پر آمادہ کیا؟ ابن ملجم نے عرض کی "میں نے اس کو چالیس روز تک تیز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو شر خلق ہے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تو بھی اسی سے مارا جائے گا پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو مار ڈالنا جیسا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا اے بنی عبدالمطلب! مسلمانوں کی خونریزی کی ترغیب لوگوں کو نہ دینا اور یہ حیلہ نہ اٹھانا کہ امیر المومنین مارے گئے ہیں بلکہ سوائے میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا، اے حسنؓ! اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اسی کی تلوار سے ایسا ہی ایک وار مارنا، مثلہ ہرگز نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے "ایاکم و المثلة" ام کلثوم بنت امیر المومنین علی نے ابن ملجم سے خطاب کر کے کہا "اے عدو اللہ! میرے باپ کو تو نے شہید کیا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہے اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں رسوا کرے گا" ابن ملجم نے جواب دیا "پھر کیوں روتی ہو واللہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار میں خرید کی تھی اور چالیس روز تک برابر سان رکھتا رہا ہوں اگر اہل شہر پر یہ وار پڑ جاتا تو ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا" اس عرصہ میں جندب بن عبداللہ آ گئے اور انہوں نے امیر المومنین علی سے دریافت کیا "اگر آپ ہم سے جدا ہو جائیں تو ہم کیا حسن کی بیعت کریں گے؟" ارشاد کیا "نہ میں یہ حکم دیتا ہوں اور نہ اس کو منع کرتا ہوں تم خود سمجھ دار ہو" پھر حسن و حسین کو طلب کر کے فرمایا "میں تم کو اللہ تعالیٰ

سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہونا، گو وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے اور دنیا کی کسی چیز کی حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا، ہمیشہ حق کہنا، یتیم پر رحم کرنا، بیکسوں کی مدد کرنا، ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے معین و مددگار، کتاب اللہ پر عمل کرنا اللہ تعالیٰ کے حکموں میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا" پھر محمد بن الحنفیہ سے مخاطب ہوئے "میں تم کو بھی انھیں باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور ان دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہوں ان کا حق تم پر زیادہ ہے کوئی امر ان کے خلاف مرضی نہ کرنا، بعد اس کے حسن و حسین کو ابن الحنفیہ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی پھر حسن کو تھوڑی دیر تک بہلاتے رہے۔ جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر کی اور سوائے لا الٰہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان سے نہ نکلا یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

امیر المومنین علی کی شہادت کے بعد ابن ملجم حسن ابن علی کے روبرو پیش کیا گیا، عرض کی آپ کا کوئی ہرج ہے اگر مجھے تھوڑے دنوں تک آپ زندہ رکھئے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ معاویہ اور علی کو مار ڈالوں گا چنانچہ علی کا کام میں نے تمام کر دیا اب معاویہ باقی رہ گیا ہے تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنا وعدہ پورا کرلوں پس اگر میں نے اُس کو مار ڈالا اور زندہ بچ گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ تمہارے پاس چلا آؤں گا، حسن نے کہا نہیں! واللہ تو اب دوزخ کی سیر کرے گا یہ کہکر آپ نے اُس کو آگے بڑھایا اور ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔

ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ تھا جو معاویہ کے قتل کا بیڑہ اُٹھا کر شام گیا تھا۔ اس نے اسی شب کو فجر کے وقت معاویہ پر حملہ کیا لیکن اتفاق سے زخم کاری نہ پڑا۔ چوتڑ پر معمولی سا زخم آیا پلٹ کر برک کو گرفتار کر لیا برک نے خوف زدہ ہو کر کہا میں تمکو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں اگر تم اُس کے عوض کو مجھ کو کچھ فایدہ پہونچاؤ (مطلب یہ تھا کہ رہا کر دو) اور وہ یہ ہے

کہ آج ہی شب کو میرے ایک بھائی نے علی کو مار ڈالا" معاویہ نے متعجب ہو کر کہا شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوا ہوگا برک نے جواب دیا "یہ غیر ممکن ہے، علی کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا اس سلسلہ کلام کے تمام ہوتے ہی معاویہ کے حکم سے برک قتل کر دیا گیا۔ بعضوں کا یہ بیان ہے کہ معاویہ نے برک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور یہ زیاد کے زمانہ تک زندہ رہا تھا اور زیاد نے اس کو بصرہ میں قتل کیا ہے۔ غرض معالجہ کے لئے طبیب حاضر ہوا۔ اس نے زخم کی صورت دیکھ کر کہا "اس کا علاج دو ہی صورت سے ہو سکتا ہے یا تو داغ دیا جائے یا دوا پینا اختیار کیجئے مگر آیندہ اس سے سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہو جائیگا" معاویہ نے کہا "میری آنکھ یزید اور عبداللہ کو دیکھ کر ٹھنڈی ہو جائے گی۔ لیکن آگ کا داغ نہ برداشت ہوگا تم مجھے دوا دو" اس واقعہ کے بعد معاویہ نے دربان رکھے، باڈی گارڈ مقرر کیا، پولیس کا پہرہ نماز کی حالت میں رہنے لگا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک یمانی شخص نے کسی وجہ سے مروان بن الحکم کو نیزہ مارا تھا اس وجہ سے سب کے پہلے مروان بن الحکم نے ۴۴ھ میں دربان اور باڈی گارڈ مقرر کیا تھا۔

تیسرا رفیق ابن ملجم کا عمرو بن بکر تھا اسی شب میں یہ بھی عمرو بن العاص کے قتل کرنے کو چھپ کر بیٹھا، اتفاق یہ کہ اس رات کو علالت کی وجہ سے عمرو بن العاص نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے اپنے ایک فوجی افسر خارجہ بن ابی حبیبہ بن عامر بن لوی کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا عمرو بن بکر نے اس غریب پر عمرو بن العاص کے شبہہ میں تلوار چلائی اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا لوگ اس کو عمرو بن العاص کے پاس گرفتار کر لائے دریافت کیا کون مارا گیا؟ لوگوں نے کہا "خارجہ! اس پر عمرو بن بکر چونک کر بولا "افسوس! میں نے تمہارے شبہہ میں اسکو مارا" عمرو بن العاص نے کہا "تو نے عمرو کے مارنے کا قصد کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کے قتل کا۔ یہ کہہ کر اس کے قتل کا حکم دیدیا۔

عُمّال امیر المومنین علی کی شہادت کے وقت آپ کے عُمّال اس تفصیل سے تھے

بصرہ میں عبداللہ بن عباس، (ان کی علیحدگی کے بعد دوسرے کی تقرری کی نوبت نہیں آئی تھی) اور یہاں کے عہدۂ قضا پر ابوالاسود الدولی، فارس میں زیاد بن سمیہ، یمن میں عبیداللہ بن عباس (جب تک بسر بن ارطاۃ کا واقعہ نہیں پیش آیا) مکہ اور طائف میں قثم بن عباس، مدینہ میں ابوایوب انصاری یا سہیل بن حنیف (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حلیہ و نسب گندمی رنگ، قد چھوٹا، آنکھیں بڑی، ہنس مکھ، خوبصورت تھے، سینہ پر بکثرت بال، گھنی ڈاڑھی، بازو اور پنڈلیاں پر گوشت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی مرتضیٰ نسباً نہایت قریب تھے ان سے زیادہ خلفاء راشدین سے کوئی شخص قریب نہیں تھا دوسری ہی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملجاتے ہیں۔ یہ بیٹے ہیں ابو طالب کے جن کا نام عبد مناف تھا اور عبد مناف، عبد المطلب بن ہاشم کے لڑکے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ باپ کی جانب سے ہاشمی تھے ویسا ہی ماں کی طرف سے بھی، ان کا نام فاطمہ تھا یہ بیٹی تھیں اسد بن ہاشم کی۔ یہ پہلے خلیفہ ہیں کہ جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔

اسلام آپ سبّاق اسلام سے ہیں جیسا ابو بکر صدیق مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، عورتوں میں ام المومنین خدیجہ، ویسا ہی نو عمروں میں آپ، شب ہجرت میں آپ ہی خوابگاہ نبوی میں بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے تھے مشرکین مکہ کو سورۂ برأت کے سنانے پر آپ ہی مامور ہوئے تھے۔ زیور علم سے آراستہ تھے اور لباس تقویٰ سے پیراستہ، سخاوت و شجاعت کا مادہ گھٹی میں پڑا ہوا تھا اگر اندرونی مخصمات نہ پیش آجاتے تو آپ ایک عالم کو علی منہاج النبوت چلاتے،

مدت خلافت و مقدار عمر مورخوں کا بیان ہے کہ امیر المومنین علی کا زمانہ خلافت تین

سلہ از تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۱ جلد سوم مطبوعہ مصر۔

مہینے کم پانچ برس رہا اور یہ کل زمانہ خانہ جنگیوں اور اندرونی نزاعات اور فسادات
کے رفع و فرو کرنے میں صرف ہو گیا تریسٹھ برس کی عمر پائی، بعض کا قول ہے کہ آپ
(۳) نے اُنسٹھ مراحل عمر کے طے فرمائے، کوئی کہتا ہے کہ اٹھاون برس کی عمر میں آپ شہید
کئے گئے علاوہ اس کے لوگوں نے مختلف روایتیں کی ہیں لیکن روایت اوّل
صحیح ہے۔ بعد شہید ہونے کے حسن حسین اور عبداللہ بن جعفر (علیہم السلام) نے
نہلایا تین کپڑوں میں کفنا اور آپ کے خلف اکبر امام حسن نے نماز پڑھائی مسجد کے
قریب دفن کئے گئے اور بعضوں کا بیان ہے کہ قصر میں مدفون کئے گئے۔

(۴) **ازواج و اولاد** سب سے پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا وہ فاطمہ بنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھیں ان کے بطن سے چار اولاد ہوئیں دو لڑکے حسن و حسین
اور دو لڑکیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم پھر بعد انتقال فاطمہ زہرا، ام البنین بنت
حزام کلابیہ سے عقد کیا جس سے چار لڑکے، عباس، جعفر، عبداللہ و عثمان پیدا ہوئے
جو معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ شہید ہوئے۔ تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ
بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمہ تھیں دو لڑکے عبیداللہ اور ابوبکر ان کے بطن سے
پیدا ہوئے تھے انھوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ شربت
شہادت نوش کیا، چوتھی شادی آپ نے اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے کیا جس سے
محمد الاصغر اور یحییٰ وجود میں آئے اور معرکہ کربلا میں کام آئے بعضوں نے
کہا ہے کہ انھیں کے بطن سے آپ کے لڑکے عون بھی پیدا ہوئے تھے واللہ اعلم
پانچواں عقد امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ ابن عبد شمس سے
کیا۔ ان کی ماں زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں ان سے
محمد الاوسط پیدا ہوئے اور محمد الاکبر بن علی جنکو ابن الحنیفہ کہتے ہیں ان کے
ماں کا نام خولا بنت جعفر قبیلہ حنیفہ سے تھیں اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے

آپکے لڑکے عمر اور رقیہ لڑکی پیدا ہوئی آپ کی آٹھویں بیوی کا نام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ ہے جس سے ام الحسن، رملۃ الکبریٰ اور ام کلثوم صغرا پیدا ہوئیں نواں عقد آپ کا مخبئہ بنت امرالقیس بن عدی کلبیہ سے ہوا ان کے لطن سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن ہی میں انتقال ہوگیا تھا علاوہ ان لڑکیوں کے اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا غرض آپ کے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں لیکن نسلی سلسلہ میں صرف حسن، حسین، محمد بن الحنفیہ، عباس بن کلابیہ اور عمر ابن التغلبیہ سے چلا، باقی کے اعقاب باقی نہ رہے۔ یعنی اُن سے سلسلہ نسل نہیں چلا،

خلافت حسن ابن علیؓ

امیر المومنین علی کی شہادت کے بعد آپ کے ہوا خواہوں نے بالاتفاق حسن ابن علی کے ہاتھ پر بیعت[۱] کی، سب کے پہلے قیس ابن سعد نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا ابسط یدک علیٰ کتاب اللہ وسنۃ رسولہ وقتال الملحدین حسن ابن علی نے جواب دیا علیٰ کتاب اللہ وسنۃ رسولہ ویاتیان علیٰ کل شرط بعد اس کے اور لوگ بیعت کرنے لگے آپ فرماتے جاتے تھے تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا، میری اطاعت کرنا جس سے میں صلح کروں اُس سے تم بھی صلح کرو، اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی اُس سے لڑنا، ان فقروں سے لوگوں کو شبہہ پیدا ہوگیا سرگوشیاں کرنے اور کہنے لگے یہ تمہارا امیر نہیں ہے اور نہ یہ جنگ کا قصد رکھتا ہے"

امیر المومنین علی کی شہادت کا حال معاویہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے اپنی خلافت کی بیعت

---

[۱] امام حسن سریر خلافت پر ۴۰ھ میں متمکن ہوئے تھے۔ از ابن اثیر

اہل شام سے لی اور اسی روز امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا، لیکن صحیح یہ ہے کہ معاویہ نے بعد فیصلہ حکمین، اپنی خلافت کی بیعت لی تھی شہادت کے چالیسویں روز اشعث بن قیس کندی بھی جو امیر المومنین علی کے رفیق تھے انتقال کر گئے اور آپ کے بعد امیر ابیان معاویہ سے شرجیل بن السمط الکندی۔

تفویض امارت شہادت سے چند دنوں پیشتر امیر المومنین علی نے بقصد شام ایک لشکر مسلمانوں کا مرتب کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں سے جنگ و موت کی بیعت لی تھی لیکن اتفاق وقت سے لشکر کشی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہید ہو گئے پس جب لوگوں نے حسن ابن علی کے ہاتھ پر بیعت کی تو امیر معاویہ اہل شام کو لے کر کوفہ کی طرف بڑھے۔ امام حسن بھی بقصد جلوگری کوفہ سے نکلے۔ ان کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار کی جمعیت سے قیس بن سعد اور بقول بعض مورخین عبداللہ بن عباس تھے، ساقہ پر قیس، مداین پہونچنے اور قیام کرنے کے ساتھ ہی یہ مشہور ہو گیا کہ قیس بن سعد مارے گئے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکر میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی ایک دوسرے سے الجھ گیا چند لوگ امام حسن کے خیمہ کی طرف جھپٹے جو کچھ پایا لوٹ لیا اندر گھسے تو اس بساط (بچھونا) اور چادر کو بھی چھین لیا جس پر آپ بیٹھے اور جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ بعضوں نے ناعاقبت اندیشی سے آپ کی ران میں نیزہ بھی مارا ربیعہ اور ہمدان آپ کی حمایت پر اٹھے او باشوں کا مجمع منتشر ہو گیا، آپ کو ایک تخت پر اٹھا کر مداین لائے۔ قصر ابیض میں قیام کیا۔

شور و غل فرو ہونے کے بعد امام حسن نے لوگوں کی خود رائی اور نفاق کی وجہ سے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں خلافت و حکومت سے دست کش ہوا چاہتا ہوں بشرطیکہ مجھ کو جو کچھ بیت المال کوفہ میں ہے دیدو (اس وقت بیت المال میں پانچ لاکھ دینار موجود تھے) اور دارابجرد (مضافات فارس) کا خراج مجھے معاف کر دو اور میرے پدر بزرگ کو میرے سامنے سخت و نالائم کلمات سے نہ یاد کرو۔ خط روانہ کرنے کے بعد اپنے بھائی حسین اور عبداللہ بن جعفر سے اس کا تذکرہ کیا ان لوگوں نے کچھ لیا بجھایا

---

[1] یہ واقعہ سنہ ۴۱ھ کا ہے۔ ابن اثیر۔

لیکن وہ اپنے رائے سے نہ پھرے۔ اس خط کے پہونچنے سے چند دنوں پیشتر معاویہ ایک سادہ کاغذ پر دستخط و مہر کرکے عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن سمرہ کی معرفت امام حسن کی خدمت میں بھیج چکے تھے اور علیحدہ یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو جو شرط منظور ہو اس سادہ کاغذ پر لکھ دیجئے ہم اس کو منظور کرلینگے امام حسن نے اس سادہ کاغذ پر جس کے نیچے امیر معاویہ کا دستخط اور مہر تھی پہلی شرطوں سے دوچند شرائط لکھے۔ پس جب امام حسن بعد تفویض امارت ان پچھلی شرائط کے ایفاء کے خواستگار ہوئے تو امیر معاویہ نے پہلے خط کے شرائط پر عمل کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جو تم طلب کرتے تھے۔

بعد تفویض امارت، اہل بصرہ نے خراج دارابجرد امام حسن کو دینے سے انکار کردیا اور یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو ہمارا مال غنیمت ہے ہم اس کو نہیں دے سکتے آپ نے اہل عراق کو جمع کرکے خطبہ دیا بعد حمد و درود کے بیان فرمایا یا اھل[1] العراق سخی نفسی عنکم ثلاث قتل ابی وطعنی وانتھاب بیتی پھر فرمایا الا[2] وقد اصبحتم بین قتیلین قتیل بصفین تبکون لہ وقتیل بالنھروان تطلبون بثارہ واما الباقی فخاذل واما الباکی فثائر وان معاویۃ دعانا الی امر لیس فیہ عز ولا نصفۃ فان اردتم الموت رددناہ علیہ وحاکمناہ الی اللہ بظباء السیوف وان اردتم الحیوٰۃ قبلنا واخذنا لکم الرضیٰ" لوگوں نے ہر طرف سے چلا کر کہا صلح قائم رکھئے صلح قائم رکھئے، چنانچہ امام حسن نے اپنی خلافت کے

ترجمہ[1] اے اہل عراق میں نے تین بار تم سے درگذر کیا۔ تم نے میرے باپ کو مارا مجھے نیزہ مارا، میرا گھر لوٹا۔

[2] آگاہ ہو کہ تم نے دو مقتولوں کے درمیان صبح کی۔ ایک مقتول صفین کے جس کے لئے تم رو رہے ہو اور ایک مقتول نہروان کے جس کا معاوضہ طلب کر رہے ہو۔ اور جو باقی ہیں خاذل ہے اور رونے والے بدلہ لینے والے ہیں اور معاویہ نے ایک امر پیش کیا ہے جس میں نہ تو عزت ہے اور نہ انصاف پس اگر تم موت پر راضی ہو تو ہم اس امر کو قبول نہ کریں اور ان سے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی کو دوست رکھتے ہو تو ہم اس کو قبول کرلیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کریں۔

چھوٹے بھائی امیر معاویہ کی بیعت کی اس کے بعد امیر معاویہ کوفہ آئے اور لوگ بھی شریک بیعت ہوئے۔ امام حسن نے قیس بن سعد کو (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) امیر معاویہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان کی بیعت کرنے کو لکھ بھیجا قیس نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا اور بنظر مشورہ ان کو مخاطب کر کے کہا "ہم لوگوں کا بغیر امام کے لڑنا مناسب ہے یا کہ امام گمراہ کی اطاعت کرنا، جواب دیا "امام گمراہ کی اطاعت" قیس بن سعد یہ سنکر واپس آئے۔ بعد اخذ بیعت عمرو ابن العاص کے کہنے سے امیر معاویہ نے امام حسن کو خطبہ دینے کے لئے کھڑا کیا تاکہ لوگوں پر وہ اپنی معذوری ظاہر کریں امام حسن نے کھڑے ہو کر بعد حمد و درود کے کہا ایھا الناس ان اللہ ھداکم باولنا وحقن دماءکم باخرنا وان لھذا الامر مدۃ والدنیا دول واللہ عز وجل یقول لنبیہ وان ادری لعلہ فتنۃ لکم ومتاع الی حین جب اس فقرہ پر پہونچے تو امیر معاویہ نے آپ کو بٹھالیا کیونکہ انھوں نے ان کے خلاف خیال بیان فرمایا تھا۔

اس واقعہ کے بعد امام حسن معہ اپنے اہلبیت اور جملہ متعلقین کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ تھوڑی دور تک روتے ہوئے پہونچانے آئے۔ جناب موصوف تاحیات مدینہ ہی میں مقیم رہے حتیٰ کہ ۴۹ھ میں اور بروایت ابوالفرج اصفہانی ۵۱ھ میں انتقال فرما گئے اور جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے بسازش امیر معاویہ زہر دیدیا تھا شیعوں کی روایت ہے جس کی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی۔ امیر معاویہ ان افترایات سے بالکل بری ہیں۔

قیس بن سعد چند دنوں امیر معاویہ کی بیعت سے رکے رہے اور عبیداللہ بن عباس بھی اس رائے سے متفق تھے لیکن جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو بسر کردگی لشکر جرار، عبیداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا، عبیداللہ بن عباس نے خط و کتابت کر کے امان حاصل کر لی شب کے وقت تن تنہا اپنے لشکر سے نکلکر عبداللہ بن عامر کے خیمہ میں آگئے اور ان کے ہمراہ امیر معاویہ کے

پاس چلے گئے۔ عبید اللہ بن عباس کی روانگی کے بعد قیس بن سعد امیر لشکر ہوئے قیس بن سعد نے کل لشکر کو جمع کر کے کہا کہ جب تک امیر معاویہ امیر المومنین علی کے گروہ کو انکے جان و مال کا امن نہ دیں، اور جنگہائے گذشتہ میں جو کچھ اُن سے سرزد ہوا ہے اُس سے درگزر نہ کریں۔ اس وقت تک تم لوگ میرے ساتھ ہو کر معاویہ کے مقابلہ صف آرا ہونا، لشکریوں نے بسر و چشم اس شرط کو قبول کیا اور جنگ معاویہ پر بشرط مذکور بیعت کی۔ رفتہ رفتہ امیر معاویہ تک یہ خبر پہونچی عمرو بن العاص نے جنگ کرنے کی رائے دی امیر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں ہے جنگ کرنے میں انہیں لوگوں کے برابر اہل شام بھی کام آئیں گے پھر ایک قاصد کو بلا کر سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیجا کہ جو شرط تم کو منظور ہو لکھ دو، قیس نے اپنے اور اپنے کل ہمراہیوں کے لئے امان طلب کی مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ نے ان کو امان دی چنانچہ قیس نے مع اپنے کل ہمراہیوں کے بیعت کر لی بعد اس کے سعد بن ابی وقاص آئے اور انھوں نے بھی بیعت کی۔ غرض اس صورت سے امیر معاویہ کی حکومت کامل و مستقل ہو گئی اور کافہ مسلمین نے اُن کی خلافت پر بیعت کی یہ واقعہ نصف سنہ ۴۱ھ کا ہے اسی وجہ سے یہ سنہ عام الجماعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس کے بعد خوارج نے ہر چہار طرف سے خروج کیا امیر معاویہ نے اُن سے صف آرائی کی۔ زیر و زبر کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلہ میں بیان کریں گے۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے

خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو کچھ روئداد: فتوحات اور لڑائیاں ہوئی تھیں اور پھر اتفاق اور اجتماع ہوا تھا اُس کا یہ آخری کلام ہے میں نے جو کلی و جزی حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ کبیر تالیف محمد بن جریر طبری کا خلاصہ ہے کیونکہ فن تاریخ میں جس قدر کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان سب سے اسی کو قابل اعتماد پایا ہے اور کبار و اخیار امت عدول صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مطاعن سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مورخوں کے کلام میں ایسے واقعات

دیکھے جاتے ہیں جس سے جو اپرستوں کو ان بزرگوں کے حق میں شبہ و بدظنی پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایات نقل کی جائیں۔ میں نے بعض حالات سوائے طبری کے اور لوگوں کی کتابوں سے بھی حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کیا ہے اور جب میں نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہ کے حالات بھی خلفاء سابقین کی حالات کے ساتھ ہی بیان کر دئیے جاتے کیونکہ فضیلت، عدالت اور صحبت میں یہ اُن کے تابع تھے اور حدیث الخلافۃ میں بعدی ثلاثون سنتہ کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئیے کیونکہ اس کی صحت پایہ ثبوت کو نہیں پہونچی اور حق یہ ہے کہ معاویہ کا شمار خلفاء میں ہے اور مورخوں نے اپنے تالیفات میں دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے۔

اول یہ کہ خلافت زمانہ معاویہ میں بوجہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اس زمانہ میں پیدا ہو گئی تھی اور اس کے پیشتر انتخاب و اجماع سے خلافت قائم کی جاتی تھی پس مورخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کیا۔

معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جو بزور غلبہ اور عصبیت سریر خلافت پر متمکن ہوئے جن کو ہوا پرست ملوک سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے تشبیہہ دیتے ہیں حاشاللہ معاویہ اپنے بعد کے خلفاء سے تشبیہہ نہیں دئے جا سکتے۔ یہ خلفاء راشدین سے ہیں ان کو اُن خلفاء مروانیہ سے تشبیہہ دینا جو ان کے بعد ہوئے ہیں اور ان سے مرتبہ اور دین میں کم ہیں نہایت غلطی ہے اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس جو ان کے بعد ہوئے ہیں ان سے تشبیہہ دینا غیر مناسب ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بادشاہت رتبہ میں خلافت سے کم ہے پس کیسے خلیفہ بادشاہ ہو سکتا ہے سمجھ رکھو کہ جو بادشاہت مخالف بلکہ منافی خلافت کے ہے وہ جبروتیت ہے جو کسروئیت سے تعبیر کی جاتی ہے جس سے عمر فاروق نے معاویہ کا ظاہری حال دیکھ کر نفرت ظاہر کی تھی باقی رہی وہ بادشاہت جو غلبہ عصبیت اور شوکت سے حاصل ہوتی ہے وہ خلافت اور نبوت کی منافی نہیں ہے سلیمان اور داؤد علیہما السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور نہایت درجہ دنیا کے کاموں میں چست

اور اطاعت الٰہی کے پابند تھے، معاویہ نے استکثار دنیا و دولت کی وجہ سے حکومت کی خواہش نہیں کی بلکہ ان کو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے اُبھارا تھا جبکہ مسلمانوں نے کل سلطنتوں پر استیلاء حاصل کر لیا تھا اور یہ اُن کے خلیفہ تھے پس انھوں نے اُن کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً بوجہ عصبیب اپنی جانب مایل کر لیتا ہے اور ایسا ہی حال ان خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں کہ جس وقت استقلال حکومت اور نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئے اس وقت انھوں نے گروہ بندی کے لحاظ سے بزور جبر حکومت قایم کر لی اور قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبر وتیہ کے شناخت کا یہ ہے کہ اُن کے افعال کو صحیح طور سے دیکھو واہیات خرافات کے پیچھے نہ پڑو پس جن کے افعال مطابق کتاب و سنت کے ہوں تو وہ خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جن کے افعال اس مقیاس سے خارج ہوں وہ ملوک دنیا ہیں اور خلیفہ ان کو مجازاً کہا جائیگا۔

دوسرا سبب معاویہ کے خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیٰحدہ کرنے کا یہ ہے کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے اور ان میں سے معاویہ عظیم الشان تھے پس یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور خلفاء سابقین مختلف خاندان کے تھے اُن کو ایک ساتھ بیان کیا، عثمان بن عفان باوجودیکہ اموی تھے ان کے ساتھ اس وجہ سے ملحق کر دئے گئے کہ فضیلت و دین میں اُن سے قریب تھے۔ واللہ یحشرنا فی زمرتھم و یرحمنا باقتدائھم۔

تم الجزء الرابع من ترجمة تاریخ امام ابن خلدون ویلیہ الجزء الخامس انشاء اللہ تعالیٰ

فہرست ترجمہ تاریخ علامہ ابن خلدون رح

جلد چہارم

اخبار خلافت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ